Presented by: Rana Jabir Abbas

تاریخِ نجفِ اشرف

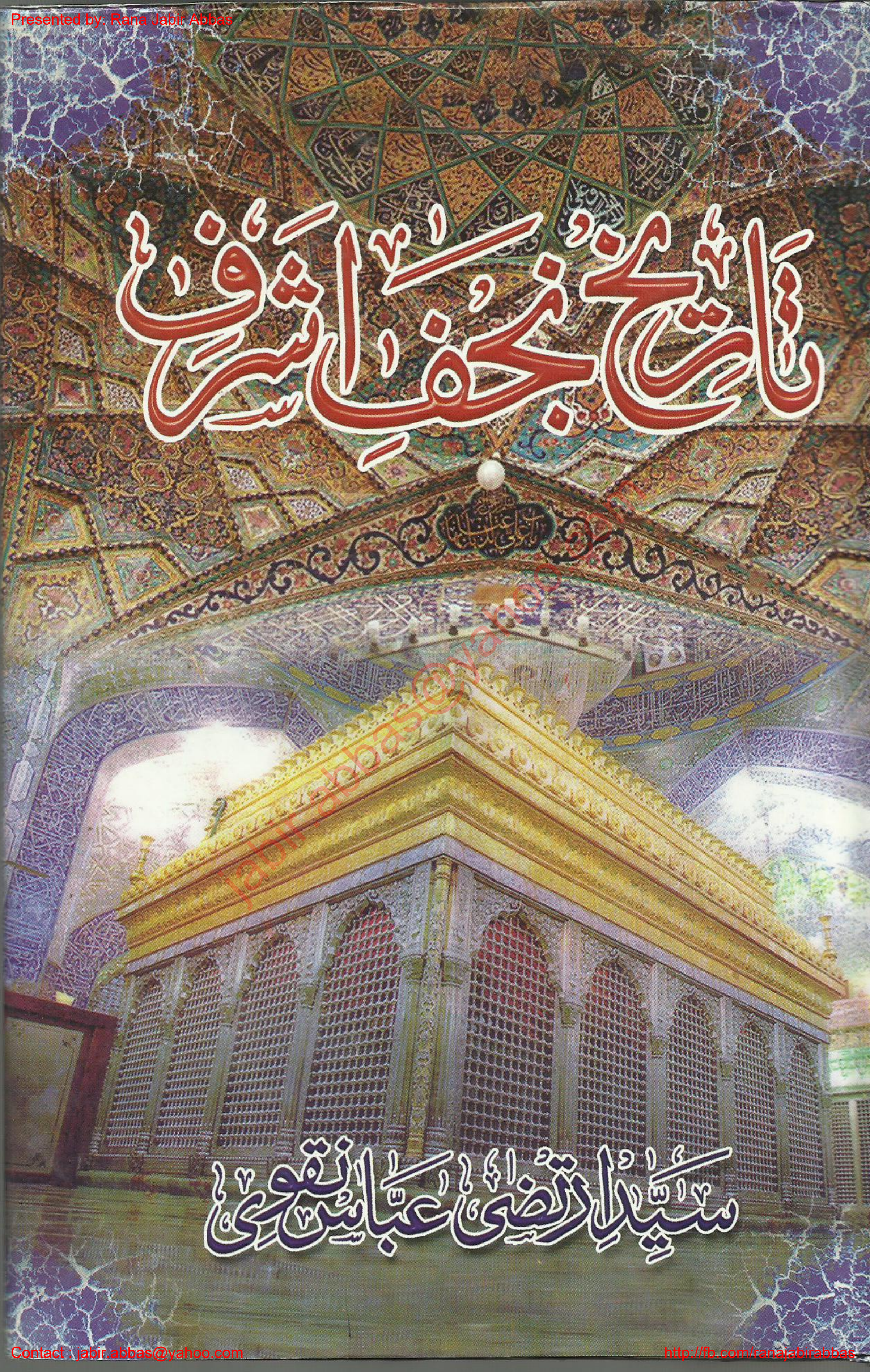

سید ارتضیٰ عباس نقوی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

چودہ صد سالہ یادگارِ نجف اشرف کے موقع پر

مرکز تحقیقِ علومِ آلِ محمدؑ کی چھٹی پیشکش

تاریخ نجفِ اشرف

jabir.abbas@yahoo.com

تالیف و تحقیق

سید ارتضیٰ عباس نقوی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب	:	تاریخِ نجف اشرف
تحقیق وتالیف	:	سید ارتضیٰ عباس نقوی
اشاعت	:	اول، اکتوبر ۲۰۱۲ء
تعداد	:	۶۰۰
قیمت	:	۴۵۰ روپے

﴿کتاب ملنے کا پتہ﴾

مرکزِ تحقیق علوم آلِ محمدؐ

الف ۔ ۷، رضویہ سوسائٹی

ناظم آباد نمبر ۱، کراچی

پاکستان

0346-2781009

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

چودہ صد سالہ یادگارِ نجف اشرف

(۷ ۳ھ۔ ۷ ۱۴۳ھ)

کے موقع پر

۱۴۳۷ھ

کے نام

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مشرق میں کہ مغرب میں کرو دفن اسے
جو عاشق حیدرؑ ہے نجف میں ہو گا
(میر انیسؔ)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فہرست

امیر المومنینؑ کا شہر..............سید ارتضیٰ عباس نقوی ۳۵

باب ۱

تاریخ انبیاء اور نجفِ اشرف

حضرت آدمؑ و نوحؑ کی قبریں نجف میں ہیں ۳۹

نجف کی زمین حضرت ابراہیمؑ نے خریدی ۳۹

حضرت ہودؑ و صالحؑ نجف میں دفن ہیں ۴۰

باب ۲

نجف کے مختلف نام

(۱) نجف کو نجف کیوں کہتے ہیں ۴۱

(۲)۔غری (غریین) ۴۱

(۳)مشہد ۴۲

(۴)الظہر ۴۲

(۵)ظہر الکوفۃ ۴۳

(۶) نجف الکوفۃ ۴۳

(۷)اللسان ۴۴

(۸)خدالعذراء ۴۴

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۹)الرحی ۴۴
(۱۰)بانقیا ۴۴
(۱۱)دومۃ ۴۵
(۱۲)۔مجاز ۴۵
(۱۳)ربوۃ ۴۵
(۱۴)طورسینا ۴۶
(۱۵)جودی ۴۶
(۱۶)وادی السلام ۴۶
(۱۷)ثویۃ ۴۶
نجف کے مزید نام ۴۷

باب۳

کوفہ کی اجمالی تاریخ

قرآن میں کوفہ کا ذکر ۴۸
''کوفہ'' کے معنی ۴۹
کوفہ انبیاء کا شہر ہے ۴۹
مسلمانوں سے پہلے کوفہ یہودیوں اور عیسائیوں کا شہر تھا ۵۰
کوفہ کے قدیم چرچ ۵۰
کوفہ حضرت ابراہیمؑ نے خریدا تھا ۵۱
کچھ ''حیرۃ'' کے بارے میں ۵۱
کوفہ حضرت عمر نے آباد کیا ۵۲
کوفہ کا مقام ۵۲
شہر مدائن کی خرابی ۵۳

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

واپسی کا حکم	۵۴
کوفہ میں قیام	۵۴
حضرت عمر کو اطلاع	۵۴
مکانات کی تعمیر	۵۵
پختہ مکانات کی اجازت	۵۵
کوفہ کی سڑکیں اور گلیاں	۵۶
کوفہ کا اولین جغرافیہ	۵۶
بازار	۵۷
بیت المال	۵۷
دارالامارہ کی تعمیر	۵۷
مسجد کی دوبارہ تعمیر	۵۸
دارالامارہ کا دروزہ	۵۸
سرحدیں	۵۹
بصرہ و کوفہ کی تاسیس	۵۹
کنویں	۶۰
کناسہ	۶۰
نخیلہ	۶۰
نعمان بن المنذر اور کوفہ	۶۱
دارالامارہ کی تاریخ	۶۱
مسجد کوفہ کی تاریخ	۶۳
مسجد کوفہ کی فضیلت	۶۵
کوفہ میں آباد ہونے والے قبائل	۷۱
کوفہ کے قدیم قصر	۷۱
jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کوفہ کے بازار	۷۲
کوفہ پر لکھی گئی پہلی کتاب	۷۲
کوفہ پر لکھی گئی دوسری کتابیں	۷۳
اوّلین کتابیں	۷۳
معاصرین کی کتابیں	۷۶
کوفہ کی مسجدیں	۷۷
کوفے کے حالات وواقعات ایک نظر میں	۸۴
ظہور حضرت حجتؑ اور کوفہ	۸۵
حجر اسود کا کوفہ میں نصب ہونا	۸۵
ابن بطوطہ کے سفرنامے میں کوفے کا حال	۸۹
کوفے کی زیارات	۹۱
مسجدِ کوفہ	۹۱
دکۃ القضا	۹۲
بیت الطشت	۹۲
مقام طوفانِ نوحؑ	۹۳
دکۃ المعراج	۹۳
مصلیٰ حضرت جبرائیلؑ	۹۳
چالیس انبیاءؑ کے مصلے	۹۳
قید خانہ حضرت مختارؒ	۹۳
مقام امام زین العابدینؑ ومقام امام جعفر صادقؑ	۹۳
روضہ حضرت ہانی بن عروہؒ	۹۳
روضہ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ	۹۴
قبر حضرت مختار ثقفیؒ	۹۵

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

روضہ حضرت خدیجہؑ بنتِ علیؑ بن ابی طالبؑ	۹۵
بیت الشرف	۹۵
دارالامارہ	۹۵
روضہ حضرت میثم تمارؒ	۹۵
مسجدِ سہلہ	۹۶
۱۔مقام حضرت ادریسؑ	۹۶
۲۔مقام حضرت ابراہیمؑ	۹۶
۳۔مقام حضرت خضرؑ	۹۶
۴۔مقام صالحین	۹۶
۵۔مقام امام زین العابدینؑ	۹۶
۶۔مقام امام جعفر صادق	۹۷
۷۔مقام امام زمانہؑ	۹۷
مسجد زید بن صوحانؒ	۹۷
مسجدِ صعصعہ بن صوحانؒ	۹۷
کوفہ اوراس کے نواح میں امام زادوں کے مزارات	۹۷

باب ۴

امیر المومنینؑ اور نجفِ اشرف

امیر المومنینؑ نے نجف کی زمین ۴۰ ہزار درہم میں خریدی	۱۰۰
نجف میں امیر المومنینؑ کی تدفین	۱۰۰
قبر امیر المومنینؑ مخفی کیوں رکھی گئی	۱۰۱
نجف میں تدفین سے متعلق امیر المومنینؑ کی وصیت	۱۰۲
مسجدِ حنانہ نے جنازے کی تعظیم کی	۱۰۳

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

درختوں نے سجدۂ تعظیمی ادا کیا ۱۰۳

باب ۵

واقعہ کربلا میں ذکرِ نجف

امام حسینؑ نے کربلا میں نجف کا ذکر کیوں نہیں کیا......! ۱۰۴
کربلا میں زائرِ نجف کی شہادت ۱۰۵
وہ زائرِ نجف جو زیارت حضرت عباسؑ کا تمنائی تھا ۱۰۷
سر امام حسینؑ کی مسجدِ حنانہ میں آمد ۱۰۹
سرِ امام حسینؑ کا نجف آنا ۱۱۰

باب ۶

معصومینؑ کا سفرِ نجف اشرف

قبرِ امیرالمومنینؑ پر امام زین العابدینؑ کی دعا ۱۱۴
واقعہ کربلا کے بعد امام زین العابدینؑ نجف جاتے تھے ۱۱۵
امام محمد باقرؑ کا نجف اشرف تشریف لانا ۱۱۶
امام جعفر صادقؑ کا نجف اشرف تشریف لانا ۱۱۸
امام علی نقیؑ کا نجف اشرف تشریف لانا ۱۱۸

باب ۷

امام جعفر صادقؑ کا سفرِ نجف اشرف

عبداللہ بن عبید بن زید کا بیان ۱۱۹
صفوان بن مہران شتربانِ امام جعفر صادقؑ کا بیان ۱۱۹
ابوالفرج سندی کا بیان ۱۱۹
ابان بن تغلب کا بیان ۱۲۰

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یعقوب بن الیاس کا بیان ۱۲۰
علی بن حکم صفوان کا بیان ۱۲۰
عبداللہ بن سنان کا بیان ۱۲۱
زید بن طلحہ کا بیان ۱۲۱
ابوبصیر کا بیان ۱۲۲
عمر بن عبداللہ بن طلحہ کا بیان ۱۲۲
ایک اور راوی کا بیان ۱۲۲
یونس بن ظبیان کا بیان ۱۲۲
ابواسامہ کا بیان ۱۲۴
ابوسعید کا بیان ۱۲۴
محمد بن محمد بن فضل کا بیان ۱۲۴
صفوان کا بیان ۱۲۴
اسحاق بن حریز کا بیان ۱۲۵
مفصل بن عمر جعفی کا بیان ۱۲۵
حسین بن اسماعیل صیونی کا بیان ۱۲۶
ابن مارد کا بیان ۱۲۶
ابوعامر تبانی کا بیان ۱۲۷
حسان بن مہران کا بیان ۱۲۷
یونس بن ظبیان کا بیان ۱۲۸
صفوان جمال کا بیان ۱۳۲
محمد بن مشہدی کا بیان ۱۳۴
محمد بن مسلم کا بیان ۱۳۴
امام جعفر صادق شب نجف میں گزارتے تھے ۱۳۵

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۸

نجف اشرف معصومینؑ کی نظر میں

نجف اشرف سے متعلق رسول خداؐ کا فرمان	۱۳۶
نجف اشرف سے متعلق امام حسنؑ کا فرمان	۱۳۶
نجف اشرف سے متعلق امام محمد باقرؑ کا فرمان	۱۳۷
نجف اشرف سے متعلق امام موسیٰ کاظمؑ کا فرمان	۱۳۷
نجف اشرف سے متعلق امام علی رضاؑ کا فرمان	۱۳۷
نجف اشرف سے متعلق امام محمد تقیؑ کا فرمان	۱۳۸
نجف اشرف سے متعلق امام حسن عسکریؑ کا فرمان	۱۳۸

باب ۹

روضۂ امیر المومنینؑ کی تاریخ

قبر امیر المومنینؑ کی علامت	۱۳۹
قبر امیر المومنینؑ کی پہلی تعمیر امام جعفر صادقؑ نے کروائی	۱۴۰
دوسری تعمیر ـــــ ۱۳۳ھ	۱۴۲
تیسری تعمیر ـــــ ۱۵۵ھ	۱۴۲
چوتھی تعمیر ـــــ ۲۸۳ھ	۱۴۹
پانچویں تعمیر ـــــ ۳۱۱ھ عمارت حمدانیہ	۱۵۴
چھٹی تعمیر ـــــ ۳۳۸ھ عمر بن یحییٰ العلوی کی تعمیر	۱۵۸
ساتویں تعمیر ـــــ ۳۶۹ھ عضد الدولہ بویہی کی تعمیر	۱۶۰
مرقد کی عمارت جلنے کے بعد	۱۶۵
آٹھویں تعمیر .... صفوی عمارت	۱۶۷

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نویں تعمیر..................۱۱۵۶ھ عمارتِ نادرشاہ درّانی	۱۷۰
میناروں کی تاریخ	۱۷۵
میناروں پر نادرشاہ نے سونا چڑھایا	۱۷۵
میناروں کا طول وعرض اور سونا	۱۷۶
گنبد اقدس کی تاریخ	۱۷۷
موجودہ گنبد دراصل دو گنبد ہیں	۱۷۷
گنبد سے متعلق محمد حسین حرز الدین کا چشم دید بیان	۱۷۸
گنبد کے سونے میں ترامیم اور اضافے	۱۷۹
قبر امیر المومنینؑ کا صندوق	۱۷۹
پہلا صندوق	۱۸۰
دوسرا صندوق	۱۸۰
تیسرا صندوق	۱۸۱
چوتھا صندوق	۱۸۱
موجودہ صندوق	۱۸۲
صندوقِ اقدس کی چادریں	۱۸۳
صندوق پر آویزاں زیورات اور نادر الوجود اشیاء	۱۸۴
صندوق اقدس سے دو انگلیوں کا برآمد ہونا	۱۸۵
مُرّہ بن قیس کے واقعہ کا سن	۱۸۶
موضع الاصبعین کی شرعی حیثیت	۱۸۶
صندوق اقدس پر نادرشاہ کا تاج	۱۸۶
ضریحِ امیر المومنینؑ کی تاریخ	۱۸۷
پہلی ضریح	۱۸۷

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دوسری ضریح ۱۸۷

تیسری ضریح ۱۸۸

چوتھی ضریح ۱۸۸

پانچویں ضریح ۱۸۸

موجودہ ضریح ۱۸۹

ضریح اقدس کی جالیاں ۱۹۱

حرم کے دروازے ۱۹۱

(۱) باب کبیر ۱۹۱

(۲) باب مسلمؑ ابن عقیلؑ ۱۹۲

(۳) باب قبلہ ۱۹۳

(۴) باب طوسی ۱۹۴

(۵) باب فرج ۱۹۵

حدودِ حرم سے قریب عمارتیں ۱۹۵

مسجد عمران بن شاہین ۱۹۶

مسجد الخضرۃ ۱۹۷

مدرسۃ الغرویۃ "حسینیۃ آل زینی" ۱۹۸

روضۂ حیدریہ کا کتب خانہ ۱۹۹

دارالشفاء ۱۹۹

مسجد رأس ۲۰۰

تکیہ بکتاشیہ ۲۰۲

دارِ ضیافت ۲۰۴

ساباط ۲۰۴

ایوان جنوبی ۲۰۵

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ایوان شمالی	۲۰۶
روضہ اقدس کی گھڑی	۲۰۶
صحنِ اقدس	۲۰۸
رواقِ روضۂ مطہر	۲۱۰
ایوانِ علماء	۲۱۱
ایوان میزاب الذہب	۲۱۲
ایوانِ طلاء	۲۱۳
ابوابِ رواق	۲۱۴
حرم کے داخلی دروازے	۲۱۵

باب ۱۰

خزانہ امیر المومنینؑ کی تاریخ

نوادرات ضائع کیسے ہوئے؟	۲۱۶
نوادرات کی تاریخ	۲۱۸
نوادرات کے پانچ گودام	۲۲۱
ڈاکٹر سعاد ماہر کے مطابق خزانے کی تفصیل	۲۲۲
(۱) مخطوطات	۲۲۲
(۲) معدنی تحائف	۲۲۳

باب ۱۱

مدفونین نجف اشرف

حرم امیر المومنینؑ میں دفن ہونے والے	۲۲۸

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۱۲

نجف اشرف اور ہندوستان

نجف اور سلاطین بہمنیہ	۲۵۵
ملکہ جہاں والدہ محمد شاہ بہمنی نے زائرین وخدام کے لیے رقم بھجوائی	۲۵۵
احمد شاہ بہمنی نے تیس ہزار چاندی کے سکے بھجوائے	۲۵۶
ملکہ جہاں والدہ محمد شاہ بہمنی کا سفر نجف	۲۵۶
نجف اور سلاطین نظام شاہی	۲۵۷
برہان نظام شاہ نے کثیر رقم کربلا و نجف بھجوائی	۲۵۷
امیر تیمور کا سفر کربلا و نجف اشرف	۲۵۷
نجف اشرف اور شاہان اودھ	۲۵۷
نواب آصف الدولہ نے نہر آصفی جاری کروائی	۲۵۸
آصف الدولہ نے شہر نجف کی فصیل بنوائی	۲۵۹
نواب سعادت علی خاں نے ضریح بنوائی	۲۵۹
غازی الدین حیدر نے لکھنوء میں روضہ نجف کی شبیہ بنوائی	۲۵۹
نواب مبارک محل کا وثیقہ کربلا و نجف جاتا تھا	۲۶۲
سرفراز محل کا وثیقہ بھی کربلا و نجف جاتا تھا	۲۶۳
غازی الدین حیدر کی ارسال کردہ رقوم	۲۶۳
محمد علی شاہ کا تاج اور سونے کی تلوار نجف میں نذر ہوئی	۲۶۴
محمد علی شاہ نے نہر آصفی کی مرمت کروائی	۲۶۴
سامرہ میں محمد علی شاہ کی خدمات	۲۶۷
ملکہ جہاں مدتوں کربلا و نجف میں رہیں	۲۶۷
ملکہ جہاں نے اپنے ہاتھ سے قرآن لکھ کر کربلا و نجف میں نذر کیا	۲۶۷

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امجد علی شاہ نے نہر آصفی کی مرمت کرائی ۲۶۸

عہد امجد علی شاہ میں شبیہ روضہ نجف کی تعمیر ۲۶۸

لکھنو میں روضہ نجف کی تیسری شبیہ ۲۶۹

امجد علی شاہ نے نہر حسینی، روضہ مسلمؑ وہانی اور مسجد کوفہ کی مرمت کرائی ۲۶۹

نجف اشرف اور ریاست رامپور ۲۷۱

نواب حامد علی خاں روضہ امیر المومنینؑ میں دفن ہوئے ۲۷۱

ریاست رامپور کی طرف سے سالانہ چھ ہزار تین روپے عراق جاتے تھے ۲۷۲

نواب رضا علی خاں اور زیارت نجف اشرف ۲۷۲

چھوٹی مہارانی محمود آباد نے وادی السلام میں مقام امام جعفر صادق کی تعمیر کروائی ۲۷۳

باب ۱۴

نجف اشرف غیر مسلموں کی نظر میں

Pedro Teixeira نجف میں ستمبر ۱۶۰۴ء ۲۷۴

تکسیرا کی باتوں کی تائید ۲۷۷

Jean Babtiste Tavernier نجف میں ۲۷۸

C. Neibur کا نجف آنا اور اس کے مشاہدات ۲۲ دسمبر ۱۷۶۵ء ۲۸۰

C. Neibur کوفہ میں ۲۸۴

V. Fontanier نجف: ۱۸۲۴ء سے ۱۸۵۲ء میں ۲۸۵

W.K.Loftus کے مشاہدات ۸۵۳ء ۲۸۶

Richard Coke نجف اُنیسویں صدی کے وسط میں ۲۹۰

John Petters کے تاریخی بیانات ۱۸۹۰ء ۲۹۲

Roland Wilkins.Mrs نجف بیسویں صدی کے اوائل میں ۲۹۶

Sir Ronald Storrs کے بیانات ۹ مارچ ۱۹۱۷ء ۲۹۹

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

Lyelle Thomas کے بیانات ۳۰۲
Freya Stark کا نجف آنا ۱۹۳۷ء ۳۰۷

باب ۱۴

نجفیات

نجف کے دینی مدارس ۳۱۱
نجف اشرف کے کتب خانے ۳۱۴
نجف کی مساجد ۳۱۹
نجف کے محلے ۳۲۳
۱۔محلہ مشراق ۳۲۳
۲۔محلہ عمارہ ۳۲۵
۳۔محلہ حویش ۳۲۷
۴۔محلہ براق ۳۲۸
نجف کی نہریں ۳۲۹
نجف کے مطابع ۳۳۳
نجف کی صحافت ۳۳۵
شہر نجف کی فصلیں ۳۳۷

باب ۱۵

دُرِ نجف وموئے نجف

دُرِ نجف سے متعلق امیرالمومنینؑ کی پیشنگوئی ۳۳۹
دُرِ نجف پہننے کا ثواب ۳۳۹
دُرِ نجف کی خصوصیت ۳۴۰

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

موئے نجف ۳۴۱

میر انیسؔ کے دُرِّ نجف ۳۴۱

مرزا دبیرؔ کے دُرِّ نجف ۳۴۳

باب ۱۶

حوزہ علمیہ نجف کی اجمالی تاریخ

نجف کے حوزہ علمیہ کی بنیاد امیرالمومنینؑ نے رکھی ۳۴۵

کوفہ میں حضرت زینب الکبریٰؑ کا حلقۂ درس ۳۴۸

کوفہ میں حضرت امام جعفرصادقؑ کا حلقۂ درس ۳۴۹

نجف شیخ طوسیؒ کی ہجرت سے پہلے ۳۵۰

شیخ طوسیؒ کی نجف میں آمد ۳۵۲

شیخ الطائفہ کا عظیم کتب خانہ ۳۵۴

نجف کی طرف ہجرت ۳۵۵

سید مہدی بحر العلوم کی نجف میں آمد ۳۵۸

شیخ مرتضیٰ انصاری کی نجف میں آمد ۳۵۹

باب ۱۷

نجف کے مقامات مقدسہ

زیارتِ نجف کا ثواب ۳۶۱

امیرالمومنینؑ اپنے زائروں کے محافظ ہیں ۳۶۳

زائر امیرالمومنینؑ پر جنت واجب ہے ۳۶۵

ایک زائرِ نجف کا معجزہ ۳۶۵

نجف میں دفن ہونے والے کا حساب و کتاب نہیں ہوتا ۳۶۶

قبرِ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ ۳۶۶

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مقام امام زین العابدینؑ	۳۶۶
نجف کا پہلا مدفون..........صافی صفایمانی:	۳۶۷
قبرستان وادی السلام	۳۶۸
قبریں بنانا اور دُرِ نجف کی تلاش	۳۶۹
مقام حضرت ہودؑ و حضرت صالح	۳۶۹
مقام امام جعفر صادق	۳۶۹
مقام امام زمانہؑ	۳۷۰
روضہ حضرت کمیلؒ	۳۷۰
مسجد حنانہ	۳۷۱

باب ۱۸

نجف پر لکھی گئی کتابیں	۳۷۲

باب ۱۹

نجف اشرف چودہ صدیوں کے آئینے میں

نجفِ اشرف پہلی صدی ہجری میں	۳۷۹
نجف اشرف دوسری صدی ہجری میں	۳۸۱
نجف اشرف تیسری صدی ہجری میں	۳۸۲
نجف اشرف چوتھی صدی ہجری میں	۳۸۴
نجف اشرف پانچویں صدی ہجری میں	۳۸۸
نجف اشرف چھٹی صدی ہجری میں	۳۹۰
نجف اشرف ساتویں صدی ہجری میں	۳۹۴
نجف اشرف آٹھویں صدی ہجری میں	۳۹۸
نجف اشرف نویں صدی ہجری میں	۴۰۰

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نجف اشرف دسویں صدی ہجری میں ۴۰۱
نجف اشرف گیارھویں صدی ہجری میں ۴۰۳
نجف اشرف بارہویں صدی ہجری میں ۴۰۵
نجف اشرف تیرہویں صدی ہجری میں ۴۰۷
نجف اشرف چودہویں صدی ہجری میں ۴۱۱

باب ۲۰

فارسی اور اردو قصائد میں نجف اشرف کی مدح

صالح کشفی ترمذی حنفیؒ * خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ * حضرت لعل شہباز قلندرؒ ۴۱۴
شیخ نورالدین آذریؒ * حسانِ اہلبیت ملا حسن کاشانیؒ * مرزا غالبؔ ۴۱۵
مولانا حسرتؔ موہانی * علامہ اقبالؔ * حافظ شیرازی ۴۱۶
عرفیؔ شیرازی۔ عرفی کی لاش نجف پہنچ گئی ۴۱۶
خواجہ حیدر علی آتشؔ * آغا حسن امانتؔ لکھنوی * مرزا رفیع سوداؔ ۴۱۷
مرزا محمد علی صائبؔ تبریزی * آفتاب الدولہ قلقؔ لکھنوی ۴۱۸
خواجہ مستان شاہ کابلیؒ * نواب کلب علی خاں والئی رامپور ۴۱۸
نورالدین عبدالرحمن جامیؔ * شمس تبریز * میر محمد علی شفقؔ لکھنوی ۴۱۹
انشاء اللہ خاں انشاءؔ * ناصر علی علی * راجہ محمد علی شاہ بیدل ۴۱۹
علی اختر اخترؔ جونپوری * میر محمد علی مسرورؔ حیدرآبادی ۴۱۹
میر محمد حسین فاضلؔ حیدرآبادی * کاظم حسین محشرؔ لکھنوی * نعیمؔ سہیلی * آثمؔ شکارپوری ۴۲۰
شمسؔ ہلوری * جعفر عشقیؔ سیالکوٹی * افقرؔ موہانی * سید محمد جعفر قدسی جائسی * ۴۲۰
مولوی سیّد وجاہت حسین ناظمؔ * تعشقؔ لکھنوی * مولانا سیّد شاہ علی حسن جائسی ۴۲۴
حامد حسین حامدؔ شکارپوری * جمیلؔ مظہری * فاضلؔ حیدرآبادی ۴۲۴
مرزا محمد ہادی عزیزؔ لکھنوی * خواجہ اسداللہ ۴۲۴

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۲۱

شعرائے اردو اور مدحِ نجف اشرف

رباعیات در مدح نجف اشرف	۴۲۶
میر انیسؔ * میر مونسؔ * مرزا دبیرؔ	۴۲۷
مردان علی رعناؔ مراد آبادی * صفیرؔ بلگرامی * ثابتؔ لکھنوی	۴۳۲
مخمس در مدح نجف اشرف	۴۳۳
سیّد اصغر حسین ثمرؔ لکھنوی	۴۳۳
سیّد اولاد حسین مداحؔ	۴۳۵
سیّد فرزند احمد صفیرؔ بلگرامی (شاگرد مرزا غالبؔ و مرزا دبیرؔ)	۴۳۷
تضمین بر منقبت آتشؔ	۴۳۷
نفاستؔ زید پوری	۴۳۷
مرزا دبیرؔ	۴۳۷
سلاموں میں نجف کی مدح	۴۳۸
مرزا فصیحؔ	۴۳۸
سلطان عالیہ سلطانؔ دختر غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ۔	۴۳۹
مرزا غلام محمد نظیرؔ برادر مرزا دبیرؔ	۴۳۹
نواب جعفر علی مطیرؔ شاگرد مرزا دبیرؔ	۴۳۹
میر صفدرؔ شاگرد مرزا دبیرؔ	۴۳۹
داروغہ سید عبدالوہاب وہابؔ شاگرد مرزا دبیرؔ	۴۴۰
مصطفیٰ حسن ہلالؔ شاگرد مرزا دبیرؔ	۴۴۰
میرن جان صاحب شاگرد مرزا دبیرؔ	۴۴۰
بادشاہ علی بقاؔ شاگرد و داماد مرزا دبیرؔ	۴۴۰

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حسینؔ شاگرد مرزا دبیرؔ	۴۴۰
بشیرؔ شاگرد مرزا دبیرؔ	۴۴۱
میر محمد رضا ظہیرؔ شاگرد مرزا دبیرؔ	۴۴۱
مرزا غلام محمد نظیرؔ برادر مرزا دبیرؔ	۴۴۱
میر علی محمد ثوابؔ شاگرد مرزا دبیرؔ	۴۴۱
بادشاہ مرزا اثرؔ لکھنوی	۴۴۱
نفاستؔ زید پوری شاگرد مرزا اوجؔ	۴۴۱
فاخرؔ زید پوری	۴۴۲
عارجؔ زید پوری فرزند فراستؔ زید پوری	۴۴۲
محمد خلیل خلیلؔ شاگرد میر عارفؔ	۴۴۲
سید علی حامدؔ جونپوری	۴۴۲
نجمؔ آفندی	۴۴۳
مرزا محمد جعفر اوجؔ فرزندِ مرزا دبیرؔ	۴۴۳
مرزا نظیرؔ (مرزا دبیرؔ کے بھائی)	۴۴۳
تعشقؔ لکھنوی	۴۴۳
میر خورشید علی نفیسؔ (فرزند میر انیسؔ)	۴۴۳
میر مونسؔ	۴۴۴
میر انیسؔ	۴۴۷
مرزا دبیرؔ	۴۴۷
میر علی محمد عارفؔ	۴۴۸
محمود حسن عقیلؔ	۴۴۹
افضل حسین ثابتؔ لکھنوی	۴۴۹
سیّد محمد اصغر رضوانؔ لکھنوی	۴۵۰

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اصغر حسین ثمر لکھنوی ۴۵۳
میر انیس ۴۵۴

باب ۲۲

میر انیس کی شاعری میں مدح نجف اشرف

انیس ہم نہ رہیں گے کہیں سوائے نجف ۴۵۶
نجف جنت کا ٹکڑا ہے ۴۵۷
نجف حضرت علیؑ ہی کے لیے بنایا گیا ۴۵۷
نجف میں شراب سرکہ ہو جاتی ہے ۴۵۷
زائر نجف کی فضلیت ۴۵۸
روضہ حضرت علیؑ کی تعریف ۴۵۸
مصائب میں نجف کے تذکرے ۴۵۹
امام حسینؑ مکہ سے نجف نہ جا سکے ۴۶۰
کربلا میں ورود امام حسینؑ.... خاکِ کربلا نجف سے افضل ہوگئی ۴۶۰
شب عاشور نجف میں اداسی تھی ۴۶۱
حرؑ کا پسر سعد سے کہنا کہ حسینؑ کو نجف جانے دے ۴۶۲
جنت تو ہے نزدیک نجف دور ہے آقا ۴۶۲
عونؑ و محمدؑ پر حملہ.... نجف سے فریاد کی آواز ۴۶۴
لاشوں کی موجودگی میں حضرت زینبؑ کی سوئے نجف نگاہ ۴۶۵
منہ کر کے سوئے قبر علیؑ پھر کیا خطاب ۴۶۵
کہتے ہیں چلا جاؤں گا روضے پہ علیؑ کے ۴۶۶
زوجہ عباسؑ کی فریاد.... مجھے نجف تک پہنچا دیں ۴۶۶
حضرت عباسؑ نرغہ اعدا میں ۴۶۷

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سوئے نجف حضرت زینبؑ کی دعا ۴۶۷
روضہ عباسؑ ثانی روضہ نجف ہے ۴۶۸
حضرت عباسؑ کی حضرت علی اکبرؑ سے گفتگو ۴۶۸
رخصت علی اکبرؑ میں ذکر نجف ۴۶۸
روز عاشور زعفر جن کا نجف آنا ۴۶۹
زعفر! محمد کے نواسے کو نجف پہونچا دے ۴۶۹
لے جاؤ اپنے ساتھ نجف میں حسینؑ کو ۴۷۰
لاش امام حسینؑ پر حضرت زینب کی فریاد ۴۷۱
روز عاشور نجف میں زلزلہ ۴۷۱
روایت راہب میں ذکر نجف ۴۷۱
کلام انیس میں نجف کی تراکیب ۴۷۲

باب ۲۳

نجف اشرف سفرناموں کی روشنی میں

نجف اشرف ابن بطوطہ کے سفرنامے میں۔ ۷۲۶ھ ۴۷۹
کتاب ”سلوک الزائرین“۔ ۱۸۸۸ھ ۴۸۷
محمد عباس شیروانی شاگرد مرزا غالب کا بیان ---- ۱۳۱۰ھ ۴۹۲
کتاب ”ہدایت الزائرین“ --- ۱۹۲۵ھ ۴۹۳
کتاب ”زائر حسین کا روزنامچہ“ ---- ۱۹۵۲ھ ۵۰۱
کتاب ”سفرنامہ عراق، عرب وعجم“ ------- ۱۳۴۷ھ: ۵۰۶
کتاب ”معین الزائرین“...... ۱۹۳۱ء ۵۰۹
کتابیات ۵۵۰

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

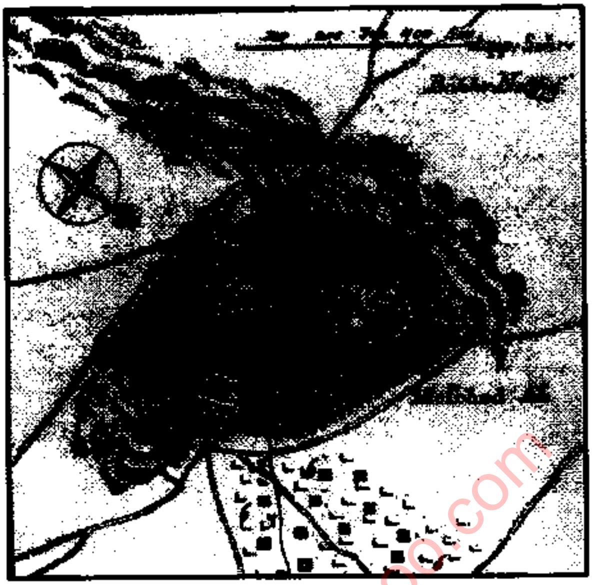

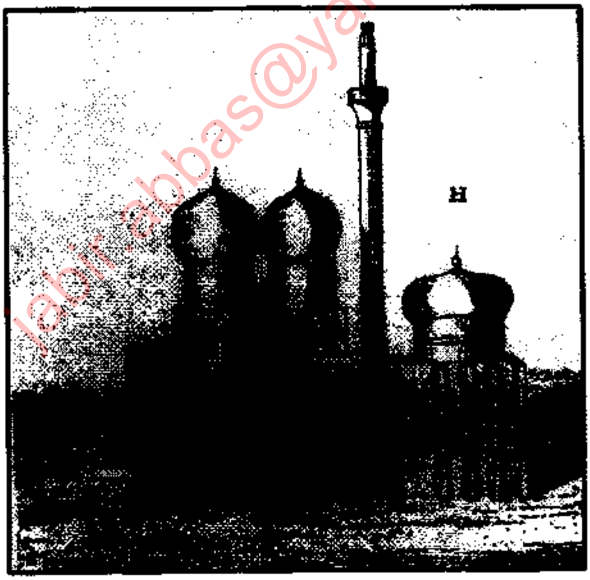

جرمن سیاح C.Neibur کے سفرنامہ (۲۲ردسمبر ۱۷۶۵ء) سے شہر نجف کا
قدیم نقشہ اور حرم امیرالمومنینؑ کی قدیم تصویر جس میں حضرت آدمؑ،
حضرت نوحؑ اور امیرالمومنینؑ کی قبروں کے الگ الگ گنبد نمایاں ہیں۔ یہ
قلمی تصویر اب سے تقریباً ۹ برس پہلے کی ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عہدِ شاہ صفی صفوی (۱۰۴۲ھ/۱۶۳۲ء) کا روضہ امیرالمومنینؑ جب اس
میں مینار تعمیر نہیں ہوئے تھے۔
(تاریخ آلِ امجاد، تصنیف ابوالفضل محمد عباس انصاری شاگرد مرزا غالبؔ)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قدیم نجف تصویروں کے آئینے میں

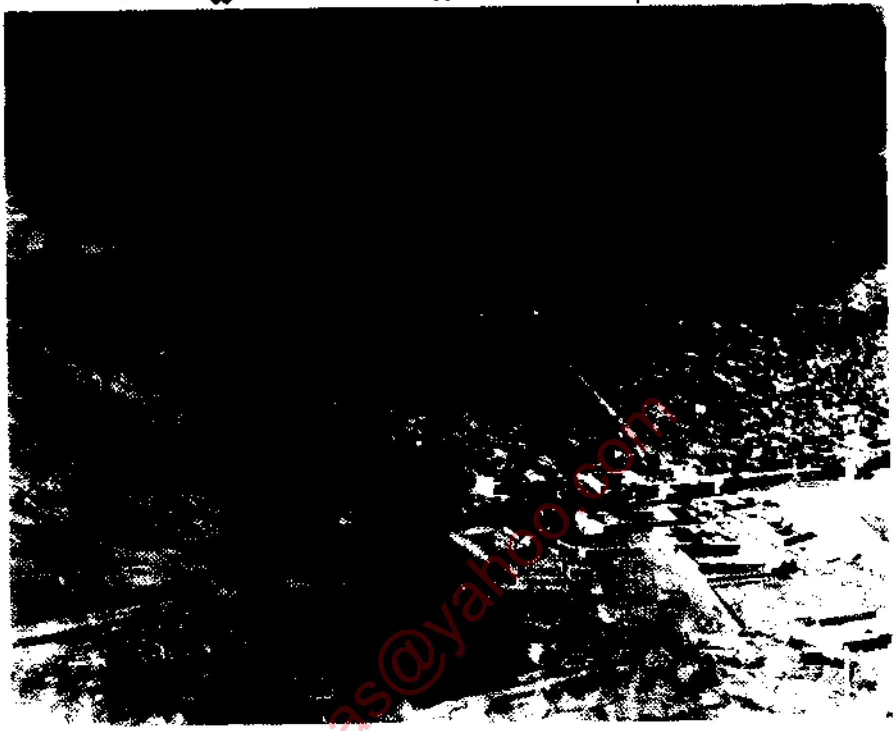

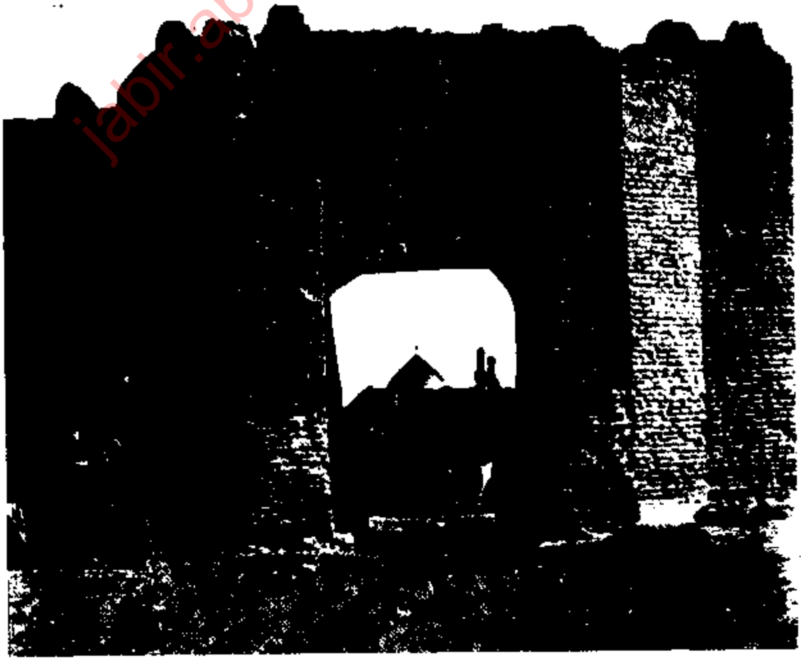

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

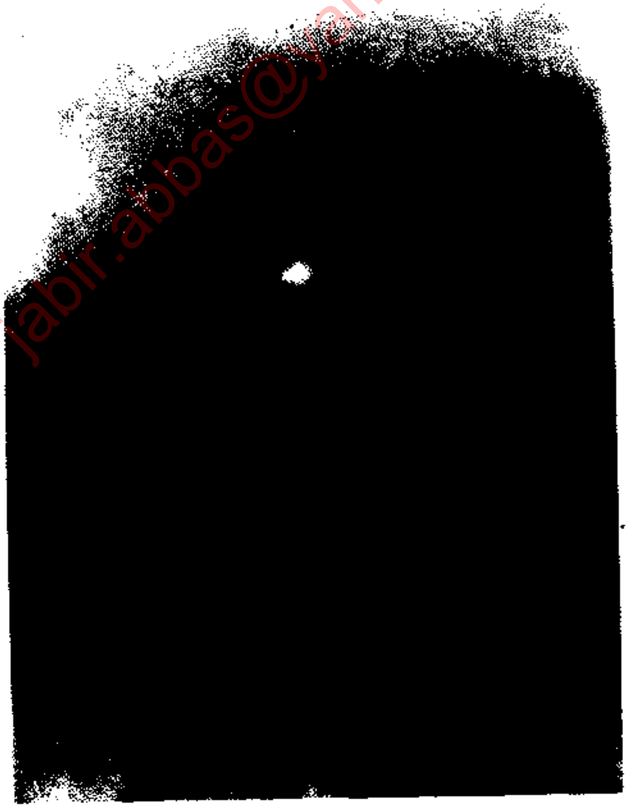

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بابِ مسجد کوفہ ۱۹۳۵ء

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

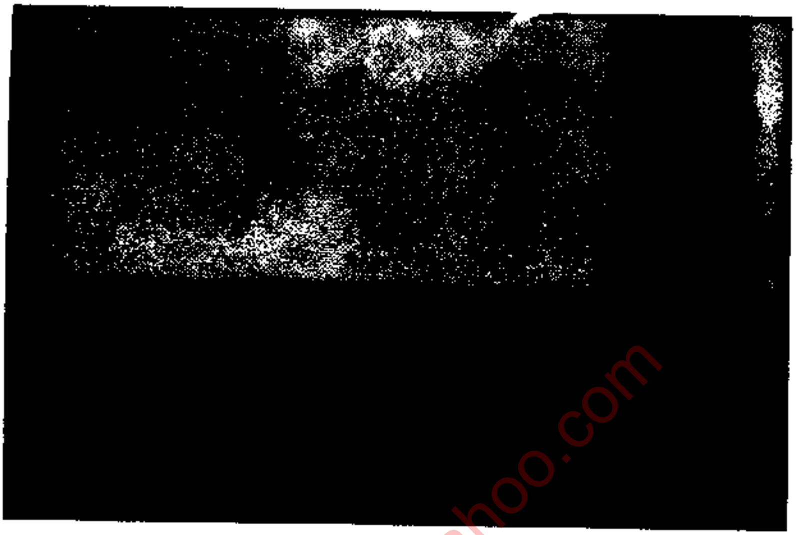

بیت الشرف، کوفہ میں امیر المومنینؑ کا مکان، ۱۸۶۹ء

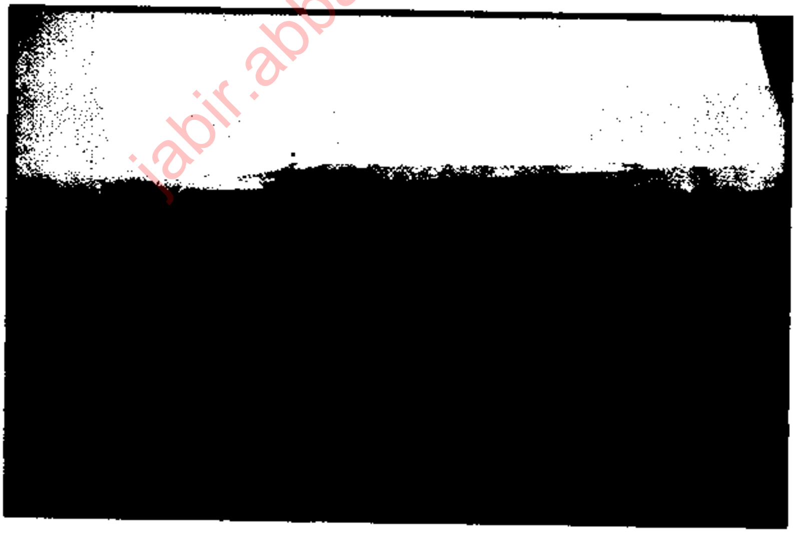

مسجد کوفہ کے صحن میں موجود مقام رسول خداؐ، ۱۹۳۵ء

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

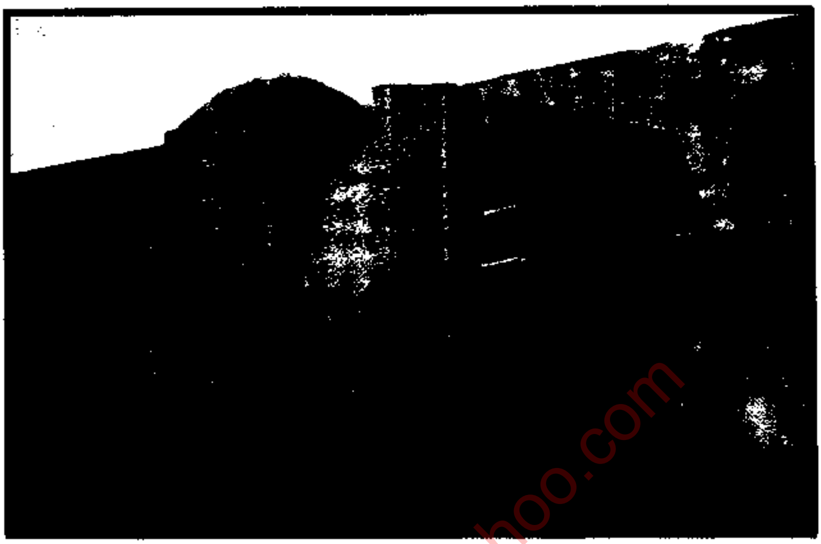

روضہ حضرت مسلم ابن عقیلؑ، ۱۸۶۹ء

روضہ حضرت ہانی بن عروہؓ ۱۸۶۹ء

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امیر المومنینؑ کا شہر

بچپن میں جب دادی مرحومہ سے حرم امیر المومنینؑ کے معجزات سنتے تھے تو ذہن میں جنت کا سا منظر ابھر آتا تھا۔ خواجہ قنبرؒ کا روضہ دیکھنے کی تمنا بچپن ہی سے دل میں تھی۔ صد شکر کہ ہم بھی اس سرزمین پر پہنچے، درشاہِ نجف کو دیکھا، روضۂ اقدس کے جگمگاتے گنبد و مینار دیکھے۔ اس کے بعد پھر گئے اور جی بھر کے زیارت کی لیکن بار بار جانے کی تمنا اب بھی باقی ہے۔

نجف کی گلیوں اور کوچوں میں پھرتے ہوئے قدیم مکانات دیکھے جن میں بہت سے ایسے بھی تھے جن میں جید علمائے کرام کی قبریں تھیں اس لئے کہ انہوں نے خود یہاں دفن ہونے کی وصیت کی تھی۔ ان ہی پہ کیا منحصر دنیا کے شاہوں نے اس سرزمین کی خاک کا پیوند ہونا اپنی شاہی سمجھا۔ شعراء نے اس کی شان میں مدح کے لعل و گوہر نثار کر دیئے اور مدح علیؑ کی وادی السلام کے در نجف ہو گئے۔

نجفِ کوفہ سے کوئی پانچ میل کی مسافت پر مغرب میں واقع ہے۔ اس سرزمین سے انبیاء گزرتے رہے ہیں۔

جب کشتی نوحؑ طوفان کی لہروں پر سفر کرتی ہوئی کوہِ ابوقبیس کے نزدیک پہنچی تو حضرت نوحؑ نے حضرت آدمؑ کا تابوت وہاں سے نکال کر اپنی کشتی میں رکھ لیا تھا اور طوفان کے بعد نجف میں دفن کیا۔ ساتھ ہی اپنی اور امیر المومنین کی قبر بھی تیار کی۔ جب امیر المومنینؑ امام حسنؑ و حسینؑ کو وصیتِ آخر فرما رہے تھے تو اپنی قبر کی علامت کو بیان کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ میری قبر سے نوحؑ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تختی برآمد ہوگی جس پر لکھا ہوگا کہ یہ قبرِ علی ابن ابی طالبؑ ہے جسے نوحؑ نبی نے تیار کیا ہے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جن دنوں میں امیر المومنینؑ نے کوفہ کو دارالخلافہ قرار دیا تھا اسی دوران ایک بار آپ نے نجف کی سمت نظر اٹھا کر دعا کی تھی کہ اے اللہ میری قبر اسی مقام پر قرار دے اور آپ نے یہ سرزمین سے چالیس ہزار درہم میں خریدی تھی۔

نجف امام موسیٰ کاظمؑ کے زمانے تک بالکل ریگستان تھا۔ آبادی اس کے بعد شروع ہوئی۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نجف سے متصل ایک قدیم آبادی تھی جو کوفہ سے تین میل کے فاصلہ پر حیرہ کے نام سے آباد تھی۔ نجف و حیرہ کے درمیان ایک ریگستان تھا جسے ملطاط کہتے تھے۔ حیرہ کی بنیاد کلدانیوں کے فرمانروا بخت نصر نے رکھی تھی اور اسکندر مقدونی نے اس تعمیر و تجدید کی۔ کچھ عرصہ بعد حیرہ کی آبادی انبار منتقل ہوگئی اور حیرہ بالکل ویران ہوگیا۔ آبادیاں اجڑتی اور بستی رہیں یہاں تک کہ مالک ابن فہم یمن کے غرق آب ہونے کے خوف سے وہاں سے نکل کھڑا ہوا تھا۔ اس نے عراق میں حکومت کی طرح اقامت ڈالی اور وہاں اپنی سلطنت قائم کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا جذیمہ ابرش برسر اقتدار آیا اور جب وہ زباعہ ملکہ جزیرہ کے ہاتھ سے مارا گیا تو اس کا بھانجا عمرو بن عدی ۲۴۰ء میں شاہ پور اول کے دور میں تخت و تاج کا وارث ہوا۔ عمرو نے زمام حکومت ہاتھوں میں لینے کے بعد حیرہ کو اپنی منزل قرار دیا جس کے بعد فرمانروایان عراق کا مستقلاً پائے تخت قرار پا گیا۔ گھنے باغوں اور نخلستانوں سے اس کی رونق بڑھی اور خورنق و سدید جیسی فلک بوس عمارتیں تعمیر ہوئیں۔ یہاں کے باشندوں کا ذریعہ معیشت کاشت کاری اور باغبانی تھا مگر ایران کے زیرِ اثر اور اس کی سرحد پر آباد ہونے کی وجہ سے ایرانی سرحدوں اور تجارتی قافلوں کی حفاظت کا فریضہ بھی انجام دیتے اور ایران سے اس کا معاوضہ لیتے اور خوشحال زندگی بسر کرتے تھے۔

یہاں تک کہ وہ وقت آیا جب ۱۷ھ میں حضرت عمر کے حکم سے کوفہ کی بنیاد رکھی گئی اور یہاں مختلف قبائل کو لا کر آباد کیا گیا لیکن اسے شہرت اس وقت حاصل ہوئی جب امیرالمومنینؑ نے اسے اپنا دارالخلافہ بنایا۔

امیرالمومنینؑ ۳۷ھ میں کوفہ آئے تھے یعنی تین سال بعد ۱۴۳۷ھ میں اسے چودہ سو برس مکمل ہو جائیں گے۔ اس تاریخی اور یادگار موقع کو علمی اور تہذیبی بنانے کے پیش نظر ہم اس کتاب کو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ قبر امیرالمومنینؑ عرصہ دراز تک مخفی رہی اس لیے لوگ اس کے بارے میں مختلف اقوال بیان کرتے تھے۔ امیرالمومنینؑ کی تدفین کے بعد امام حسنؑ اور امام حسینؑ اکثر اپنے بھائیوں اور خواص کے ساتھ نجف آتے تھے لیکن ہر کسی کو اس کا علم نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ دشمن قبر کی بے حرمتی نہ کر دیں۔ اسی طرح امام زین العابدینؑ اور امام محمد باقرؑ مدینے سے اکثر اپنے جد کی زیارت کے لیے نجف آتے تھے۔ جب حالات سازگار ہوئے اور بنی عباس کی خلافت کا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

زمانہ شروع ہوا اور امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ نے علمی درس گاہ قائم کی تو اپنے خاص اصحاب کو قبر کی علامت بتادی اور اکثر اصحاب کو لے کر قبر امیر المومنینؑ پر آتے رہے تاکہ وہ اس کی خبر آئندہ آنے والوں کو دیتے رہیں۔ سب سے پہلے امام جعفر صادقؑ نے قبر امیر المومنینؑ کو پختہ کروایا تھا۔ یہاں تک کہ یہ قبر ریت کے ٹیلے میں پوشیدہ ہوگئی اور بعد میں ہارون رشید کے زمانے میں ظاہر ہوگئی تو لوگ سمجھے کہ ہارون رشید نے قبر علیؑ کو دریافت کیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

جب عوام اس سے آشنا ہوئے تو مختلف شہروں، قریوں اور دیہاتوں سے یہاں آنے لگے اور یوں نجف ایک شہر کی شکل میں تبدیل ہوتا گیا۔

درگاہِ امیر المومنینؑ کی عظمتوں کو سمجھنے والے اس کی تاریخ کے متلاشی تھے۔ ہم نے گذشتہ چار برس پہلے اس موضوع پر تحقیق کا آغاز کیا تھا۔ ۲۰۱۰ء میں ہماری کتاب ''زندگانی شہزادی ام کلثومؑ'' میں اس کا اشتہار بھی شائع ہو چکا تھا۔ جس کے اشتیاق میں پاک و ہند کے مختلف اہل علم حضرات نے خواہش ظاہر کی کہ اس کتاب کو جلد شائع کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اردو میں نجف کی تاریخ پر کوئی قابل قدر کام نہیں کیا گیا۔ اس بات پر حیرت بھی ہے اور افسوس بھی کہ پاکستان کی ۶۵ سالہ تاریخ میں نجف اشرف سے جید علمائے کرام علوم دینیہ و اخلاقیہ حاصل کر کے آتے رہے لیکن کسی نے نجف کی تاریخ لکھنے پر کوئی توجہ نہ کی۔ ہاں ۱۹۶۲ء میں علامہ طیب آغا جزائری کی کتاب ''تاریخ کربلا و نجف'' شائع ہوئی تھی لیکن انہوں نے انتہائی مختصر لکھا ہے تفصیل سے لکھنے کی گنجائش بہت باقی تھی۔

اس صورت حال کے پیش نظر ہم نے کوشش کی کہ نجف پر تفصیل سے لکھا جائے حالانکہ نجف اشرف کی تاریخ کے گوشے اس قدر وسیع ہیں کہ ایک موضوع پر ہزاروں صفحات لکھے جاسکتے ہیں لیکن ہم نے ان معلومات کو زیادہ اہمیت دی ہے کہ جو قارئین پڑھنا چاہتے ہیں اور کوشش کی ہے ہر روایت کے قدیم مآخذ کا حوالہ دیا جائے تاکہ آئندہ آنے والے محققین کے لئے آسانی ہو۔

صرف یہی نہیں بلکہ ہم نے تاریخ نجف اشرف کی طرح تاریخ مشہد مقدس، تاریخ کاظمین اور تاریخ سامرہ بھی لکھی ہے تاکہ تمام آئمہؑ کے مدفن پر بھرپور تحقیقی و تخلیقی مواد سامنے آسکے۔

نجف پر سب سے قدیم کتاب سید عبدالکریم ابن طاؤس کی کتاب ''فرحۃ الغری'' ہے۔ ان کے زمانے میں لوگوں نے قبرِ امیر المومنینؑ کے بارے میں شدت سے اختلاف کیا جسے دور کرنے کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لئے انہوں نے یہ کتاب لکھی تھی۔ اس کتاب میں روایتوں کے جو مصادر ہیں وہ اب ہماری دسترس میں نہیں ہیں۔ اس کتاب میں وہ روایتیں شامل ہیں جواب کسی دوسری کتاب میں نظر نہیں آتیں ہم نے اس کتاب سے بھی استفادہ کیا ہے۔

نجف پر لکھی گئی کتابوں میں سب سے معتبر اور جامع کتاب شیخ محمد حسین حرزالدین کی ''تاریخ النجف الاشرف'' ہے۔ ان کے دادا شیخ محمد حرزالدین نجف کے قدیم علماء میں سے تھے اور نجف کے گلی کوچوں کی ایک ایک تاریخ کے عینی شاہد تھے۔ بہت کچھ انہوں نے اپنے اجداد سے سن رکھا تھا یعنی نجف کی کتابی روایات کے علاوہ وہ اپنے عہد کے نجف کی دوسوسالہ تاریخ کے محافظ تھے۔ ان تمام معلومات کو انھوں نے اپنی کتاب ''کتاب النوادر'' میں جمع کر دیا تھا۔ یہ کتاب اب تک غیر مطبوعہ ہے لیکن جب محمد حسین حرزالدین نے تاریخ نجف اشرف لکھنا شروع کی تو اس کتاب سے استفادہ کیا اور جگہ جگہ اس کی عبارتیں نقل کیں جس نے ان کی کتاب کو تمام کتابوں سے ممتاز کر دیا۔

ہمیں بھی ان کی کتاب بہت پسند آئی اور ہم نے اس کتاب سے استفادہ بھی کیا۔

نجف کی تاریخ کوفے کی تاریخ سے پیوستہ ہے اس لیے مختصراً کوفہ کی تاریخ بھی لکھی گئی ہے۔ اردو میں امیرالمومنینؑ کے روضے کی تاریخ تفصیل سے پہلی بار لکھی گئی ہے۔ نجف میں عملی تحریک کا آغاز کیسے ہوا۔ اس پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

نجف کو غیر مسلموں نے کس نظر سے دیکھا اسے ایک مکمل باب میں یکجا کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ فارسی اور اردو ادب سے شعر کا انتخاب کلام بھی شامل ہے۔

ہم نے کوشش کی ہے کہ نجف سے متعلق نئی اور نادر معلومات کو قارئین تک پہنچایا جائے تاکہ ہم سے کچھ تو علمی خدمت ہو سکے۔ رہی یہ بات کہ اس میں ہم کس حد تک کامیاب ہوئے تو اس کا فیصلہ قارئین خود کر لیں گے۔

سید ارتضیٰ عباس نقوی

۲۱ ر اکتوبر ۲۰۱۲ء

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۱

تاریخ انبیاء اور نجفِ اشرف

حضرت آدمؑ و نوحؑ کی قبریں نجف میں ہیں

احادیث معتبرہ میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت نوحؑ کشتی میں بیٹھے۔ وہ کشتی خانہ کعبہ تک آئی اور سات بار گرد خانہ کعبہ کے طواف کیا۔ اس وقت خدا نے نوحؑ کو وحی کی کہ کشتی سے نیچے اترو اور جسد مبارک حضرت آدمؑ کو نکال کر کشتی میں داخل کرو۔ یہ سن کر حضرت نوحؑ کشتی سے باہر آئے اور پانی ان کے زانو تک تھا۔ یہاں تک کہ وہ تابوت جس میں جسد مبارک حضرت آدمؑ تھا نکالا اور کشتی میں لے گئے۔ جب کشتی مسجد کوفہ میں پہنچی۔ وہاں بھی پہنچ کر ٹھہر گئی اور حضرت نوحؑ نے بحکم خدا آدمؑ کو نجف میں دفن کیا اور قبر حضرت آدمؑ کے سامنے ایک قبر اپنے لیے بنائی اور ایک صندوق امیر المومنینؑ کے لیے بنایا اور اپنے سینے کے سامنے رکھا۔

(علل الشرائع، جلد ۱، جلاء العیون، جلد ۱، صفحہ ۳۱۶)

نجف کی زمین حضرت ابراہیمؑ نے خریدی

بروایت علامہ مجلسی حضرت ابراہیمؑ کی وفات کا جب آخری زمانہ قریب آیا اور صرف چند سال باقی رہ گئے تو اتفاقاً یا عمداً سرزمین نجف تشریف لائے۔ اس زمین پر روزانہ شب کو زلزلہ آیا کرتا تھا جس رات کو وہ وہاں ٹھہرے زلزلہ نہ آیا۔

لوگوں نے تلاش شروع کردی کہ وہ کون شخص ہے جو اس رات میں یہاں پہنچا ہے جس کی وجہ سے آج رات کو زلزلہ نہیں آیا۔ معلوم ہوا کہ وہ آنے والا ایک مرد پیر ہے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ نبی خدا حضرت ابراہیمؑ ہیں۔ لوگوں نے ان سے خواہش کی کہ آپ ہمیشہ کے لیے یہیں سکونت اختیار فرمالیں۔ انھوں نے فرمایا کہ اس کا کوئی امکان نہیں ہے۔

البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ نجف کی زمین تم لوگ میرے ہاتھ فروخت کردو تو اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جس طرح میرے قیام سے یہاں کا زلزلہ رک گیا ہے۔ اسی طرح ہمیشہ رکا رہے گا۔ ان لوگوں نے ان کے ارشاد کو مان لیا۔ پہلے ہبہ کرنا چاہتے تھے مگر انھوں نے خریدنے پر اصرار فرمایا۔ بالآخر سات سو گوسفند اور چار دراز گوش کے عوض میں اس زمین کو خرید لیا اور زلزلہ ہمیشہ کے لیے رک گیا۔ خریدنے کے موقع پر ان کے فرزند نے کہا کہ اس بے آب و گیا مقام کو خرید کے کیا کریں گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ تم چپ رہو تمہیں معلوم نہیں کہ اس سرزمین نجف سے ستر ہزار مومنین بلا حساب و کتاب داخل بہشت ہوں گے اور سنو یہ ستر ہزار جو داخل بہشت ہوں گے۔ خدا انھیں یہ اختیار دے گا کہ ان میں سے ہر شخص بڑی بڑی جماعتوں کی سفارش کر سکے۔

(منتخب التواریخ، تاریخ اسلام مولانا نجم الحسن کراروی)

حضرت ہودؑ و صالحؑ نجف میں دفن ہیں

وادی السلام میں ان دونوں پیغمبروں کے مزارات مشہور ہیں۔ جو تاریخ انبیاء میں نجف کی عظمتوں کے گواہ ہیں۔

ناسخ التواریخ میں ہے کہ حضرت ہودؑ کی عمر چار سو چھیاسٹھ (۴۶۴) برس تھی۔ آپ کی لاش سنگِ مرمر کے ایک تختہ پر رکھ کر حضر موت کے پہاڑ کے ایک غار کے دہانے پر لا کر رکھ دی گئی۔ جسے بعد میں وادی السلام منتقل کیا گیا۔

حضرت صالحؑ نے ۲۸۰ برس کی عمر میں وفات پائی اور وادی السلام میں دفن کئے گئے۔

(ناسخ التواریخ، جلد در حالاتِ انبیاء)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۲

نجف کے مختلف نام

(۱) نجف کو نجف کیوں کہتے ہیں

ابی نعیم نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ نجف پہلے ایک پہاڑ تھا اور یہ وہی پہاڑ تھا جس کے لیے حضرت نوحؑ کے فرزند نے کہا تھا کہ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا وہ مجھے پانی میں ڈوبنے سے بچالے گا اور روئے زمین پر اس سے بڑا کوئی پہاڑ نہ تھا۔ اللہ نے اس پہاڑ کی طرف وحی کی کہ اے پہاڑ کیا تیرے ذریعہ یہ میرے عذاب سے بچے گا۔ یہ سن کر پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر کربلا اور شامیہ کی طرف ریت بن کر پھیل گیا۔ اس کے بعد وہ ایک بڑا سمندر بن گیا (یعنی بعد طوفان نوحؑ) اور اس کے بعد اس کا نام بحرنی یعنی چربی کا سمندر پڑ گیا اس کے بعد وہ جف یعنی خشک ہو گیا اور وہ نی جف کہا جانے لگا اور کچھ دنوں بعد لوگ نی جف کو نجف کہنے لگے اس لیے کہ اس کا بولنا آسان تھا۔

(علل الشرائع باب ۲۶)

صاحب معجم البلدان نے لکھا ہے کہ نجف کے معنی ہیں ''بلندی''۔

(معجم البلدان لفظ ''نجف'')

(۲)۔ غری (غریین)

قاضی نور اللہ شوشتری نے ذکر کیا ہے کہ نجف کو مشہد غروی بھی کہا جاتا ہے۔ کسی زمانے میں یہاں جذیمہ بن البرشی کے دو ندیموں یعنی مالک اور عقیل کی قبریں ہوا کرتی تھیں اور ان پر گنبد بنے ہوئے تھے۔ ان دونوں کو غریین کہا جاتا تھا۔

''غری'' آلودہ ہونے کو کہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ملوک عرب میں سے ایک بادشاہ نعمان بن منذر جب کسی مجرم کو قتل کراتا تھا تو وہ کہتا کہ مجرم کا خون مذکورہ قبروں پر لگایا جائے چنانچہ اسی آلودگی کی وجہ سے ان قبروں کو غریین کہا جانے لگا۔

(مجالس المومنین ص ۱۲۳)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۳) مشہد

ابن منظور نے لکھا ہے کہ "مشہد" یعنی وہ جگہ جہاں لوگ جمع ہوں یا جہاں لوگ حاضر ہوں۔

(لسان العرب)

مشہد نجف کے ناموں میں سے ایک مشہور نام ہے، کیوں کہ پوری دنیا سے زائرین یہاں جمع ہوتے ہیں اس لیے اسے "مشھد" بھی کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم سے یہ نام نجف کے لیے استعمال ہوتا آ رہا ہے۔

علی بن ابی بکر علوی جو سائح ہروی مشہور ہے، اس کی وفات ۶۱۱ ھ میں ہوئی، اس نے نجف کو مشہد کے نام سے یاد کیا ہے۔

(الاشارات الی معرفۃ الزیارات ص ۸۴)

حسن بن محمد دیلمی نے لکھا ہے کہ "مشھد علیؑ، جو نجف میں ہے شیعوں کے متبرک مقامات میں سے ہے"۔

(ارشاد القلوب جلد ۲ ص ۴۳۱)

سب ایک طرف سب سے پہلے نجف کے لیے یہ نام امام جعفر صادقؑ نے استعمال کیا ہے، جب آپ اپنے جد کی زیارت کو نجف تشریف لائے، تو آپ نے اپنے شتربان صفوان جمال سے کہا "ہاں یہی ہے، خدا کی قسم یہی مشھد امیر المومنینؑ ہے"۔

(فرحۃ الغری ص ۷۶)

(۴) الظہر

الظہر، بلند زمین کو کہتے ہیں۔

(لسان العرب مادۃ ظہر)

معصومینؑ نے نجف کو اکثر مقامات پر "الظہر" بھی کہا ہے کیونکہ نجف کی زمین دوسری زمینوں کے مقابلے میں بلند تھی۔ ابن طاؤس نے ابی حمزہ ثمالی کی روایت نقل کی ہے کہ امام باقرؑ نے فرمایا کہ امیر المومنینؑ نے وصیت کی تھی کہ "ان اخرجونی الی الظھر" مجھے الظہر سے باہر لے جانا، جب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تمہارے قدم رک جائیں اور سامنے سے ہوا آنے لگے تو مجھے وہاں دفن کر دینا۔

(فرحۃ الغری ص ٦٧

حسن بن علی خلاّل نے امام حسنؑ سے پوچھا کہ آپ نے امیر المومنینؑ کو کہاں دفن کیا؟ تو امام حسنؑ نے فرمایا کہ ''اس رات ہم نکلے یہاں تک کہ مسجد اشعث سے گزرے، یہاں تک کہ ''الظہر'' پہنچے تو غری کے پاس ہے۔

(مقاتل الطالبین ص ٢٦

(۵) ظہر الکوفۃ

ظہر الکوفۃ یعنی پشت کوفہ، ابن منظور نے لکھا ہے کہ نجف ظہر الکوفۃ ہے۔

(لسان العرب مادۃ ''نجف'')

دیلمی نے روایت کی ہے کہ احمد بن جابر نے کہا کہ امیر المومنینؑ نے ظہر کوفہ کی طرف نظر کرتے ہوئے فرمایا کس قدر تیرا ظاہر خوبصورت ہے اور تیرا باطن پاکیزہ ہے اے معبود میری قبر اسی میں بنانا۔

(ارشاد القلوب جلد ٢ ص ٤٣٨

(٦) نجف الکوفۃ

احمد بن محمد بن ابی بکر نصر نے امام علی رضاؑ سے پوچھا کہ قبر امیر المومنینؑ کہاں ہے؟ امامؑ نے اس سے کہا کہ تم نے کیا سنا؟ اس نے کہا کہ صفوان بن مہران نے آپ سے سنا ہے کہ "**انه دفن بنجف الکوفة**"۔ وہ نجفِ کوفہ میں دفن ہوئے۔ امام نے فرمایا: صحیح ہے۔

(قرب الاسناد ص ٣٦٧

ابان بن تغلب نے ابو حمزہ ثمالی سے سنا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ ہم قائمؑ کو دیکھ رہے ہیں جو نجفِ کوفہ پر ظاہر ہوگا، اور رسول خداؐ کے علم کو بلند کرے گا۔

(کمال الدین و اتمام النعمۃ ص ٦٧٢٠

شیخ صدوق نے روایت نقل کی ہے کہ امام حسن عسکریؑ نے حجتِ خدا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''میرے بعد میرا فرزند حجتِ خدا ہوگا، جو اس کی معرفت کے بغیر مر گیا، وہ جاہلیت کی موت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مرا"، پھر ظہور کے حالات میں نجف آنے کے ذکر میں نجف کے لیے لفظ "نجفِ کوفہ" فرمایا ہے۔

(اکمال الدین واتمام النعمۃ ص ۴۰۹)

(۷) اللسان

ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ ظہر الکوفۃ کو "اللسان" بھی کہا جاتا ہے تھا۔ یہی حموی نے بھی لکھا ہے۔

(معجم البلدان جلد ۵ ص ۱۹۲)

حموی نے ذکر کیا ہے کہ جب سعد بن ابی وقاص قادسیہ فتح کر چکا تو زھرہ بن حوید کے ساتھ لسان میں داخل ہوا، لسان وہ جگہ ہے جہاں اب کوفہ اور حیرہ ہیں۔

(معجم البلدان جلد ۵ ص ۱۶)

(۸) خدالعذراء

زمانہ قدیم میں نجف اشرف کے اطراف میں لالہ کے پھول اور خوشبودار گھاس وغیرہ خاصی تعداد میں پائی جاتی تھی۔ جس کے سبب اس کی خوبصورتی بہت مشہور تھی۔ اس لیے اسے خدالعذراء یعنی "کنواری عورت کا رخسار" بھی کہا جاتا تھا۔

(۹) الرحی

خلیل فراھیدی نے لکھا ہے کہ "الرحی" نجف کے قطعات میں سے ایک قطعہ تھا۔

(کتاب العین مادۃ "رحی")

(۱۰) بانقیا

بانقیا دراصل وادی السلام کا دوسرا نام ہے اور وادی السلام کیونکہ نجف ہی میں ہے اس لیے اسے نجف کے ناموں میں قرار دیا گیا ہے۔ یہ نبطی (مصری) زبان کا لفظ ہے "با" یعنی سو اور "نقیا" یعنی گوسفند۔ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ کے ساتھ یا دوسری روایت کے مطابق حضرت لوطؑ کے ساتھ اس مقام سے گزرے۔ یہاں روزانہ زلزلہ آیا کرتا تھا جس رات حضرت ابراہیمؑ یہاں ٹھہرے زلزلہ نہیں آیا۔ لوگوں نے تلاش شروع کر دی کہ کون شخص ہے جس کے یہاں آنے کے سبب آج زلزلہ نہیں آیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ خلیل خدا حضرت ابراہیمؑ یہاں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

موجود ہیں۔ لوگوں نے ان سے خواہش ظاہر کی کہ آپ ہمیشہ کے لیے یہاں قیام فرمالیں۔

آپ نے فرمایا کہ اس کا کوئی امکان نہیں ہے البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ یہ سرزمین تم لوگ میرے ہاتھ فروخت کردو۔ تو اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ جس طرح میرے قیام سے یہاں زلزلہ رک گیا ہے۔ اسی طرح ہمیشہ رکا رہے گا۔ ان لوگوں نے ان کے ارشاد کو مان لیا۔ پہلے ہبہ کرنا چاہتے تھے مگر حضرت ابراہیمؑ نے قبول نہ کیا۔ بالآخر سو گوسفند کے عوض اس زمین کو خرید لیا۔ خرید نے کے موقع پر حضرت اسحاقؑ یا حضرت لوطؑ نے کہا کہ اس زمین کو خرید کر کیا کریں گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اس سرزمین سے ستر ہزار مومنین بلاحساب وکتاب داخل بہشت ہوں گے خدا انھیں اختیار دے گا کہ ان میں سے ہر شخص بڑی بڑی کی سفارش کر سکے۔

لہٰذا سو گوسفند کے سبب یہاں کا ایک نام "بانقیا" مشہور ہو گیا۔

(۱۱) دومۃ

عبدالرحمان سہیلی نے کہا ہے کہ "دومۃ" حیرہ کے پاس تھا بعض کا کہنا ہے کہ وہ نجف ہے۔

(الروض الانف جلد ۲ ص ۳۱۹)

حموی نے کہا ہے کہ دومہ کوفہ کے پاس تھا اور نجف اس کا محلہ تھا۔

(معجم البلدان جلد ۵ ص ۴۸۶)

(۱۲)۔ مجاز

روایات میں وارد ہوا ہے کہ "مجاز" نجف کا نام ہے۔

جابر بن یزید جعفی نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ میرے والد "مضی ابی علی ابن الحسینؑ الی قبر المومنینؑ بالمجاز وھو من ناحیۃ الکوفہ" امام زین العابدینؑ مجاز کے مقام پر، جو کوفہ کا کونہ ہے امیرالمومنینؑ کی قبر پر گئے۔

(فرحۃ الغری ص ۱۹)

(۱۳) ربوۃ

یہ لفظ سورہ مومنون میں موجود ہے اور امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد نجفِ کوفہ ہے۔

(کامل الزیارات ص ۱۰۷)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۱۴)طور سینا

روایات میں وارد ہوا ہے کہ طور سینا سے مراد نجف ہے۔
ابوحمزہ ثمالی نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ کی وصیت تھی کہ "ان اخرجونی الی الظهر فاذا تصوبت اقدامکم فاستقبلتکم، ریح فادفنونی، وهو طور سینا" یعنی مجھے کوفہ (الظهر) سے باہر لے جانا جب تمہارے قدم رک جائیں اور سامنے سے ہوا آنے لگے تو مجھے وہاں دفن کر دینا وہ طور سینا کا پہلا حصہ ہے۔

(فرحۃ الغری ص ۲۷)

(۱۵)جودی

علامہ مجلسی نے لکھا ہے کہ بعض اخبار سے ظاہر ہوا ہے کہ جودی کوفہ کے قریب تھا، جہاں نوحؑ کا سفینہ رکا تھا، بعض کہتے ہیں کہ جودی غری ہے اور غری نجف کا نام ہے۔

(بحار الانوار جلد ۱۱ ص ۳۳۹)

(۱۶)وادی السلام

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ کوئی مومن مشرق میں مرے یا مغرب میں، اس کی روح وادی السلام جاتی ہے، راوی نے پوچھا وادی السلام کہاں ہے فرمایا کوفہ اور نجف کے درمیان۔

(ارشاد القلوب جلد ۲ ص ۲۳۱)

امیرالمومنینؑ نے دعا کی تھی کہ اے پروردگار! میری قبر یہیں قرار دے۔

(فضل الکوفۃ وفضل اھلھا ص ۷۸)

(۱۷)ثویۃ

فیروز آبادی نے لکھا ہے کہ ''الغریان'' کوفہ کے قریب، ثویہ کے پاس مشہور ہے جہاں امیرالمومنینؑ کی قبر ہے۔

(القاموس المحیط مادۃ غرا)

ثویہ دراصل نجف کے قریب چھوٹا سا قریہ ہے جہاں کمیلؒ بن زیاد، صحابی امیرالمومنینؑ کا روضہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے۔ پہلے یہ نجف کی آبادی سے باہر شمار ہوتا تھا لیکن اب نجف میں ہے۔ نعمان بن منذر کے زمانے میں یہاں زمین دوز قید خانے تھے جہاں مجرموں کو قید کیا جاتا تھا۔

نجف کے مزید نام

شیخ محمد حسین حرزالدین نے کچھ مزید اسماء کا اضافہ کیا ہے جو یہ ہیں:

ظہر الحیر ۃ، نجف الحیر ۃ، النجفۃ، الملطاط (سمندر کا کنارہ) دومۃ الکوفۃ، دومۃ الحیرۃ، الجرف، الطف، شاطی البحر، الجبل الاحمر، ساحل بحر الملیح، مقبرۃ البراثا، عروبۃ النجف۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۱ ص ۲۵ تا ۴۱)

ان میں بعض تو نجف کے صفاتی نام ہیں اور بعض قریہ ہیں جو یا تو نجف میں تھے یا نجف کے اطراف میں تھے۔ (مؤلف)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۳

کوفہ کی اجمالی تاریخ

کوفہ کی تاریخ دراصل تاریخ نجف اشرف کا دیباچہ ہے یعنی تاریخ نجف کی ابتدا کوفہ ہی سے ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے یہ دونوں شہر تقریباً ایک تھے لیکن جب کوفہ کی آبادی کے ساتھ ساتھ نجف کی آبادی بھی بڑھنا شروع ہوئی تو یہ دونوں الگ الگ شہر شمار ہونے لگے آج بھی عراق میں کوفہ کو ایک الگ پررونق شہر کی جگہ حاصل ہے لیکن اب یہاں ویسی ترقی اور آبادی نہیں ہے جیسی واقعہ کربلا سے پہلے تھی۔ اس کی وجہ امام حسینؑ اور حضرت زینبؑ کے وہ کلمات ہیں جو اہل کوفہ کی مذمت میں کہے گئے تھے۔ کوفہ کی تاریخ ایک ضخیم کتاب کا موضوع ہے اور اس حوالے سے بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن فی الحال اس کی گنجائش نہیں اس لیے کہ بنیادی طور پر ہم کو تاریخ نجف لکھنی ہے اس لیے بطور تمہید کوفہ کی اجمالی تاریخ لکھی جائے گی۔

قرآن میں کوفہ کا ذکر

بحار الانوار اور وسائل الشریعہ میں مظفر بن جعفر علوی نے جعفر بن محمد بن مسعود سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے حسین بن اشکیب سے انھوں نے عبدالرحمن بن حماد سے انھوں نے احمد بن حسن سے انھوں نے صدقہ بن حسان سے انھوں نے مہران بن ابی نصر سے انھوں نے یعقوب بن شعیب سے انھوں نے سعید الاسکافی سے اور وہ امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ:

وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ۔ (سورۂ منافقون، آیت ۵۰)

"الربوۃ" کوفہ، "القرار" مسجد ہے اور "المعین" فرات ہے۔

(تاریخ الکوفہ صفحہ ۵۸)

بحار اور وسائل الشریعہ میں موسیٰ بن بکر کی روایت موجود ہے کہ انھوں نے امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اجداد نے روایت کی ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ اللہ نے چار

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شہروں کو منتخب کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝١ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝٢ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ

(سورۂ تین، آیت ۱ تا ۳)

''تین'' سے مراد مدینہ ہے، ''زیتون'' سے مراد بیت المقدس ہے، ''طور سنین'' سے مراد کوفہ ہے اور ''ھذا البلد الامین'' سے مراد مکہ ہے۔

(تاریخ الکوفہ صفحہ ۵۸)

''کوفہ'' کے معنی

طبری نے لکھا ہے ''کہ کوفہ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سرخ ریت اور سنگ ریزے دونوں چیزیں ملی ہوئی ہوں۔''

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۵۸)

بعض کا خیال ہے کہ کوفہ نام اس لئے رکھا گیا کہ شہر کی بستی اور عمارتیں گول تھیں عرب **تکوف القوم** اس وقت کہتے ہیں جب لوگ چاروں طرف سے سمٹ کر آئیں اور گھیرا باندھ لیں۔ حدیث میں ہے کہ جب کوفہ کی بنیاد قائم ہوئی ہے تو تعمیر کا کام کرنے والوں نے کہا: **تکوفوا فی ھذا الموضع ای اجتمعوا**۔ یہیں ٹھہرو یعنی سب اکٹھا ہو جاؤ۔ بس اس دن سے یہ نام رکھ دیا گیا۔ کوفہ کہنے کا سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ کوفہ لال رنگ کی مٹی کو کہتے ہیں اور یہاں کی زمین سرخی مائل ہے۔''

(مراۃ البلد، قلمی بحوالہ سوانح حضرت مسلمؑ بن عقیل صفحہ ۱۴ مصنّف مولانا آغا مہدی لکھنوی)

کوفہ انبیاء کا شہر ہے

کوفہ کی تاریخ دراصل انبیاء کی تاریخ ہے اس کے ثبوت میں کثیر روایات پیش کی جاسکتی ہیں۔ ذیل میں مختصراً ذکر کیا جا رہا ہے۔

(۱) حضرت آدمؑ کی توبہ یہیں قبول ہوئی۔ مسجد کوفہ میں مقام موجود ہے۔

(مفاتیح الجنان صفحہ ۷۵۸)

مسجد کوفہ کی پہلی تعمیر حضرت آدمؑ نے کی تھی۔

(تاریخ کوفہ صفحہ ۱۱، سید حسین نجفی)

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۲) حضرت ادریسؑ کا گھر کوفہ میں تھا۔ جہاں آپ کپڑے تیار کرتے تھے۔ اب اس مقام پر مسجد سہلہ ہے۔

(۳) حضرت نوحؑ کا گھر بھی کوفہ میں تھا۔ مسجد کوفہ کا صحن حضرت نوحؑ کے گھر کا صحن تھا۔ جہاں تنور روشن کیا جاتا تھا کشتی نوحؑ کوفہ ہی میں بنائی گئی اور یہیں سے چلی، یہیں سے طوفان نوح کا آغاز ہوا یہ مقام مسجد کوفہ میں آج تک موجود ہے ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامے میں حضرت نوحؑ کے گھر کا ذکر کیا ہے۔

(سفرنامہ ابن بطوطہ صفحہ ۲۳۱)

(۴) مقام مسجد سہلہ حضرت ابراہیمؑ کا مسکن رہ چکا ہے۔ حضرت داودؑ یہیں سے جالوت کے قتل کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ یہی مقام حضرتِ خضرؑ کے آنے جانے کی جگہ ہے۔

(مفاتیح الجنان صفحہ ۷۸۵، حیات القلوب جلد اول)

(۵) رسول خداؐ معراج پر جاتے ہوئے کوفہ سے گزرے تھے اور مسجد کوفہ میں سجدہ کیا تھا۔ آپ کے ہمراہ حضرت جبرئیل نے بھی سجدہ کیا۔ مقام مسجد کوفہ میں موجود ہے۔

(امالی شیخ صدوق صفحہ ۳۱۵، اصول کافی جلد ۳ صفحہ ۴۹۰)

مسلمانوں سے پہلے کوفہ یہودیوں اور عیسائیوں کا شہر تھا

صاحب معجم البلدان نے لکھا ہے کہ ''مسیحی و یہودی جماعت'' کوفہ کے دورے کرتے تھے اور یہاں عیسائیوں کے دیر اور کنیسے بکثرت تھے جن میں صحف انبیاء و حواریین کے نوشتہ جات محفوظ تھے اور ان صحیفوں اور تحریروں کے پڑھنے والے دیرانی راہب الہیات کے دقیق مسائل پر بحث کرتے رہتے تھے اور تصنیف و تالیف سے ذوق رکھنے والے راہب تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے تھے اور ان کے لیے سامان نوشت و ارادتِ کتابت فراہم رہتے تھے، یہاں مزارات انبیاء، ذوالکفل، یونس و ہود کی زیارت کے لیے دور دور سے یہود و نصاریٰ سیاح و زائر کی حیثیت سے جوق در جوق آتے رہتے تھے۔''

(معجم البلدان جلد ۴ صفحہ ۵۰)

کوفہ کے قدیم چرچ

(۱) دیر اسکون (۲) دیر اساقف (۳) دیر القس

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۴)دیر سرجس	(۵)دیر اعور	(۶)دیر بنی مرینا
(۷)دیر جماجم	(۸)دیر حریق	(۹)دیر حنظلة
(۱۰)دیر ابن براز	(۱۱)دیر سوا	(۱۲)دیر جرعة
(۱۳)دیر عبدالمسیح بن عمرو	(۱۴)دیر عذاری	(۱۵)دیر علقمہ
(۱۶)دیر مارخاشیوں	(۱۷)دیر ابن خرعوق	(۱۸)دیر مارت مریم
(۱۹)دیر حنة	(۲۰)دیر ابن وضاح	(۲۱)دیر مرعبدا
(۲۲)دیر ہند صغریٰ	(۲۳)دیر ہند کبریٰ	

(تاریخ النجف الاشرف، جلد ا، صفحہ ۴۶۶ تا ۴۷۶)

کوفہ حضرت ابراہیمؑ نے خرید اتھا

صاحب معجم البلدان نے ذکر کیا ہے کہ: کوفہ حضرت ابراہیمؑ نے خرید لیا تھا اور اس خطے کو خریدنے کے بعد ارشاد کیا تھا کہ **انه یحش من ولدی من ذالك الموضع سبعون الف شهید** یعنی میری اولاد سے اس خطے میں ستر ہزار شہداء روز قیامت اٹھائے جائیں گے۔ جس کی بنا پر یہود اس ارض مقدس پر اپنے مردے لا کر دفن کیا کرتے تھے۔

(معجم البلدان جلد ۲ صفحہ ۵۰)

کچھ ''حیرہ'' کے بارے میں

جی۔ لی۔ اسٹرینج لکھتے ہیں: ''کوفہ سے ایک فرسخ جنوب میں حیرہ کے کھنڈرات تھے۔ جو ساسانیوں کے عہد میں ایک بڑا شہر تھا، قریب ہی سدید اور خورنق کے قدیم محل تھے۔ ان میں سے خورنق کو حیرہ کے بادشاہ نعمان بن منذر نے بادشاہ بہرام گور کے لیے تعمیر کروایا تھا۔ جو مشہور شکاری تھا۔ مسلمانوں نے جب اس علاقہ کو فتح کیا تو اس محل اور اس کے بلند ایوانوں کو دیکھ کر متحیر ہوئے تھے۔ بعد کے زمانے میں خلفاء بھی اکثر سیر و شکار کے زمانہ میں یہیں قیام کیا کرتے تھے۔ اب خورنق کا کوئی حصہ باقی نہیں رہا لیکن جب ابن بطوطہ آٹھویں (چودھویں عیسوی) صدی کی ابتداء میں وہاں آیا ہے تو اس کی چند دیواروں اور گنبدوں کے شکستہ حصہ باقی تھے۔''

(جغرافیہ خلافت مشرقی صفحہ ۹۷)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میر انیسؔ نے ایک مرثیے میں قصر خورنق کا ذکر کیا ہے جس سے ان کی وسعت علمی کا پتہ چلتا ہے کہتے ہیں:

ہے قصر خورنق نہ مکاں ہے نہ مکیں ہے

حیرہ میں مندرجہ ذیل قصر بھی تھے۔ قصر ابی خصیب۔ زوراء، قصر عذیب، قصر جوسق الخرب، قصر احمر، قصر طین، قصر فرس اور قصر ابیض۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۱ صفحہ ۴۸۴، تا ۴۹۱)

کوفہ حضرت عمر نے آباد کیا

طبری نے لکھا ہے کہ جب مسلمان ۱۷ھ میں جلولاء اور حلوان فتح کر چکے تو وہاں آباد ہو گئے وہاں کا ماحول انھیں راس نہ آیا تو حذیفہ بن محض نے حضرت عمر کو لکھا:

"عربوں کے پیٹ نرم ہو گئے ہیں اور ان کے بازوں ہلکے ہو گئے ہیں اور ان کے رنگ تبدیل ہو گئے ہیں۔" حذیفہ اس زمانے میں سعد بن ابی وقاص کے ساتھ تھا۔

محمد اور طلحہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر نے سعد بن ابی وقاص کو لکھا "مجھے بتاؤ کہ کس وجہ سے عربوں کے رنگ اور جسمانی حالت تبدیل ہوگئ ہے۔ انہوں نے لکھا "مدائن اور دریائے دجلہ کی ناخوشگوار آب وہوا کی وجہ سے (ان کی حالت میں تبدیلی آئی ہے) حضرت عمر نے دوبارہ یہ تحریر فرمایا عربوں کو بھی وہی علاقہ موافق آتا ہے جو ان کے اونٹوں کے لیے موافق ہو، اس لیے تم سان اور حذیفہ کو اچھے مقام کی تلاش میں بھیجو، یہ دونوں جو لشکر کے عمدہ رہنما تھے وہ دونوں ایسا خشک علاقہ دریافت کریں جس کے اور میرے درمیان نہ کوئی سمندر اور دریا ہو اور نہ کوئی پل ہو، چونکہ فوج کے ہر کام کے انتظام کے لئے کوئی نہ کوئی شخص مقرر ہوتا ہے اس لئے سعد نے حذیفہ اور سمان کو اس کام کے لیے بھیجا۔"

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۵۸)

کوفہ کا مقام

سمان وہاں سے روانہ ہو کر انبار آئے وہ فرات کے مغربی علاقے میں گھومے انہیں کوئی جگہ پسند نہیں آئی تا آنکہ وہ کوفہ آئے۔

حذیفہ دریائے فرات کے مشرقی کی علاقے میں پھرتے رہے انہیں بھی کوئی جگہ پسند نہیں آئی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تا آنکہ وہ بھی کوفہ آئے کوفہ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سرخ ریت اور سنگ ریزے دونوں چیزیں ملی ہوئی ہوں جب وہ دونوں وہاں پہنچے تو وہاں یہ تین خانقاہیں تھیں ۱۔ دیر حرقہ ۲۔ دیر ام عمرو ۳۔ دیر سلسلہ۔

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۵۸)

دونوں کو یہ مقام بہت پسند آیا اس لیے دونوں نے اتر کر وہاں نماز پڑھی اور یہ دعا مانگی ''اے اللہ جو آسمان اور اس کی چیزوں کا پروردگار ہے جس پر وہ سایہ فگن ہے نیز وہ زمین کا اور ان چیزوں کا پروردگار ہے جن کو وہ زمین اٹھائے ہوئے ہے وہ ہوا، ستاروں، سمندروں، شیطانوں اور انکی گمراہ کن چیزوں کا بھی خدا ہے اے اللہ! تو ہماری اس کوفہ کی زمین میں برکت عطا فرما اور اس کو سرسبز بنا اس کے بعد انہوں سعد کو اس کے بارے میں لکھا۔

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۵۸)

شہر مدائن کی خرابی

حصین ابن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں ''جب جنگ جلولاء میں دشمن کو شکست ہوئی تو سعد بن ابی وقاص مسلمانوں کے ساتھ واپس آ گئے جب عمار آئے تو وہ مسلمانوں کو لیکر مدائن کی طرف آئے تو اسے انہوں نے ناموافق پایا عمار نے دریافت کیا۔

''کیا یہ (زمین) اونٹوں کے لئے موافق ہے؟'' لوگوں نے کہا ''نہیں یہاں مچھر ہیں'' اس پر وہ بولے حضرت عمر فرماتے ہیں کہ عربوں کو وہ زمین موافق نہیں ہے جو اونٹوں کے موافق نہیں آتی ہے''

اس کے بعد عمار لوگوں کو لے کر نکلے یہاں تک کہ کوفے آئے یسر بن ثور کی روایت ہے کہ مسلمانوں نے مدائن کو ناموافق پایا وہ وہاں کافی عرصے تک رہے تھے انہیں گرد غبار اور مکھیوں نے بہت تنگ کیا تو سعد کو لکھا گیا کہ وہ کسی عمدہ مقام کو تلاش کرنے کے لئے ماہر افراد بھیجیں جو خشک مقام تلاش کریں کیونکہ عربوں کو بھی وہی مقامات پسند آتے ہیں جو اونٹوں اور مویشیوں کے موافق ہوں چنانچہ انہوں نے کوفہ کو تلاش کر لیا۔

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۵۹)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

واپسی کا حکم

سیف کی روایت ہے کہ جب سلمان اور حذیفہ، سعد بن ابی وقاص کے پاس آئے اور انہیں کوفہ کے مقام سے مطلع کیا۔ اس عرصے میں حضرت عمر کا نامہ مبارک بھی پہنچ گیا تھا تو سعد بن ابی وقاص نے قعقاع بن عمرو کو لکھا

تم جلولاء کے لوگوں پر قباذ کو اپنا جانشین بناؤ اور اپنے ساتھیوں کو لے کر میرے پاس آجاؤ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اپنے لشکر کے ساتھ سعد بن ابی وقاص کے پاس آ گئے۔

سعد بن ابی وقاص نے عبداللہ بن المعتم کو بھی یہ لکھا کہ وہ مسلم بن عبداللہ کو جو جنگ قادسیہ میں اسیر ہو گئے تھے، موصل میں اپنا جانشین بنا کر ان کے پاس چلے آئیں اور اپنے ساتھ اساور اور دوسرے ساتھیوں کو لیتے آئیں انھوں نے سعد بن ابی وقاص کی ہدایت پر عمل کیا اور وہ بھی سعد بن ابی وقاص کے پاس آ گئے ان کے ساتھ ان کی فوج بھی تھی۔

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۵۹)

کوفہ میں قیام

اب سعد بن ابی وقاص نے مسلمانوں کے ساتھ مدائن سے کوچ کیا اور محرم کی سترہ تاریخ سنہ ۱۷ھ میں کوفہ کے مقام پر لشکر آرا ہوئے کوفہ فتح مدائن کے ایک سال اور دو مہینے کے بعد بسایا گیا تھا۔ یعنی حضرت عمر کی خلافت کے تین سال اور آٹھ مہینے کے بعد کوفہ آباد ہوا یہ حضرت عمر کی خلافت کے چوتھے سال سنہ ۱۷ھ میں تاریخ مذکور میں بسایا گیا مسلمانوں کو کوچ کرنے سے پہلے مدائن ہی میں وظائف مل گئے تھے۔

بصرہ میں مسلمانوں کی منتقلی تین قسطوں میں مکمل ہوئی انہوں نے بھی ماہ سنہ ۱۷ھ میں کوچ کیا تھا اور ایک ہی مہینے میں ان کی باقی ماندہ فوج کی منتقلی ہو گئی تھی۔

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۶۰)

حضرت عمر کو اطلاع

مفرور اسدی کی رویت ہے کہ جب سعد بن ابی وقاص کوفہ میں آیا تو اس نے حضرت عمر کو یہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تحریر کیا:

''میں حیرہ اور فرات کے درمیان ایک خشک مقام کوفہ میں فروکش ہو گیا ہوں میں نے مدائن کے مسلمانوں کو اختیار دیا ہے کہ جو وہاں رہنا پسند کرے میں اسے وہاں چھوڑوں گا اس طرح وہ فوجی چوکی بن جائے گی چنانچہ کئی قبیلوں کے لوگ وہاں رہ گئے جن میں اکثر قبیلہ عبس کے تھے۔''

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۶۰)

مکانات کی تعمیر

سیف کی روایت ہے کہ جب اہل کوفہ نے کوفہ میں بودوباش اختیار کی اور اہل بصرہ بھی اپنے نئے مقام پر رہنے لگے تو اس وقت ان کے حواس درست ہوئے اور ان کی زائل شدہ طاقت بحال ہوئی پھر اہل کوفہ اور اہل بصرہ دونوں نے سرکنڈوں کے کچے مکانات کی تعمیر کرنے کی اجازت طلب کی حضرت عمر نے فرمایا

''فوجی خیمے تمہاری جنگی ضرورت اور عسکری روح برقرار رکھنے کے لیے زیادہ موزوں ہیں تاہم میں تمہاری مخالفت کرنا بھی پسند نہیں کرتا ہوں جو چاہو کرو''

لہٰذا دونوں شہر والوں نے بانسوں اور سرکنڈوں سے مکانات تعمیر کر لیے۔

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۶۰)

پختہ مکانات کی اجازت

پھر (اتفاق سے) دونوں شہروں یعنی کوفہ اور بصرہ میں آگ لگ گئی بالخصوص کوفہ میں بہت سخت آگ لگی اس میں ۸۰ مکان جل گئے یہ حادثہ ماہِ شوال ۱۷ھ میں ہوا تھا لوگوں میں اس کا بہت چرچا ہوا تو سعد بن ابی وقاص نے چند افراد کو حضرت عمر کے پاس بھیجا تا کہ وہ اینٹوں سے مکانات تعمیر کرنے کی اجازت حاصل کریں چنانچہ وہ لوگ آتش زدگی کی اطلاع دینے اور اس کے نقصانات کا حال بتانے کے لیے پہنچے حضرت عمر نے کہا: ''تم ایسا کر سکتے ہو مگر تم میں کوئی تین گھروں سے زیادہ نہ بنائے تم لمبی عمارتیں نہ بناؤ اگر تم مسنون طریقہ اختیار کرو گے تو تمہاری سلطنت باقی رہے گی۔''

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۶۰، ۶۱)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کوفہ کی سڑکیں اور گلیاں

سیف کی روایت ہے کہ جب مسلمانوں کا کوفہ کی تعمیر پر اتفاق ہو گیا تو سعد بن ابی وقاص نے ابوالہیاج کو بلا بھیجا اور انہیں حضرت عمر کی ان تحریری ہدایات سے مطلع کیا کہ سڑکیں چالیس گز کی ہوں اور اس سے کم درجے کی تیس گز کی ہوں اور کم از کم بیس گز چوڑی ہوں گلیاں سات گز کی ہوں اس سے کم تر نہ ہو بنوضبہ کے قطعات کے علاوہ عام قطعات ساٹھ گز کے ہوں۔

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۶۱)

کوفہ کا اولین جغرافیہ

مسجدِ کوفہ کے صحن کے قریب پانچ سڑکیں نکالی گئی تھیں اور قبلہ رو چار گلیاں تھیں۔ مشرقی حصے میں تین گلیاں تھیں اور مغربی حصہ میں بھی تین گلیاں تھیں صحن کی طرف قبیلہ سلیم و ثقیف کو دو گلیوں میں آباد کیا گیا تھا اور قبیلہ ہمدان کو ایک گلی میں بسایا گیا تھا قبیلہ بجبلہ کو دوسری گلی میں آباد کیا گیا قبیلہ تیم اللات ان کے آخر میں تھا اس طرح آخر میں قبیلہ تغلب تھا۔

قبلہ رو قبیلہ اسد ایک گلی پر آباد تھا قبیلہ نخع کے درمیان دوسرا راستہ تھا اور قبیلہ نخع اور قبیلہ کندہ کے درمیان دوسری گلی تھی۔ کندہ اور ازد کے درمیان دوسرا طریقہ تھا۔

صحن کے مشرقی حصے میں انصار اور قبیلہ مزینہ ایک گلی میں تھے اور تمیم و محارب دوسری گلی میں تھے اسد اور عامر دوسرے راستے پر تھے۔ مغربی صحن بجالہ اور بجلہ ایک جگہ تھے قبیلہ جدیلہ اور مخلوط قبائل دوسری گلی میں تھے قبیلہ جہینہ اور ان کے مخلوط لوگ کوچے میں تھے۔

یہ وہ لوگ تھے جو صحن کے قریب تھے باقی لوگ ان کے درمیان اور ان کے پیچھے آباد ہوئے یہ لوگ چوڑی سڑکوں پر آباد ہوئے ان کے مقابلہ میں کم چوڑی سڑکوں پر دوسرے لوگ آباد ہوئے اس کے بعد گلیوں اور سڑکوں پر مکانات کی تعمیر کا سلسلہ چلتا رہا جو مذکورہ بالا سڑکوں سے کم چوڑے تھے ان کے پیچھے اور درمیان میں گھر آباد ہونے لگے اور ان میں جنگی سپاہیوں کو آباد کیا جاتا رہا۔

اہل سرحد اور موصل والوں کے لیے جداگانہ مقامات محفوظ رکھے گئے تاکہ جب ان کا قافلہ آئے تو وہاں فروکش ہوں تاہم جب لوگ زیادہ آنے لگے تو لوگ جگہ کی تنگی محسوس کرنے لگے جن کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

متعلقین زیادہ ہوتے تھے تو وہ اپنے محلے کو چھوڑ کر وہاں چلے جاتے تھے اور جس کے متعلقین کم ہوتے تھے ان کو ان کے مناسب قیام پر ٹھہرایا جاتا تھا۔

بہرحال صحن حضرت عمر کے زمانے میں اسی حالت میں رہا قبائل ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے وہاں صرف مسجد اور دارالامارہ تھا۔

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۶۲)

بازار

بازار میں کوئی عمارت نہیں تھی اور نہ نشانات مقرر تھے حضرت عمر کی ہدایت تھی بازار مسجد کی طرح ہیں جو سب سے پہلے کسی ٹھکانے پر پہنچ جائے اس کا وہ حق دار ہے تا آنکہ وہ وہاں سے اُٹھ کر اپنے گھر نہ چلا جائے یا اپنی فروخت سے فارغ نہ ہو جائے وہاں سواریوں کو بٹھانے کے لئے بھی احکامات مقرر تھے اس میں بھی جو آئے وہ قبضہ کر لے سب لوگ برابر تھے۔

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۶۳)

بیت المال

سعد بن ابی وقاص نے اس مقام پر جو دارالامارہ کے لئے مقرر تھا مسجد کوفہ کی محراب کے سامنے ایک محل تعمیر کرایا اور مستحکم طریقہ سے تعمیر کرایا اور اسی کے اندر بیت المال قائم کرایا اور وہیں وہ رہتا تھا۔

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۶۳)

دارالامارہ کی تعمیر

بعد میں سعد بن ابی وقاص نے محل کی عمارت تبدیل کرائی اور اس کے ساتھ دارالامارہ کی تعمیر کا ارادہ کیا ان کے ایک بڑے زمیندار نے جس کا نام روزبہ بن بزرجمہر تھا کہا" میں اسے بھی تعمیر کردوں گا اور آپ کا محل بھی تعمیر کروں گا اور ان دونوں عمارتوں کو اس طرح ملاؤں گا کہ وہ ایک ہی عمارت معلوم ہوگی چنانچہ اس نے کوفہ کے محل کو اسی بنیاد پر قائم کیا پھر اس نے حیرہ کے گرد نوح کے ایک شاہی محل کے کھنڈر کی اینٹوں سے اس محل کو تعمیر کرایا اس نے بیت المال کے سامنے سے مسجد کی تعمیر شروع کرا کے اسے محل کے آخر تک دائیں طرف قبلہ رو جاری رکھا پھر اسے دائیں طرف سے لے جا کر صحن علی بن ابی طالبؑ تک ختم

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کیا یہ صحن اس کا قبلہ تھا پھر اس کی توسیع کر کے مسجد کے قبلہ کو صحن کی طرف کر دیا اس کے دائیں طرف محل تھا۔

اس کی عمارت سنگ مرمر کے ان ستونوں پر قائم کی گئی جو کسریٰ کے گرجوں کے تھے اس کے دائیں بائیں بغلی حصے نہیں تھے۔ تعمیر معاویہ کے عہد خلافت تک قائم رہی۔

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۶۳)

مسجد کی دوبارہ تعمیر

معاویہ کے دور خلافت میں زیاد کے ہاتھوں اس کی تعمیر میں ترمیم واضافہ ہوا جب زیاد نے اس کی توسیع کا ارادہ کیا تو اس نے دور جاہلیت کے دو معماروں کو بلوایا اور انہیں مسجد کا مقام اور اس کی حالت سمجھائی اور بتایا کہ وہ اس آسمان تک بلند کرنا چاہتا ہے زیاد نے کہا "میں مسجد کو اس طرح تعمیر کرانا چاہتا ہوں کہ اسے میں بیان نہیں کر سکتا ہوں" ایک معمار نے جو کسریٰ "شاہ ایران" کا معمار تھا کہا یہ اس صورت میں ممکن ہے جب کہ اہواز کے پہاڑوں میں سے ستون لائے جائیں جن میں سوراخ کر کے سیسہ بھرا جائے اور لوہے کی سلاخیں بھی (ان ستونوں میں) بھری جائیں پھر ان ستونوں کو تیس گز بلند کیا جائے اور ان پر چھت ڈالی جائے اور (اس کے دونوں طرف) پہلو میں برآمدے رکھے جائیں اس صورت میں یہ عمارت زیادہ مستحکم و پائیدار ہوگی" زیاد نے کہا "میں یہی چاہتا تھا مگر میری زبان سے یہ ادا نہیں ہو رہا تھا"

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۶۳)

دارالامارہ کا دروزہ

سعد بن ابی وقاص نے دارالامارہ کا دروازہ بند کر دیا کیونکہ ان کے سامنے بازار لگتا تھا اور اس کا شور انہیں بات کرنے نہیں دیتا تھا جب انہوں نے دروازہ لگوایا تو لوگوں نے ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کیں جو انہوں نے نہیں کی تھیں۔ وہ کہتے تھے کہ سعد بن ابی وقاص کہتا ہے "یہ آوازیں بند کرو" لوگ اس کو قصر سعد کے نام سے پکارتے تھے حضرت عمر کے کانوں تک بھی یہ آوازیں پہنچیں تو انہوں نے محمد بن مسلمہ کو بلوا کر کوفہ روانہ کیا اور فرمایا "تم وہاں جا کر محل کے دروازے کو جلادو اور اس کے بعد فوراً لوٹ آؤ"۔

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۶۴)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

چنانچہ وہ روانہ ہوئے کوفہ آ کر انہوں نے ایندھن خریدا پھر محل میں آ کر اس کے دروازے کو جلایا سعد بن ابی وقاص کو سارا حال بتایا گیا کہ مدینہ سے ایک قاصد (خلیفہ کی طرف سے) صرف اسی مقصد کے لیے بھیجا گیا ہے سعد بن ابی وقاص نے ایک آدمی بھیجا تا کہ وہ آدمی معلوم کرے کہ وہ کون ہے؟ (اس نے آکر بتایا کہ) وہ محمد بن مسلمہ ہیں سعد بن ابی وقاص نے قاصد بھیج کر ان سے درخوست کی کہ وہ گھر کے اندر آئیں مگر انہوں نے (آنے سے) انکار کیا اس پر سعد بن ابی وقاص خود ان کے پاس گئے اور نہیں اندر آنے اور ٹھہرنے کی دعوت دی انہوں نے زادراہ پیش کیا مگر اس کو بھی قبول نہیں کیا اور حضرت عمر کا خط پیش کیا جس کا مضمون یہ ہے

”مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ نے ایک محل تعمیر کرایا ہے جسے آپ نے قلعہ بنالیا ہے اور اس کا نام قصر سعد ہے آپ نے اپنے اور عام مسلمانوں کے درمیان ایک دروازہ بنایا ہے یہ تمہارا محل نہیں ہے ایک شر فساد کا محل ہے تم ایسے مقام پر رہو جو سرکاری خزانوں (بیت الاموال) کے قریب ہو اور اسے بند کردو تم اپنے گھر پر دروازہ نہ رکھو کیونکہ اس کی وجہ سے عام مسلمان تمہارے پاس نہ آسکیں گے اور اس طرح تم ان کے حقوق نہ ادا کرسکو گے یہ ضروری ہے کہ مسلمان تمہاری مجلس میں آسکیں اور جب تم نکلو تو وہ تم سے مل سکیں۔“

سعد بن ابی وقاص نے ان (محمد بن مسلمہ) کے سامنے قسم کھا کر فرمایا کہ جو کچھ لوگوں نے بتایا ہے وہ ان کا قول نہیں ہے۔

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۶۴)

سرحدیں

۱ کوفہ کی سرحدیں چار تھیں۔ حلوان، ماسبذان، قرقیسیاء اور موصل۔ مقام حیرہ اور کوفہ میں ایک فرسخ یعنی تین میل کا فاصلہ تھا۔

(تاریخ کوفہ صفحہ ۱۰۶)

بصرہ وکوفہ کی تاسیس

بصرہ اور کوفہ کو فتح مدائن کے بعد آباد کیا گیا تھا۔ علامہ قزوینی متوفی ۷۵۰ھ نے نزہۃ القلوب

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں لکھا ہے کہ ایک شخص ہوشنگ نے کوفہ کی بنا ڈالی تھی مگر وہ کچھ عرصہ کے بعد تباہ ہو گیا تھا پھر سعد بن ابی وقاص نے اس کی تجدید کی تھی۔

حضرت علیؑ نے اس کے قرب و جوار میں قریوں کو آباد کیا۔ منصور دوانیقی نے دارالامارہ کی ابتدا کی۔

(تاریخِ کوفہ صفحہ ۱۰۱)

عبدالرحمن ابن ملجم نے جب حضرت علیؑ کے سر پر ضربت لگائی تھی تو آپ کا ہاتھ مسجد کے ستون پر پڑا جس سے اس ستون پر نشان پڑ گیا تھا۔ ایک مدت تک اس کا نشان باقی رہا مگر لوگوں کے چومنے اور مس کرنے سے بالآخر وہ نشان محو ہو گیا۔

(تاریخ کوفہ صفحہ ۱۰۲)

کنویں

کوفہ کے تمام کنویں نمکین تھے صرف وہ کنواں میٹھا تھا جو حضرت امیرالمومنینؑ نے کھدوایا تھا۔

(تاریخِ کوفہ، صفحہ ۱۰۸)

کناسہ

کوفہ کے ایک بڑے تجارتی مرکز کا نام ہے۔ جو سارے عربستان کی بڑی تجارتی اور مرکزوں میں شمار ہوتا تھا۔ جیسے بصرہ میں بازار ''مربد''۔ اس بازار میں ہر قسم کے تجارتی معاملات انجام پاتے تھے اسی مقام پر حضرت زید شہیدؒ کی لاش کو سولی پر لٹکایا گیا تھا۔

(تاریخِ کوفہ، صفحہ ۲۰۱)

نخیلہ

نخیلہ شام، مدائن و کربلا جانے کے راستہ میں کوفہ کا ایک اہم مقام تھا حضرت امیرالمومنینؑ نے جنگ صفین میں اسی مقام پر لشکر آراستہ کیا تھا۔ امام حسنؑ نے بھی معاویہ سے جنگ کے لئے اسی جگہ پر لشکر جمع کیا تھا اور عبیداللہ بن زیاد نے بھی اس جگہ سے امام حسینؑ پر لشکر کشی کی تھی۔

(تاریخِ کوفہ، صفحہ ۳۱۰)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نعمان بن المنذر اور کوفہ

نعمان بن المنذر، بادشاہ عرب نے کوفہ ہی میں اشعار عرب اور ادبی جواہر پاروں کو اپنے ''قصر ابیض'' کے خزانے میں رکھا تھا۔ کوفہ والے اس جگہ کو بتاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہاں خزانہ ہے۔ مختار بن ابوعبیدہ نے اس مقام کو کھدوایا تو عربی ادب کے ذخائر برآمد ہوئے آج کل ''قصر ابیض'' جس جگہ تھا وہ مقام ''جعارہ'' کہلاتا ہے یہ ایک مضیّف (یعنی مسافروں کے ٹھہرنے کی جگہ) ہے جس کو اب تک ''قصر'' کہتے ہیں اس طرح مقام ''حیرۃ'' سے وہ ادبی آثار اور خزانے کوفہ آئے اور وہاں سے نجف لائے گئے۔

(تاریخ کوفہ صفحہ ۲۰۰)

دارالامارہ کی تاریخ

جیسا کہ لکھا جا چکا کہ دارالامارہ کی تعمیر بھی سعد بن ابی وقاص نے کروائی تھی۔ اسے دارالامارہ اس لیے کہتے تھے کیونکہ یہیں سے احکام صادر ہوتے تھے اور حاکم شہر اسی میں رہتا تھا۔ اسے قصر سعد بھی کہا جاتا تھا، سعد بن ابی وقاص کی نسبت سے۔ یہ قصر دراصل سعد بن ابی وقاص ہی کے لیے بنایا گیا تھا۔ یہ کوفہ کا پہلا قصر ہے جو مسلمانوں کے لیے بنا۔ اسے قصر کوفہ اور قصر خبال بھی کہتے تھے۔ یعنی ''شر اور فساد والا محل''۔ یہ نام امیرالمومنینؑ کا عطا کردہ ہے جب آپ کوفہ تشریف لائے تو آپ سے کہا گیا کہ آپ دارالامارہ میں قیام فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ میں شر و فساد کے محل ''قصر خبال'' میں نہیں رہوں گا۔

(وقعۃ صفین صفحہ ۶)

دارالامارہ شہر کوفہ کے درمیان میں واقع تھا۔ طبری نے لکھا ہے کہ ''مسجد کے سامنے سعد بن ابی وقاص کا گھر تعمیر کیا گیا ان دونوں کے درمیان دو سو گز کی جگہ تھی جسے بیت المال بنایا گیا تھا جو آج کل کوفہ کا محل کہلاتا ہے اسے روزبہ بن بزرجمہر نے حیرہ میں کسریٰ کی عمارتوں کی پختہ اینٹوں سے تعمیر کرایا تھا۔

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۶۱)

یہ تعمیر ۱۷ھ میں ہوئی تھی بعض نے ۱۸ھ بھی کہا ہے۔

(تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۱۳۹)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ سعد بن ابی وقاص کو حضرت عمر نے معزول کر دیا پھر حضرت عثمان نے اپنے عہد میں انھیں حکومت کوفہ دے دی پھر معزول کر دیا اور ان کی جگہ ولید بن عقبہ کو والی کوفہ مقرر کیا۔ یہاں تک کہ عقبہ نے ۵۰ھ میں انتقال کیا۔

(معارف صفحہ ۱۰۶)

یزید نے جب ابن زیاد کو والی کوفہ بنایا تو یہ دارالامارہ ابن زیاد کے حصے میں آیا۔ اسی دارالامارہ کی چھت پر حضرت مسلم بن عقیلؑ کا سر کاٹا گیا اور لاش اقدس بالاخانے سے زمین پر پھینکی گئی۔

(تمقام ذخار)

اسی دارالامارہ کے دروازے پر لاش مسلمؑ آویزاں کی گئی۔ جسے داخلہ دربار کے وقت اہل حرمؑ نے دیکھا۔ اسی قصر میں اہل حرم ابن زیاد کے سامنے لائے گئے اور ابن زیاد نے سر حسینؑ سے بے ادبی کی۔ پھر اسی دارالامارہ کے حضرت مختار بن ابی عبیدہ ثقفی مالک ہوئے اور آپ نے اسی دارالامارہ میں قاتلان حسینؑ کو چن چن کر تہہ تیغ کیا۔ ایک روز اسی قصر میں امیرالمومنینؑ کی صاحبزادی حضرت رقیہؑ آئیں تھیں جن کے فرزند عبدالرحمن نے اپنے باپ کے قاتل کو خود قتل کیا تھا۔

(مختار آل محمدؐ، مولانا نجم الحسن کراروی)

پھر اس کا مالک مصعب بن زبیر ہوا اور اس دربار میں امیر مختار کا سر لایا گیا پھر مصعب بن زبیر کا سر لایا گیا اور اس کے بعد عبدالملک بن مروان اس کا مالک ہوا۔ امیر مختار کی شہادت کے بعد ۷۱ھ میں اس قصر کو عبدالملک بن مروان نے گروایا اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک مرتبہ اس کے دربار میں عبدالملک بن عمیر بھی تھا۔ اس نے عبدالملک کے سامنے مصعب بن زبیر کا کٹا ہوا سر دیکھ کر کہا "اے امیر میں اس وقت بھی موجود تھا جب عبداللہ بن زیاد کے دربار میں اس کے سامنے سر حسین بن علی رکھا ہوا تھا۔ اسی قصر اور اس دربار میں پھر میری آنکھوں نے مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کے دور کو بھی دیکھا جن کے سامنے خود عبید اللہ بن زیاد کا سر رکھا ہوا تھا۔ پھر میں نے مصعب بن زبیر کے دربار کو بھی دیکھا جن کے سامنے مختار کا سر رکھا ہوا تھا۔ اب میں آپ کے دربار میں بھی حاضر ہوں اور مصعب بن زبیر کا کٹا ہوا سر دیکھ رہا ہوں اے امیر! میں ایسے درباروں سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ سن کر عبدالملک کانپنے لگا اور فوراً کھڑا ہو گیا اور حکم دیا کہ اس قصر کو کھود ڈالا جائے۔

(تاریخ کوفہ صفحہ ۶۷)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ابن بطوطہ نے کوفہ آ کر جو کچھ دیکھا وہ آگے ملاحظہ کیجئے۔اس میں اس وقت کی یعنی ۷۲۶ ھ کی مسجد کوفہ کا بھی ذکر ملے گا۔

آج دارالامارہ کے کھنڈرات باقی ہیں لیکن ان کھنڈرات کے پہلو میں امیرالمومنینؑ کا مکان آج تک موجود ہے اور پھر مسلمؑ بن عقیل کے روضے کا سونے کا گنبد چمک رہا ہے۔اسی دارالامارہ سے مسلمؑ کی لاش پھینکی گئی تھی لیکن وقت نے فیصلہ کر دیا کہ باطل مٹ جائے گا حق باقی رہے گا۔

مسجد کوفہ کی تاریخ

مسجد کوفہ اسلام کی اولین مساجد میں سے ہے۔پوری دنیا میں کسی مسجد کے حصے میں انبیاء واصیاء کے اتنے مقامات نہیں آئے جتنے اس مسجد کے حصے میں آئے ہیں۔اس مسجد کو بعد مسجد الحرام و مسجد نبویؐ عزت و شرف حاصل ہے۔

سید حسین نجفی نے لکھا ہے کہ اس مسجد کی پہلی تعمیر حضرت آدمؑ نے کی تھی۔اس سے پہلے اس جگہ پر فرشتے رہتے تھے۔

(تاریخ کوفہ صفحہ ۱۱)

اسی مقام پر حضرت نوحؑ رہتے تھے اور یہیں سے طوفان نوح کی ابتداء ہوئی۔حضرت ابراہیمؑ اور حضرت خضرؑ نے یہاں نماز پڑھی۔معراج پر جاتے ہوئے رسول خداؐ نے یہاں سجدہ کیا۔تعارف میں جبرئیل نے کہا کہ میں نے اس مسجد کو بیس مرتبہ آباد کیا۔اور بیس مرتبہ ویران ہوتے دیکھا ہے۔

(من لایحضرہ الفقیہ)

عہد آدم سے اب تک ہزار برس گزر چکے ہیں۔یہ مسجد اتنی ہی قدیم ہے۔۱۷ھ میں جب سعد بن ابی وقاص نے کوفہ کی آبادی شروع کی تو پہلے اس مسجد کی تعمیر کی گئی طبری نے لکھا ہے کہ ''کوفہ میں جس چیز کا سب سے پہلے سنگ بنیاد رکھا گیا وہ مسجد تھی اور جب تعمیر کا ارادہ کیا گیا تو مسجد کی تعمیر کی گئی۔یہ بازار کے اندر تھی۔اس کے بعد اور ایک بڑا تیر انداز جس کا نشانہ دور تک جا سکتا تھا درمیان میں کھڑا ہو گیا اس نے دائیں طرف تیر پھینکا اور پھر یہ حکم دیا گیا کہ اس تیر کے آگے گھر تعمیر کئے جائیں بعد ازاں اس نے اپنے سامنے اور پیچھے تیر پھینکے اور یہ حکم دیا گیا کہ ان دونوں تیروں کے آگے گھر تعمیر کئے جائیں اس طرح مسجد کے لیے جگہ چھوڑ دی گئی جو چاروں طرف سے بلند تھی۔مسجد کے آگے ایک سائبان تعمیر کیا گیا وہ مربع

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شکل کا تھا کہ اس میں لوگوں کا اژدہام نہ ہونے پائے خانہ کعبہ کی مسجد کے سوا باقی تمام مساجد اسی نمونہ پر بنائی گئیں۔ خانہ کعبہ کے احترام کی وجہ سے دیگر مساجد اس کی مشابہ نہیں بنائی گئی تھیں۔ مسجد کا سائبان دوسو گز تھا اس کے ستون سنگ مرمر کے تھے۔ جو ایرانی بادشاہوں کے تھے اس کا اوپر کا حصہ رومی گرجوں کی طرح تھا۔ صحن کے پاس ایک خندق کھودی گئی تھی تا کہ وہاں کوئی شخص عمارت تعمیر نہ کر سکے۔''

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۶۱)

پھر جب امیرالمومنینؑ نے کوفہ کو دار الخلافہ بنایا تو اس مسجد میں کثرت سے خطبات ارشاد فرمائے۔ جس سے کتابیں بھری پڑی ہیں یہیں سے بار بار **سلونی قبل ان تفقدونی** کی آواز سنی گئی اور پھر اسی مسجد سے **فزت برب الکعبہ** کی آواز آئی تمام معصومینؑ نے اس مسجد میں نماز پڑھی حتیٰ کہ امام مہدیؑ بھی اس مقام پر تشریف لائیں گے۔

جیسا کہ لکھا جاچکا ہے کہ تعمیر کوفہ کے وقت پہلے اس مسجد کی تعمیر کی گئی اس کی بنیاد پر پورا کوفہ آباد ہوا۔ یہ مسجد درمیان میں تھی اس کے دروازوں کے بارے میں سید حسین نجفی کہتے ہیں: ''مسجد کے دروازے بہت سے تھے، ہر قبیلہ کا دروازہ الگ تھا، ان دروازوں میں سے ایک ''باب السدہ'' تھا جس سے امیرالمومنینؑ داخل ہوتے تھے۔ دوسرا باب کندہ تھا، تیسرا ''باب الانماط''، چوتھا باب الثعبان'' تھا، جسے بنوامیہ نے ہاتھی باندھ کر ''باب الفیل'' بنانا چاہا۔ تا کہ فضیلت امیرالمومنینؑ چھپ جائے۔ ایک مرتبہ امیرالمومنینؑ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اژدہا اسی دروازے سے داخل ہو کر منبر پر چلا گیا اور دیر تک آپؑ سے مصروف گفتگو رہا اور پھر واپس چلا گیا۔ آپؑ نے بعد میں فرمایا کہ یہ جنوں کا حاکم تھا۔ ایک مسئلہ معلوم کرنے آیا تھا۔ اس وقت سے اس دروازے کو جس سے وہ داخل ہوا تھا ''باب الثعبان'' کہا جانے لگا۔ اب قبائل کے تمام دروازے بند ہو چکے ہیں صرف ''باب الثعبان'' باقی ہے۔

(تاریخ الکوفہ صفحہ ۱۲)

مسجد کوفہ سے نکلنے والے جریدہ ''حولیۃ الکوفۃ'' سے ہم کچھ مفید معلومات درج کرتے ہیں:

''مسجد کوفہ مربع شکل میں ہے اس کا طول ۱۱۶ میٹر اور عرض ۱۱۰ میٹر ہے اور دیواریں ۱۰۹ میٹر بلند ہیں۔ حجم میں دیواریں ۵ میٹر ہیں اور دیوار کو قرار دینے کے لیے دائروں کی شکل میں دیواروں ہی میں ستون بنے ہیں جن کا حجم ۱۰ میٹر ہے مسجد کوفہ کی تعمیر اول ۱۷ھ میں سعد بن ابی وقاص نے کی، پھر مغیرہ بن شعبہ نے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس میں وسعت دی۔ پھر ابن زیاد کے دور سے لے کر حجاج بن یوسف اور خالد بن عبداللہ قسری کے دور تک اس میں ترامیم ہوتی رہیں جنگ جمل کے بعد ۳۷ھ میں امیرالمومنینؑ نے کوفہ کو مرکز بنایا اور اس مسجد میں نماز پڑھاتے تھے۔ ۶۷ھ میں مصعب بن زبیر نے یہاں نماز پڑھائی۔ حجاج بن یوسف کے دور میں شبیب خارجی یہاں نماز پڑھاتا رہا ۱۳۲ھ میں اس مسجد میں ابوالعباس سفاح کی خلافت کا اعلان کیا گیا اور اس نے مسلمانوں کے ساتھ یہاں نماز پڑھی یہ اسلام کی پہلی مسجد ہے جہاں قرائت قرآن سکھائی گئی۔ ابوعبدالرحمان سلمی جو شیخ القراء تھا اس نے قرائت، امیرالمومنینؑ، عبداللہ بن مسعود، ابی کعب اور امام حسنؑ و امام حسینؑ سے سیکھی اور ان سے روایات بھی نقل کیں۔ یہ مسجد کوفہ میں قرائت کی تعلیم دیتا تھا اس نے ۱۲۷ھ میں وفات کی۔ حمزہ بن حبیب معروف بہ زیات، علی بن حمزہ کسائی بھی اسی مسجد میں قرائت سکھاتے تھے۔ اسی مسجد میں امام جعفر صادقؑ نے تین سال مختلف علوم وفنون پر درس دیئے اور فقہ کی بنیادیں مضبوط کیں۔

(حولیۃ الکوفہ صفحہ ۱۵۴، ۱۵۵)

مسجد کوفہ کی فضیلت

ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ امام زین العابدینؑ مدینہ سے خاص مسجد کوفہ کے لیے آئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور پھر واپس ہو گئے۔

(تہذیب الاحکام، ج ۳، ص ۲۵۴، وسائل الشیعہ، ج ۵، ص ۲۵۴)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: **"نفقة درهم بالكوفة تحسب بمائة درهم فيما سواه، وركعتان فيها تحسب بمائة ركعة"**

کوفہ میں ایک درہم خرچ کرنا دوسری جگہوں پر سو درہم خرچ کرنے کے برابر ہے، اور وہاں دو رکعت نماز پڑھنا دوسری جگہوں پر سو رکعت نماز پڑھنے کے مساوی ہے۔

(وسائل الشیعہ، ج ۵، ص ۲۵۸، بحارالانوار، ج ۱۰۰، ص ۳۹۹)

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: **"لو يعلم الناس ما في مسجد الكوفة لاعدوا له الزاد والراحلة من مكان بعيد، وقال: صلاة فريضة فيه تعدل حجة، وصلاة نافلة فيه**

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تعدل عمرة" لوگ اگر مسجد کوفہ کی فضیلت سے واقف ہوتے تو دور دروازے سے زادراہ لے کر وہاں جاتے، پھر فرمایا: وہاں ایک واجبی نماز پڑھنا ایک حج کے برابر ہے اور وہاں ایک نافلہ نماز پڑھنا ایک عمرہ کے مساوی ہے۔

(وسائل الشیعہ، ج ۵، ص ۲۵۶، بحارالانوار، ج ۱۰۰، ص ۳۹۹، تہذیب الاحکام، ج ۶، ص ۳۲)

ابوحمزہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: "**صلاة فی مسجد الکوفة، الفریضة تعدل حجة مقبولة، والتطوع فیه تعدل عمرة مقبولة**" مسجد کوفہ میں ایک واجبی نماز پڑھنا ایک قبول شدہ حج کے برابر ہے اور وہاں ایک مستحبی نماز پڑھنا ایک قبول شدہ عمرہ کے برابر ہے۔

(بحارالانوار، ج ۱۰۰، ص ۴۰۰، وسائل الشیعہ، ج ۵، ص ۲۵۹)

اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا: "**النافلة فی هذا المسجد تعدل عمرة مع النبی صلی الله علیه وآله وسلم، والفریضة فیه عدل حجة مع النبی صلی الله علیه وآله وسلم وقد صلی فیه الف نبی والف وصی**" اس مسجد میں نماز نافلہ پڑھنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عمرہ کرنے کے برابر ہے اور اس مسجد میں واجبی نماز پڑھنا رسولؐ کے ساتھ حج کرنے کے مساوی ہے۔ اس مسجد میں ایک ہزار نبیوں اور ایک ہزار ان کے وصیوں نے نمازیں پڑھی ہیں۔

(تہذیب الاحکام، ج ۶، ص ۳۲، بحارالانوار، ج ۱۰۰، ص ۴۰۰)

ہارون بن خارجہ سے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم ساری نمازیں مسجد کوفہ میں پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو اس مسجد میں نماز پڑھنے کی کیا فضیلت ہے، میں نے کہا نہیں، حضرتؑ نے فرمایا: کوئی بھی بندۂ صالح اور نبی نہیں گزرا مگر اس نے مسجد کوفہ میں نماز پڑھی، یہاں تک کہ جب رسول خداؐ معراج پر تشریف لے جا رہے تھے تو جبرئیل نے عرض کیا، اے محمدؐ! کیا آپ جانتے ہیں اس وقت کہاں ہیں، آنحضرتؐ نے فرمایا نہیں، جبرئیل نے کہا اس وقت آپ مسجد کوفہ کے اوپر ہیں۔ آپ نے فرمایا: جبرئیل پروردگار سے اجازت لو تا کہ میں نماز پڑھوں۔ جبرئیل نے اجازت مانگی، اجازت ملنے پر پیغمبرؐ (آسمان سے) مسجد میں نازل ہوئے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر امامؑ نے فرمایا اس مسجد میں ایک واجبی نماز پڑھنا دوسری جگہوں پر ایک ہزار نماز پڑھنے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے برابر ہے اور اس مسجد میں ایک نافلہ نماز پڑھنا دوسری جگہوں پر پانچ سو نماز پڑھنے کے معادل ہے۔ اس مسجد کا قبلہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اس مسجد کا داہنا حصہ بھی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اس طرح اس مسجد کا بایاں حصہ بھی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اور اس کے پشت کا حصہ بھی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (ہوسکتا ہے کہ داہنے حصے سے مراد روضۂ حضرت علیؑ اور پشت کے حصے سے مراد روضۂ امام حسینؑ ہو) اس مسجد میں صرف بیٹھنا (نہ نماز پڑھنا نہ ہی ذکرالٰہی کرنا) بھی عبادت ہے۔ اگر لوگ اس مسجد کی فضیلت کو جان جائیں تو یہاں ضرور آئیں خواہ انہیں بچوں کے مانند گھٹنیوں چلنا پڑے۔

(کافی، ج ۳، ص ۴۹۰، تہذیب الاحکام، ج ۶، ص ۳۲)

خالد قلانسی کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو کہتے ہوئے سنا کہ "صلاۃ فی مسجد الکوفة بالف صلاۃ"۔ مسجد کوفہ میں ایک نماز پڑھنا ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔

(کافی، ج ۴، ص ۵۸۴، تہذیب الاحکام، ج ۶، ص ۳۳)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ مکہ خدا، رسولؐ اور علیؑ کا مرکز ہے، اس میں پڑھی جانے والی نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور وہاں ایک درہم انفاق کرنا ایک لاکھ درہم انفاق کرنے کے برابر ہے اور مدینہ، خدا اس کے رسول اور امیرالمومنین حضرت علیؑ کا حرم ہے اس میں پڑھی جانے والی ایک نماز دس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اس میں ایک درہم انفاق کرنا دس ہزار درہم انفاق کرنے کے برابر ہے، اور کوفہ خدا، اس کے رسولؐ اور امیرالمومنینؑ کا حرم ہے اس میں پڑھی جانے والی ایک نماز ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے۔

(من لایحضرہ الفقیہ، ج ۱، ص ۱۴۷، تہذیب، ج ۶، ص ۳۱)

ابوبکر حضرمی کا کہنا ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ (یا امام محمد جعفر صادقؑ) سے عرض کیا: حرم خدا (مکہ) اور حرم رسول خدا (مدینہ) کے بعد زمین کا کون سا حصہ سب سے افضل ہے، حضرتؑ نے فرمایا:

''الکوفة یا ابابکر هی الزکیة الطاهرة فیها قبور النبیین المرسلین و غیر المرسلین والاوصیاء الصادقین، و فیها مسجد سهیل الذی لم یبعث الله نبیا الا وقد صلی فیه، و منها یظهر عدل الله، وفیها یکون قائمة والقوام من بعده،

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وھی معازل النبیین و الاوصیاء والصالحین ''اے ابوبکر کوفہ ہے۔ یہ پاک و پاکیزہ زمین ہے، اس میں رسولوں، نبیوں اور ان کے اوصیاء کی قبریں ہیں اور اسی سرزمین پر ''مسجد سہیل'' (مسجد سہلہ) ہے، خدا نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر اس نے یہاں نماز پڑھی، اسی سرزمین سے عدل الٰہی ظاہر ہوگا اور قائم حق یہاں قیام کرے گا اور اس کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ یہ سرزمین انبیاء، اوصیاء اور صالحین کی قیامگاہ رہی ہے۔

(بحارالانوار، ج ۱۰۰، ص ۴۴۰، وسائل الشیعہ، ج ۵، ص ۲۵۵)

حنان بن سدیر کا بیان ہے کہ میں امام محمد باقرؑ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور آپ کو سلام کیا اور بیٹھ گیا، امام محمد باقرؑ نے پوچھا تم کہاں سے آرہے ہو، اس نے کہا کوفہ سے آرہا ہوں اور آپ کا محب ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا: کیا تم اپنی ساری نمازیں مسجد کوفہ میں پڑھتے ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں، حضرتؑ نے کہا: تم ایک کار خیر کے انجام دینے سے محروم ہو۔

پھر پوچھا کیا تم روزانہ نہر فرات میں غسل کرتے ہو؟ آنے والے نے کہا نہیں، حضرتؑ نے پوچھا کیا ہر جمعہ کو (نہر فرات میں) غسل کرتے ہو، اس نے کہا نہیں، حضرتؑ نے پوچھا کیا مہینے میں ایک مرتبہ اس میں غسل کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں، حضرتؑ نے پوچھا کیا سال میں ایک مرتبہ اس میں غسل کرتے ہو اس نے کہا نہیں، یہ سن کر امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا: تم اس کار خیر سے بھی محروم ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر امام محمد باقرؑ نے آنے والے سے سوال کیا کیا تم ہر جمعہ کو زیارت امام حسینؑ کے لیے جاتے ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں، حضرتؑ نے پوچھا کیا مہینے میں ایک مرتبہ جاتے ہو، اس نے جواب دیا نہیں، پوچھا سال میں ایک مرتبہ جاتے ہو اس نے کہا نہیں، امام محمد باقرؑ نے فرمایا: تم واقعاً ایک کار خیر سے محروم ہو۔

(بحارالانوار، ج ۱۰۰، ص ۴۰۱، وسائل الشیعہ، ج ۵، ص ۲۵۹)

امام محمد باقرؑ نے ابوعبیدہ خداء سے فرمایا ''**لا تدع یا ابا عبیدۃ الصلاۃ فی مسجد الکوفۃ ولو اتیتہ حبوا، فان الصلاۃ فیہ بسبعین صلاۃ فی غیرہ من المساجد**''

اے ابوعبیدہ، مسجد کوفہ میں نماز پڑھنا ترک نہ کرنا خواہ تمہیں (بچوں کی طرح) گھٹنیوں آنا پڑے، اس لیے کہ اس مسجد میں پڑھی جانے والی ایک نماز دوسری مسجدوں میں ستر نمازیں پڑھنے کے برابر ہے۔

(بحارالانوار، ج ۱۰۰، ص ۴۰۱، وسائل الشیعہ، ج ۵، ص ۲۵۹)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

محمد بن سنان کا بیان ہے کہ میں نے امام علی رضاؑ کو کہتے ہوئے سنا کہ ''**الصلاۃ فی مسجد الکوفة فرادی افضل من سبعین صلاۃ فی غیرہ جماعة**'' مسجد کوفہ میں فرادیٰ پڑھی جانے والی ایک نماز دوسری جگہوں پر جماعت سے پڑھی جانے والی ستر نمازوں سے افضل ہے۔

(بحارالانوار، ج ۱۰۰، ص ۳۹۷، وسائل الشیعہ، ج ۵، ص ۲۵۹)

خالد قلانسی کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ "**الصلاۃ فی مسجد الکوفة بالف صلاۃ**" مسجد کوفہ میں ایک نماز پڑھنا دوسری جگہوں پر ایک ہزار نماز پڑھنے کے برابر ہے۔(۱) بحارالانوار، ج ۱۰۰، ص ۴۰۰، وسائل الشیعہ، ج ۵، ص ۲۶۰۔

علی بن حکم نے فضیل اعور سے روایت کی ہے، فضیل کا کہنا ہے کہ میں لیث بن ابوسلیم کے پاس گیا اور لوگ نماز عصر پڑھ چکے تھے، انہوں نے کہا میں نے ابھی نماز ظہر نہیں پڑھی ہے لہٰذا مجھے باتوں میں نہ لگاؤ، راوی کا بیان ہے میں نے پوچھا نماز میں کیوں تاخیر ہوئی؟ لیث نے جواب دیا بازار میں ایک کام سے گیا تھا لہٰذا میں نے نماز پڑھنے میں تاخیر کی تاکہ اس مسجد (کوفہ) میں نماز پڑھوں اور اس کی فضیلت سے بہرہ مند ہوں، راوی کا کہنا ہے کہ میں نے دوبارہ سوال کیا کہ کی اس بارے میں تم تک کوئی روایت پہنچی ہے؟

''**عرج بی الی السماء، وانی هبطت الی الارض فاهبطت الی مسجد ابی نوح و ابی ابراهیم و هو مسجد الکوفة. فصلیت فیه و رکعتین، قال ثم قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: ان الصلاۃ المفروضة فیه تعدل حجة مبرورة، والنافلة تعدل عمرۃ مبرورۃ**''

جب میں معراج سے واپس آ رہا تھا تو اپنے باپ نوحؑ و ابراہیمؑ کے مقام پر جو ''مسجد کوفہ'' میں ہے، اترا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ عائشہ کا بیان ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: اس مسجد (کوفہ) میں ایک واجبی نماز پڑھنا ایک قبول شدہ حج کے برابر ہے اور ایک مستحبی نماز پڑھنا ایک قبول شدہ عمرہ کے برابر ہے۔

(بحارالانوار، ج ۱۰۰، ص ۴۰۲، وسائل الشیعہ، ج ۵، ص ۲۶۰)

مالک بن ضمرہ رواسی کا بیان ہے کہ مجھ سے امیرالمومنینؑ نے فرمایا: کیا تم اپنے گھر کے پشت کی مسجد میں جا کر نماز پڑھتے ہو؟ (صاحب مزار کبیر کے بقول مراد مسجد سہلہ ہے) میں نے عرض کیا ہاں

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

امیرالمومنینؑ اس میں تو عام لوگ نماز پڑھتے ہیں (بعض نسخوں میں الناس کے بجائے النساء ہے یعنی اس میں عورتیں نماز پڑھتی ہیں) حضرتؑ نے فرمایا: "**یا مالك ذاك مسجد ما اتاه مكروب قط فصلى فيه فدعا الله الا فرج الله عنه و اعطاه حاجته**" اے مالک کوئی بھی محزون و مغموم اس میں ایسا نہیں آیا جس نے اس میں نماز پڑھی اور اس کے بعد اس نے خدا سے دعا مانگی مگر یہ کہ خدا نے اس کی دعا قبول نہ کیا ہو اور اس کے حزن وغم کو دور نہ کیا ہو۔

مالک کا کہنا ہے کہ خدا کی قسم پھر بھی میں مسجد نہیں گیا اور وہاں نماز نہیں پڑھی کہ ایک شب مشکلات میں گرفتار ہو گیا، اس وقت امیرالمومنینؑ کی باتیں مجھے یاد آئیں۔ میں رات ہی میں اٹھا، وضو کیا اور نعلین پہن کر مسجد کی طرف چل پڑا، جیسے ہی گھر سے نکلا اپنے دروازے پر ایک چراغ دیکھا جو میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہے یہاں تک کہ میں مسجد میں پہنچا اور چراغ بھی وہیں رک گیا۔ میں نے نماز پڑھی اور نماز پڑھنے کے بعد نعلین پہن کر جیسے ہی گھر کی طرف روانہ ہوا پھر وہی چراغ میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور میں اس کی روشنی میں گھر تک پہنچا اور جب گھر میں داخل ہوا تو وہ چراغ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس کے بعد جب بھی میں رات میں مسجد جاتا تھا اپنے دروازے پر اس چراغ کو دیکھتا تھا اور خدا نے میری حاجت بھی پوری کر دی تھی۔

(بحارالانوار، ج ۱۰۰، ص ۴۰۳، مستدرک الوسائل، ج ۳، ص ۴۴۵)

اسماعیل بن زید نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا **السلام عليك يا امير المومنين و رحمة الله و بركاته** حضرتؑ نے اس کے سلام کا جواب دیا، آنے والے نے کہا آپ پر فدا ہو جاؤں، میں مسجد اقصیٰ جانا چاہ رہا ہوں، لہٰذا سوچا آپؑ کو سلام کرتے ہوئے رخصت ہوں، حضرتؑ نے پوچھا وہاں جانے کا تمہارا کیا مقصد ہے، اس نے جواب دیا آپ پر فدا ہو جاؤں مقصد صرف اس مسجد کی فضیلت حاصل کرنی ہے، حضرتؑ نے فرمایا پھر اپنی سواری بیچ دو اور جو زادہ راہ تہیہ کیا ہے اس کو کھا جاؤ اور اسی مسجد (کوفہ) میں نماز پڑھو وہاں (مسجد اقصیٰ میں) جانے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اس مسجد میں ایک واجبی نماز پڑھنا ایک مقبول حج اور ایک مستحبی نماز پڑھنا ایک مقبول عمرہ کے برابر ہے، اس کی برکتیں بارہ میل تک کا احاطہ کیے ہوئے ہیں، اس کے داہنی طرف برکت و خوش بختی اور بائیں طرف مکر و فریب اور اس کے وسط میں روغن

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کا چشمہ ہے، دودھ کا چشمہ ہے اور پانی کا چشمہ جو مومنین کے لیے شراب ہے اور پانی کا ایک اور چشمہ ہے جو مومنین کے لیے پاک و پاکیزہ ہے۔

اسی جگہ سے کشتیٔ نوح نے حرکت کی تھی، اسی مسجد میں تینوں بت یعنی نسر و یغوث و یعوق تھے (البتہ حدیث میں ان تینوں بتوں کے ذکر سے مسجد کی قدامت کو بیان کرنا ہے نہ یہ کہ ان کی قداست کو) اسی مسجد میں ستر پیغمبروں اور ستر وصیوں نے جن میں ایک میں بھی ہوں نمازیں پڑھیں ہیں۔

پھر حضرتؑ نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر فرمایا: کسی محزون و مغموم نے یہاں حاجت طلب نہیں کی مگر یہ کہ خدا نے اس کی حاجت پوری کی اور اس کے غم کو دور کیا۔

(کافی، ج ۵، ص ۲۶۱، تہذیب، ج ۶، ص ۳۲، وسائل الشیعہ، ج ۵، ص ۲۷۱)

کوفہ میں آباد ہونے والے قبائل

کوفہ آباد ہونے سے قبل عرب کے چند قبائل ''حیرہ'' میں آباد تھے ان میں سے بعض نصرانی تھے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ایار، بکر، ثعلب، نمر، قضاعہ، لنم وغیرہ۔ جب کوفہ آباد ہونا شروع ہوا تو بعض قبائل مسلمان ہو گئے اور سب کے سب کوفہ آ کر آباد ہو گئے۔

مدائن سے جو قبائل سعد بن ابی وقاص کے ساتھ آئے تھے ان میں مندرجہ ذیل قبائل کے افراد تھے۔

(۱) بنی کندہ	(۲) بنی مذحج	(۳) بنی طی	(۴) بنی اشعر
(۵) بنی لنم	(۶) بنی جذام	(۷) بنی ازد	(۸) بنی خثعم
(۹) بنی ہمدان	(۱۰) بنی قیس غیلان	(۱۱) بنی ربیعہ و مضر	(۱۲) بنی ایار
(۱۳) بنی قضاعہ	(۱۴) بنی غلوک		

(حولیۃ الکوفۃ صفحہ ۱۴۶، ۱۴۸)

کوفہ کے قدیم قصر

ان کا اب کوئی حصہ باقی نہیں ہے۔

(۱) قصر العدسیین۔ یہ قصر حیرہ میں واقع تھا۔ اسے عمار بن عبدالمسیح بن حرملہ بن علقمہ بن عشیر بن رماح بن عامر بن عوف بن بکر نے بنوایا تھا اور اپنے جدہ عدسہ بنت مالک کے نام پر اس کا نام رکھا تھا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۲) قصر یزید بن عمر بن ہبیرہ۔ یہ قصر پل شورا کے پاس تھا۔

(۳) قصر ابی خصیب۔ ابو جعفر منصور کے غلام ابو خصیب سے منسوب تھا۔

(۴) قصر مقاتل۔ یہ مقاتل بن حسان بن ثعلبہ سے منسوب ہے یہ امام حسینؑ کی منازل میں سے ایک ہے آپ نے یہاں پر قیام فرمایا تھا۔

(۵) قصر الکوفہ۔ عبدالخالق بن محمد مبارک سے منسوب تھا۔

(معجم البلدان جلد ۴ صفحہ ۳۵۲)

کوفہ کے بازار

کوفہ میں بہت سے بازار تھے لیکن ان میں تین بازار سب سے زیادہ مشہور تھے۔

(۱) سوق اسد۔ اسد بن عبداللہ قسری سے منسوب تھا۔

(۲) سوق یوسف۔ یوسف بن عمر بن محمد بن حکم ثقفی، جو حجاج بن یوسف کا چچازاد بھائی تھا، اس سے منسوب تھا۔

(۳) سوق حکمہ۔ قبیلہ بنوامی کا بازار تھا۔

(معجم البلدان جلد ۴ صفحہ ۳۶۳۰)

کوفہ پر لکھی گئی پہلی کتاب

ڈاکٹر محمد کریم ابراہیم کی تحقیق کے مطابق کوفہ پر پہلی کتاب، ہیثم بن عدی کوفی (۱۳۰ھ۔۲۰۷ھ) نے لکھی تھی۔ جس کا نام ہے "کتاب خطط الکوفۃ"۔ کوفہ پر اس نے کل چار کتابیں لکھیں تھیں جو کوفہ پر لکھی جانے والی ابتدائی کتابیں ہیں جن کے نام یہ ہیں:

(۱) کتاب ولاۃ الکوفۃ

(۲) کتاب خطط الکوفۃ والبصرۃ

(۳) کتاب عمال الشرط لامراء العراق

(حولیۃ الکوفۃ جلد ۱ صفحہ ۸۴)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کوفہ پر لکھی گئی دوسری کتابیں

کوفہ پر مختلف زبانوں میں کثرت سے کتابیں لکھی گئی ہیں جن کا علم ہوسکا ان کی فہرست ذیل میں پیش کی جارہی ہے:

اوّلین کتابیں

(۱) کتاب فتوح العراق جبهة الكوفة	محمد بن عمر واقدی	۲۰۷ھ	(فہرست ابن ندیم ص ۱۱۱)
(۲) کتاب الاختلاف بین اهل المدينة والكوفة	محمد بن عمر واقدی	۲۰۷ھ	
(۳) کتاب فتوح العراق جبهة الكوفة	ابوالحسن علی محمد مدائنی	۲۱۵ھ	فہرست ابن ندیم صفحہ ۱۱۳
(۴) اخبار الوافدین من الرجال من اهل الكوفة والبصرة على معاوية بن ابی سفيان	ابن بکار ضبی	۲۲۲ھ	تاریخ العربی والمورخون جلد ا صفحہ ۲۰۵
(۵) طبقات اهل الكوفة	محمد بن سعد واقدی بصری	۲۳۰ھ	(فہرست ابن ندیم ص ۱۰۹)
(۶) تاریخ الكوفة	عمر بن شبۃ النمیری	۲۶۲ھ	(فہرست ابن ندیم ص ۱۲۵)
(۷) کتاب امراء الكوفة	عمر بن شبۃ الیمزی	۲۶۲ھ	(فہرست ابن ندیم ص ۱۱۰)
(۸) تاریخ الكوفة	ابن مجالو کوفی	؟	(فہرست ابن ندیم ص ۱۰۳)
(۹) فضل الكوفة	علی بن حسن بن فضال	۲۲۴ھ	(فہرست ابن ندیم ص ۱۱۲)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۱۰)فضل الکوفۃ ومن نزلھا من الصحابہ	ابراہیم بن محمد بن سعید ثقفی	۲۸۳ھ	(فہرست ابن ندیم ص ۱۸۲)
(۱۱)فضل قم والکوفۃ	سعد بن عبداللہ قمی	۳۰۱ھ	(رجال نجاشی ص ۱۳)
(۱۲)الکوفۃ	محمد بن بکران بن عمران رازی	؟	(رجال نجاشی ص ۱۲۶)
(۱۳)فضل الکوفۃ	ابی جعفر بن احمد قلانسی	؟	(رجال نجاشی ص ۲۸۰)
(۱۴)فضل الکوفۃ	احمد بن محمد بن سعید	۳۳۳ھ	(رجال نجاشی ص ۲۴۰)
(۱۵)المزار وفضل الکوفۃ ومساجدھا	جعفر بن حسین قمی	۳۴۰ھ	(رجال نجاشی ص ۴۹)
(۱۶)فضائل الکوفۃ	محمد بن علی بن فضل	حدود ۳۴۰ھ	(رجال نجاشی ص ۸۹)
(۱۷) کتاب الکوفۃ ومافیھا من الآثار والفضائل	احمد بن عباس نجاشی	۴۰۵ھ	(رجال نجاشی ص ۲۷۶)
(۱۸)تاریخ الکوفۃ	ابن نجار کوفی	۴۰۲ھ	(حولیۃ الکوفۃ ص ۳۴۴)
(۱۹)فضل الکوفۃ ومساجدھا	محمد بن جعفر مشھدی		
(۲۰)تاریخ الکوفۃ	سید حسین براقی	۱۳۳۲ھ	
(۲۱)رسالۃ فی قبلۃ مسجد الکوفۃ	سید شرف الدین علی بن حجۃ اللہ شولستانی	۱۰۶۳ھ	
(۲۲)صلاح انشاشین فی تاریخ الکوفۃ وشھادۃ سید الشھداء			
(۲۳)عقد اللولو والمرجان فی تحدید ارض کوفان	سید حسین بن احمد براقی	۱۳۳۲ھ	
(۲۴)الکنوز المودعۃ فی اتمام الصلاۃ فی المواضع الاربعۃ (مکۃ، والمدینۃ، و کربلا، والکوفۃ)	شیخ محدث یوسف بن احمد بحرانی	۱۱۸۶ھ	

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۲۵)قضاة الكوفة والبصرة	ابن عدی الکوفی	۲۰۷ھ	
(۲۶)الكوفة	ابی الحسن علی بن حسین فطحی		رجال نجاشی ص ۱۲۵
(۲۷)اللولوءوالمرجان	سید حسین بن احمد براقی	۱۳۳۲ھ	
(۲۸)رسالة حرمة التصرف فيما يخرج من خراجات الكوفة والحائرطوس وغيرها	شیخ ماجد بن فلاح شیبانی		
(۲۹)فخر اهل الكوفة على البصرة	ابن عدی کوفی	۲۰۷ھ	
(۳۰)فضل الكوفة	ابن عقدۃ جارودی	۳۳۳ھ	
(۳۱)فضل الكوفة على البصرة	ابی طاہر محمد بن عبید زاری		
(۳۲)فضل الكوفة وفضل اهلها	سید شریف بن عبداللہ		قلمی نسخہ مکتبہ عمومیہ دمشق میں ہے۔ابن طاؤس نے فرحۃ الغری میں اس سے روایات لی ہیں۔
(۳۳)الفتوحات الرضوية رسالة فى فضل مسجد الكوفة والصلاة فيها	سید محمد بن عبدالکریم بروجردی		
(۳۴)اوصاف البلدا الكوفة والمكة	خاقانی شیروانی	حدود ۵۵۱ ھ	
(۳۵)البقعة البهية فى ماوردفى مبدا الكوفة الزكية	سید حسین بن احمد براقی ۱۳۳۲ھ		
(۳۶)اعمال مسجد الكوفة	محمد جعفر شریعت مدار		
(۳۷)مقامات مسجد الكوفة	......	......	......

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

معاصرین کی کتابیں

(۱)الکوفة واھلھا فی صدر الاسلام	صالح احمد العلی
(۲)الکوفة فی ثورة العشرین	کامل سلمان جبوری
(۳)الکوفة وفضلھا	محمد سعید طریحی
(۴)العتبات المقدسة فی الکوفة	محمد سعید طریحی
(۵)اطباء الکوفة	ڈاکٹر عیسیٰ کاظم سلطانی
(۶)اوضاع الکوفة الاقتصادیة	ہاشم حسین ناصر
(۷)تاریخ الکوفة الحدیث ۲ جلدیں	کامل سلمان جبوری
(۸)مساجد الکوفة	کامل سلمان جبوری
(۹)اخبار الکوفة من شرح نہج البلاغة	احمد کاظم ابراہیم
(۱۰)الامام علی علیہ السلام فی سوق الکوفة	رسول کاظم عبد السادة
(۱۱)الکوفة فی آثار الکتاب	
(۱۲)المجتمع الکوفی والثورة الحسینیة	باقر شریف قرشی
(۱۳)شعراء الکوفة الشعبیین	کامل سلمان جبوری
(۱۴)شعراء الکوفة	
(۱۵)امراء الکوفة وحکامھا	محمد علی آل خلیفة
(۱۶)قضاة الکوفة	محمد علی آل خلیفة
(۱۷)تاریخ الحیرة الکوفة	کریم مرزہ اسدی
(۱۸)تاریخ مسجد الکوفة والمرقد المجاورة	عبد الرزاق آل طعمہ
(۱۹)تخطیط مدینة الکوفة	ڈاکٹر کاظم جنابی
(۲۰)خطط الکوفة وشرح خریطھا	یونس ماسینون
(۲۱)المزارات المعروفة فی مدینة الکوفة	ڈاکٹر عباس کاظم مراد

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۲۲)الکوفۃ نشاۃ مدینۃ عصریۃ — ہشام جعیط

(۲۳)الکوفۃ بین الغدر والولاء

(۲۴)مدینۃ الکوفۃ — ڈاکٹر ازہر احمد عانی

(۲۵)الکوفۃ الغراء ارض المرسلات — ڈاکٹر محمد حسین صغیر

(۲۶)الکوفۃ رحلۃ فی تاریخیۃ الاسم — حمیدان علی

(۲۷)مدرسۃ الکوفۃ — ڈاکٹر مہدی مخزومی

(۲۸)انا الکوفۃ (دیوان شعر) — ادیب حسن خبابی

(۲۹)اغنیات علی جسر الکوفۃ — عدنان صائغ

(۳۰)شعراء الکوفۃ فی القرن الثانی

(۳۱)نور المسجدین فی اعمال مسجد الکوفۃ والسھلۃ — سید محمد حسین جلالوی

(۳۲)اطلس الکوفۃ

(۳۳)الکوفۃ فی اثار الکتاب والمؤلفین

(۳۴)الاماکن المشترکۃ التسمیۃ بین الکوفۃ وغیرھا — احمد کاظم ابراہیم

(۳۵)رسالۃ فی فضل الکوفۃ — سید محمد طباطبائی

(۳۶)سیاسۃ الامام علیؑ فی الکوفۃ — رسول کاظم عبدالسادۃ

کوفہ کی مسجدیں

مسجد کوفہ کے علاوہ کوفہ میں بے شمار مسجدیں تھیں۔جن کا اب وجود بھی باقی نہیں ہے۔ان میں سے بعض مسجدیں بغض امیر المومنینؑ میں بنائی گئی تھیں جو مسجد ضرار کی ہم مرتبہ تھیں۔کوفہ کی مساجد کی تفصیلات کے لیے الگ سے کتاب درکار ہے لیکن ذیل میں ان مساجد کی فہرست پیش کر رہے ہیں کسی اور موقع پر تفصیلات بھی درج کر دی جائیں گی۔

(۱) مسجد آل اعین: آل اعین میں زرارہ بن اعین امام جعفر صادقؑ کے شاگرد تھے۔امامؑ نے اس مسجد میں بھی نماز پڑھی تھی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۲) مسجد ابی اسحاق سبیعی: بانی مسجد ابی اسحاق سبیعی ہے جس نے ۱۲۶ھ میں وفات کی اور امیر المومنینؑ کو دیکھا تھا۔

(المعارف ص ۴۵۱)

(۳) مسجد ابی حاضر: بانی مسجد ابی حاضر نے ۲۴۸ھ میں وفات پائی۔

(تہذیب التہذیب جلد ۱۰ ص ۱۱۶)

(۴) مسجد ابی داؤد (مسجد قصاص) کوفہ کے ایک شخص نے بنائی تھی جو ابی داؤد مشہور تھا۔

(تاریخ طبری جلد ۶ ص ۴۸)

(۵) مسجد ابی سبرۃ: جنگ صفین کے لیے کوفہ سے نکلنے کے بعد امیر المومنینؑ نے اس مسجد میں نماز پڑھی تھی۔

(تاریخ اعثم کوفی جلد ۲ ص ۴۶)

(۶) مسجد احمر: صحابی امام جعفر صادق سلمان بن صالح احمری نے بنوائی تھی۔

(۷) مسجد بنی ارقم: بنی ارقم کی مسجد تھی جو صفین میں معاویہ کے ساتھ تھا۔

(جمہرۃ الانساب العرب ص ۴۴۶)

(۸) مسجد اشعث بن قیس: دشمن امیر المومنینؑ اشعث بن قیس کی مسجد۔ ابن ملجم نے ضرب لگانے سے قبل اس مسجد میں رات گزاری تھی۔

(اسد الغابہ جلد ۴ ص ۳۷)

یہ مسجد ملعونہ مساجد میں سے ہے جس میں نماز پڑھنا حرام ہے۔

(تاریخ کوفہ ص ۶۷)

(۹) مسجد انصار: جب حضرت مسلمؑ بن عقیل کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس لے جا رہے تھے تو بقول طبری اسی مسجد کے سامنے سے گزارے تھے۔

(تاریخ طبری جلد ۵ ص ۳۹۱)

(۱۰) مسجد ابراہیم نخعی: قبیلہ نخعی کے ایک شخص ابراہیم نے بنوائی تھی۔

(الاستیعاب جلد ۳ ص ۴۵)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۱۱)مسجد ازد: بنی ازد کی مسجد۔

(۱۲)مسجد بنی احمس: طبری نے امیر مختارؒ کے واقعات میں اس مسجد کا ذکر کیا ہے۔

(تاریخ طبری جلد ۴ ص ۴۸)

(۱۳)مسجد بنی اقیصر

(۱۴)مسجد بنی اعمش

(۱۵)مسجد باھلۃ: محمد بن جعفر مشہدی نے لکھا ہے کہ امیر المومنینؑ نے اس مسجد کو مبارک کہا ہے۔

(فضل الکوفہ ومساجدھا ص ۲۰)

(۱۶)مسجد بنی بارق

(۱۷)مسجد انمار (مسجد بنی بجلیۃ یا مسجد جریر بجلی) یہ مسجد مساجد ملعونہ میں سے ہے۔

(تاریخ الکوفۃ ص ۴۷)

(۱۸)مسجد بنی بہدلۃ

(۱۹)مسجد بنی تیم: امیر المومنینؑ اس مسجد میں نماز پڑھنے کو منع کرتے تھے۔

(الکافی والتھذیب)

یہ مساجد معلونہ میں سے ہے۔(تاریخ الکوفۃ ص ٦٨)

(۲۰)مسجد ثقیف: یہ مسجد ملعونہ میں ہے۔(تاریخ الکوفۃ ص ٦٧)

(۲۱)مسجد جار اسماعیل بن عمار

(۲۲)مسجد بن جذیمہ

(۲۳)مسجد جعفر بن بشیر: جعفر بن بشیر کی وفات ۲۰۸ ھ میں ہوئی۔ مامون رشید کے مصاحبوں میں تھا۔

(رجال نجاشی ص ۹۸)

(۲۴)مسجد جعفی: بن جعفی کی مسجد جو آل محمدؐ سے وفادار تھے۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا یہ مسجد مبارک ہے۔

(تاریخ کوفہ ص ٦٨)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۲۵) مسجد جھینہ: اس مسجد میں عبداللہ بن حکم جھنی نے نماز پڑھا تا تھا جس کی وفات ۷۵ ھ میں ہوئی۔

(۲۶) مسجد حسین جعفی: حسین بن شداد جعفی صحابی امام جعفر صادق کی مسجد۔

(رجال طوسی ص ۱۷۴)

(۲۷) مسجد حسن بن صالح

(۲۸) مسجد حفص بن غیاث: حفص بن غیاث عہد ہارون میں والی بغداد تھا۔ ۱۹۴ ھ میں وفات ہوئی۔

(تہذیب التہذیب جلد ۲ ص ۴۱۵)

(۲۹) مسجد حمرا: یہ مساجد ملعونہ میں ہے۔ اس کے نیچے فراعنہ میں سے ایک فرعون دفن ہے۔

(تاریخ الکوفۃ ص ۶۷)

(۳۰) مسجد حمراء: اسے مسجد یونس بن متی بھی کہتے ہیں۔ کوفہ میں مقام یونسؑ کے ساتھ ہے یہاں امیر المومنینؑ نے نماز پڑھی تھی۔

(۳۱) مسجد حمزہ زیات: اس کا بانی حمزہ بن حبیب بن عمارۃ تیمی ہے۔ جس کی وفات ۱۵۶ ھ میں ہوئی۔

(۳۲) مسجد بنی حمان

(۳۳) مسجد بنی حنفیہ

(۳۴) مسجد حنانہ: یہ مسجد امیر المومنینؑ کا جنازہ گزرتے وقت جھکی تھی اور اسی مسجد میں سر امام حسینؑ رکھا گیا۔ تفصیل باب میں دیکھئے۔

(۳۵) مسجد بنی دھمان: اسی مسجد میں عبداللہ بن کامل نے حکم امیر مختارؒ سے قاتلان عبدالرحمن بن عقیل بن ابی طالبؑ کو پکڑا تھا۔

(تاریخ طبری جلد ۶ ص ۵)

(۳۶) مسجد بنی زھل

(۳۷) مسجد بنی رواس

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۳۸) مسجد زید بن صوحان: صحابی امیر المومنینؑ زید بن صوحان کا گھر جو مسجد میں تبدیل ہوگیا۔ زید جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

(۳۹) مسجد صعصعہ بن صوحان: صحابی امیر المومنینؑ صعصعہ بن صوحان کا گھر تھا جو مسجد بن گیا۔ ۶۰ھ میں بحرین میں وفات ہوئی روضہ موجود ہے۔

(۴۰) مسجد سبیع: بنو سبیع کی مسجد۔

(۴۱) مسجد سعید بن جبیر: سعید عشق امیر المومنینؑ کے جرم میں شہید ہوئے۔ ۹۵ھ میں۔ آپ کا روضہ واسط میں ہے۔

(۴۲) مسجد سکون

(۴۳) مسجد سلمہ بن اسود کندی

(۴۴) مسجد سماعہ بن مہران: سماعہ نے ۱۴۵ھ میں وفات پائی۔ امام جعفر صادقؑ اور امام موسیٰ کاظمؑ سے احادیث سنیں۔

(رجال الکشی ص ۲۴۸)

(۴۵) مسجد سماک اسدی: یہ مسجد مساجد ملعونہ میں سے ہے۔ جو قتل امام حسینؑ کی خوشی میں بنائی گئی۔ سماک بن مخرمہ اسدی حجر بن عدی کے قتل میں بھی شامل تھا۔

(بطل اسدی صفحہ ۹،۸)

(۴۶) مسجد سماک بن حرب

(۴۷) مسجد سمال

(۴۸) مسجد بنی سید: یہ مسجد مساجد ملعونہ میں سے ہے (تاریخ الکوفۃ ص ۶۸)

(۴۹) مسجد بنی سنبس

(۵۰) مسجد سہلہ: مسجد سہلہ، حضرت ادریسؑ، حضرت ابراہیمؑ، اور حضرت داؤدؑ کی قیام گاہ ہے۔ تفصیل گزر چکی ہے۔

(۵۱) مسجد شبیب خارجی: اس کا بانی شبیب ابن یزید شیبانی تھا۔ جس نے حجاج بن یوسف کے خلاف خروج کیا تھا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۵۲) مسجد شجرات

(۵۳) مسجد شیث بن ربیعی: براقی نے لکھا ہے کہ یہ مسجد مساجد ملعونہ میں سے ہے۔ (تاریخ الکوفۃ ص ۶۷)

(۵۴) مسجد بنی شیطان (تمیم)

(۵۵) مسجد بنی شیطان (نخع)

(۵۶) مسجد بنی شقرۃ

(۵۷) مسجد بنی صباح

(۵۸) مسجد ظہر الکوفۃ: عمرو بن عتبہ بن فرقد سلمی نے بنوائی۔

(طبقات طبری جلد ۶ ص ۲۰۷)

(۵۹) مسجد بنی عامر

(۶۰) مسجد بنی عبداللہ

(۶۱) مسجد عبداللہ بن ادریس اودی: عبداللہ بن ادریس کی وفات ۱۹۲ ھ میں ہوئی۔

(المعارف ص ۵۱۰)

(۶۲) مسجد عبدالجبار آل معیۃ: آل معیۃ حضرت حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ کا خاندان ہے۔

(۶۳) مسجد عبدالقیس

(۶۴) مسجد بنی عبس

(۶۵) مسجد بنی عنز

(۶۶) مسجد بنی عدی: اس مسجد میں زید شہید نے نماز پڑھی۔

(مقاتل الطالبین ص ۱۳۸)

(۶۷) مسجد عدی بن حاتم طائی۔ (مسجد طی): صحابی امیر المومنینؑ عدی بن حاتم طائی کی مسجد، جو جمل و صفین و نہروان میں ہمرکاب رہے۔ ۶۸ ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

(المعارف ص ۳۱۳)

(۶۸) مسجد عمرو بن سعد: یہ مسجد عمرو بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم نے بنوائی تھی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۶۹) مسجد بنی عنز بن وائل

(۷۰) مسجد بنی غاضرۃ

(۷۱) مسجد بنی غنیٰ: بنو غنیٰ کی مسجد جسے امیر المومنینؑ نے مسجد مبارک کہا ہے۔

(فضل الکوفۃ ومساجدھا ص ۵۷)

(۷۲) مسجد دار لولو (مسجد فزارۃ): بنو فزارۃ کی مسجد۔

(۷۳) مسجد بنی قرن (بنی ازر)

(۷۴) مسجد بنی قرن (بن مذحج)

(۷۵) مسجد بنی کاہل (مسجد امیر المومنینؑ): اس مسجد کو امیر المومنینؑ نے مسجد مبارک کہا ہے۔ آپ نے اور امام جعفر صادقؑ نے یہاں نماز پڑھی۔ اس مسجد میں امیر المومنینؑ نے ایک قنوت پڑھی تھی اس کا ذکر محمد بن مشہدی نے کیا ہے۔

(فضل الکوفۃ ومساجدھا ص ۲۳)

(۷۶) مسجد کناسہ: کناسہ کوفہ کی آخری حدود میں واقع ہے۔ یہاں حضرت زید شہیدؒ کا روضہ ہے۔

(۷۷) مسجد لولوی (مسجد نغطویہ)

(۷۸) مسجد بنی مجر (بنی مجبر)

(۷۹) مسجد بنی مخزوم

(۸۰) مسجد مخنف

(۸۱) مسجد بنی مرہ

(۸۲) مسجد مروزیہ

(۸۳) مسجد بنی مسلیہ

(۸۴) مسجد معادل: یہ مسجد زیاد بن ابیہ کے دور میں موجود تھی۔

(تاریخ طبری جلد ۵ ص ۲۳۸)

(۸۵) مسجد بنی مقاصف

(۸۶) مسجد مطمورۃ: مطمورۃ کوفہ کے قدیم محلہ کا نام ہے۔ یہیں یہ مسجد تھی۔

(طبقات ابن سعد جلد ۶ ص ۴۰۳)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۸۷)مسجد موالی

(۸۸)مسجد بنی بخار

(۸۹)مسجد نخیلہ: یہ مسجد قریہ الکفل میں مرقد بنی حضرت ذوالکفلؑ کے عقب میں ہے۔اس کے قدیم آثار اب بھی باقی ہیں اور خود میں نے گزشتہ برس اپنے سفرزیارت میں دیکھے ہیں۔اس مسجد میں امیرالمومنینؑ نے کئی خطبے ارشاد فرمائے ہیں۔امام حسنؑ بعد شہادت امیرالمومنینؑ مدینہ جانے سے قبل اس مسجد میں قیام فرما بھی ہوئے تھے۔

(۹۰)مسجد بنی ہلال

(۹۱)مسجد وکیع بن جراح

(۹۲)مسجد جوافر: یہ مسجد مساجد ملعونہ میں سے ہے۔(تاریخ الکوفہ ص ۶۷)

(مسجد عبداللہ رزام)،، ،، ،،(،، ص ۶۸)

(۹۴)مسجد بنی ظفر: امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ یہ مسجد مبارک ہے۔

(تاریخ الکوفہ ص ۶۸)

کوفے کے حالات وواقعات ایک نظر میں

۱۷ھ.................حضرت عمر کے دورِ خلافت میں کوفہ آباد کیا گیا۔

۳۶ھ.................امیرالمومنینؑ نے کوفہ کو دارالخلافہ بنایا۔

۳۸ھ.................سہیل بن احنف صحابی رسولؐ کی وفات ہوئی امیرالمومنینؑ نے نماز پڑھائی۔

۳۹ھ.................وفات حضرت جناب بن ارت۔ان کی نماز جنازہ امیرالمومنینؑ نے پڑھائی۔کوفہ میں دفن ہوئے۔

۴۰ھ.................امیرالمومنینؑ شہید کیے گئے۔اسی سال حضرت رقیہ بنتِ امیرالمومنینؑ کی بھی وفات ہوئی۔انھیں مسجدِ کوفہ کے ساتھ دفن کیا گیا۔

۵۱ھ.................جویریہ بن مسہر عبدی صحابی امیرالمومنینؑ کی شہادت۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۵۱ھ..............حجر بن عدی کی شہادت، سر دمشق بھجوایا گیا۔

۶۰ھ..............حضرت مسلم بن عقیل و ہانی ابن عروہؓ و حضرت میثم تمارؒ کی شہادت۔

۶۰ھ..............عبداللہ بن یقطر کی شہادت، قاصد امام حسینؑ۔

۶۱ھ..............اہل حرمؑ کی دربار ابن زیاد میں آمد، سر امام حسینؑ مسجد حنانہ میں رکھا گیا۔

۶۱ھ..............حضرت عبداللہ بن عفیف کی شہادت، مقام یونس کے قریب دفن ہوئے۔

۶۷ھ..............وفات احنف بن قیس صحابی امیر المومنینؑ اور مختار ثقفی کی شہادت ہوئی۔

۸۰ھ سے ۸۸ھ کے درمیان..............شہادت حضرت قنبرؒ

۸۲ھ ۸۸ھ..............حضرت کمیلؒ بن زیاد کی شہادت

۹۴ یا ۹۵ھ..............شہادت سعید بن جبیر صحابی امیر المومنینؑ۔

۱۲۵ھ..............شہادت یحییٰ بن زید شہیدؒ

۱۴۴ھ..............اولادِ امام حسنؑ کے ۱۵ نفوس کو ہاشمیہ (کوفہ) کے زندان میں قید کیا گیا جو مختلف وقتوں میں شہید ہوتے رہے۔

۱۹۹ھ..............محمد بن ابراہیم طباطبا حسنی کو ابو السرایا نے قتل کیا۔

ظہور حضرت حجتؑ اور کوفہ

سید حسین براقی نے لکھا ہے کہ حضرت امام عصرؑ کا ظہور مکہ میں ہوگا پھر مدینے میں تشریف لائیں گے۔ اس کے بعد کوفہ جائیں گے اور وہاں جنگ کریں گے اور مسجد کوفہ سے احکام جاری فرمائیں گے۔ (تاریخ کوفہ صفحہ ۶۷)

حجر اسود کا کوفہ میں نصب ہونا

علامہ مجلسیؒ نے بحار الانوار میں اصبغ بن نباتہ سے حضرت امیر المومنینؑ کا ارشاد نقل کیا ہے "آپ نے فرمایا تھا کہ کچھ زمانہ گزرنے کے بعد حجر اسود مسجد کوفہ میں نصب کیا جائے گا۔ نیز اس مسجد کو میری اولاد میں وہ شخص اپنا مصلے بنائے گا جس کا نام مہدیؑ ہوگا"

چنانچہ ۲۹۳ھ میں زکریہ القرمطی نے ایک نئے دین کی تبلیغ کرنا شروع کی پھر مسلمانوں سے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جنگیں ہوئیں بالآخر وہ قتل ہو گیا اور اس کی جگہ ابو طاھر القرمطی نے حاصل کی۔ وہ ۳۱۷ھ تک قتل و غارت کرتا رہا۔ پھر اس نے مکہ کا قصد کیا اور ۸ ذی الحج کو وہاں داخل ہوا اور بیشتر حاجیوں کو تہ تیغ کر ڈالا اور بری طرح لوٹا پھر حجر اسود کو اکھاڑ لیا اس ملعون ابو طاھر نے خانہ کعبہ کے پردے کو اکھاڑ دیا اور ایک شخص کو کعبہ کی چھت پر بھیجا کہ وہ میزاب کعبہ کو توڑ دے وہ شخص کعبہ کی چھت سے گر کر مر گیا پھر ابو طاہر نے مقتولوں کو چاہ زمزم میں ڈال دیا اور جو رہ گئے تھے انھیں مسجد الحرام میں دفن کرا دیا اس نے کعبہ کی پوشش کو بھی لوٹ لیا اور اسے آپس میں تقسیم کر لیا۔ اہل مکہ کے گھروں کو لوٹا اور برباد کیا اور خود کعبہ پر چڑھ گیا اور یہ شعر پڑھتا تھا

انا باللہ و باللہ انا یخلق الخلق و افنیھم انا

''خدا کی قسم خدا مخلوقات کو خلق کرتا ہے اور میں ہی ان کو فنا کرتا ہوں''

اس کے بعد جب اس نے حجر اسود کو اکھاڑا تو یہ اشعار پڑھے؛

لو کان ھذا البیت معبد ربنا لصب علینا النار من فوقنا صبا
لانا حججنا حجتہ جاھلیتہ مما حکۃ لم تبق شرقا و لا غربا
و انا ترکنا بین زمزم والصفا جنائز لا تبغی سوی ربھا ربھا

ترجمہ (۱) اگر یہ گھر ہمارے پروردگار کی عبادت گاہ ہوتا تو وہ یقیناً ہم پر آگ کو انڈیل دیتا۔

(۲) کیونکہ ہم نے ایسا حج کیا ہے جو جہل پر مبنی ہے اور اس میں مکاری ہی مکاری ہے اور اس نے مشرق و مغرب کسی کو نہیں چھوڑا ہے یعنی اس مکاری میں ساری دنیا مبتلا ہے۔

(۳) اور اب تو ہم نے زمزم و کوہ صفا کے درمیان میتیں چھوڑی ہیں جن کی سوائے خدا کے اور کوئی خبر گیری کرنے والا موجود نہیں ہے۔

یہ اس کے کفریات کا ایک نمونہ ہے بہر حال حجرِ اسود نکال کر یہ لے گیا اور کوفہ کی جامع مسجد میں اسے نصب کر دیا ۲۲ برس تک قرامطہ کے قبضے میں باقی رہا اور ۳۳۹ھ میں پھر ان لوگوں نے اسے خانہ کعبہ میں واپس کر دیا۔

کتاب الخرائج والجرائح سے نقل کرتے ہوئے صاحب تاریخ الکوفہ نے لکھا ہے ''حضرت ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ کہتے کہ میں ۳۳۹ھ میں جب بغداد پہونچا تو میں نے حج کا ارادہ کیا اور یہ وہی سال تھا جس میں قرامط نے حجر اسود کو خانہ کعبہ میں واپس کیا تھا یہ خبر سن کر میری یہی کوشش تھی کہ میں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ان بزرگ کی زیارت کروں جو حجر اسود کو نصب کریں کیونکہ سوائے امام زمانہ کے کوئی دوسرا حجر اسود کو نصب نہیں کرسکتا جیسا کہ حجاج کے زمانہ میں امام زین العابدینؑ نے اسے نصب کیا تھا۔مگر میں سخت بیمار ہوگیا اور بچنے کی امید نہ رہی تو میں نے ابن ہشام کو اپنے مرض سے آگاہ کیا اور ایک خط لکھا اور ان کے حوالہ کردیا اس خط میں، میں نے حضرت امام عصرؑ سے دریافت کیا تھا کہ میری مدت عمر کتنی باقی ہے اور کیا اسی مرض میں مجھے موت آئے گی یا نہیں؟ ابن ہشام سے میں نے کہا کہ جو شخص بھی حجر اسود نصب کرے اسی کو یہ خط دینا کسی اور کو نہ دینا۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ میں حرم میں گیا اور میں نے اپنے ساتھ ایک شخص کو لیا جو مجھے مجمع کے ہجوم سے بچائے وہاں جاکر میں نے دیکھا کہ جو شخص بھی حجر اسود کو اٹھا کر چاہتا ہے کہ اسے نصب کرے تو وہ پتھر کانپنے لگتا ہے اور سیدھا نہیں رہتا۔دفعتہً ایک نوجوان ظاہر ہوئے جن کا رنگ گندمی تھا اور بہت خوبصورت تھے انھوں نے حجر اسود کو فوراً اُٹھالیا اور اس کی جگہ پر نصب کردیا اور وہ ٹھہر گیا اور اس طرح معلوم ہوتا تھا کہ جیسے یہاں سے کبھی ہٹا ہی نہ تھا اس کے بعد لوگوں نے نعرے لگانا شروع کردیئے پھر وہ نوجوان دروازے سے باہر کی طرف واپس جانے لگے، ابن ہشام کہتے ہیں کہ میں یہ دیکھ کر اٹھا اور ان کے پیچھے ہوگیا مجمع ان کے آگے سے ہٹتا جاتا تھا اور میری نگاہیں ان پر لگی ہوئی تھیں کہ وہ کہیں میری نگاہ سے اوجھل نہ ہوجائیں۔یہاں تک کہ لوگوں کے مجمع سے دور پہنچ گئے اور تنہا رہ گئے، اور میں بہت تیزی سے ان کے پیچھے جارہا تھا مگر وہ خود آہستہ اور اطمینان سے چل رہے تھے جب وہ ایسی جگہ پر آگئے جہاں میرے اور ان کے سوا کوئی نہ تھا تو وہ ٹھہر گئے اور میری طرف متوجہ ہوئے پھر فرمایا جو چیز تمہارے پاس ہے وہ مجھے دیدو تو میں نے وہ رقعہ ابن قولویہ کا ان کو دیا رقعہ لیتے ہی بغیر اس رقعہ کے مضمون کو دیکھے فرمانے لگے ان سے کہہ دینا کہ اس مرض میں تمہارے لئے کوئی خوف نہیں ہے جو کچھ بھی ہونا ہے وہ تیس برس کے بعد ہوگا۔یہ فرما کر چلے گئے۔ابوالقاسم ابن قولویہ فرماتے ہیں کہ ابن ہشام میرے پاس واپس آئے اور مجھ سے رقعہ کا جواب نقل کیا پھر ابن ہشام نے بیان کیا کہ جب تیس سال گذر گئے اور تیسواں سال آگیا تو ابن قولویہ بیمار پڑ گئے فوراً انھوں نے ایک وصیت لکھی اور اپنے تمام امور درست کئے اور غسل وکفن وغیرہ کا انتظام کیا تو لوگوں نے پوچھا کہ آپ اس قدر خائف کیوں ہیں خدا آپ کو تندرست کردے گا۔تو انھوں نے جوب دیا کہ اب میری بچنے کی امید باقی نہیں ہے چنانچہ اسی مرض میں وفات پاگئے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علامہ سید محمد طباطبائی نے بھی اپنے رسالہ میں جو انھوں نے فضیلت مسجد کوفہ کے بارے میں تحریر کیا ہے۔اس واقعہ کو لکھا ہے مگر اس طرح پر کہ محمد بن قولویہ نے جب یہ سنا کہ حجر اسود کعبہ میں واپس لایا جارہا ہے تو اس وقت وہ بغداد میں تھے۔

اس کے بعد انھوں نے اپنے ایک خاص امین کو بہت کچھ مال وزر کے ساتھ مسجد الحرام کے منتظم کی خدمت کے لئے روانہ کیا اور کہا کہ ان سے کہنا کہ وہ تم کو رکن کے پاس کھڑا رہنے کی اجازت دیدیں۔جس وقت حجر اسود وہاں نصب کیا جائے اور ایک مہر شدہ خط بھی اس شخص کے حوالے کریا جو صاحب الامرؑ کے نام تھا کہ وہ امین شخص اس خط کو ان کی خدمت میں اس وقت پیش کردے جب وہ حجر کو نصب کرنے لگیں۔یہ شخص مکہ پہونچا یہاں تک کہ منتظم مسجد الحرام نے اس کو رکن کے پاس کھڑا کردیا اس نے دیکھا کہ مشائخ عرب اور دوسرے بڑے بڑے اشخاص آئے اور انھوں نے ایک چادر لے کر اس میں حجر اسود کو رکھا اور سب نے مل کر اس چادر کو اٹھایا یہاں تک کہ وہ چادر اس جگہ کے مقابل آگئی جہاں حجر اسود کی جگہ ہے۔دفعتہً ایک خوبصورت نوجوان سامنے آگیا اس نے فوراً چادر کو اٹھالیا اور اس کی اصلی جگہ پر رکھ دیا پھر لوگوں کے ساتھ مسجد الحرام سے واپس چلا گیا۔

یہ امین شخص جسے ابن قولویہ نے مامور کیا تھا ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا یہاں تک کہ وہ مکہ کے پہاڑوں کے پیچھے چلے گئے۔وہاں جا کر انھوں نے اس شخص کو اس کا نام لے کر آواز دی اور فرمایا کہ محمد بن قولویہ کا رقعہ کہاں ہے؟ تو اس نے وہ رقعہ ان کو دے دیا رقعہ لیتے ہی انھوں نے فرمایا کہ ابن قولویہ سے کہہ دینا کہ میں نے تمہارے لئے دعا کی تھی خدا نے تم کو شفا اس مرض سے دے دی ہے اور تیس سال تمہاری عمر بڑھا دی ہے اور عنقریب تم پھر مریض ہوگے لوگ بالکل مایوس ہوجائیں گے مگر تم کو شفا حاصل ہوگی اور تمہاری زندگی ختم نہ ہوگی مگر تیس سال فلاں رات اور فلاں ساعت میں تم کو خدا اپنے پاس بلالے گا بغیر کسی مرض کے۔پھر وہ نظروں سے غائب ہوگئے اس شخص نے یہ تمام واقعہ دیکھ کر کہا کہ اس وقت میں سمجھ گیا کہ یہ حضرت صاحب الامرؑ ہیں پھر بغداد آکر ابن قولویہ سے یہ سب واقعہ نقل کردیا۔

اس کے بعد ابن قولویہ کئی مرتبہ سخت بیمار پڑے اور ان لوگوں کو ان کی طرف مایوسی ہوگئی مگر وہ لوگوں کو تسکین دیتے رہے لیکن جب تیس برس کے بعد وہ رات آئی اور وہ وقت آیا تو انہوں نے تمام اقرباء اور دوستوں کو جمع کیا اور ان سے رخصت ہوئے اور وصیتیں کیں لوگوں نے یہ دیکھا کر کہا کہ آپ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شدید امراض میں بھی اس طرح مایوس نہ تھے مگر اب کیوں مایوس ہو گئے تو اس وقت انھوں نے سارا قصہ بیان کیا پھر اسی ساعت میں جس کا امام نے ذکر کیا تھا ان کی روح قبض ہو گئی۔

(تاریخِ کوفہ صفحہ ۷۹ تا ۸۴)

ابن بطوطہ کے سفر نامے میں کوفے کا حال

ابن بطوطہ ۷۲۶ھ میں کوفہ آیا تھا، وہ کوفہ کی تفصیلات کے بارے میں لکھتا ہے:

''کوفہ بڑا نامی شہر منجملہ امہات بلاد عراق ہے بلکہ ان سب میں بہت فضل و مرتبہ کے ممتاز ہے۔ یہ شہر صحابہ اور تابعین کا ٹھکانا اور علماء و صالحین کا مقام رہا ہے۔ یہی شہر امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ کا دار السلطنت ہے۔ اس زمانہ میں بجہت دست درازی اہل عدوان کے اوجاڑ و برباد ہو گیا ہے۔ اس شہر کی بربادی و فساد کے باعث قوم خفاجہ کے عرب ہیں۔ جو اسکے جوار میں بود و باش رکھتے ہیں اور کوفہ کی راہ میں ڈاکہ زنی کرتے ہیں اس شہر میں دیوار شہر پناہ کی نہیں ہے۔ عمارت یہاں کی سب اینٹ کی ہے بازار یں اسکی بہت اچھی ہیں۔ اکثر بکری ان بازارات میں کھجور اور مچھلی کی ہوتی ہے کوفہ کی مسجد جامع اعظم بہت بڑی مسجد ہے۔ اس مسجد کے سات درجہ ہیں سب ہی پتھروں کے ہیں۔ بڑے بڑے بھاری پتھر ترشے ہوئے ان میں جڑے ہیں۔ پتھروں کے تلے اوپر جوڑ کے جوڑوں میں سیسہ پلایا ہوا ہے۔ کھمبے اس مسجد کے بہت ہی طویل بنے ہیں۔ اس مسجد میں آثار شریف بھی ہیں۔ از جملہ مقابل محراب کی داہنے دبا ہوا رخ بقبلہ ہے۔ لوگ کہتی ہیں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علی نبینا علیہ کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔ اسکی قریب ایک اور محراب ہے جس پر ساگون کی لکڑی کا حلقہ لگا ہوا ہے۔ یہ محراب علی ابن ابیطالبؑ کی ہے۔ اسی مقام پر شقی ابن ملجم نے آپ کو مارا تھا۔ لوگ اس مقام پر تبرکا خاص کر نماز پڑھتے ہیں۔ اس درجہ میں کہ جہاں یہ آثار شریف ہیں ایک خانقاہ ہیں۔ جس میں ایک چھوٹی مسجد بنی ہوئی ہے۔ اس مسجد پر بھی ایک حلقہ ساگون کی لکڑی کا لگا ہے لوگ کہتی ہیں کہ یہ وہی مقام ہے جہاں پر تنور وقت طوفان نوحؑ کے جوش زن ہوا تھا۔ اس مقام کی پشت پر خارج از مسجد ایک حجرہ ہے جسکی نسبت لوگوں کا گمان ہے کہ وہ حضرت نوحؑ کا گھر ہے۔ اسی حجرہ کی مقابل ایک اور حجرہ ہیں جس کو لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت ادریسؑ کی عبادت گاہ ہے۔ اسی جگہ کے قریب ایک وسیع جگہ مسجد کی دیوار سے ملی ہوئی ہے۔ لوگ کہتی ہیں کہ نوحؑ کی کشتی اسی جگہ بنائی گئی تھی۔ اسی تختہ وسیع کے ختم ہونے پر علی ابن ابیطالبؑ کا گھر اور حجرہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے۔جہاں آپ کو غسل دیا گیا تھا۔اس کے قریب ایک مکان ہے کہ اس کو بھی لوگ کہتے ہیں کہ یہ بھی حضرت نوح ہے کا گھر ہے۔اللہ جانے کہ صحت کس قدر ہے۔

حضرت مسلم بن عقیلؑ کی قبر

اس جامع مسجد کے پورب کی جانب ایک مکان بلند ہے کہ چڑھ کر جانا ہوتا ہے اور اس میں مسلم بن عقیل ابن ابیطالبؑ کی قبر ہے۔

حضرت عاتکہ اور حضرت سکینہ کی قبر

اور اس کے قریب خارج از جامع مسجد حضرت عاتکہ وحضرت سکینہ امام حسینؑ کی صاحبزادیوں کی قبر ہے۔اور وہ قصر امارت کوفہ کا جس کو حضرت سعد ابن ابی وقاص نے بنایا تھا اور اس میں سے سوائے بنا کے اور کچھ باقی نہیں رہا اور نہر فرات کوفہ سے جانب مشرق میں آدھے فرسخ پر واقع ہے۔جس کی کنارے کنارے سے ایک دوسرے سے بہ ترتیب ملے ہوئے گنجان کھجور کے باغات قائم ہیں اور میں نے غربی صحرا کوفہ میں ایک مقام دیکھا ہے بہت سیاہ، جسکی سیاہی بہت شدت کے ساتھ ہے۔

شقی ابن ملجم کی قبر

یہ مقام ہموار سفید زمین کے اوپر واقع ہے مجھ سے لوگوں نے بیان کیا کہ شقی ابن ملجم کی یہ قبر ہے۔ اہل کوفہ ہر سال وہاں لکڑیاں بہت کثرت سے لاتے ہیں اور اس مقام پر سات روز تک برابر آگ جلاتے ہیں اس جگہ کے قریب ایک قبہ ہے مجھے سے لوگوں نے بیان کیا کہ مختار ابن عبید اللہ کی اس میں قبر ہے۔

حلہ میں پہونچنا

پھر وہاں سے کوچ کر کے شہر حلہ میں اوترے۔یہ شہر بہت بڑا ہے مستطیل قطع پر فرات کے کنارے کنارے پورب جانب آیا۔ بازاریں یہاں کی بہت اچھی ہیں۔ہر قسم کے صنائع ومرافقات کا جامع ہے۔آبادی اس شہر کی بہت ہے شہر کے اندر وباہر کھجور کے باغات بترتیب قائم ہیں۔اس شہر کے مکانات سب باغوں ہی کے اندر ہیں۔اس شہر میں ایک پل بہت بڑا ہے۔یہ پل کشتیوں کو دونوں کناروں تک جوڑ کے باندھا ہے۔اس پل کے دونوں پہلو میں زنجیریں لوہے کی تنی ہیں۔اور دونوں کناروں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پر بڑی بڑی لکڑیوں میں جو ساحل پر جمی ہیں باندھے گئے ہیں باشندے اس شہر کے سب امامیہ اثنا عشریہ ہیں اوران کی دو گروہ ہیں ایک گروہ کردی کہلاتا ہے۔اور دوسرا اہل جامعین دونوں گروہوں میں ہمیشہ فتنہ وجدال وقتل ہوتا رہتا ہے۔اس شہر میں قریب بڑے بازار کے ایک مسجد ہے اوراس دروازہ پر ایک پردہ حریر کا پڑا رہتا ہے۔

مشہد صاحب الزمانؑ کا ذکر

اس مسجد کا نام وہاں کے لوگوں نے مشہد صاحب الزمانؑ رکھا ہے۔وہاں کا دستور ہے کہ ہر شب کو منجملہ اہل شہر سو آدمی مسلح شمشیر ہائے برہنہ ہاتھ میں لئے ہوئے امیر مدینہ کے دروازے پر عصر کی نماز کے بعد آتے ہیں۔امیر سے گھوڑا سواری کا کسا ہوا یا خچر اس طور پر کسا ہوا تیار لگام لگی ہوئے لیتے ہیں اور ڈھول اور نفیریاں اور قرنائے وغیرہ اوراس کے آگے بجاتے ہوئے پچاس آدمی اوران میں سے آگے آگے دس گھوڑا کے پچاس آدمی پیچھے دس گھوڑے کے اور دوسرے لوگ داہنی بائیں اوراُس کے اسی مشہد صاحب الزمان کی دروازے پر آتے ہیں۔اور وہاں دروازہ پر ٹھہر کر کہتے ہیں ''بسم اللہ یا صاحب الزمان۔بسم اللہ برآمد ہوئے'' فسادات کا بہت ظہور ہے۔اور ظلم بہت پھیل گیا ہے یہی زمانہ تمہارے برآمد ہونے کا ہے۔تمہارے ہی ذریعہ سے اللہ تعالیٰ حق و باطل کا تفرقہ پہنچوائے گا''۔برابر اس طرح سے کہتی رہتے ہیں۔اور وہ باجا مغرب تک بجایا کرتے ہیں۔اوران لوگوں کا قول ہے کہ محمد بن حسن عسکری اس مسجد میں داخل ہوئے اوراس میں غائب ہوگئے اور وہ عنقریب اس میں سے نکلیں گے اور وہی محمد بن حسن عسکری ان لوگوں کے امام منتظر ہے۔

(سفرنامہ ابن بطوطہ صفحہ ۲۳۱،۲۳۳)

کوفے کی زیارات

مسجدِ کوفہ

مسجد کوفہ ان چار مقدس مقامات میں سے ایک مقام ہے جہاں مسافر کو مکمل نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔یہاں ایک ہزار پیغمبروں اوران کے اوصیاء نے نماز پڑھی ہے۔یہ مسجد مسجدِ اقصیٰ (بیت المقدس) سے افضل ہے۔امام محمد باقرؑ کی حدیث ہے کہ اگر لوگوں کو مسجد کوفہ کی فضیلت کا علم ہو جائے تو پھر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دودور دور سے سفر کرنے کے اس مسجد کا قصد کریں۔ آپ نے فرمایا کہ نماز واجب وہاں پر حج مقبول کے برابر ہے اور نماز نافلہ عمرے کے برابر ہے۔

امام زمانہؑ مکہ سے روانہ ہونے کے بعد اسی مسجد میں نماز ادا کریں گے اور حضرت عیسیٰؑ کا ظہور بھی اس مسجد میں ہوگا۔

دکتہ القضا

صحن مسجد کوفہ میں دکتہ القضا ایک چبوترہ تھا کہ جس پر امیر المومنینؑ بیٹھ کر فیصلے کیا کرتے تھے اور وہاں ایک چھوٹا سا ستون تھا کہ جس پر لکھا ہوا تھا "ان اللہ یامر بالعدل والاحسان"۔

بیت الطشت

یہ مقام بھی صحن مسجد کوفہ میں موجود ہے۔ اسے بیت الطشت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہاں ایک لڑکی سے متعلق امیر المومنینؑ سے ایک معجزہ ظاہر ہوا تھا۔ وہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ ایک جوان لڑکی نہر میں نہا رہی تھی اور کسی طرح ایک جونک اس کے رحم میں داخل ہوگئی جو خون پی پی کر بڑی ہوگئی جس کی وجہ سے اس کا پیٹ بڑا ہوگیا تھا۔ اس کے رشتہ دار اس کے متعلق بہت بدگمان تھے کہ یہ بے شوہر ہوتے ہوئے حاملہ ہوگئی ہے۔ وہ اس کو قتل کرنا چاہتے تھے اور اس فیصلے کے لیے اسے امیر المومنینؑ کے پاس لے آئے۔ امیر المومنینؑ نے حکم دیا کہ مسجد میں ایک جگہ پردہ بنایا جائے۔ آپ نے اس لڑکی کو اس پردے میں بٹھا دیا اور دائی کو حکم دیا کہ اس کی حالت کی تفتیش کرے اس نے تفتیش کے بعد کہا مولاؑ یہ بچی حاملہ ہے اس کے پیٹ میں بچہ ہے۔

امیر المومنینؑ نے حکم دیا کہ ایک طشت گیلی مٹی سے بھر کر لایا جائے اور اس میں اس لڑکی کو بٹھایا جائے جب ایسا کیا گیا تو اس جونک کو مٹی کی بو معلوم ہوئی تو اس لڑکی کے پیٹ سے باہر نکل پڑی دوسری روایت میں ہے کہ امیر المومنینؑ نے ہاتھ بڑھا کر شام کے پہاڑ سے برف کا ایک ٹکڑا لیا اور اس تھال میں رکھا جس کی وجہ سے جونک باہر آ گئی اور اس لڑکی کی پاکدامنی ثابت ہوئی۔ اسی لیے اس مقام کو بیت الطشت کہتے ہیں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مقام طوفانِ نوحؑ

اسی صحن میں حضرت نوحؑ کے طوفان کا مقام ہے۔ یہ دراصل تنور تھا جس سے طوفانِ نوحؑ کی ابتداہوئی تھی۔اب یہاں فوارہ بنادیا گیا ہے۔

دکۃ المعراج

یہ مقام بھی صحن مسجد کوفہ میں ہے۔معراج پر جاتے ہوئے رسالت مآبؐ کی سواری اس مقام پر اتری تھی اور آپؐ نے حکم الٰہی سے یہاں سجدہ (نماز) کیا تھا۔ادھر رسالت مآبؐ کا مصلّٰی بنا ہوا ہے۔

مصلّٰی حضرت جبرائیلؑ

اسی مصلے کے ساتھ حضرت جبرائیلؑ کا مصلّٰہ بھی ہے انہوں نے بھی رسالت مابؐ کے ساتھ سجدہ کیا تھا۔

چالیس انبیاءؑ کے مصلے

ان دونوں مصلوں کے ساتھ ہی پیچھے کی طرف چالیس انبیائےؑ مصلے ہیں۔جہاں انبیاء نے عبادِ الٰہی کی تھی۔

قید خانہ حضرت مختارؒ

مسجد کوفہ میں صحن کے ایک طرف ایک زمین دوز قید خانہ ہے جہاں حضرت مختارؒ کے ساتھ دیگر محبانِ اہلبیتؑ کو قید کیا گیا تھا۔

مقام امام زین العابدینؑ و مقام امام جعفر صادقؑ

کربلا اور نجف کی زیارات کے دوران امام زین العابدینؑ اور امام جعفر صادقؑ نے ان مقامات پر نماز ادا کی تھی۔دونوں مقامات مسجد کوفہ میں موجود ہیں۔

روضہ حضرت ہانی بن عروہؒ

آپ رسولِ خداؐ کے صحابی تھے۔جب حضرت مسلمؑ بن عقیل کوفہ آئے تھے تو مختارؒ کے بعد آپ کے گھر مہمان ہوئے تھے۔جب ابن زیاد کو اس کی خبر ہوئی تو حضرت ہانی بن عروہؒ کو اپنے دربار میں طلب

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کیا اور کہا کہ مسلمؑ کو میرے حوالے کر دو حضرت ہانیؓ نے صاف صاف انکار کر دیا۔ ابن زیاد نے آپ کے سر اور منہ پر ایک چوب ماری جس سے آپ خون میں نہا گئے۔ حضرت ہانیؓ نے غلام ابن زیاد کی شمشیر کھینچ لی اور ابن زیادہ پر حملہ کر دیا۔ ابن زیاد کی پگڑی پارہ پارہ ہوگئی۔ چاروں طرف سے لوگ دوڑے کچھ میں حضرت ہانیؓ نے قتل کیا بال آخر آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور پانچ سو کوڑے مارے گئے آپ کی شہادت ہوگئی۔ مسجد کوفہ میں حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے روضے کے سامنے آپ کا روضہ بنا ہوا ہے۔

روضہ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ

بابائے علم الانساب حضرت عقیلؑ کے فرزند، امیر المومنینؑ کے بھتیجے اور داماد، اور امام حسینؑ کے چچازاد بھائی تھے۔ آپ امام حسینؑ کا خط لے کر کوفہ گئے تھے۔ کوفیوں نے بے وفائی کی۔ ابن زیاد کی فوج آپ کو گرفتار کرنے آ گئی۔ حضرت مسلمؑ تلوار کھینچ کر طوعہ کے مکان سے باہر نکلے اور حملہ کر دیا اس حملے میں ۵۰ افراد قتل ہوئے باقی بھاگ گئے محمد بن اشعث کی طلب پر ابن زیاد نے ۵۰۰ اشخاص اور بھیجے۔ حضرت مسلمؑ نے ان میں سے بھی کئی اشخاص کو قتل کیا۔ جب حضرت مسلمؑ تن تنہا جنگ کرتے کرتے تھک گئے تو لبِ بام تشریف لے گئے جب ان دشمنوں نے دیکھا کہ حضرت مسلمؑ مکان کی چھت پر ہیں تو پتھراؤ شروع کر دیا اور آپ اس قدر زخمی ہوئے کہ تابِ حرب نہ رہی لیکن پھر بھی آپ نے ہاشمی شجاعت و غیرت کا مظاہرہ کیا اور رجز پڑھ کر پھر حملہ کر دیا۔ حضرت مسلمؑ کسی طرح قابو میں نہیں آتے تھے۔ آخر ظالموں نے ایک گڑھا کھودا اور اسے درخت کے پتوں سے چھپا دیا حضرت مسلمؑ کو لڑتے ہوئے اس گھڑے تک لے آئے۔ غرض یہ کہ مسلمؑ اسی طرح گرفتار کیے گئے جیسے شیر کو پکڑا جاتا ہے۔ مسلمؑ، ابن زیاد کے دربار میں حاضر کیے گئے، ابن زیاد کو سلام نہ کیا۔ ابن زیاد نے کہا کہ تو نے امیر المومنین کو سلام نہیں کیا مسلمؑ نے کہا میرا امیر حسینؑ بن علیؑ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ حکم ابن زیاد پر مسلمؑ کو دارالامارہ کی چھت پر لے جایا گیا وہ عید الضحیٰ کی شب تھی۔ اہلِ کوفہ عید کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ مسلمؑ کا سر کاٹا گیا اور لاش زمین پر پھینک دی گئی۔ لاش کو گلی گلی تشہیر کیا گیا اور اس کے بعد لاش قصرِ ابن زیاد پر آویزاں کر دی گئی۔

آج دنیا چشمِ انصاف سے دیکھے کہ مسلمؑ کے روضے کے پیچھے ہی قصر ابن زیاد تھا جس کے اب کھنڈرات بھی باقی نہیں ہیں لیکن مسلمؑ کے روضے کا سنہرا کلس جگمگا رہا ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قبر حضرت مختار ثقفیؒ

ضریح حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے ساتھ ہی حضرت مختارؒ کی ضریح بنی ہوئی ہے۔

روضہ حضرت خدیجہؑ بنتِ علیؑ بن ابی طالبؑ

مسجد کوفہ کے باب الثعبان کے سامنے آپ کا روضہ موجود ہے۔ آپ کی والدہ حضرت ام البنینؑ تھیں آپ حضرت ابوالفضل العباسؑ کی سگی بہن تھیں۔ جب امیرالمومنینؑ ضربت ابن ملجم سے زخمی ہوئے تھے اور ۲۱ رمضان ۴۰ھ میں آپ کی شہادت ہوگئی تھی تو اس بی بی سے یہ صدمہ برداشت نہ ہوسکا اور باپ کی محبت میں جان دے دی۔ انھیں اسی مقام پر دفن کیا گیا جہاں اب روضہ بنا ہوا ہے۔

بیت الشرف

یہ امیرالمومنینؑ کا دولت کدہ ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ یہاں کے خدام اردو بہت صاف بولتے ہیں۔ یہاں امام حسنؑ، امام حسینؑ، شہزادی زینبؑ اور شہزادی ام کلثومؑ کے حجرے بنے ہوئے ہیں۔ جس مقام پر امیرالمومنینؑ کو غسل و کفن دیا گیا وہ مقام بھی موجود ہے۔ یہاں ایک کنواں بھی موجود ہے جسے اب بند کر دیا گیا ہے لیکن اس کنوئیں کا پانی بیت الشرف کے صحن میں لگے کولروں سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس صحن میں کھجوروں کے درخت بھی لگے ہیں جن کی کھجوریں بے حد شیریں اور شفاف ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

دارالامارہ

بیت الشرف کے بائیں جانب دارالامارہ کے آثار ہیں۔ یہی ابن زیاد کا قصر تھا جو وسیع رقبے پر پھیلا ہوا تھا جہاں نہ آج کوئی آباد ہے اور نہ کوئی مکان، فقط نحوست ہی باقی ہے۔ اس کی تاریخ باب میں لکھی جا چکی ہے۔

روضہ حضرت میثم تمارؒ

بیت الشرف کے نزدیک ہی ایک میدان میں حضرت میثم تمارؒ کا روضہ ہے۔ آپ عشق علیؑ کے جرم میں شہید کئے گئے۔ آپ کو کھجور کے درخت پر پھانسی دی گئی۔ ہاتھ پیر کاٹے گئے لیکن ذکر علیؑ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ابن زیاد نے حکم دیا کی میثم کی زبان کاٹ دی جائے میثم نے کہا میرے مولاؑ مجھے پہلے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس کی خبر دے دی تھی۔ زبان کٹ گئی لیکن میثمؒ اشاروں سے ذکرِ علیؑ کرتے رہے۔ اس مردِ باوفا کے روضہ پر جا کر دل الفتِ علیؑ سے سرشار ہو جاتا ہے اور میثمؒ کا ایثار اور وفاداری یاد آتی ہے۔ ان کے روضے پر بھی کھجور کے کافی درخت ہیں۔ زائرین اسے باعثِ برکت ہونے کے سبب اپنے ساتھ لے کر آتے ہیں کیونکہ حضرت میثم تمارؒ کی کوفے میں کھجور کی دکان تھی۔

مسجدِ سہلہ

مسجدِ سہلہ دراصل حضرت ادریسؑ کا مکان تھا۔ آپ یہاں کپڑے سیا کرتے تھے۔ پھر یہ مکان حضرت ابراہیمؑ اور حضرت داؤدؑ کا مسکن بھی رہا۔ حدیثوں میں آیا ہے کوئی پیغمبر خدا ایسا نہیں ہے جس نے یہاں نماز نہ پڑھی ہو۔ ظہور کے بعد امام زمانہؑ بھی اس مقام پر تشریف لائیں گے اور نماز ادا کریں گے۔ روایت میں ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز اس مسجد میں پڑھے خداوند عالم اس کی عمر میں دو سال بڑھا دیتا ہے۔ اس مسجد میں مندرجہ ذیل مقامات ہیں:

۱۔ مقام حضرت ادریسؑ

یہ مقام حضرت ادریسؑ سے منسوب ہے۔ جو حضرت آدمؑ کے بعد اور حضرت نوحؑ سے پہلے مشہور نبی ہیں۔

۲۔ مقام حضرت ابراہیمؑ

یہ مقام حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ سے منسوب ہے۔

۳۔ مقام حضرت خضرؑ

یہ حضرت خضرؑ سے منسوب مقام ہے۔

۴۔ مقام صالحین

اس مقام پر کئی انبیاء اور ان کے اوصیاء دفن ہیں اور متعدد انبیاء نے یہاں نمازیں پڑھی ہیں۔

۵۔ مقام امام زین العابدینؑ

اس مقام پر امام زین العابدینؑ نے نماز پڑھی ہے۔ جب آپ اپنے جد امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کی زیارت کے لیے کربلائے معلٰی سے نجف اشرف جا رہے تھے۔ راستے میں مسجد سہلہ پڑی تو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپ نے یہاں نماز پڑھی تھی۔

۶۔مقام امام جعفر صادقؑ

عہد منصور میں امام جعفر صادقؑ تقریباً ۲ سال تک کوفے میں رہے۔اس دوران آپ نے فجر کی نماز نجف اشرف میں پڑھیں تھیں جیسے ہی صبح ہوتی تھی کوفے واپس آجایا کرتے تھے یہ بات صرف آپ کے اصحاب خاص کو معلوم تھی۔

امام جعفر صادقؑ متعدد بار مسجد سہلہ تشریف لائے اور آپ نے اس مقام پر نماز پڑھی جسے اب مقام امام جعفر صادقؑ کہتے ہیں۔

۷۔مقام امام زمانہؑ

اس مقام پر بہت سے لوگوں نے امام زمانہؑ سے ملاقات کی ہے۔اب یہاں ضریح بنادی گئی ہے۔

مسجد زید بن صوحانؑ

یہ مسجد مسجدِ سہلہ کے نزدیک واقع ہے۔یہ مسجد دراصل زید بن صوحانؑ کا مکان تھا۔جسے اب مسجد بنادیا گیا ہے۔زید بن صوحانؑ اصحاب امیر المومنینؑ میں سے ہیں اور جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

مسجدِ صعصعہ بن صوحانؑ

یہ مسجد بھی مسجدِ سہلہ سے نزدیک ہے۔یہ صعصعہؑ کا مکان تھا جو اب مسجد بن چکا ہے۔

صعصعہؑ، زیدؑ کے بھائی تھے اور امیر المومنینؑ کے اصحاب خاص میں سے تھے اور امیر المومنینؑ کی تدفین میں شریک تھے۔جب مولاؑ کی قبر بن چکی تو آپ نے ان کی قبر کی مٹی اٹھا کر سر پر ڈالی اور امیر المومنینؑ کے فضائل ومصائب پڑھے۔امام حسنؑ اور امام حسینؑ پاس کھڑے تھے سب نے بہت گریہ کیا تھا اس حساب سے آپ بعد شہادت، امیر المومنینؑ کے پہلے ذاکر ہیں۔آپ کا روضہ بحرین میں مشہور ہے۔

(ناصر الزائرین، صفحہ ۴۹ تا ۵۷، سید ارتضیٰ عباس نقوی)

کوفہ اور اس کے نواح میں امام زادوں کے مزارات

اس سے مراد وہ اولادِ ابو طالبؑ ہے جو کوفہ میں مختلف مقامات پر شہید کئے گئے۔بعض کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

روضے معروف ہیں بعض کی قبریں پوشیدہ ہیں لیکن ان کا علم کتب انساب سے ہوجاتا ہے۔ان میں سے بیشتر کی زیارت ہم کرچکے ہیں اور ہمارے پاس ان تمام روضوں کی تصویریں بھی محفوظ ہیں۔

۱۔ابراہیم الغمر بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ......شہادت ۱۴۵ھ (میں نے زیارت کی ہے)۔

۲۔ ابراہیم احمر العین بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ ....شہادت ۱۴۵ھ (میں نے زیارت کی ہے)۔

۳۔احمد بن حسین بن علی بن حسین بن علی امیر بن محمد بطحانی بن قاسم بن حسن بن زید بن امام حسنؑ۔

۴۔احمد بن زید بن حسین بن حسینی بن زید شہیدؒ

۵۔احمد بن عیسیٰ بن حسین بن زید شہیدؒ

۶۔اسماعیل بن ابراہیم طباطبا (میں نے زیارت کی ہے)۔

۷۔حسن مثلث بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ (میں نے زیارت کی ہے)۔

۸۔حسن بن یحییٰ بن حسین بن زید شہید

۹۔حسین بن حسن بن علی بن محمد بن جعفر بن حسن بن امام موسیٰ کاظمؑ (میں نے زیارت کی ہے)۔

۱۰۔حسین بن امام موسیٰ کاظمؑ

۱۱۔زید شہید بن امام زین العابدینؑ (میں نے زیارت کی ہے)۔

۱۲۔یحییٰ بن حسین بن عیسیٰ بن زید شہیدؒ

۱۳۔عبداللہ بن حسن مثلث بن حسن مثنیٰ۔(میں نے زیارت کی ہے)۔

۱۴۔عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ (میں نے زیارت کی ہے)۔

۱۵۔عبداللہ بن حسن مکفوف بن حسن افطس بن علی اصغر بن امام زین العابدینؑ

۱۶۔عبداللہ اصغر بن علی بن عبیداللہ امیر بن عبداللہ بن حسن بن جعفر بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ

۱۷۔عبیداللہ بن امام موسیٰ کاظمؑ

۱۸۔عباس بن حسن مثلث بن حسن مثنیٰ (میں نے زیارت کی ہے)۔

۱۹۔عیسیٰ بن زید شہیدؒ

۲۰۔عیسیٰ بن اسماعیل بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر طیارؑ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۱۔علی شدید بن حسن مثلث بن حسن مثنیٰ (میں نے زیارت کی ہے)۔

۲۲۔علی بن محمد بن عبد محض بن حسن مثنیٰ (میں نے زیارت کی ہے)۔

۲۳۔علی بن محمد بن عبیداللہ بن حسین بن امام زین العابدینؑ

۲۴۔علی بن ابراہیم بن بن حسن بن محمد بن عبیداللہ بن حسین بن امام زین العابدینؑ

۲۵۔علی امیر بن محمد بطحانی بن قاسم بن حسن بن زید بن امام حسنؑ

۲۶۔علی بن یحییٰ بن حسین بن زید بن امام زین العابدینؑ

۲۷۔قاسم بن عباس بن امام موسیٰ کاظمؑ (میں نے زیارت کی ہے)۔

۲۸۔محمد بن ابراہیم طباطبا (میں نے زیارت کی ہے)۔

۲۹۔محمد ادرع بن عبیداللہ بن حسن بن جعفر بن حسن مثنیٰ (میں نے زیارت کی ہے)۔

۳۰۔محمد بن حسین بن قاسم بن محمد بن یحییٰ بن زید شہیدؑ

۳۱۔محمد بن جعفر بن محمد بن زید شہیدؑ

۳۲۔موسیٰ بن اسماعیل بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر طیارؑ

۳۳۔موسیٰ بن یحییٰ بن یحییٰ بن حسین بن زید شہیدؑ

۳۴۔یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن امیر المومنینؑ

۳۵۔یحییٰ بن یحییٰ بن زید شہیدؑ

۳۶۔یحییٰ بن حسین بن احمد بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید شہیدؑ

(للباب الانساب، المجدی، عمدۃ الطالب فی النساب آل ابی طالب، تاریخ الکوفہ)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۴

امیر المومنینؑ اور نجفِ اشرف

امیر المومنینؑ نے نجف کی زمین ۴۰ ہزار درہم میں خریدی

کتاب فضل الکوفہ میں ابوعبداللہ محمد بن علی بن الحسن بن عبدالرحمن العلوی الحسینی، عقبہ بن علقمہ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنینؑ نے خورنق سے لے کر حیرہ تک وہاں سے کوفہ تک چالیس ہزار درہم میں زمینداروں سے زمین خرید فرمائی۔ میں خریداری کے وقت موجود تھا۔ ایک شخص نے امیر المومنینؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس قدر بہت مال دے کر ایسی زمین خرید رہے ہیں جس میں کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی۔

فرمایا میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوفہ کے باہر اولین اور آخرین کے ستر ہزار آدمی محشور ہوں گے، جو بلا حساب بہشت میں داخل ہوں گے میں چاہتا ہوں کہ وہ لوگ میری زمین میں محشور ہوں۔

آپ نے وہ زمین خریدی جو خندق سے باہر تھی۔ امیر المومنینؑ ۳۶ھ میں کوفہ میں تشریف لائے، آپ نے وہ زمین خرید فرمائی جو کوفہ کی آبادی میں شامل نہیں تھی۔ بلکہ غیر آباد تھی۔ آپ اپنی خریدی ہوئی زمین میں دفن ہوئے، لوگ بھی آپ کی خریدی ہوئی زمین میں دفن ہوئے۔ آپ کا جامع کوفہ میں دفن ہونا غلط ہے۔ قصر العمارۃ میں آپ کے دفن ہونے کی روایت سراسر غلط ہے کیونکہ وہ بادشاہوں کی ملکیت میں ہے اور اس سے پہلے آباد تھی اور آپ کی خرید کردہ زمین میں داخل نہیں تھی۔ ٥

نجف میں امیر المومنینؑ کی تدفین

مہلبی علی بن محمد سے روایت کرتے ہیں وہ سلسلہ روایت امام جعفر صادقؑ تک لے جا کر روایت

---

٥ فرحۃ الغری: صفحہ ۹، ۱۰

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا جب امیر المومنینؑ کو غسل دیا گیا۔ تو گھر کی طرف سے آواز بلند ہوئی، اگر تم جنازہ کا اگلا حصہ اٹھاؤ گے تو پچھلا حصہ اٹھانے کی ضرورت نہیں اگر پچھلا حصہ اٹھاؤ گے تو اگلا حصہ اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ (امیر المومنینؑ نے امام حسینؑ سے فرمایا کہ) تم میرا جنازہ لیے ہوئے کھدی ہوئی قبر بنی ہوئی لحد، رکھی ہوئی اینٹ کے پاس پہنچاؤ گے، پھر مجھے لحد میں اتار دینا اور اینٹوں سے میری قبر ڈھانپ دینا اور سر کی جانب ایک اینٹ اونچی کر دینا۔ جو کچھ سن رہے ہو اس کا خاص خیال رکھنا۔ امام حسینؑ نے اینٹیں لگانے کے بعد سر کی جانب سے ایک اینٹ کو نکال لیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ قبر میں کوئی چیز موجود نہیں تھی اچانک غیب سے ایک آواز آئی کہ امیر المومنینؑ اللہ کے نیک بندے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبیؐ کے ساتھ ملا دیا ہے اللہ تعالیٰ ہر نبی کے بعد اوصیاء کے ساتھ کرتا ہے اگر کوئی نبی مشرق میں مرے اور اس کا وصی مغرب میں مرے تو اللہ تعالیٰ وصی کو نبی سے ملا دیتا ہے۔ ؏

قبر امیر المومنینؑ مخفی کیوں رکھی گئی

احمد بن حباب سے مروی ہے کہ امیر المومنینؑ نے کوفہ کے باہر دیکھ کر فرمایا کہ کس قدر تیرا ظاہر خوبصورت اور تیرا باطن پاکیزہ ہے اے معبود میری قبر اسی میں بنانا۔

امیر المومنینؑ نے اپنے فرزند سے ارشاد فرمایا کہ میری قبر چار مقامات پر بنائی جائے مسجد (کوفہ) میں، مسجد کے صحن میں، غری میں اور جعدہ بن ہبیرہ کے گھر میں، آپ کا اس سے مقصد یہ تھا کہ دشمن آپ کی قبر نہ جان سکے۔ کہ کہاں ہے؟

بدر، اور احد اور حنین میں جو کافر مارے گئے اگرچہ ان کے رشتہ دار بنی امیہ وغیرہ مجبوری کے تحت مسلمان ہو گئے تھے، لیکن ان کے دل بغض و عناد سے پر تھے۔ وہ امیر المومنینؑ کو ہر قسم کا آزار دینا چاہتے تھے امام بہ علم امامت جانتے تھے اگر ان کی قبر ظاہر رہی تو ان کی قبر کھود کر لاش نکال کر بے حرمتی کریں گے، اس لیے آپ نے قبر کے پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا اور ایک زمانہ تک آپ کی قبر مقدس پوشیدہ رہی، وقت آنے پر قبر کے اصل مقام کا اعلان کر دیا گیا۔ ؏

؏ فرحۃ الغری: صفحہ ۱۱، ۱۲

؏ فرحۃ الغری: صفحہ ۱۲، ۱۳

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نجف میں تدفین سے متعلق امیر المومنینؑ کی وصیت

ابوعبداللہ جدلی کا بیان ہے کہ امیر المومنینؑ اپنی وفات سے پہلے اپنے فرزند حسنؑ سے وصیت فرمارہے تھے، کہ میرا آج رات انتقال ہو جائے گا، مجھے غسل کفن دینا اور اپنے نانا کے بچے ہوئے کافور سے کافور لگانا اور مجھے چارپائی پر لٹادینا۔ تم میں سے کوئی شخص چارپائی کا اگلا حصہ نہ اٹھائے وہ خود بخود اٹھے گا جہاں جنازہ کا اگلا حصہ جائے تم اس کے پیچھے پیچھے چلے جانا جہاں اگلہ حصہ زمین پر بیٹھ جائے تو پچھلے کو رکھ دینا، پھر آگے بڑھ کر سات تکبیروں کے ساتھ میرا جنازہ پڑھنا، سات تکبیر جنازہ پر میرا سوا کسی کے لیے جائز نہیں مگر میرے ایک فرزند کے لیے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے حق کی کجی کو درست کریں گے جب تم نماز پڑھ چکو تو میری چارپائی کے اردگرد خط کھینچ دینا پھر میری قبر فلاں جگہ کھودنا اور اس طرح کھودنا، پھر لحد بنانا پھر تم وہاں ساج کے تختے کو پاؤ گے جس کو میرے باپ نوحؑ نے میرے لیے مہیا کر رکھا ہے، مجھے اس تختے پر لٹادینا تھوڑی دیر انتظار کے بعد مجھے دیکھنا تم مجھے ہرگز لحد میں نہیں پاؤ گے۔

حضرت ام کلثومؑ سے روایت ہے کہ میرے والد نے میرے بھائیوں سے آخری وصیت یہ فرمائی تھی کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے غسل دینا پھر میرے جسم کو اس کپڑے سے خشک کرنا جس سے رسولؐ اللہ اور فاطمہؑ کے جسم کو خشک کیا گیا تھا پھر مجھ میں کافور لگانا اور پھر چارپائی پر لٹادینا اور انتظار کرتے رہنا جب جنازے کا اگلا حصہ اٹھے تو پچھلا حصہ اٹھانا، حضرت ام کلثومؑ کا بیان ہے کہ میں اپنے باپ کے جنازے کے ساتھ چل رہی تھی جب ہم غری کے باہر پہنچے۔ تو جنازہ کا اگلا حصہ رک گیا ہم نے پچھلا حصہ رکھ دیا۔ پھر حسنؑ نے وہ کپڑا نکالا جس سے رسول اللہؐ، فاطمہؑ اور امیر المومنینؑ کا جسم خشک کیا گیا تھا۔ پھر آپ نے کدال کو اٹھایا اور زمین پر مارا قبر ظاہر ہوئی اندر سے ساج کا تختہ برآمد ہوا، جس پر یہ عبارت تحریر تھی ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' یہ وہ قبر ہے جس کو نوحؑ نبی نے علیؑ کے لیے بنایا ہے، جو محمدؐ کے وصی ہیں۔ طوفانِ نوحؑ سے سات سو سال پہلے۔ ام کلثومؑ کا بیان ہے کہ قبر شگافتہ ہوئی پھر ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ ہمارے آقا زمین کے اندر چلے گئے یا آسمان کی طرف تشریف لے گئے، ہم نے وہاں سننے والے کی آواز کو سنا جو ہم کو تعزیت دے رہا تھا۔ تمہارے آقا کے بارے میں اللہ تعالیٰ تم کو اچھی طرح تعزیت

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دے جو مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔°

مسجدِ حنانہ نے جنازے کی تعظیم کی

ابن سکان نے امام جعفر صادقؑ سے مسجد حنانہ کے بارے میں پوچھا جو راہِ نجف میں واقع ہے۔حضرتؑ نے کہا جب جنازہ امیرالمومنینؑ اس کے آگے سے گزرا تو وہ عمارت بسبب حزن و ملال آنحضرتؑ کے جھک گئی تھی۔

(جلاء العیون جلد ا صفحہ ۳۲۰)

درختوں نے سجدۂ تعظیمی ادا کیا

محمد حنفیہؒ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں دیکھتا تھا کہ میرے بابا کا جنازہ جس عمارت اور درخت اور دیوار کی طرف سے گزرتا تھا وہ خم ہو جاتے تھے۔

(جلاء العیون، جلد ا، صفحہ ۳۲۰)

°فرحۃ الغری: صفحہ ۱۳، ۱۵

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۵

واقعہ کربلا میں ذکرِ نجف

امام حسینؑ نے کربلا میں نجف کا ذکر کیوں نہیں کیا......!

مقاتل یا تاریخی کتابوں میں کہیں بھی یہ ذکر نظر نہیں آتا کہ امام حسینؑ نے فوج اشقیا کے سامنے یہ کہا ہو کہ کربلا سے نجف قریب ہے جہاں میرے بابا کی قبر ہے مجھے نجف جانے دو، یا کسی اور حوالے سے امام حسینؑ نے نجف کا تذکرہ کیا ہو۔اس کی وجہ یہی تھی قبر امیر المومنینؑ اس وقت پوشیدہ تھی اور صرف خواص ہی اس کی زیارت کیا کرتے تھے۔نجف اس وقت بالکل ریگستان تھا وہاں کوئی آبادی بھی نہیں تھی۔عوام میں قبر امیر المومنینؑ کے بارے میں مختلف اقوال مشہور تھے۔مثلاً رحبہ میں ہے یا کوفہ میں ہے یا مسجدِ کوفہ میں ہے یا مکہ میں ہے وغیرہ وغیرہ۔

امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے تدفین امیر المومنینؑ کے بعد ماسوائے خواص کے کسی کو بھی قبر امیر المومنینؑ کا پتہ نہیں بتایا تھا۔اس کی وجہ یہی تھی کہ قبر بے حرمتی سے محفوظ رہے۔اس لیے امام حسینؑ نے بھی کربلا میں نجف کا ذکر نہیں کیا تا کہ قبر محفوظ رہے۔بعد کربلا امام زین العابدینؑ اکثر کربلا آتے تھے اور نجف میں آپ سے منسوب مقام اب تک موجود ہے۔ان کے بعد امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کے دور میں قبرِ امیر المومنینؑ دیگر خواص پر ظاہر کر دی گئی اور اکثر نجف جا کر زیارت کرتے تھے۔یہاں تک کہ ہارون رشید کے زمانے میں یہ خبر عوام میں مشہور ہوئی اور لوگ ہر طرف سے زیارت کے لیے آنے لگے۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ تدفین امیر المومنینؑ کے بعد خواص کو قبر کا علم تھا اور وہ زیارت بھی کرتے تھے،اس لیے بعض فارسی مقاتل کے ذریعے کچھ ایسی روایتیں ہم تک پہنچی ہیں جن میں زائرین نجف کے تذکرے ہیں۔جو زیارت کے لیے نجف جا رہے تھے جب کربلا سے گزرے تو امام حسینؑ سے ملاقات ہوگئی۔

یہ روایات درد کے پہلو لیے ہوئے ہیں اور بہت مبکی ہیں جو باعث گریہ و بکا ہیں اور اس سے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امام حسینؑ کی یا واقعہ کربلا کی عظمت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ اس لیے ہم یہ روایتیں اس کتاب میں درج کر رہے ہیں۔

کربلا میں زائرِ نجف کی شہادت

کنز الغرائب سے منقول ہے کہ بعد شہادت عزیز و انصار جب امام حسینؑ لاکھوں دشمنوں کے نرغہ میں اکیلے رہ گئے ایک مسافر عازم نجف فرات کی طرف سے اس مقام پر وارد ہوا دیکھا کہ سارا میدان فوجوں سے بھرا ہے تلواریں علم ہیں نیزے بلند ہیں گیرودار کے شور سے کان نہیں دیا جاتا اور ایک طرف ایک مظلوم گھوڑے پر سوار سراپا زخموں میں چور نیزہ زمین پر گاڑے چوب سناں کو ہاتھ سے تھامے یکہ وتنہا کھڑا ہے اور اس قدر تیر اس کے جسم میں پیوست ہیں جیسے ساہی کے بدن پر کانٹے ہوتے ہیں خون اتنا زخموں سے بہہ گیا ہے کہ اس جگہ کی زمین لہو سے رنگین ہو گئی ہے کبھی ضعف سے آنکھیں بند کر لیتا ہے کبھی نگاہ حسرت سے داہنے بائیں دیکھتا ہے سوائے چند لاشوں کے جو خاک وخون میں غلطاں گردوپیش زمین پر جابجا پڑی ہیں کچھ نظر نہیں آتا وہ اپنی غریبی اور بیکسی پر رو دیتا ہے اور آواز نحیف سے فریاد کرتا ہے **ھل من مغیث یعیثنا ھل من مجیر یجیرنا** کیا ان لاکھوں آدمیوں میں کوئی ایسا فریادرس نہیں جو ایک بیکس آوارہ وطن کی دادرسی کرے ایسا خدا ترس کوئی نہیں کہ ایک گرفتار مصیبت کو آفتوں سے بچائے اور کبھی شدت تشنگی میں اپنے سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیر پھیر کر کہتا ہے **ایھا الناس** تم لوگ تو سیراب ہوتے ہو اور میں تمھارا مہمان ہو کر چوبیس پہر سے پیاسا ہوں تھوڑا پانی پلا دو کہ میرا کلیجہ پیاس کی حرارت سے کباب ہو گیا ہے زائر دل میں کہنے لگا ان مصیبتوں کا تحمل کرنا بشر کا کام نہیں بیشک یہ کوئی امام یا فرشتہ ہے نہ معلوم ان سے کیا تقصیر ہوئی کہ اتنے آدمی ایک جان کے دشمن ہو گئے۔ **فبینا کذلک از سمع الرجل من ناحیۃ اصلوات النسآء والاطفال وھم ینادون والعطش العطش** دفعتہً خیمہ گاہ سے آواز سنائی دی کہ کچھ بیبیاں اور چھوٹے چھوٹے بچے فریاد کرتے ہیں اور رو رو کر کہتے ہیں **العطش العطش** سنتے ہی دل بے چین ہو گیا بڑھ کے ایک شامی سے پوچھنے لگا یہ بزرگ کون ہیں اور یہ اہل حرم کس کے روتے ہیں وہ بولا شاید تو مسافر ہے اے شخص یہ بڑے رؤسائے عرب سے ہے یزید کی بیعت سے انکار کرتا ہے ہم لوگوں نے تین دن سے اس پر اورا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

س کے عیال پر پانی تک بند کر دیا اور آج صبح سے اس وقت تک اکثر عزیز و انصار اس کے اس کی آنکھوں کے سامنے قتل کر ڈالے اب اس کے سر جدا کرنے کی تدبیر ہے یہ سنکر وہ رونے لگا اور بولا ایسا ظلم عظیم تو کسی مذہب میں روا نہیں کیسے مسلمان ہو کہ تم لوگوں نے ننھے ننھے بچوں پر پانی بند کر دیا یہ کہہ کر حضرت کے قریب آیا اور کہنے لگا **السلام علیکم ایها المظلوم فرد علیہ السلام فقال له من انت ایها السعید تسلم علی الغریب توحید** اے مظلوم آفت رسیدہ میرا سلام آپ کو پہنچے آپ نے جواب سلام دے کر ارشاد فرمایا ہے اے بھائی تو کون ہے جو اس حال میں مجھ پر سلام کرتا ہے یہ قوم تو مجھے قابل سلام بھی نہیں جانتی اس نے عرض کی میں ایک غریب الدیار تین حسرتیں دل میں لے کر گھر سے نکلا ہوں اہل و عیال چھوڑ کر شہروں کی جنگلوں کی راہیں طے کرتا ہوا یہاں تک پہنچا ہوں تیرا حال دیکھ کر دل پاش پاش ہو گیا میں نے سنا ہے کہ دعا مظلوم کی مستجاب ہوتی ہے اب آپ سے بڑھ کر دنیا میں کون مظلوم ہوگا امیدوار ہوں کہ میری حاجت روائی کے لیے دعا کیجیے حضرت نے فرمایا اپنے مطلبوں کو بیان کر اس نے کہا ایک یہ کہ حق تعالیٰ مجھے جناب امیر المومنینؑ کو قبر کی زیارت جلد نصیب کرے دوسرے یہ کہ مدینہ منورہ میں اپنے آقا اور امام کونین ابا عبداللہ الحسینؑ کی قدم بوسی سے جلد مشرف ہوں تیسرے میں ایک لڑکی وطن میں چھوڑ آیا ہوں حق تعالیٰ اچھی طرح سے دکھائے اور اس کے بارے جلد مجھے سبکدوش کرے **فلما سمع الحسین فو کر زنبه لعله ذکر منته فاطمه** جب حضرت نے نام بیٹی کا سنا، بیساختہ رو دیئے اس لیے کہ آپ کو اپنی بیٹی فاطمہ صغراؑ کا خیال آیا کہ اس کا وطن میں کیا حال ہو گیا غرض حضرت نے دونوں ہاتھ خون آلودہ کہ انگلیوں سے کہنیوں سے علی الاتصال لہو ٹپکتا تھا جانب آسمان بلند کیے اور عرض کی پروردگار اس مرد دیندار کو وہ نعمت عطا فرما جو اس کے حق میں دونوں جہاں میں بہتر ہو الحاصل وہ زائر روتا ہوا چند قدم آگے بڑھا تھا کہ جناب امام حسینؑ نے پکار کر فرمایا اے بھائی، میرے مجھے بھی تجھ سے ایک حاجت ہے اس نے عرض کی ارشاد ہو میں بسر و چشم بجالاؤں گا **قال اذا انشر فت بزیات علی فقل له ان غریبك یقرئك السلام۔**

حضرت نے ارشاد فرمایا جب تو اپنے آقا علی بن ابی طالبؑ کی زیارت سے مشرف ہو تو میرا بھی سلام پہنچانا اور جس حال میں تو مجھے دیکھ چلا ہے بیان کر دینا۔ جب زائر نے یہ تقریر حضرت کی سنی سمجھا بیشک یہ مظلوم خاندان بنی ہاشم سے ہے اس قدر رویا کہ روتے روتے غش کر گیا جب غش سے افاقہ ہوا تو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عرض کی اپنا نام ونسب ارشاد فرمایئے کہ آپ کا لب ولہجہ خاندان بنی ہاشم سے بہت مشابہ ہے اہلبیتؑ رسالت سے تو آپ کو کچھ وسل نہیں آپ نے فرمایا اے بھائی اس امر کے دریافت سے درگزر نہیں تو اپنے بعض مطلب سے محروم رہے گا تیری دختر کی شادی کون کرے گا حضرت کے انکار سے اور اس کو کھٹکا ہوا منت کرنے لگا آخر حضرت نے فرمایا۔ **یا اخی انا ابن محمد المصطفی و انا ابن علی المرتضیٰ انا الحسین المظلوم** اے بھائی یہ قوم جس نبی کا کلمہ پڑھتی ہے میں اسی کا نواسہ ہوں اور جس نے اللہ کے گھر میں شہادت پائی اسی کا فرزند ہوں میں وہی حسینؑ ہوں جس کی زیارت کو تو مدینے جاتا ہے یہ سنتے ہی وہ سر پیٹنے لگا اور قدم مبارک پر گر کے عرض کی میں جناب امیرؑ کی قبر مطہرہ پر جا کر کیا منہ دکھاؤں گا کیونکر کہوں گا کہ آپ کے فرزند کو نرغۂ اعدا میں چھوڑ کر حضرت کی زیارت کو حاضر ہوا ہوں پس اذن جہاد دیجیے کہ جان اپنی نثار کر کے آپ کے پدر بزرگوار کی زیارت کروں مظلوم کربلا نے فرمایا ایسا قصد نہ کر کہ اولاد تیری یتیم ہو جائے گی وہ بولا کیا میری اولاد اولادِ رسولِ خداؐ سے عزیز ہے غرض جب آپ نے بہت مصر پایا مجبور ہو کر اجازت میدان دے دی رزم گاہ میں آ کر بہت سے کافروں کو واصل جہنم کیا آخر زخموں سے چور ہو کر زمین پر گرا اور آواز دی اے مولا میرے خبر لیجیے کہ اس غلام نے جان اپنی نثار کی حضرت بیتابانہ دوڑے اور سرہانے بیٹھ کے اس کے سر کو اپنی آغوش مبارک میں رکھ لیا اور رونے لگے پس وہ دیندار مسکرایا حضرت نے سبب تبسم پوچھا عرض کی یا حضرت میں اشتیاق زیارت جناب امیر المومنینؑ اور آپ کے نکلا تھا الحمد للہ کہ اسی صحرا میں دونوں بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوا امیر المومنینؑ سامنے تشریف رکھتے ہیں اور آپ کی آغوش مبارک میں میرا سر ہے یہ کہہ کر وہ دیندار قضا کر گیا پس جناب امام حسینؑ اس زائر کی لاش پر اتنا روئے کہ جیسے کوئی عزیز کی لاش پر روتا ہے۔

(بحور الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۱ تا ۷۳)

وہ زائرِ نجف جو زیارتِ حضرت عباسؑ کا تمنائی تھا

سید صادق اپنے مجموعہ میں لکھتے ہیں کہ امام حسینؑ روز عاشورہ جب میدان نینوا میں یکہ وتنہا رہ گئے اس وقت ایک مرد عرب کہ بقصد زیارت جناب امیرؑ مدائن سے چلا تھا اس دشت ہولناک میں وارد ہوا دیکھا کہ ایک جانب لاکھوں آدمی تلواریں کھینچے نیزے علم کیے تیر وکمان ہاتھوں میں لیے صف بصف

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کھڑے ہیں اور ایک سمت بلندی پر ایک سوار مظلوم و ناچار سراپا زخموں سے چور نیزہ ٹیکے ہر چہار طرف حسرت و یاس سے دیکھ دیکھ کر اپنی بے کسی پر رو رہا ہے وہ مرد عرب یہ واقعہ دیکھ کر حیرت میں تھا کہ پروردگار یہ کیا ماجرا ہے ادھر تو یہ کثرت فوج کی اور ادھر ایک یہ مظلوم زخمی بے مونس و مددگار کھڑا ہے ناگاہ ایک طرف سے صدائے العطش العطش اس کے گوش زد ہوئی آواز کی سمت نگاہ کی تو دیکھا کہ چند خیمے ریگ گرم پر ایستادہ ہیں اور ان سے عورتوں اور لڑکوں کے رونے کی آواز بلند ہے وہ حیرت زدہ قریب اس مظلوم کے آ کر تسلیم بجالایا حضرت نے جواب سلام دے کر ارشاد فرمایا اے بھائی تو کون ہے کہ اس وقت میں مجھ مبتلائے بلا پر سلام کرتا ہے اس قوم بدانجام میں تو کوئی مجھے لائق سلام نہیں جانتا شاید تو اس قوم سے نہیں تجھ سے کچھ بوئے محبت آتی ہے اب یہ بتا کہ تیرا کس سمت سے آنا ہوا ہے اور کہاں کا ارادہ ہے اس نے عرض کی میں مسافر بعید الوطن ہوں مدائن سے بقصد زیارت نجف اشرف کی طرف جاتا ہوں آپ کون ہیں کہ اس صحرائے پر آشوب میں یکہ و تنہا نرغۂ اعدا میں گرفتار ہیں اور یہ عیاو اطفال کس کے ہیں جو مارے پیاس کے بیتابانہ خیموں میں فریاد کر رہے ہیں اور یہ لاشیں کن شہیدوں کی ہیں کہ بے غسل و کفن ریگ گرم پر خون میں غلطاں پڑے ہیں کیا ان میں کوئی آپ کا عزیز بھی قتل ہوا ہے جس کے غم سے آپ کی کمر خم ہے یہ کلمہ سنتے ہی حضرت بے تاب ہو گئے اور ایک آہ سرد بھر کر ارشاد فرمایا اے بھائی تو میرا کیا حال پوچھتا ہے میں ایک بے کس غریب بلا نصیب ہوں اور یہ گرد و پیش میرے ہی عزیز و انصار کی لاشیں ہیں اور ان خیموں میں اہلبیتؑ رسول ہیں جن پر تین دن سے پانی بند ہے اور تو جس کی زیارت کو جاتا ہے میں اسی کا فرزند غریب ہوں اس نے عرض کی کیا آپ جناب عباسؑ ہیں حضرت اپنے بھائی کا نام سن کر بے ساختہ رو دیئے اور ارشاد فرمایا آہ آہ میں عباسؑ نہیں بلکہ حسینؑ بن علیؑ ہوں یہ سنتے ہی وہ زائر سُم ذوالجناح سے لپٹ کر زار زار رونے لگا اور قدم مبارک پر آنکھیں مل کر کہنے لگا واحسرتا یہ کیا غضب ہوا کہ آپ اس غربت میں یکہ و تنہا رہ گئے اے آقا آپ کے برادر نامدار عباس وفادار کہاں ہیں حضرت نے پوچھا اے بھائی تو نے عباسؑ کو کہاں دیکھا تھا عرض کی کوفہ میں جناب امیرؑ کے پہلو میں آپ نے کہا اے بھائی اگر تو ان کا مشتاق ہے تو میرے ساتھ چل حضرت اس کو ہمراہ لے کر لب نہر تشریف لائے اور لاش عباسؑ پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا اے بھائی اٹھو یہ زائر نجف تمہارا مشتاق دیدار آیا ہے خاطر مہمان ضرور ہے یہ کہہ کر اس قدر روئے کہ لاش برادر پر گر پڑے اس زائر نے حضرت کو اٹھا کر عرض کی یا مولا اس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جوان کے بازو کیونکر قلم ہوئے حضرت نے فرمایا اے بھائی یہ ہاتھ میری محبت میں جدا ہوئے مشک سکینہؑ پر فدا ہوئے اور میرا بھائی عباسؑ یہی ہے جس کا تو مشتاق تھا یہ سن کر وہ اعرابی لاش پر گر پڑا لوٹنے لگا اور کہنے لگا ہائے آقا عباسؑ کاش آنکھیں میری کور ہوتیں کہ آپ کو اس حال سے نہ دیکھتا پھر عرض کی یا مولا اکبر و قاسمؑ کیا ہوئے حضرت ان کی لاشوں پر بھی لے جا کر فرمانے لگے اے بھائی یہ دونوں بھی اس بیکسی میں داغ دے گئے اس نے عرض کی اے مولا اب غلام کو آقا زادوں کی لاشیں دیکھنے کی تاب نہیں اجازت جہاد کا امیدوار ہوں مجھے بھی اپنے قدم پر نثار کیجئے حضرت نے ارشاد فرمایا اے بھائی تو میرا مہمان اور میرے باپ کی زیارت کا مشتاق ہے کب مجھے گوارا ہوگا کہ تو میرے سامنے دشمنوں کے ہاتھ سے قتل ہو اب تو اس فوجِ ظلم اور دشت ستم کی حد سے جلد نکل جا اور جو حال میرا دیکھ چلا ہے میرے پدر بزرگوار کی قبر مطہر پر اظہار کیجیو اور میرا اسلام کہیو پس حسب ارشاد وہ اعرابی دست مبارک حضرت کو چوم کر نجف اشرف کی طرف روانہ ہوا اور بروایت دیگر حضرت سے اجازت لے کر اپنی جان نثار کی۔

(بحور الغمہ، جلد ۲، صفحہ ۸۲، ۸۳)

سر امام حسینؑ کی مسجدِ حنانہ میں آمد

کوفہ کی پشت پر قائم الحری کے نزدیک ایک مسجد ہے جس کا نام مسجد حنانہ ہے جو کہ امام حسینؑ کی نسبت سے زیارت گاہ ہے کیونکہ لشکر یزید نے آپؑ کے سرِ مبارک کو اس میں رکھا تھا۔

نجف کے شمال میں واقع یہ مسجد امیر المومنینؑ کے خاص دوستوں کے دفن کی جگہ ہے۔اب یہ مسجد النجف یونیورسٹی کے سامنے ہے اور نجف اور کوفہ کے درمیان میں واقع ہے۔البتہ نجف سے زیادہ قریب ہے۔

شیخ مفیدؒ، سید ابن طاؤسؒ اور شہیدؒ نے زیارت امیر المومنینؑ کے باب میں فرمایا ہے کہ جب تمہیں پتہ چل جائے کہ یہ مسجد حنانہ ہے تو وہاں پر دو رکعت نماز پڑھو۔

محمد بن ابی عمیر نے مفضل ابن عمر سے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ جب مسجد حنانہ کے پاس سے گزرتے تو دو رکعت نماز ادا کرتے اور فرماتے تھے کہ یہ ایک نماز ہے۔نیز فرماتے: اس جگہ میرے دادا حسین ابن علیؑ کا سر رکھا گیا تھا۔جب وہ (ملعون) کربلا سے آئے تھے تو انہوں نے آ کر سرِ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مبارک کو یہاں رکھا تھا۔ پھر اس کے بعد عبیداللہ ابن زیاد لعین کے پاس لے گئے۔

(کتاب المزار صفحہ ۳۲، شہید اوّل)

سرِ امام حسینؑ کا نجف آنا

باب ۷ میں ہم نے ابنِ طاؤوس کی کتاب ''فرحۃ الغری'' سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں امام جعفر صادقؑ نے قبر امیر المومنینؑ کے پاس موجود موضعِ راس الحسینؑ کی نشاندہی فرمائی اور تاکید کی کہ یہاں زیارت امام حسینؑ پڑھنی چاہیے۔ جب راوی نے پوچھا کہ حسین ابن علیؑ تو کربلا میں دفن ہوئے تو امامؑ نے فرمایا کہ ہمارے ایک چاہنے والے نے یزید سے سر حسینؑ لے کر یہاں دفن کیا تھا۔

(فرحۃ الغری، جامع الاخبار صفحہ ۵۰)

لیکن سید ابن طاؤوس دوسرے مقام پر کہتے ہیں کہ امام حسینؑ کے سر کو واپس کربلا میں آپؑ کے بدن مبارک سے ملا دیا گیا اور شیعہ کا ایک گروہ اس بات پر پختہ یقین رکھتا ہے۔

شیعہ علماء امامیہ کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ سرِ مبارک کو چوتھے امام زین العابدینؑ کے ذریعے بدن سے ملا کر دفن کیا گیا۔

ابن شہر آشوب کہتے ہیں کہ سید مرتضٰی نے اپنے رسالوں میں ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ سر امام حسینؑ کو شام سے کربلا میں واپس لائے اور جسم مبارک کے ساتھ ملا دیا۔

طوسیؒ نے زیارتِ اربعین میں اس طرف اشارہ کیا ہے جیسا کہ تاریخ میں ہے کہ یزید ملعون نے شہداء کے تمام سر امام زین العابدینؑ کو واپس کیے اور آپؑ نے ۲۰ صفر المظفر کو ان سروں کو ان کے ابدان سے ملا دیا اور پھر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ میں سب سے صحیح ترین روایت (سروں کی تدفین کے بارے میں) یہی روایت ہے۔

بعض شیعہ مورخین کا یہ اعتقاد ہے کہ سرِ مبارک امام حسینؑ، حضرت علیؑ کے روضہ نجف اشرف میں ان کے پہلو میں ہے اسی لیے حضرت علیؑ کے سرہانے امام حسینؑ کی زیارت پڑھنے کی تاکید ہے۔

(راس الحسین صفحہ ۱۹۰)

بہرحال نجف میں مقامِ سر امام حسینؑ کی نشاندہی معصومینؑ کے اقوال سے ثابت ہے، لیکن یہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ممکن ہے کہ سرِ اقدس صرف یہاں رکھا گیا ہو یا بغرضِ حفاظت سپرد کیا گیا ہو اور بعد میں امام زین العابدینؑ نے اسے کربلا میں جسمِ اقدس سے ملحق کر دیا ہو۔ اس لیے کہ سرِ امامؑ کو غیر معصوم دفن نہیں کر سکتا۔

سرِ امام حسینؑ کے نجف آنے کی روایت درج ذیل ہے اور اسے مرزا دبیرؔ نے اپنے مرثیے میں بھی نظم کیا ہے یہ روایت فارسی مقاتل میں آئی ہے:

''جب شہادتِ امام حسینؑ کی خبر تمام شہروں میں عام ہوئی تو ایک مومن دیندار کہ حوالی نجف میں رہتا تھا اس نے قصد کیا کہ جس طرح ہو سکے سرِ اطہر امامؑ کو شام سے لا کر نجف میں روضۂ جناب امیرؑ میں دفن کرنا چاہیے۔ کسی طرح دمشق پہنچ کر یزید لعین کی ملازمت اختیار کی۔ اتفاق سے جس کنوئیں میں مظلوم کربلا کا سر بریدہ تھا اسی کنوئیں کی پاسبانی اس کے سپرد ہوگئی۔ وہ دیندار ہر روز سرِ انور کو باہر نکال کر زیارت کیا کرتا تھا اور اس جناب کی بے کسی اور مظلومی پر روتا تھا۔ ایک دن موقع پا کر اس سر بریدہ کو رومال میں رکھ کر نجف کی طرف لے چلا۔ جب یزید لعین کو معلوم ہوا تو اس کی گرفتاری کے لیے فوج روانہ کی مگر باعجاز امامؑ اس کو کوئی نہ دیکھتا تھا اور یہ سب کو دیکھتا تھا۔ یہاں تک کہ سب حیران و پریشان ہو کر واپس آئے۔

اس مومن کا اس صحرا میں گذر ہوا جہاں ایک نصرانیہ عورت خورشید بانو نام کی مع چالیس کنیزوں کے وارد تھی۔ جب کھانے کے وقت دسترخوان پر بیٹھی تو پہلا ہی لقمہ گلوگیر ہوا۔ اس نے ہاتھ کھینچ لیا اور کنیزوں سے کہا کہ آج خود بخود میرا دل بھرا آتا ہے، لقمہ حلق سے نہیں اترتا شاید اس صحرا میں کوئی بھوکا پیاسا ہے۔ جاؤ دیکھو اور دریافت کرو۔ ایک کنیز دریافت حال کے لیے چلی۔ بڑھ کر دیکھا کہ ایک آدمی سر و پا برہنہ روتا خاک اڑاتا ایک نورانی چیز رومال میں لیے کہ جس کے نور سے تمام صحرا روشن ہے، نجف کی طرف چلا جاتا ہے۔ یہ دیکھتے ہی اس نے اپنی بی بی کو آواز دی کہ اے بی بی جلد آ کر قدرتِ خدا کا تماشا دیکھو۔ خورشید بانو یہ سنتے ہی اپنے خیمہ سے باہر نکل آئی اور اس مومن کو قریب بلا کر دریافت کیا کہ اس رومال میں کونسی نورانی چیز ہے کہ جس نے تمام صحرا کو روشن کر دیا ہے۔ اس نے کہا کیا کہوں ایک گوہر بے بہا ہے۔ وہ بولی میں نے اتنا بڑا موتی کبھی نہیں دیکھا اگر تو فروخت کرے تو خریدار ہوں۔ اس کی قیمت مجھ سے بیان کر۔ یہ سن کر وہ مومن رونے لگا اور کہنے لگا کہ کیا کوئی خرید سکتا ہے اس کے بیعانہ میں تو شیعوں کی جانیں نثار ہیں۔ وہ نصرانیہ بولی اگرچہ منظور نہیں تو ایک نظر مجھ میں دکھا دے کہ یہ کیا چیز ہے اور سب مال و متاع و

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کنیزیں اور خیمے رونمائی میں دیتی ہوں۔اس نے جواب دیا کہ یہاں اس کا دیکھنا بھی نہیں ہوسکتا۔اگر تجھے بہت اشتیاق ہے تو تو میرے ساتھ نجف میں چل وہیں اس رومال کو کھولوں گا۔دیکھ لینا۔نصرانیہ نے کہا اگر یہاں دکھانا بھی منظور نہیں تو آج کی شب میرا مہمان ہو اور میں کل نجف کو تیرے ساتھ چلوں گی۔

غرض اس شب کو مومن نے وہیں قیام کیا۔کچھ رات گزری تو سر انور کو سینہ پر رکھ کر سو گیا۔مگر خورشید بانو کو نیند نہ آتی تھی اور گھڑی گھڑی لونڈیوں سے کہتی تھی کہ آج مجھے اس خیمہ کے گرد کسی کے رونے کی آواز آتی ہے کچھ تم بھی سنتی ہو۔کون لوگ ہیں۔کس پر روتے ہیں۔یہ کہتی ہوئی سو گئی اور فوراً چونک پڑی۔کنیزوں نے چہرہ سے حزن وملال کے آثار دیکھ کر پوچھا کہ اے بی بی آپ کیوں پریشان ہیں۔وہ بولی کچھ نہیں کہہ سکتی۔ابھی میں نے عجیب خواب دیکھا کہ جناب عیسیٰؑ ماتمی لباس پہنے سر برہنہ روتے ہوئے تشریف لائے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ اے خورشید بانو تو چین سے سوتی ہے۔نہیں جانتی کہ نواسۂ رسولؐ کس طرح تیرے گھر مہمان ہوا ہے۔یہ خواب بیان کر کے اٹھ کھڑی ہوئی۔جہاں وہ مومن سوتا تھا وہاں جا کر کیا دیکھتی ہے کہ وہ رومال سر بستہ سینہ سے بلند ہوتا ہے اور نجف کی طرف توجہ کرتا ہے اور اس سے یہ آواز پیدا ہوتی ہے کہ السلام علیک یا امیر المومنینؑ یہ دیکھتے ہی خورشید بانو کو تاب ضبط نہ رہی۔بے اختیار رونے لگی اور کنیز سے کہا جلد اس رومال کو میرے پاس لے آؤ۔دیکھو اس میں کیا ہے۔

خورشید بانو اس رومال کو ایک علیحدہ خیمے میں لے گئی۔جب اس کو کھولا تو کیا دیکھتی ہے کہ کسی مظلوم کا سر بریدہ خاک وخون میں آلودہ ہے۔ہونٹ سوکھے آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے ہیں۔یہ معلوم ہوتا ہے کہ کئی دن کا بھوکا پیاسا قتل کیا گیا ہے۔داہنی آنکھ کے گوشے میں تیر کا نشان ہے۔پیشانی پر تلواروں کے کئی نشان ہیں۔یہ دیکھ کر بے اختیار ہو کر سر وسینہ پیٹنے لگی۔اس کے بعد سر اقدس کو مشک اور گلاب سے دھویا اور ایک سجادہ بچھا کر اس پر رکھ دیا اور کنیزوں سے کہا تم سب میرے ساتھ حلقہ باندھ کر ماتم کرو۔ان کنیزوں نے عجب طرح کا کلمہ کہا کہ اے بی بی آپ سے جناب عیسیٰؑ نے کچھ اس بزرگوار کا نام ونسب بھی بیان کیا ہے۔ہم کیا نام لے کر اس مظلوم پر نوحہ کریں۔خورشید بانو نے سر مبارک کی طرف مخاطب ہو کر عرض کی کہ یہ تو میں سمجھی کہ تو کسی مقبول خدا کا سر ہے۔حضرت عیسیٰؑ نے آپ کا نام نہ بتایا۔برائے خدا آپ اپنا نام ونسب بیان کیجئے۔ناگاہ اعجاز سے جناب سید الشہداءؑ کے سوکھے ہوئے ہونٹوں کو حرکت ہوئی اور آواز آئی کہ اے خورشید بانو تو کیا پوچھتی ہے:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نانا ہے نبیؐ، فاطمہؑ ماں، باپ علیؑ ہے — سوکھے مرے حلقوم پہ تلوار چلی ہے
زہراؑ کا آفتاب ہوں بدر حنین ہوں — مظلوم ہوں غریب مسافر حسینؑ ہوں
میں وہ ہوں جسے ظلم سے مہمان بلا کر — سر کاٹ لیا تن سے خدا کا نہ کیا ڈر
ایمان لاؤ تم تو بشارت یہ دیتا ہوں — بخشش کا سب کی حشر میں ضامن میں ہوتا ہوں

جب خورشید بانو نے سرِ اقدس امامؑ مظلوم سے یہ کلمات سنے بے تحاشا رونے لگی اور مع کنیزوں کے کلمۂ حق زبان پر جاری کیا اور صدقِ دل سے مسلمان ہوگئی اور سب گرد اس سرِ انور کے حلقہ باندھ کر واحسینا وامظلوماہ کہہ کر ماتم کرنے لگیں۔ روتے روتے قریب تھا کہ غش کر جائیں۔ ان سب نے اپنے گیسوؤں کو چوب خیمہ سے باندھ دیا اور ایسی سینہ زنی کی کہ سروں کے بال ٹوٹ کر خیمہ کی چوب میں رہ گئے اور وہ عورتیں غش کھا کر زمین پر گر پڑیں۔ جب ہوش میں آئیں۔ دیکھا کہ وہ مومن سرِ انور کو لیے جاتا ہے۔ خورشید بانو اور سب کنیزیں سر و پا برہنہ روتی پیٹتی ساتھ ہولیں۔ جب قافلہ نجف کے نزدیک پہنچا دیکھا کہ بزرگوار نورانی صورت سفید کفن پہنے چلے آتے ہیں۔ قریب آ کر اس مومن سے سرِ اطہر کو مانگنے لگے۔ اس نے کہا میں نے عہد کیا ہے کہ بجز جناب حیدر کرارؑ کے ان کے فرزند کا سر کسی دوسرے کو نہ دوں گا۔ ان بزرگواں میں سے ایک نے اپنا نام آدمؑ اور دوسرے نے نوحؑ بتایا اور کہا کہ اے بھائی ہم تو فرزند رسولؐ کے عزادار ہیں اور پہلوئے علیؑ میں ہمارے ہی مزار ہیں۔ غرض وہ مومن سرِ اطہر کو لیے ہوئے روضہ جناب امیرؑ میں داخل ہوا اور آواز دی۔ یا حضرت آپ کے مظلوم فرزند کا فرق برق بریدہ لے کر غلام حاضر ہوا ہے ناگاہ اس آواز کے سنتے ہی دو ہاتھ قبر جناب امیرؑ سے بلند ہوئے اور آواز آئی اے شخص اپنی آنکھوں کو بند کر لے کہ دخترِ رسول خداؐ کے ہاتھ ہیں۔ جلد ہمارے پسر کا سر ہمیں دے دے کہ ہم اس کے اشتیاق میں جنت سے آئے ہیں۔ یہ سنتے ہی اس مومن نے سرِ اطہر کو ان ہاتھوں میں رکھ دیا اور وہ دست ہائے مبارک اس سر کو لے کر پوشیدہ ہوگئے۔

خورشید بانو نے مع کنیزوں کے صف باندھ کر اس قدر ماتم کیا کہ ضریحِ مبارک ہلنے لگی اور روضہ کے در و دیوار سے واحسینا یہ وامظلوماہ کی صدا بلند ہوئی۔

(سفینۃ البکا صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۳)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۶

معصومینؑ کا سفر نجف اشرف

قبرِ امیرالمومنینؑ پر امام زین العابدینؑ کی دعا

جابر بن یزید جعفی سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

''میرے والد امام زین العابدینؑ حجاز کے مقام پر جو کوفے کا کونہ ہے، امیرالمومنینؑ کی قبر کی طرف گئے حضرت وہاں ٹھہر گئے پھر رودیا اور کہا اے امیرالمومنینؑ تم پر سلام، اے اللہ کے امین زمین اور اس کے بندوں پر تم حجت ہو۔ اے امیرالمومنینؑ آپ نے ان کی راہ میں پوری طرح جہاد کیا کتاب خدا پر عمل کیا نبیؐ کی سنت کی پیروی کی اللہ تعالیٰ نے اپنے جوار میں تمہیں بلالیا اور اپنے اختیار سے تیری روح قبض کی اور تیرے دشمنوں پر حجت کو قائم کیا، اے اللہ میرے نفس کو اطمینان دے۔ اپنی قدرت کے ساتھ تیری قضا پر راضی ہو۔ تیری یاد اور دعا کا شائق ہو، تیرے دوستوں کو دوست رکھتا ہو، تیری زمین اور آسمان میں محبوب ہو۔ تیرے امتحان کے نزول کے وقت صبر کرنے والا ہو۔ تیری نعمتوں کا شکر گزار ہو، تیری پے در پے نعمتوں کو یاد کرنے والا ہو، تیری ملاقات کی خوشی چاہنے والا ہو۔ جزا کے روز کے لیے تقویٰ کا ذخیرہ کیا ہوا ہو، تیرے اولیاء کے راستوں پر چلتا ہو، تیرے دشمنوں کی عادتوں کو چھوڑ دیتا ہو، تیری حمد وثنا کے باعث دنیا سے منہ موڑ لیا ہو، پھر حضرت نے فرمایا: اے معبود! دیوانوں کے دل تیرے لیے بے قرار ہیں، تیرے چاہنے والوں کے لیے تیرے راستے کھلے ہوئے ہیں تیرے قصد کرنے والوں کے لیے بڑے نشان واضح ہیں۔ تیرے عارف لوگوں کے دل تجھ سے ڈرتے ہیں۔ ان کے لیے مقبول کے دروازے کھلے ہیں جس نے تم سے دعا مانگی اس کی دعا قبول ہوئی جس نے توبہ کی اس کی توبہ منظور ہوئی تیرے خوف سے جس کا آنسو گرا اس کا بیڑا پار ہو گیا۔ جس نے فریاد کی اس کی فریاد سنی گئی تو اپنے وعدے اپنے بندوں کے لیے پورے کرتا ہے۔ جس نے اپنی لغزش کی معافی چاہی اس کو معافی دے دی، لوگوں کے اعمال تیرے پاس محفوظ ہیں لوگوں کی روزیاں تیرے ہاں سے آتی رہتی ہیں اور مزید نعمتیں مسلسل

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نازل ہوتی رہتی ہیں گناہوں سے بخشش طلب کرنے والوں کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ تیرے ہاں سے لوگوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں، سائلین کے دامن مراد بھر لیے جاتے ہیں، لگاتار نعمتوں کی ان پر بارش ہوتی ہے، ناداروں کے لیے تیرا دسترخوان ہر وقت تیار ہے، پیاسوں کی خاطر تیرا چشمہ فیض جاری ہے اے معبود! میری دعا کو منظور اور میری تعریف کو مقبول فرما۔ محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کے واسطہ سے جو میرے ماں باپ ہیں مجھے میرے دوستوں کے ساتھ اکٹھا کر۔ تو میرا ولی ہے۔ نعمت سے میری بازگشت میں میری امید گاہ ہے،

جابر کا بیان ہے کہ مجھ سے امام محمد باقرؑ نے فرمایا: جو ہمارا شیعہ اس دعا کو امیرالمومنینؑ یا کسی اور امامؑ کے مرقد پر پڑھے گا تو اس کی دعا کو نور کے لفافے میں رسول اللہؐ کی مہر کر کے بلند کر دیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ یہ قائم آل محمدؑ کی خدمت میں پیش ہوگی۔ انشاء اللہ اس دعا کا پڑھنے والا قیامت کے روز بشارت، سلام اور کرامت پائے گا۔"○

واقعہ کربلا کے بعد امام زین العابدینؑ نجف جاتے تھے

امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ میرے والد امام زین العابدینؑ اپنے والد امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ویرانہ میں بالوں کا خیمہ لگا کر لوگوں سے الگ تھلگ رہنے لگے۔ آپ لوگوں سے ملنا پسند نہیں کرتے تھے، کئی سال تک یہی عمل رہا، آپ وہاں سے اپنے والد اور دادا کے مرقد کی زیارت کی خاطر عراق تشریف لے جاتے، اس بات کا کسی کو علم نہ ہوتا تھا۔ امام محمد باقرؑ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ امام زین العابدینؑ امیرالمومنینؑ کے مرقد کی زیارت کی خاطر عراق تشریف لے گئے صرف میں حضرت کے ساتھ تھا۔ دو اونٹنیوں کے سوا کوئی چیز ہمارے ساتھ نہ تھی جب کوفہ کے علاقہ میں مقام نجف پر پہنچے تو ایک جگہ جا کر اس قدر روئے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔○

حسن بن حسین بن لحال مقدادی روایت کرتے ہیں:

ابوحمزہ ثمالی جو کوفہ کے مشائخ میں سے تھے، امام زین العابدینؑ نے دو رکعت نماز مسجد کوفہ میں

○ فرحۃ الغری: صفحہ ۱۹ تا ۲۳

○ فرحۃ الغری: صفحہ ۲۳

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پڑھی، ابوحمزہ کا بیان ہے کہ میں نے امام زین العابدینؑ سے زیادہ پاکیزہ لہجہ والا کسی شخص کا کلام نہیں سنا۔ میں حضرت کے نزدیک ہو گیا۔ کہ سنوں کیا فرما رہے ہیں، آپ فرماتے تھے اے معبود! اگر میں نے تیری نافرمانی کی ہے تو تیری پسندیدہ چیز کا اقرار کیا ہے وہ تیری وحدانیت ہے، یہ تیرا احسان ہے کہ ہم پر، ہمارا تجھ پر کوئی احسان نہیں ہے۔ یہ دعا مشہور ہے پھر آپ کھڑے ہو گئے میں باب کوفہ تک آپ کے پیچھے چلا، میں نے وہاں سیاہ فام غلام کو دیکھا جس کے پاس ایک عمدہ گھوڑا اور ایک اونٹنی تھی۔ میں نے سیاہ فام سے پوچھا یہ کون ہے؟ اس نے کہا۔

آپ کے فضائل آپ سے پوشیدہ ہیں، یہ علیؑ بن حسینؑ ہیں، ابوحمزہ کا بیان ہے میں نے اپنے آپ کو حضرت قدموں پر گرا دیا، حضرت نے اپنے ہاتھ سے میرا سر اٹھایا فرمایا ابوحمزہ! اللہ تعالیٰ کے سوا سجدہ کسی کے لیے جائز نہیں ہے، میں نے عرض کیا فرزند رسولؐ یہاں آنا کیونکر ہوا؟ فرمایا اگر لوگوں کو یہاں آنے کی فضیلت کا علم ہوتا تو وہ ضرور گھٹنوں کے بل چل کر آتے، کیا تم میرے ساتھ میرے جد علیؑ بن ابی طالبؑ کی قبر کی زیارت کرو گے؟ میں نے عرض کیا ضرور، میں حضرت کی اونٹنی کے سایہ میں چل رہا تھا۔ ہم غریین کے مقام پر پہنچ گئے، جو سفیدی کا ٹکڑا تھا جس سے نور چمک رہا تھا آپ اونٹنی سے اتر پڑے۔ اس جگہ اپنے رخسار مبارک رگڑنے لگے فرمایا میرے دادا علی بن ابی طالبؑ کی قبر ہے آپ نے زیارت پڑھی جس کا شروع یوں تھا:

السلام علی اسم الله الرضی و نور و وجهه المفی

پھر مزار سے رخصت ہو کر مدینہ تشریف لے گئے اور میں کوفہ واپس آ گیا۔ ○

امام محمد باقرؑ کا نجف اشرف تشریف لانا

ابوبصیر سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے امیر المومنینؑ کی قبر سے متعلق دریافت کیا۔ کہ وہ کہاں ہے۔ فرمایا لوگ اس بارے میں کئی باتیں بیان کرتے ہیں لیکن امیر المومنینؑ اپنے باپ نوحؑ کی قبر میں دفن ہیں، میں نے عرض کیا قربان جاؤں آپ کو کس نے دفن کیا؟ فرمایا رسول اللہؐ نے دفن کیا کراماً کاتبین کے ساتھ روح اور ایمان کے ساتھ۔

○ فرحۃ الغری: صفحہ ۲۵

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عبدالرحیم قیصہ سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے امیرالمومنینؑ کی قبر کے بارے میں دریافت کیا، فرمایا نوحؑ کی قبر میں دفن ہیں عرض کیا، کون نوحؑ؟ فرمایا وہ نوحؑ جو نبی ہیں، عرض کیا یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ فرمایا امیرالمومنینؑ صدیق تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی قبر کو صدیق کی قبر میں قرار دیا، اے عبدالرحیم، رسول اللہؐ نے آپ کی موت کے بارے میں آگاہ فرمایا تھا اور مقام قبر سے بھی مطلع کیا تھا۔ حضرت کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کے حنوط کے ساتھ آسمان سے حنوط نازل کیا تھا۔ آپ کے انتقال کے بعد آپ کی قبر پر فرشتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے حسنؑ اور حسینؑ کو وصیت فرمائی تھی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دینا۔ حنوط لگانا۔ رات کے وقت پوشیدہ طور پر میرا جنازہ اٹھانا، جنازے کے پچھلے حصہ کو اٹھانا۔ دونوں نے وصیت پر عمل کیا۔ فرمایا جب میرا جنازہ رک جائے وہاں اس کو رکھ دینا۔ اس قبر میں دفن کرنا جہاں تابوت جنازہ خودبخود رکھ دیا جائے، مجھے دفن کرنا رات کے وقت کچھ لوگ میرے دفن میں تمہاری مدد کریں گے اور قبر کو برابر کر دینا۔

عبدالرحیم قیصہ سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ امیرالمومنینؑ کی قبر کہاں ہے؟ فرمایا آپ اپنے باپ نوحؑ کے ساتھ دفن ہیں۔

ابوحمزہ ثمالی نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ کی وصیت تھی کہ مجھے کوفہ کے باہر لے جانا جب تمہارے قدم رک جائیں اور سامنے سے ہوا آنے لگے تو مجھے وہاں دفن کر دینا وہ طور سینا کا پہلا حصہ ہے انہوں نے ایسا کیا۔

جابر بن یزید جعفی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ امیرالمومنینؑ کہاں دفن ہیں؟ فرمایا غریین کے کوفہ میں، طلوع فجر سے پہلے دفن کیے گئے، آپ کی قبر کے اندر آپ کے فرزند حسنؑ اور حسینؑ اور عبداللہ بن جعفر داخل ہوئے۔

صاحب لباب المسرۃ میں ابی قرہ فتانی سے نقل کیا ہے کہ امام محمد باقرؑ نے امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ کی قبر کی زیارت کی تھی نیز امام زین العابدینؑ نے بھی زیارت کی تھی''٥

گزشتہ روایت میں گزر چکا ہے کہ امام محمد باقرؑ، امام زین العابدینؑ کے ساتھ نجف آئے تھے۔

---

٥ فرحۃ الغری صفحہ ۲۶ تا ۲۸

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امام جعفر صادقؑ کا نجف اشرف تشریف لانا

اس موضوع پر مکمل باب تالیف کیا گیا ہے "امام جعفر صادقؑ کا سفرِ نجف اشرف" تفصیلات اسی باب میں دیکھیے۔

امام علی نقیؑ کا نجف اشرف تشریف لانا

امام حسن عسکریؑ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امام علی نقیؑ نے غدیر کے دن امیر المومنینؑ کی قبر کی زیارت اس سال میں کی جس سال معتصم نے آپ کو بلایا تھا اور آپ نے یہ زیارت پڑھی جس کا شروع ہے۔

سلام علی رسول اللہ خاتم النبیین

اور آخر میں ہے۔

الذین لا خوف علیهم ولا هم یحزنون انك حمید مجید"۔○

○فرحۃ الغری صفحہ ۷۳

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۷

امام جعفر صادقؑ کا سفرِ نجف اشرف

عبداللہ بن عبید بن زید کا بیان

عبداللہ بن عبید بن زید سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ اور عبداللہ بن حسن کو امیر المومنینؑ کی قبر کے پاس غری کے مقام پر دیکھا۔ عبداللہ نے اذان اور اقامت کہی اور امام جعفر صادقؑ کے ساتھ نماز پڑھی، میں نے امام جعفر صادقؑ کو فرماتے سنا کہ یہ امیر المومنینؑ کی قبر ہے۔ ٥

صفوان بن مہران شتربانِ امام جعفر صادقؑ کا بیان

صفوان بن مہران کا بیان ہے کہ میں امام جعفر صادقؑ کو سوار کر کے لے جا رہا تھا۔ جب نجف کے پاس پہنچے تو فرمایا آہستہ آہستہ چلو تا کہ ہم حیرہ کو عبور کریں، قائم کا مقام آ گیا، فرمایا ہم اس جگہ پر آ گئے جس کی مجھے نشان دہی کی گئی، آپ سواری سے اتر پڑے وضو فرمایا آپ آگے بڑھے آپ نے اور عبداللہ بن حسن نے قبر کے پاس نماز پڑھی۔ جب دونوں نماز ختم کر چکے تو میں نے عرض کیا قربان جاؤں یہ کون سی جگہ ہے؟ فرمایا یہ وہ جگہ ہے جہاں لوگ آیا کریں گے۔ ٥

ابوالفرج سندی کا بیان

ابوالفرج سندی کا بیان ہے کہ میں امام جعفر صادقؑ کے ساتھ تھا۔ جب آپ عراق تشریف لائے ایک رات ارشاد فرمایا، بغلہ پر زین رکھو آپ سوار ہو گئے، میں ساتھ چل رہا تھا۔ ہم کوفہ سے باہر آ گئے آپ سواری سے اتر پڑے دو رکعت نماز پڑھی پھر تھوڑا سا علیحدہ اور جگہ نماز پڑھی پھر آپ نے ایک اور جگہ نماز پڑھی، میں نے عرض کیا قربان جاؤں آپ نے تین جگہ نماز کیوں پڑھی ہے؟ فرمایا پہلی

---

٥ فرحۃ الغری صفحہ ۲۹

٥ فرحۃ الغری صفحہ ۲۹

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جگہ جہاں نماز پڑھی وہ امیر المومنینؑ کی قبر ہے، دوسری جگہ وہ ہے جہاں حسینؑ کا سر دفن ہے، تیسری جگہ وہ ہے جہاں قائم (عجل اللہ فرجہ) کا منبر نصب ہوگا۔۞

ابان بن تغلب کا بیان

ابان بن تغلب سے مروی ہے کہ میں امام جعفر صادقؑ کے ساتھ تھا جب آپ کوفہ کے باہر سے گزرے تو سواری سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھی پھر تھوڑا سا آگے بڑھے پھر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر تھوڑا سا آگے بڑھے تو پھر دو رکعت نماز پڑھی، فرمایا اس جگہ امیر المومنینؑ کی قبر ہے، میں نے عرض کیا قربان جاؤں دو اور مقام پر کیا چیز واقعہ ہے فرمایا یہ جگہ حسینؑ کے سر کے دفن ہونے کی ہے اور یہ جگہ قائم کے منبر نصب ہونے کی ہے۔۞

یعقوب بن الیاس کا بیان

یعقوب بن الیاس مبارک جناز سے روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ جب عراق تشریف لا چکے تو مجھے فرمایا بغلہ اور دراز گوش پر زین کس دو، حضرت سوار ہو گئے میں بھی سوار ہو گیا۔ تھوڑا سا آگے بڑھے پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر تھوڑا سا آگے چلے اور دو رکعت نماز پڑھی، میں نے عرض کیا قربان جاؤں پہلی، دوسری اور تیسری دو رکعت نماز کس کس جگہ پڑھی فرمایا پہلی دو رکعت امیر المومنینؑ کی قبر کے پاس دوسری حسینؑ کے سر کے دفن ہونے کی جگہ پر اور تیسری قائم کے منبر نصب ہونے کی جگہ پر پڑھی ہے۔۞

علی بن حکم صفوان کا بیان

علی بن حکم صفوان ساربان امام سے روایت ہے کہ میں اور عامر بن عبداللہ بن خزاعہ ازدی امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھے۔ عامر نے کہا لوگ کہتے ہیں امیر المومنینؑ مسجد کوفہ کے صحن میں دفن

۞فرحۃ الغری صفحہ ۳۰

۞فرحۃ الغری صفحہ ۳۰

۞فرحۃ الغری صفحہ ۳۱

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوئے ہیں، فرمایا ایسا نہیں ہے عرض کیا پھر کہاں دفن ہیں؟ فرمایا حضرت کے انتقال کے بعد امام حسنؑ نے آپ کا جنازہ کوفہ کے باہر نجف کے قریب غری کی بائیں جانب اور حیرہ کے دائیں جانب سفید ٹیلوں کے درمیان دفن کیا، کچھ دنوں کے بعد میں اس جگہ آیا پھر جا کر حضرت کو اس جگہ سے آگاہ کیا، تین مرتبہ فرمایا خدا تم پر رحم کرے تم ٹھیک جگہ پر پہنچے ہو۔٭

عبداللہ بن سنان کا بیان

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ میرے پاس عمر بن زید آیا اور کہنے لگا سوار ہو جاؤ میں اس کے ساتھ سوار ہو گیا ہم حفص کے پاس آئے اور اسے گھر سے باہر نکالا وہ ہمارے ساتھ سوار ہو گیا۔ غری کی طرف روانہ ہوئے ایک قبر کے پاس آئے، اس نے کہا اتر جاؤ یہ امیرالمومنینؑ کی قبر ہے۔ ہم نے کہا اس کا علم تمہیں کیسے ہوا۔ کہا کہ جب امام جعفر صادقؑ عراق میں تھے تو میں کئی دفعہ حضرت کے ساتھ اس جگہ آیا تھا۔٭

زید بن طلحہ کا بیان

زید بن طلحہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ جب عراق میں تھے تو انہوں نے کہا جو وعدہ تم سے کیا ہے کیا اس کا ارادہ ہے؟ یعنی امیرالمومنینؑ کی قبر کی طرف جانے کا ارادہ ہے۔ چپکے سے دعا فرمائی جس کو میں سمجھ نہ سکا۔ آپ سوار ہوئے اسماعیل بن امام جعفر صادقؑ سوار ہوئے اور میں سوار ہوا۔ ہم جب مکان ثویہ کو عبور کر چکے تو حیرہ اور نجف کے درمیان سفید ٹیلوں کے پاس اتر پڑے، ہم لوگوں نے نماز پڑھی۔ حضرت اسماعیل سے فرمایا اٹھو اور اپنے جد حسینؑ کو سلام کرو میں نے عرض کیا حسینؑ تو کربلا میں مدفون ہیں۔ فرمایا، ہاں حسینؑ تو کربلا میں دفن ہیں لیکن آپ کا سر ہمارے ایک ماننے والے نے شام سے چرا لیا تھا اور اس کو امیرالمومنینؑ کے پہلو میں دفن کر دیا تھا۔٭

٭فرحۃ الغری صفحہ ۳۴

٭فرحۃ الغری ۳۴

٭فرحۃ الغری صفحہ ۳۵

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ابو بصیر کا بیان

ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ امیر المومنینؑ کہاں دفن ہیں، فرمایا اپنے باپ نوحؑ کی قبر میں، عرض کیا نوح کی قبر کہاں ہے؟ لوگ تو کہتے ہیں کہ وہ مسجد میں ہیں فرمایا کوفہ سے باہر ہیں۔ ۞

عمر بن عبداللہ بن طلحہ کا بیان

عمر بن عبداللہ بن طلحہ نہدی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ کوئی حدیث ارشاد فرمایئے آپ نے حدیث بیان کی، ہم امام جعفر صادقؑ کے ساتھ چل کر غری کے مقام پر پہنچے ایک جگہ آئے نماز پڑھی، اسماعیل سے فرمایا اٹھو اپنے جد حسینؑ کے سر کے پاس نماز پڑھو، میں نے عرض کیا کہ حضرت کا سر شام نہیں گیا تھا۔ فرمایا ہاں گیا تھا مگر ہمارے ایک چاہنے والے نے وہاں سے چرا کر یہاں دفن کیا تھا۔ ۞

ایک اور راوی کا بیان

ایک شخص امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتا ہے کہ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ کوفہ کی جانب ایک قبر ہے، اگر دکھی انسان اس کے پاس دو یا چار رکعت نماز پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا دکھ دور کر دیتا ہے اور اس کی حاجت پوری کرتا ہے۔

میں نے عرض کیا حسینؑ مع سر کے دفن ہیں۔ فرمایا نہیں عرض کیا امیر المومنینؑ مع سر کے مدفون ہیں فرمایا ہاں۔ ۞

یونس بن ظبیان کا بیان

یونس بن ظبیان کا بیان ہے کہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب

۞ فرحۃ الغری صفحہ ۳۵

۞ فرحۃ الغری صفحہ ۳۶

۞ فرحۃ الغری صفحہ ۳۶

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپ عراق میں وارد ہوئے تھے، آپ نے حدیث بیان فرمائی، ہم ایک جگہ آئے، فرمایا اے یونس اپنے گھوڑے کو قریب کر دو، میں نے گھوڑا قریب کیا آپ نے آہستہ آہستہ دعا فرمائی جس کو میں سمجھ نہ سکا۔ پھر نماز شروع کی جس میں دو چھوٹی سورتیں بلند آواز کے ساتھ پڑھیں، میں نے نماز پڑھنے کی پیروی کی۔ پھر دعا فرمائی۔ جس کو میں سمجھتا تھا۔ فرمایا اے یونس جانتے ہو یہ کون سی جگہ ہے عرض کیا نہیں، فرمایا یہ امیر المومنینؑ کی قبر ہے، آپ کی رسول سے قیامت کو ملاقات ہوگی، دعا یہ ہے۔

''اے معبود تیرا حکم ہو کر رہے گا۔ تیری قدرت سے کسی کو چھٹکارا نہیں، تیرا فیصلہ ضرور نافذ ہوگا۔ طاقت اور قوت صرف تیرے ذریعہ ہو سکتی ہے، اے معبود! جس طرح تو نے ہم پر اپنا فیصلہ نافذ کیا ہے اور اپنی تقدیر جاری فرمائی اس طرح ہمیں ان چیزوں کے برداشت کرنے کے لیے صبر کی ایسی قوت عطا کر کہ ان کو جھیل سکیں۔ اس کو اپنی رضا کا ذریعہ بنا۔ ہماری نیکیوں میں اضافہ کر ہمیں فضل، سرداری، شرف عطا کر، دنیا اور آخرت میں نعمت اور کرامت عطا کر، ہماری نیکیوں کو کم نہ کر، اے معبود! جو تو نے نعمت، فضیلت اور کرامت عطا کی ہے اس کے ساتھ لازمی شکر ادا کرنے کی طاقت دے، اس کو شر، تکبر، فتنہ، عذاب دنیا اور آخرت کی رسوائی کا باعث قرار نہ دے، اے معبود! میں زبان کی لغزش، برے مقام اور میزان کے خفیف ہونے سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، معبود! مرنے کے بعد تجھ سے نیکیوں کے ساتھ ملیں، ہمارے اعمال ہمارے لیے حسرت کا باعث نہ ہوں فیصلہ کے وقت ہمیں غمگین نہ کرنا، اپنی ملاقات کے دن ہماری برائیوں کی وجہ سے ہمیں شرمسار نہ کرنا، ہمارے دلوں کو اپنی یاد کرنے والا بنا اور بھلانے والا نہ بنا، ڈرنے والا گویا کہ تم کو دیکھا ہے، ہماری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے، ہمارے درجوں کو بالا خانوں میں بدل کر بلند کر دے، جب تک باقی رکھے ہدایت دے، جب مارے تو کرامت کے ساتھ مارنا، زندگی میں ہماری حفاظت فرما، عطا کردہ رزق میں برکت دے، جو بار دیا ہے اس میں اٹھانے کی قوت دے، جو بوجھ گلے میں ڈالا ہے اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق دے، ہماری غلطی پر مواخذہ نہ کرنا، ہماری جہالت کی وجہ سے عذاب نہ دینا، خطا کی وجہ سے درجہ نہ گھٹانا جو اچھی بات کہتے ہیں اسے ہمارے دلوں میں ثابت رکھنا، اپنے نزدیک ہمیں عظیم بنانا۔ دلوں میں انکساری ہو، علم سے نفع اٹھانے کی توفیق دے، نفع دینے والا علم زیادہ تر اس دل سے پناہ دے جو جھکتا نہ ہو، اس آنکھ سے جو آنسو نہ بہاتی ہو، اس نماز سے جو قبول ہوتی ہو، برے فتنے سے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پناہ دے تو میرا دنیا اور آخرت میں کارساز ہے۔٥

ابو اسامہ کا بیان

ابو اسامہ، امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوفہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، وہاں نوحؑ، ابراہیم تین سو ستر انبیاء چھ سو اوصیاء کی قبریں ہیں اور سید الاوصیا امیر المومنینؑ کی قبر ہے۔٥

ابو سعید کا بیان

ابو سعید سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ امیر المومنینؑ کہاں مدفون ہیں؟ فرمایا اپنے باپ نوحؑ کی قبر میں دفن ہیں۔ عرض کیا نوحؑ کہاں دفن ہیں لوگ کہتے ہیں وہ مسجد میں دفن ہیں۔ فرمایا نہیں وہ کوفہ کے باہر دفن ہیں۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا علیؑ کی قبر غری (نجف) میں ہے۔ نوحؑ کے سینہ اور سر کے درمیان قبلہ کی جانب۔٥

محمد بن محمد بن فضل کا بیان

محمد بن محمد بن فضل داؤدرقی کے نواسے امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں جب طوفان نوحؑ آیا تو چار جگہ کی زمین نے خداوند عالم کی بارگاہ میں فریاد کی بیت معمور نے جس کو خداوند عالم نے آسمان کی طرف اٹھالیا۔ غری (نجف)، کربلا اور طوس۔٥

صفوان کا بیان

صفوان کا بیان ہے کہ میں اور میرا ساتھی کوفہ سے روانہ ہوکر امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں

٥فرحۃ الغری صفحہ ۳۶ تا ۳۸

٥فرحۃ الغری صفحہ ۳۸

٥فرحۃ الغری صفحہ ۳۸

٥فرحۃ الغری صفحہ ۳۸

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حاضر ہوئے، ہم نے امیرالمومنینؑ کی قبر کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا۔ وہ تمہارے ہاں کوفہ کے باہر فلاں جگہ موجود ہے۔ ہم نے قبر کو تلاش کر لیا۔ پھر حضرت سے ملے، اس بارے میں آگاہ کیا، فرمایا ہاں وہی ہے۔ سفید ٹیلوں کے پاس۔ ⊙

اسحاق بن حریز کا بیان

اسحاق بن حریز امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا جب ابوالعباس کے پاس عراق میں ہوا کرتا تھا تو رات کے وقت امیرالمومنینؑ کی قبر پر حاضر ہوتا تھا، وہ عراق میں نجف کے کوفہ میں غری نعمان کی جانب ہے۔ میں وہاں نماز پڑھ کر صبح سے پہلے واپس چلا آتا۔ ⊙

مفصل بن عمر جعفی کا بیان

مفضل بن عمر الجعفی نے کہا میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ مجھے غری کا بے حد شوق ہے، فرمایا اس شوق کی کیا وجہ ہے اس نے کہا امیرالمومنینؑ کی قبر کی زیارت کرنا چاہتا ہوں، فرمایا حضرت کی قبر کی زیارت کا مرتبہ معلوم ہے؟ عرض کیا فرزند رسول، اس قدر معلوم ہوگا جس قدر آپ آگاہ فرمائیں گے، فرمایا جب امیرالمومنینؑ کی قبر کی زیارت کا ارادہ ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم آدمؑ کی ہڈیوں، نوحؑ کے بدن اور جسد علی بن ابی طالبؑ کی زیارت کر رہے ہو، عرض کیا، آدمؑ تو سراندیپ میں اترے جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے کہتے ہیں ان کی ہڈیاں بیت الحرام میں مدفون ہیں، ان کی ہڈیاں کوفے میں کیسے آ گئیں؟ فرمایا جب نوحؑ کشتی میں سوار تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ وہ کئی ہفتے تک بیت الحرام کا طواف کریں۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی پھر پانی میں اترے جوان کے گھٹنوں تک آیا، انہوں نے وہاں سے تابوت نکالا۔ جس میں آدمؑ کی ہڈیاں تھیں اس کو کشتی میں رکھا پھر اللہ تعالیٰ کی مرضی تک طواف کرتے رہے، پھر وہ مسجد کوفہ کے وسط میں وارد ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے زمین سے کہا اپنے پانی کو نگل لے زمین نے مسجد کوفہ سے پانی نگلنا شروع کیا، پانی جاری بھی وہیں سے ہوا تھا۔ جو چیز کشتی میں سوار تھیں وہ متفرق ہو گئیں نوحؑ نے تابوت آدمؑ کو اٹھا کر غری میں دفن کیا غری پہاڑ کا وہ ٹکڑا

⊙ فرحۃ الغری صفحہ ۳۹

⊙ فرحۃ الغری صفحہ ۳۹

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے۔ جہاں سے موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا۔ جس پر عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے مقدس کیا۔ ابراہیم کو خلیل، محمد کو حبیب بنایا۔ اس کو انبیاءؑ کے رہنے کی جگہ قرار دیا۔ آدمؑ اور نوحؑ کے بعد کوئی شخص امیرالمومنینؑ سے زیادہ عزت دار وہاں قیام پذیر نہیں ہوا۔ جب نجف کی جانب زیارت کرے تو آدمؑ کی ہڈیوں، نوحؑ کے بدن اور علی ابن ابی طالبؑ کے جسم کی زیارت کر گویا کہ تم نے تمام گزشتہ انبیاء معہ خاتم النبیینؐ اور سید الوصیین علیؑ کی زیارت کی۔

جب علیؑ کے مرقد کی کوئی شخص زیارت کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے تو اس کے لیے آسمانوں کے رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ٥

حسین بن اسماعیل صیونی کا بیان

حسین بن اسماعیل صیونی امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں، کہ آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے پیدل چل کر امیرالمومنینؑ کی ضریح مبارک کی زیارت کی اس کو ہر قدم پر ایک حج اور عمرہ کا ثواب عطا ہوگا۔ اگر گھر میں واپس بھی پیدل آیا تو ہر قدم پر دو حج اور دو عمروں کا ثواب ملے گا۔ ٥

ابن مارد کا بیان

راوی حب کا بیان ہے کہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے امیرالمومنینؑ کا ذکر فرمایا۔ کہا اے مارد کے بیٹے جس نے میرے دادا کی زیارت اس کے حق کو پہچانتے ہوئے کی تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر ایک حج مقبول اور ایک عمرہ منظور کا ثواب لکھے گا۔

خدا کی قسم مارد کے فرزند، وہ قدم کبھی دوزخ میں نہیں جائے گا جو ایک دفعہ پیدل چل کر یا سوار ہو کر امیرالمومنینؑ کی قبر کی زیارت کے لیے گرد آلود ہوا، اس حدیث کو آب زر سے تحریر کر لے۔ ٥

---

٥ فرحۃ الغری صفحہ ۴۰، ۴۱

٥ فرحۃ الغری صفحہ ۴۲

٥ فرحۃ الغری صفحہ ۴۲، ۴۳

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ابو عامر تبانی کا بیان

ابو عامر تبانی واعظ اہل حجاز نے کہا کہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کیا، فرزند رسولؐ جس شخص نے امیرالمومنینؑ کی قبر کی زیارت کی اور آپ کی قبر کو تعمیر کیا اس کا کیا ثواب ہے فرمایا، اے عامر، میرے باپ نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا حسین بن علیؑ سے اور وہ علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے علیؑ سے فرمایا خدا کی قسم تم سرزمین عراق پر قتل کیے جاؤ گے، اور دفن ہو گے عرض کیا یا رسول اللہؐ جو ہماری قبروں کی زیارت کرے اور تعمیر کرے گا اس کا کیا ثواب ہے، فرمایا اے ابوالحسن اللہ تعالیٰ نے تیری قبر اور تیرے فرزند کی قبر کو جنت کا ٹکڑا اور اس کا میدان قرار دیا ہے۔ شریف اور پاکیزہ لوگوں کے دل تمہارے ذریعے اپنی حاجت پوری کریں گے، ذلت اور تکلیف کو دور کریں گے تمہاری قبروں کو تعمیر کریں گے، اکثر ان کی زیارت کو آئیں گے اور ان سے اللہ تعالیٰ کا تقرب چاہیں گے، اور رسولؐ سے محبت کریں گے، اے علیؑ! جس شخص نے تمہاری قبروں کو بنایا گویا کہ اس نے بیت المقدس کے بنانے میں سلیمان ابن داؤد کی مدد کی۔ جس شخص نے تمہاری قبروں کی زیارت کی اس کو ستر حج کا ثواب ملے گا۔ حج اسلام کے بعد اس کے تمام گناہ مٹ جائیں گے جب تمہاری قبروں کی زیارت کر کے واپس لوٹے گا وہ ایسے ہوگا گویا اس کی ماں نے آج اس کو جنا ہے، تمہیں بشارت ہو اور اپنے دوستوں اور چاہنے والوں کو ان نعمتوں کی اور آنکھوں کی ٹھنڈک کی بشارت دو، جس کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی کسی دل میں ان نعمتوں کا شعور ہو سکتا ہے، لیکن لوگوں کا ایسا گروہ ہوگا، جو تمہارے زائرین کو ایسا حقیر سمجھے گا جس طرح زانی عورت اپنے زنا کو حقیر سمجھتی ہے۔ یہ میری امت کے شرارتی لوگ ہیں، ان کو میری شفاعت حاصل نہیں ہوگی اور نہ ہی میرے حوض پر وارد ہوں گے۔ ○

حسان بن مہران کا بیان

حسان بن مہران سے مروی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اے حسان تم ہمارے شہداء کی قبور کی زیارت کرتے رہو عرض کیا کہ کون سے شہداء، فرمایا علیؑ اور حسینؑ عرض کی اکثر دونوں کی زیارت کیا کرتے ہیں، فرمایا، ان شہداء کو روزی ملتی ہے۔ ان کی زیارت کیا کرو، اپنی ضروریات ان کی بارگاہ میں

○ فرحۃ الغری صفحہ ۴۳ تا ۴۵

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پیش کرو، جس قدر یہ تمہارے قریب ہیں اگر یہ قبریں ہمارے نزدیک ہوتیں، تو ہم ہجرت کر کے ان کے ہاں ڈیرے ڈال دیتے۔○

یونس بن ظبیان کا بیان

یونس بن ظبیان امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا جب امیر المومنینؑ کی قبر کی زیارت کا ارادہ ہو تو وضو اور غسل کر کے آہستہ آہستہ وقار کے ساتھ زیارت کے لیے روانہ ہو جا اور کہہ شکر ہے اس ذات کا جس نے مجھے آپ کی اور رسول اللہؐ کی معرفت عطا کر کے مکرم بنایا آپ کی اطاعت فرض کر کے اپنی رحمت کی اور ایمان ذکر احسان فرمایا، اللہ تعالیٰ کا شکریہ جس نے مجھے آپ کے علاقوں کی سیر کرائی، آپ کی سواریوں پر سوار کیا، زمین کو طے کر کے دور سفر کو قریب کر دیا ناگوار باتوں سے محفوظ رکھا رسول اللہؐ کے بھائی کے حرم میں مجھے لے آیا۔ تندرستی میں اس زیارت سے مشرف فرمایا۔ شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے مجھے اس بات کی ہدایت کی، اگر وہ ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاتے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں جو حق لے کر اللہ تعالیٰ کی جانب سے آئے۔ میں گواہی دیتا ہوں علیؑ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسولؐ کے بھائی ہیں، پھر قبر کے قریب ہو کر یہ سلام پڑھو، سلام اللہ کی جانب سے ہے، سلام اللہ تعالیٰ کا اس کے حالات اور عزائم کے امین محمدؐ پر جو وحی اور تنزیل کی کان ہیں، گزشتہ انبیاء کے خاتم مستقبل کے فاتح، ان تمام چیزوں کے نگہبان مخلوق پر گواہ، چمکتا ہوا چراغ، سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں آپ پر نازل ہوں، اے معبود محمدؐ پر اور آپ کی اہل بیت پر جو ستم رسیدہ ہیں، زیادہ مکمل، زیادہ بلند اور زیادہ شریف رحمت بھیج جس طرح تو نے اپنے انبیاء اور اوصیاء پر بھیجی اے معبود! رحمت نازل کر امیر المومنین پر جو تیرے ہیں، تیرے نبی کے بعد تمام مخلوق سے افضل ہیں تیرے اس رسول کے بھائی ہیں جس کو تو نے علم دے کر معبوث کیا، اپنی مخلوق کا ہادی بنایا۔ جن پر آپ کو مبعوث کیا۔ اپنی رسالت کے ذریعہ ان پر دلیل قائم کی اپنے عدل سے ان کو دین کا جزا دینے والا اور مخلوق کے فیصلوں کے لیے حرف آخر، آپ پر اور کا سلام، رحمت اور برکتیں نازل ہوں ان آئمہ پر سلام ہو جو آپ کی اولاد سے ہیں جنہوں نے تیرے امر کی تبلیغ کی

○فرحۃ الغری صفحہ ۴۶، ۴۷

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جو پاک ہیں ان کو اپنے دین کا مددگار منتخب کیا بندوں کے لیے نشان راہ مخلوق پر گواہ، اپنے راز کا محافظ، ان پر جس قدر ہو سکے رحمت نازل فرمایا۔

پھر کہو سلام ہو ان آئمہ پر جو امانت دار ہیں، سلام ہو، اللہ تعالیٰ کے خاص لوگوں پر، سلام ہو ان مومنین پر جنہوں نے تیرے امر کی تبلیغ کی، اولیاء اللہ کی زیارت کی جب ان کو خوف لاحق ہوا، تو یہ خائف ہوئے، اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر سلام ہو،

پھر کہو، اے امیر المومنینؑ تم پر سلام ہو، اے ولی اللہ تم پر سلام ہو، اے صفوۃ اللہ تم پر سلام ہو، اے حجۃ اللہ تم پر سلام ہو، اے دین کے ستون، وارث علوم اولین وآخرین، صاحب میسم اور صراطِ مستقیم تم پر سلام ہو، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں، آپ نے نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی، نیکی کا حکم دیا، برائی سے روکا۔ رسول اللہؐ کی پیروی کی۔ کتاب خدا کو پوری طرح پڑھا، اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کیا، کما حقہ جہاد کیا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی خاطر نصیحت کی، صابر ہو کر اپنی جان قربان کی اللہ کے دین کی خاطر جہاد کیا رسول اللہ سے وفا کی خوشنودی کا طالب ہوا، اللہ کے وعدے کا خواہشمند ہوا، جو اس کی خوشنودی سے ہے، آپ نے شاہد، شہید اور مشہود ہو کر جان قربان کی، اللہ تعالیٰ اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا کرے، اس پر خدا کی لعنت ہو جو تیرے قتل کے درپے ہیں اس پر خدا کی لعنت ہو جس نے تمہاری مخالفت کی اس پر خدا کی لعنت ہو جس نے آپ پر بہتان باندھا اور ظلم کیا، لعنت ہو اس پر جس نے آپ کا حق غصب کیا اس پر لعنت ہو جس نے یہ باتیں سنیں اور راضی ہوا میں ایسے لوگوں سے بیزار ہوں، خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہو جنہوں نے تیری مخالفت کی تیری ولایت کو قبول نہیں کیا آپ کے خلاف سازش کی آپ کو قتل کیا، آپ کو چھوڑ دیا خدا کا شکر ہے کہ اس نے ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ قرار دیا۔ جو وارد ہونے والوں کے لیے بُری جگہ ہے اے معبود! انبیاء کے قاتلوں اپنے انبیاء کے اوصیاء کے قاتلوں پر لعنت کر، جہنم کی آگ میں ان کو گرم کرے۔ اے معبود! طاغوتوں اور فرعونوں، لات، عزیٰ، طاغوت، ہر جھوٹے خدا اور ہر جھوٹے بدعتی پر لعنت فرما اے معبود! ان پر، ان کے ماننے والوں، نقش قدم پر چلنے والوں، یار، دوستوں پر بے شمار لعنت فرما۔

امیر المومنین کے قاتلوں پر لعنت کر یہ تین دفعہ کہو اے معبود! حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کر (یہ تین دفعہ کہو)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اے معبود! ان کو اس قدر دردناک عذاب میں مبتلا کر کہ ایسا عذاب کسی کو نہ آیا ہو ان کو دو گنے عذاب میں گرفتار کر جنہوں نے ولایت اور امر کی مخالفت کی، ان کے لیے اس قدر عذاب تیار کر کہ ایسا عذاب کسی کے لیے تیار نہ کیا، اے معبود! رسولؐ کے انصار، انصار امیر المومنینؑ، خود حضرت کے قاتلوں، حسینؑ کے قاتلوں پر انصار حسینؑ کے قاتلوں پر، آل محمد کی محبت میں قتل ہونے والوں کے قاتلوں کو دوہرے عذاب میں داخل کر جہنم کے آخری درجہ میں داخل کر، ان پر اپنا عذاب کم نہ فرما اس میں ہمیشہ گرفتار رہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کے سر نیچے ہوں، ان کے قتل کی وجہ سے بڑی شرمساری اور رسوائی کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں انہوں نے تیرے انبیاء اور رسولوں کی اولاد اور نیک پیروکاروں کو قتل کیا اے معبود! زمین و آسمان میں ظاہر اور پوشیدہ طور پر ان پر لعنت کر، اے معبود! مجھے اپنے اولیاء کے لیے لسان صدق قرار دے، ان کے مشاہد کی مجھے محبت عطا کر حتیٰ کہ مجھے ان کے ساتھ ملا دے۔ دنیا اور آخرت میں مجھے ان کے نقش قدم پر چلنے والا قرار دے۔ اے رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

(سر کے پاس بیٹھ کر یہ سلام پڑھو)

اللہ تعالیٰ کا۔ فرشتوں کا۔ مسلمانوں کا دل کے ساتھ سلام ہو، جو آپ کی فضیلت کے معترف ہیں، اور اس بات پر گواہ ہیں کہ آپ صادق اور صدیق ہیں، میرے مولا اللہ تعالیٰ آپ کے بدن اور روح پر رحمت نازل کرے، آپ پاک ہیں، پاک کرنے والے ہیں، آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ولی ہیں، میں گواہی دیتا ہوں آپ نے احکام اسلامی کو پہنچایا اور پہنچانے کا پورا حق ادا کیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حبیب کے حبیب ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کا دروازہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وہ وجہ ہیں جہاں سے دیا جاتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسولؐ کے بھائی ہیں، میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ کی منزلت اور مرتبہ اللہ تعالیٰ اور رسول کے نزدیک بہت بڑا ہے۔ آپ کی زیارت سے تقرب خدا، اخلاص نفس، آگ سے چھٹکارا چاہتا ہوں، حالانکہ گناہوں کی وجہ سے اس کا مستحق ہو چکا ہوں برکت حق کی وجہ سے تمام چیزوں کو چھوڑ کر آپ کی اور آپ کے فرزند کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ میرا دل آپ حضرات کا مطیع ہے میری بھی رائے آپ کی تابع ہے۔ میں آپ کی نصرت کے لیے ہر وقت تیار ہوں، میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند منزل کا طالب ہوں، آپ وہ ذات ہیں جس کے ساتھ صلہ کرنے اور نیکی کرنے کا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے آپ کی فضیلت سے آگاہ کیا ہے آپ

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے ساتھ محبت رکھنے کی ہدایت کی، آپ کے مزار پر آنے کی رغبت دی اور اس سے مطلع کیا ہے کہ مشکلات آپ کے دربار سے حل ہوتی ہیں۔ آپ اہل بیت میں داخل ہیں۔ منیٰ کی قسم وہ شخص نیک بخت ہے جس نے آپ کو دوست رکھا۔ آپ کے مزار سے کوئی خالی نہیں جاتا، آپ کا دشمن کبھی نیک بخت نہیں ہوسکتا۔ میرے نزدیک آپ کے ہاں کے سوا کوئی اچھی جائے پناہ نہیں ہے آپ اہلبیت رحمت، دین کے ستون، ارکان زمین اور پاک درخت ہیں۔ اے معبود! رسولؐ اور آل رسولؐ کی وجہ سے مجھے مایوس نہ گردان اور ان کی شفاعت سے محروم نہ قرار دے، اے معبود! تو مجھے میرے آقا کی زیارت سے مشرف فرما کر ان کی ولایت اور معرفت عطا کر، مجھ پر احسان فرما مجھے ان لوگوں میں قرار دے جو آپ کی مدد کرتے ہیں اور جو ان سے مدد لیتے ہیں مجھے دنیا اور آخرت میں اپنے دین کی نصرت کی توفیق عطا فرما، اے معبود! مجھے علیؑ جیسی زندگی اور موت عطا کر جب مزار سے رخصت ہونے لگو تو یوں کہو آپ پر سلام، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکات نازل ہوں، میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، اور اس کی نگرانی میں دیتا ہوں، اور سلام عرض کرتا ہوں، میں اللہ تعالیٰ اور رسولؐ پر ایمان لایا ہوں جو کچھ رسولؐ لائے اور جس بات کی دعوت دی اس پر بھی ایمان لایا اور مجھے حاضری دینے والوں میں لکھ لے، اے معبود! یہ میری آخری زیارت قرار نہ دے اگر دوبارہ حاضر ہونے سے پہلے مجھے موت دے دے تو میں جس طرح زندگی میں حضرت کے دربار میں ہوا ہوں اسی طرح مرنے کے بعد بھی حاضر ہونے والوں کے ساتھ حاضر ہوں، آئمہ علیہم السلام پر درود اور سلام کے بعد کہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ لوگ امام ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سے لڑنے والے اور جنگ کرنے والے مشرک ہیں جنہوں نے آپ کی حکم عدولی کی وہ دوزخ کے نچلے درجہ میں ہوں گے، میں گواہی دیتا ہوں آپ سے لڑنے والے ہمارے دشمن ہیں، ہم ان سے بیزاری کرتے ہیں، وہ شیطان کا گروہ ہے جن لوگوں نے آپ کو قتل کیا ان پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اور ان پر بھی جو اس میں شریک ہوئے اور اس کو سن کر خوش ہوئے، اے معبود! میں سوال کرتا ہوں کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما، آئمہ کا نام لے کر، میری یہ آخری زیارت نہ قرار دے۔ اگر ایسا کرنا ہے تو میرا حشر ان آئمہؑ کے ساتھ کرنا جن کا میں نے نام لیا ہے۔ ہمارے دل ان کی اطاعت، محبت اور ان کی فرمانبرداری میں جھکا دے۔ ⊙

⊙ فرحۃ الغری صفحہ ۷۴ تا ۵۸

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

صفوان جمال کا بیان

صفوان جمال کا بیان ہے کہ میں امام جعفر صادقؑ کے ساتھ مدینہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوا، جب ہم باب حیرہ سے گزر چکے تو حضرت نے مجھ سے فرمایا سواریوں کو قائم سے غری کی طرف لے چلو، ہم غری میں پہنچ گئے آپ نے باریک تاگہ نکالا، قائم کے مقام سے مغرب کی جانب دور چلے گئے، کافی نشانات لگائے پورا تاگہ پھیلا دیا۔ آپ رک گئے، زمین سے مٹی کو اٹھا کر سونگھا، پھر چلنا شروع کیا، اس جگہ ٹھہر گئے، جہاں اب امیر المومنینؑ کی قبر مبارک ہے، پھر آپ نے مٹی کی مٹھی اٹھائی پھر ایسی چیخ ماری مجھے یقین ہو گیا کہ آپ دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ ہوش میں آئے تو فرمایا یہ امیر المومنینؑ کا مرقد ہے۔

ثم ضرب بيده الى الارض فاخرج منها كفا من تراب نشمه مليا ثم اقبل يمشي حتى وقف على موضع القبر الان ثم ضرب بيده المباركة الى التربة منها قبضة ثم شهق شهقة حتى ظننت انه فارق الدنيا فلما افاق قال هاهنا والله مرقد امير المومنين عليها السلام.

پھر آپ نے نشان لگائے میں نے عرض کیا فرزند رسولؐ اہل بیت نے امیر المومنینؑ کے مرقد کو لوگوں پر ظاہر کیوں نہیں کیا۔ فرمایا، اولاد مروان اور خوارج کا ڈر تھا کہ کہیں حضرت کو اذیت نہ دیں۔ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم امیر المومنینؑ کے مزار کی زیارت کس طرح کریں، فرمایا جب زیارت کا ارادہ ہو تو دو نئے دھلے ہوئے کپڑے پہنو، خوشبو لگاؤ اگر خوشبو نہ مل سکے تو ضروری نہیں ہے، جب گھر سے نکلو تو کہو اے معبود! میں گھر سے نکلا ہوں، پھر زیارت پڑھو (جو پہلے گزر چکی ہے)۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا، جب امیر المومنینؑ کی قبر کی زیارت کا ارادہ ہو تو غسل کر کے قبر پر کھڑے ہو کر کہو، اے معبود! میری کوشش کو منظور فرما پھر آپ نے زیارت کی دعا بیان کی۔ ○

سیف بن عمریہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ کے عراق وارد ہونے کے بعد میں خود اور ہمارے اصحاب کی ایک جماعت صفوان بن مہران جمال کے ساتھ غری کی طرف روانہ ہوئے۔ ہم نے امیر المومنینؑ کی قبر کی زیارت کی، جب زیارت سے فارغ ہوئے تو صفوان نے امام جعفر صادقؑ کی طرف

○ فرحۃ الغری صفحہ ۶۰، ۶۱

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

منہ کر کے کہا کہ اس جگہ امیر المومنینؑ کے سر کی جانب سے ہم حسین بن علیؑ کی زیارت کرتے تھے، صفوان نے کہا میں نے اپنے آقا امام جعفر صادقؑ کے ساتھ امیر المومنینؑ کی زیارت کی تھی، اور آپ نے یہ دعا پڑھی، نماز اور وداع کے بعد فرمایا اے صفوان! یہ زیارت اور دعا پڑھا کرو، دونوں (امیر المومنینؑ اور حسینؑ) کی زیارت اس زیارت کے ساتھ کیا کرو میں اللہ تعالیٰ کی ضمانت دیتا ہوں کہ جس شخص نے دونوں حضرات کی زیارت اس زیارت اور دعا کے ساتھ کی خواہ قریب سے کی یا بعید سے تو اس کی زیارت قبول ہوگی اور اس کی کوشش مشکور ہوگی اس کا سلام ان حضرات تک بلا ٹوک پہنچ جائے گا۔ اس کی حاجت پوری ہوگی۔ خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو، اے صفوان اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول کرتا ہے میں یہ بات خود اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ یہ بات میرے والد اپنے والد علیؑ بن حسینؑ، حسینؑ اپنے بھائی وہ امیر المومنینؑ سے وہ رسول اللہؐ سے وہ جبرئیلؑ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ جس شخص نے عاشور کے دن اس زیارت اور دعا کے ساتھ حسینؑ بن علیؑ کے مرقد کی زیارت کی تو اس کی زیارت مقبول ہوگی اور اس کی حاجت پوری ہوگی، وہ ناکام نہیں جائے گا، بلکہ اس کو خوش خوش لوٹاؤں گا اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی وہ جنت میں جائے گا جہنم سے آزاد ہوگا۔ جس کی تم سفارش کرو گے میں وہ منظور کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی قسم کھا رکھی ہے، فرشتوں کو اس پر گواہ بنایا ہے۔ جبرئیلؑ نے عرض کیا یا محمدؐ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس ایک خوشخبری دے کر بھیجا ہے جو آپ کی ذات کے لیے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ آئمہ اور تمہارے شیعوں کو قیامت کے روز دائمی مسرت نصیب ہوگی۔ صفوان نے کہا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا، اے صفوان جب بھی کوئی حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگنی ہو، جہاں کہیں بھی ہو اس زیارت اور دعا کے ساتھ حضرت امیر المومنینؑ کی زیارت پڑھو، پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگو ضرور پوری ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا وعدہ کیا ہے وہ اپنے رسولؐ سے کیے ہوئے وعدے کو نہیں ٹالتا۔ زیارت یہ ہے جس کا شروع۔

السلام علیك یا رسول الله. السلام علیك یا صفوة الله السلام علیك یا امین الله علی من اصطفاه

اور آخر میں وداع کی عبارت یہ ہے۔

لا فرق الله بینی و بینکما.

صفوان امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت کے ساتھ قادسیہ میں تھا، وہاں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے چل کر حضرت نجف پہنچ گئے۔ فرمایا، یہ وہ پہاڑ ہے جہاں نوحؑ کے فرزند نے پناہ لی تھی اور کہا تھا کہ میں پہاڑ پر پناہ لوں گا۔ جو مجھے پانی سے بچائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی کی کہ میرے سوا تمہیں کون بچائے گا۔ سفر کرتے ہوئے حضرت شام کو پہنچے وہاں سے غری پہنچے آپ ایک جگہ پر رک گئے، آپ نے آدمؑ سے لے کر ایک ایک نبیؑ پر سلام کیا میں بھی ساتھ ساتھ سلام کرتا جاتا تھا۔ آخر میں نبیؐ پر سلام کیا پھر قبر پر گر پڑے، اس پر سلام کیا اور پھر کھڑے ہو کر چار رکعت نماز پڑھی، ایک روایت میں چھ رکعت تحریر ہے میں بھی حضرت کے ساتھ نماز پڑھتا جاتا تھا۔ میں نے حضرت سے کہا مولا یہ کس شخص کی قبر ہے؟ فرمایا یہ میرے دادا علیؑ بن ابی طالبؑ کی قبر ہے۔ ⊙

محمد بن مشہدی کا بیان

محمد بن مشہدی تحریر کرتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے محمد بن مسلم ثقفی کو یہ زیارت تعلیم کی، فرمایا جب امیر المومنینؑ کے مزار پر حاضری دو تو غسل زیارت کے بعد پاکیزہ ترین کپڑے پہنو، خوشبو لگاؤ، اور وقار کے ساتھ چلو، باب السلام کے پاس پہنچو تو قبلہ رو ہو کر تیس مرتبہ اللہ اکبر کہو، اور کہو رسول اللہؐ پر جو اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہیں سلام ہو۔ پھر آپ نے پوری زیارت بیان کی۔

امام جعفر صادقؑ نے ۱۷ ربیع الاول کو علیؑ بن ابی طالبؑ کے مرقد پر یہ زیارت پڑھی۔ ⊙

محمد بن مسلم کا بیان

محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ ہم حیرہ گئے، پھر امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں اجازت لے کر حاضر ہوئے بیٹھنے کے بعد عرض کی کہ امیر المومنینؑ کی قبر کہاں ہے؟ فرمایا جب ثویہ اور قائم کو طے کر جاؤ اور نجف سے ایک تیر کی مسافت پر پہنچو گے۔ تو وہاں سفید ٹیلوں کو دیکھو گے، ان کے درمیان ایک قبر ہوگی جس کے کناروں کو سیلاب نے نقصان پہنچایا ہے، یہی امیر المومنینؑ کی قبر ہے۔ دوسرے روز ہم ثویہ اور قائم کو طے کرتے آگے پہنچے تو ہم سفید ٹیلوں کے پاس پہنچ گئے، حضرت کے فرمان کے مطابق وہاں ایک قبر موجود تھی جس کے کناروں کو سیلاب نے نقصان پہنچایا تھا۔ ہم سواریوں سے اترے قبر پر سلام اور نماز

⊙ فرحۃ الغری صفحہ ۶۶، ۶۷

⊙ فرحۃ الغری صفحہ ۶۲

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پڑھنے کے بعد واپس آ گئے، دوسرے روز امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے آپ سے تمام واقعہ عرض کیا، فرمایا ٹھیک، یہی امیر المومنینؑ کی قبر ہے۔۞

امام جعفر صادقؑ شب نجف میں گزارتے تھے

امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ جب میں حیرہ (عراق) ابوالعباس کے پاس رہا کرتا تو میں امیر المومنینؑ کی قبر پر آیا کرتا تھا۔ حیرہ کے کونے اور غری نعمان کی جانب سے، میں صبح صادق کی نماز قبر کے پاس پڑھتا تھا اور فجر سے پہلے واپس لوٹ آتا تھا۔۞

jabir.abbas@yahoo.com

۞فرحۃ الغری صفحہ ۶۷

۞فرحۃ الغری صفحہ ۶۸

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۸

نجف اشرف معصومینؑ کی نظر میں

نجف اشرف سے متعلق رسول خداؐ کا فرمان

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا، اے علیؑ، اللہ تعالیٰ نے ہم اہل بیتؑ کی محبت کو آسمانوں کے سامنے پیش کیا سب سے پہلے ساتویں آسمان نے ہماری محبت کو قبول کیا اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے اس کو عرش اور کرسی سے مزین کیا پھر چوتھے آسمان نے ہماری محبت کو قبول کیا اس کو بیت معمور سے زینت بخشی پھر آسمان دنیا نے ہماری محبت کو قبول کیا اس کو ستاروں سے سجایا، پھر زمین حجاز نے ہماری محبت کا اقرار کیا اس کو خانہ کعبہ سے پھر سرزمین شام نے اس کو بیت المقدس سے پھر زمین مدینہ نے اس کو میری قبر کے ہونے سے شرف بخشا، پھر زمین کوفہ نے ہماری محبت کو قبول کیا اے علیؑ! اس کو تمہاری قبر سے شرف عطا کیا علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں عراق میں جو کوفہ ہوگا وہاں دفن ہوں گا؟ فرمایا ہاں اس کے باہر تمہاری قبر بنے گی تم غریین اور سفید ٹیلوں کے درمیان قتل کیے جاؤ گے اس امت کا بد بخت تمہیں شہید کرے گا جس کا نام عبدالرحمن بن ملجم ہوگا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ مجھے نبی بنا کر بھیجا وہ شخص صالح نبی کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹنے والے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ بد بخت ہوگا، اے علیؑ: عراق کے لوگوں کی ایک ہزار تلواریں تمہاری مدد کریں گی۔٭

نجف اشرف سے متعلق امام حسنؑ کا فرمان

راوی کا بیان ہے میں نے امام حسنؑ سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے امیر المومنینؑ کو کہاں دفن کیا؟ کہا جرف کے کنارے پر، ایک رات ہم حضرت کے ساتھ مسجد اشعث سے گزر رہے تھے تو آپ نے فرمایا مجھے میرے بھائی ہودؑ کی قبر میں دفن کرنا (اس سے مراد نزدیکی ہے)۔٭

٭ فرحۃ الغری صفحہ ۸،۷

٭ فرحۃ الغری صفحہ ۱۷

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نجف اشرف سے متعلق امام محمد باقرؑ کا فرمان

عبدالرحیم قیصہ سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ امیرالمومنینؑ کی قبر کہاں ہے؟ فرمایا آپ اپنے باپ نوحؑ کے ساتھ دفن ہیں۔

ابوحمزہ ثمالی نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ کی وصیت تھی کہ مجھے کوفہ کے باہر لے جانا جب تمہارے قدم رک جائیں اور سامنے سے ہوا آنے لگے تو مجھے وہاں دفن کردینا وہ طور سینا کا پہلا حصہ ہے انہوں نے ایسا کیا۔

جابر بن یزید جعفی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ امیرالمومنینؑ کہاں دفن ہیں؟ فرمایا غریین کے کوفہ میں، طلوع فجر سے پہلے دفن کیے گئے، آپ کی قبر کے اندر آپ کے فرزند حسنؑ اور حسینؑ اور عبداللہ بن جعفر داخل ہوئے۔

صاحبِ لباب المسرۃ میں ابی قرہ فتانی سے نقل کیا ہے کہ امام محمد باقرؑ نے امیرالمومنینؑ علی ابن ابی طالبؑ کی قبر کی زیارت کی تھی نیز امام زین العابدینؑ نے بھی زیارت کی تھی۔ ○

نجف اشرف سے متعلق امام موسیٰ کاظمؑ کا فرمان

کتاب الانوار میں تحریر ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے بھی دیگر آئمہؑ کی طرح موجودہ مقام پر امیرالمومنینؑ کی قبر سے متعلق آگاہ فرمایا تھا۔

ہمارے اصحاب ایوب بن نوح سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں خط لکھا کہ ہمارے اصحاب امیرالمومنینؑ کی قبر کی زیارت کے متعلق متفق نہیں ہیں، بعض کہتے ہیں آپ رحبہ میں مدفون ہیں بعض کا خیال رئی کے بارے میں ہے، آپ نے جواب تحریر فرمایا امیرالمومنینؑ کی قبر کی زیارت غری میں کیا کرو۔ ○

نجف اشرف سے متعلق امام علی رضاؑ کا فرمان

ابوشعیب خراسانی کا بیان ہے کہ میں نے امام علی رضاؑ کی خدمت میں عرض کی، کہ امیرالمومنینؑ

○ فرحۃ الغری صفحہ ۲۶ تا ۲۸

○ فرحۃ الغری صفحہ ٦٩

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی قبر کی زیارت کا زیادہ ثواب ملتا ہے، یا حسینؑ کی قبر کا۔

فرمایا امام حسینؑ سخت مصیبت میں شہید کیے گئے اس لیے اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ جو شخص مصیبت کی حالت میں آپ کے مزار پر آئے اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت دور کرتا ہے، امیر المومنینؑ کی قبر کی فضیلت حسینؑ کی قبر پر اس قدر ہے جس قدر امیر المومنینؑ کو حسینؑ پر فضیلت حاصل ہے، پھر پوچھا کہاں کے رہنے والے ہو، عرض کیا کوفہ کا۔ فرمایا مسجد کوفہ میں نوحؑ کا گھر تھا۔ اگر اس میں کوئی شخص سو مرتبہ داخل ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو سو دفعہ بخش دے گا۔ نوحؑ نے اس جگہ یہ دعا کی تھی، پالنے والے مجھے میرے والدین اور اس شخص کو بخش دے جو ایمان کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہو۔

روای کا بیان ہے کہ میں نے امامؑ سے پوچھا نوحؑ نے والدین سے مراد کن حضرات کو لیا ہے فرمایا اس سے مراد آدم اور حوا ہیں۔

امام علی رضاؑ نے امیر المومنینؑ کے مرقد کی زیارت نہیں کی کیونکہ جب آپ مامون کے بلاوے پر مدینہ سے خراسان تشریف لائے کوفہ میں نہیں آئے۔ ایک روایت میں ہے کہ کوفہ کے راستے سے قم تشریف لائے۔

ابن ہمام نے کتاب الانوار میں لکھا ہے کہ امام رضاؑ نے اپنے شیعوں کو امیر المومنینؑ کی زیارت کا حکم دیا اور انہیں آگاہ کیا کہ حضرتؑ کی قبر کوفہ سے باہر غرین میں ہے۔ ⊙

نجف اشرف سے متعلق امام محمد تقیؑ کا فرمان

کتاب الانوار میں ابو علی بن ہمام نے تحریر کیا ہے کہ امام محمد تقیؑ نے بھی امیر المومنینؑ کی قبر اس جگہ بتائی ہے، جہاں آج کل لوگ زیارت کرتے ہیں۔ ⊙

نجف اشرف سے متعلق امام حسن عسکریؑ کا فرمان

حضرت امام حسن عسکریؑ نے بھی موجودہ مرقد کو امیر المومنینؑ کا مرقد قرار دیا ہے اور لوگوں کو وہاں جا کر زیارت کی ہدایت فرمائی ہے، بحوالہ کتاب الانوار مؤلف ابن ہمام۔ ⊙

⊙ فرحۃ الغری صفحہ ۷۰، ۷۱

⊙ فرحۃ الغری صفحہ ۷۲

⊙ فرحۃ الغری صفحہ ۷۴

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۹

روضۂ امیر المومنین ؑ کی تاریخ

قبر امیر المومنین ؑ کی علامت

سیّد ابن طاؤوس نے ایک روایت نقل کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام جعفر صادق ؑ جب امیر المومنین ؑ کی قبر کی زیارت کے لئے نجف آئے تھے تو انہوں نے پتھر یا کوئی چیز قبر علی ؑ اور مقام رأس الحسین ؑ پر رکھی تھی تا کہ بعد میں آنے والوں کے لئے علامت رہے۔

ابن طاؤوس نے اپنے چچا سے اور انہوں نے ابن قولویہ کی سند سے نقل کیا ہے کہ ''علی ابن اسباط نے اس علامت کو اٹھاتے ہوئے کہا کہ ابو عبداللہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا کہ تم جب کبھی غرّی میں آؤ تو وہاں دو قبریں دیکھو گے ان میں ایک چھوٹی اور دوسری بڑی ہوگی بڑی قبرِ امیر المومنین ؑ ہے جبکہ چھوٹی مقام رأس الحسین ؑ ہے۔ یہ روایت ابن قولویہ کی کتاب ''کامل الزّیارات'' اور ابن عقدہ کی ''فضائل امیر المومنین ؑ'' میں آئی ہے۔

اس کی تائید سیّد ابن طاؤوس کی روایت سے بھی ہوتی ہے جسے انہوں نے علی بن حسن نیشاپوری کی سند سے اپنی کتاب ''الفرحۃ الغریٰ'' میں بیان کیا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق ؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے انہوں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ صفوان الجمال نے کہا ''جب وہ مکہ میں تھے اُن سے قبر امیر المومنین ؑ کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے ایک لمبی حدیث بیان کی اور آخر میں کہا جب میں اور امام جعفر صادق ؑ قبر امیر المومنین ؑ پر پہنچے تو امام جعفر صادق ؑ اترے اور وہاں زمین کے ایک حصے کو کھودنا شروع کیا پھر وہاں سے ایک لوہے کا سکہ نکالا پھر زمین کی سطح کو برابر کیا اور نماز کی تیاری کی اور چار رکعات نماز پڑھی اس کے بعد مجھ سے فرمایا اے صفوان اٹھو اور وہی کرو جو میں نے کیا اور جان لو کہ یہ قبر امیر المومنین ؑ ہے۔''۞

۞فرحۃ الغریٰ صفحہ ۶۰،۶۱

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قبر امیر المومنینؑ کی پہلی تعمیر امام جعفر صادقؑ نے کروائی

صفوان جمال کا بیان ہے، کہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ کے ساتھ اس وقت تھا جب آپ کوفہ میں آئے، اور ابو جعفر منصور سے ملنا چاہتے تھے۔ فرمایا صفوان سواری بٹھا دو، یہ میرے جد امیر المومنینؑ کی قبر ہے۔ میں نے حکم کی تعمیل کی، آپ نے غسل فرما کر لباس تبدیل کیا، فرمایا جس طرح میں کرتا ہوں تم بھی اسی طرح کرو، پھر سفید ٹیلوں کی طرف تشریف لے گئے، فرمایا قدم چھوٹے چھوٹے کرتے رہو، تھوڑی زمین کی طرف نیچی کرو، ہر قدم کے عوض تمہارے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی اور ایک لاکھ تمہاری برائیاں مٹا دی جائیں گی۔ ایک لاکھ تمہارے درجے بلند کر دیے جائیں گے اور تمہاری ایک لاکھ ضرورتیں پوری کر دی جائیں گی، پھر ایک صدیق اور شہید کا ثواب تمہارے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے گا۔ خواہ وہ شہید ہو یا خود مرا ہو پھر حضرت چل پڑے اور میں آپ کے ساتھ تھا۔ ہم سکون اور وقار سے چل رہے تھے، تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے سفید ٹیلوں کے پاس پہنچ گئے آپ نے دائیں بائیں دیکھ کر چھڑی سے نشان لگایا۔ فرمایا کہ قبر کو تلاش کرو، میں نے قبر کو تلاش کیا، قبر کے نشان مل گئے، پھر حضرت کے دونوں رخساروں پر آنسو جاری ہو گئے۔ فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر یہ زیارت پڑھی۔

سلام ہو تم پر اے وہ وصی جو نیک و پرہیز گار ہو، سلام ہو تم پر اے بنائے عظیم، سلام ہو تم پر اے صدق اور رشید، اے نیک و پاکیزہ آپ پر سلام ہو، عالمین کے رب کے رسول کے وصی آپ پر سلام ہو۔ سلام ہو آپ پر اے مخلوق پر اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ، میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ تعالیٰ کے حبیب کے حبیب، اللہ تعالیٰ کے مخصوص اور چنے ہوئے ہیں، اے اللہ تعالیٰ کے ولی آپ پر سلام ہو، آپ اللہ تعالیٰ کے راز کی جگہ، اس کے علم کی کان اور اس کی وحی کا خزانہ ہیں۔ پھر حضرت قبر پر گر پڑے فرمایا یا امیر المومنینؑ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اے جھگڑنے والوں کے لیے حجت، میرے ماں باپ قربان ہوں آپ پر اے باب مقام، اے اللہ تعالیٰ کے نور مکمل، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں گواہی دیتا ہوں آپ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کو لوگوں تک پہنچایا جو آپ کے سپرد ہوئے جو چیزیں آپ کے سپرد ہوئیں ان کی حفاظت کی، اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی کو حلال اور حرام

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی ہوئی چیزوں کو حرام کیا۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کو قائم کیا حدود اللہ سے تجاوز نہ کیا موت آنے تک اللہ تعالیٰ کی عبادت خلوص سے کرتے رہے، اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کے بعد آنے والے اماموں پر رحمت نازل فرمائے، پھر حضرت نے کھڑے ہو کر امیر المومنینؑ کی قبر کے سر کے نزدیک چند رکعت نماز پڑھی۔ صفوان سے فرمایا جو شخص یہ زیارت پڑھے، اور اس طرح نماز پڑھے گا اور امیر المومنینؑ کی قبر کی زیارت کرے تو وہ اپنے گھر والوں کی طرف اس حالت میں واپس جائے گا کہ اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اور اس کا آنا مقبول ہوگا اور اس کے اعمال نامے میں ہر زیارت کرنے والے ہر فرشتے کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔

عرض کیا کتنے فرشتے حضرت کے مزار کی زیارت کرتے ہیں، فرمایا ہر رات ستر قبیلے زیارت کرنے آتے ہیں، عرض کیا ایک قبیلہ میں کتنے فرشتے ہوتے ہیں فرمایا ایک لاکھ، پھر آپ یہ الفاظ کہتے ہوئے قبر سے الٹے پاؤں واپس ہوئے، اے میرے دادا، اے میرے سردار، اے پاک، اے پاکیزہ، اللہ تعالیٰ اس زیارت کو میرے لیے آخری زیارت قرار نہ دے اور مجھے آپ کے مزار پر دوبارہ آنے کی سعادت عطا کرے، میرا مقام آپ کے حرم میں ہو اور میرا ٹھکانا آپ کے اور آپ کی نیک اولاد کے ساتھ ہو، اللہ تعالیٰ آپ پر اور ان فرشتوں پر رحمت نازل کرے جنہوں نے آپ کے مزار مقدس کو گھیرے رکھا ہے، میں نے عرض کیا، آقا مجھے اس بات کی اجازت ہے کہ میں اہل کوفہ کو ان حالات سے آگاہ کروں؟ فرمایا اجازت ہے، حضرت نے مجھے کچھ درہم عطا فرمائے جن سے میں نے قبر کو ٹھیک کیا۔ ؏

ابو جعفر منصور کے حکم پر قبر اقدس کی نبش

ایک دن ابو جعفر منصور نے قبر امیر المومنینؑ کے کھودنے کا حکم دیا تا کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ کیا یہاں واقعی امیر المومنینؑ دفن ہیں۔ اس روایت پر بحث کرنے سے قبل ضروری ہے کہ اس کے بارے میں مکمل علم ہو۔ ابن طاؤس اپنی کتاب ''الفرحۃ الغریٰ'' میں لکھا ہے کہ ''احمد بن سہل نے کہا میں ایک دن حسن بن یحییٰ کے پاس تھا اتنے میں اس کے پاس احمد بن عیسیٰ بن یحییٰ آیا جو ان کے بھائی کا بیٹا تھا تو اس نے پوچھا: کیا تمہارے پاس قبر علیؑ کے بارے میں حدیث صفوان جمال کے علاوہ کوئی دوسری حدیث ہے؟ تو اس نے کہا: ہاں! مجھے ہمارے غلام نے بنی عباس کے خلیفہ کے حوالے سے بتایا اور وہ کہتا ہے کہ

؏ فرحۃ الغری صفحہ ۶۲ تا ۶۵

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مجھ سے ابو منصور نے کہا کہ اپنے ساتھ کدال اور بیلچہ اٹھاؤ اور میرے ساتھ چلو وہ کہتا ہے میں نے اٹھایا اور اس کے ساتھ رات کی تاریکی میں چل کر غریٰ پہنچا تو وہاں پر ایک قبر تھی اس نے کہا یہاں سے کھودو۔ میں نے کھودنا شروع کیا یہاں تک کہ ایک لحد نکل آئی۔ اتنے میں اس نے کہا۔ آہستہ آہستہ کرو یہ قبر علی ابن ابی طالبؑ ہے میں نے حقیقت جاننے کے لیے ایسا کیا تھا۔ ۞

دوسری تعمیر ------ ۱۳۳ھ

(داؤد عباسی نے قبر مبارک پر صندوق رکھوایا)

ابن طاؤس نے فرحۃ الغری میں لکھا ہے کہ جب داؤد بن علی عباسی نے قبر امیر المومنینؑ کی کھدائی کا حکم جاری کیا اور اس کے سپاہی قبر کھونے چلے تو جو کرامات دیکھے گئے اس متاثر ہو کر داؤد عباسی شیعہ ہو گیا اور قبر اقدس پر پہلا صندوق نصب کرایا۔ ۞

یہ پہلا صندوق ہے جو قبر اقدس پر رکھا گیا۔ اس صندوق کی ہیت کیا تھی اس کا ذکر نہیں ملتا داؤد بن علی عباسی نے ۱۳۳ھ میں وفات پائی یعنی ۱۳۳ھ سے پہلے قبر امیر المومنینؑ پر صندوق بنایا گیا۔ اس وقت یہاں کوئی عمارت نہیں تھی۔ پہلی عمارت ۱۵۵ھ میں بنائی گئی۔ ۞

تیسری تعمیر ------ ۱۵۵ھ

ہارون رشید کی حکایت

قبر امیر المومنینؑ اسی حال میں باقی رہی جس طرح امام جعفر صادق نے چھوڑی تھی۔ ہو سکتا ہے بعد میں یہ قبر کسی ٹیلے میں پوشیدہ ہو گئی کیونکہ لوگ حکومتی جاسوسوں سے چھپ کر زیارت کرتے تھے عباسیوں نے علویوں کے ساتھ وہی سلسلہ جاری رکھا ہوا تھا کبھی انہیں قید کرتے تو کبھی قتل اور ظلم کا نشانہ بناتے۔ اس طرح علویوں پر یہ دور اموی خلافت کے دور سے کم نہ تھا۔ ادھر منصور امام جعفر صادقؑ کو زہر دینے میں کامیاب ہوا اور

۞ فرحۃ الغریٰ صفحہ ۷۹

۞ فرحۃ الغری صفحہ ۸۸

۞ ماضی النجف وحاضرھا جلد ا صفحہ ۴۱

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۴۸ھ/۷۵۶ء میں آپ کو شہید کر دیا گیا اور امامت ان کے بعد ان کے فرزند امام موسیٰ کاظمؑ کی طرف منتقل ہوئی اور منصور نے امام جعفر صادقؑ کی وصیت تلاش کرنا شروع کر دی۔ تاکہ یہ جان سکے کہ ان کے بعد امام کون ہے؟ تو اس نے یہ پایا کہ انہوں نے پانچ لوگوں کے لیے وصیت کی ہے، جن میں ایک خود، منصور، مدینہ کا گورنر ابن سلیمان، اور امام کے دو فرزند عبداللہ، اور موسیٰ، اور ان کی زوجہ حمیدہ خاتون تھیں اور ان تمام کا قتل ایک طریقے سے ممکن نہ تھا۔ یہ واقعہ عبدالحلیم جندی نے اپنی کتاب ''امام جعفر الصادقؑ'' میں لکھا ہے اسی سے ملتی جلتی ایک روایت ابوفرج نے اپنی کتاب ''مقاتل الطالبین'' میں بھی نقل کی ہے۔ جس میں امام نے یحییٰ ابن عبداللہ ابن حسن در امام موسیٰ اور ام ولد کے نام کی وصیت کی ہے۔ منصور مر گیا تو اس کے بعد مہدی خلیفہ بن گیا۔ جس کے حکم سے امام موسیٰ کاظمؑ کو بغداد بلایا گیا اور قید کیا گیا۔ طبری کے مطابق مہدی نے ایک دن خواب میں امام علی ابن ابی طالبؑ کو دیکھا جو فرما رہے تھے۔

''فھل عسیتمان تولیتمان تفسدوفی الارض وتقطعوا ارحامکم''

تو وہ خوف کی حالت میں نیند سے اٹھا اور راتوں رات امامؑ کو جیل سے نکالنے کا حکم دیا اور ان سے عہد لیا کہ وہ ان کے خلاف خروج نہیں کریں گے۔ اتنے میں امام نے فرمایا، خدا کی قسم یہ میری شان کے خلاف ہے۔ اور نہ ایسی بات میرے ذہن میں ہے۔ تو اس نے کہا آپؑ نے سچ کہا، اور آپ کو تین ہزار درہم دیئے، پھر انہیں مدینہ واپس جانے کا حکم دیا پھر جب خلافت ہارون رشید کے دور میں امامؑ نے حج کا ارادہ کیا اور مدینہ پہنچ کر روضہ رسولؐ کی زیارت کی تو ہارون اور امام موسیٰ کاظمؑ ساتھ تھے تو خلیفہ نے زیارت میں یہ جملہ کہا اے اللہ کے رسول اور میرے ابن عم آپ پر سلام ہو۔ تو امام موسیٰ کاظمؑ نے زیارت میں یہ جملہ کہا اے میرے بابا تجھ پر میرا سلام ہو۔ اتنے میں ہارون رشید نے کہا اے ابوالحسن یہ باعث فخر ہے۔ پھر اس نے ۱۷۹ھ میں امام کو طلب کیا اور لمبی مدت کے لیے قید کیا۔ طبری کے مطابق ماہ رجب یعنی ۱۸۳ھ/۷۹۹ء کو آپ کی وفات ہوگئی۔

امام موسی کاظمؑ نے بھی قبر امیر المومنینؑ کی نشاندہی فرمائی تھی اور لوگوں کی رہنمائی کی تھی۔ آپ کو اپنے جد بزرگوار علی ابن ابی طالبؑ کی زیارت آپؑ کے والد گرامی امام جعفر صادقؑ کی شہادت کے بعد میسر نہیں ہوئی کیونکہ آپ کو ہر طرف سے مشکلات اور مسائل نے گھیر رکھا تھا اسی لیے نہ آپؑ کو مہدی کے زمانے میں گرفتاری کے دوران اور نہ گرفتاری سے رہائی کے بعد اور نہ ہارون رشید کے زمانے میں زیارت میسر ہوئی۔ ابن طاؤس نے ابوعلی ابن حما سے نقل کیا ہے کہ موسیٰؑ ابن جعفرؑ ان اماموں میں سے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہیں۔ جنھوں نے مشہد علیؑ کی رہنمائی کی ہے اور اس مقام کی طرف اشارہ کیا ہے جو آج تک ہے۔ ایوب ابن نوح کہتا ہے میں نے ایک دن اامام موسیٰ کاظمؑ کو لکھا کہ ہمارے اصحاب زیارت قبر علیؑ ابن ابی طالبؑ کے حوالے سے اختلاف کرتے ہیں۔ بعض رحبہ کہتے ہے اور بعض غری۔ تو انہوں نے جواب لکھا کہ تم غری میں زیارت کرو۞ اور یہ ایوب امام کاظمؑ اور امام رضاؑ کے وکیل تھے اور ان دونوں کے نزدیک امانت دار باعتماد اور متقی شخص تھے۔

(نقد الرجال جلد اوّل صفحہ ۲۵۹، باقر شریف قرشی)

ابن کثیر کی "البدایہ والنہایہ" کے مطابق ۱۸۶ھ بمطابق ۷۹۲ء میں حسین بن یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی ابن ابی طالبؑ نے خروج کیا۔ اس کی بڑی تعداد میں لوگوں نے اتباع کی۔ جس سے ہارون رشید بے قرار و بے چین ہوا۔ تو اس نے پچاس ہزار جنگجوؤں پر مشتمل فوج فضل بن یحییٰ برمکی کی قیادت میں تیار کی اور فضل نے اپنی حکمت وسیاست کے ذریعے یحییٰ اور ہارون رشید کے درمیان صلح کرا نے کی کوشش کی اور ساتھ میں علویوں اور عباسیوں کے درمیان صلح کی بھی کوشش کی اور احتمال ہے کہ اس کے بعد یہ صلح اتنی زیادہ نہیں چلی۔ تو ہارون رشید کوفہ آیا۔ یا حج سے واپسی کے بعد یہاں پہنچا تھا۔ اس نے یہاں تھوڑی دیر یا کچھ عرصہ آرام کرنے کا ارادہ کیا۔ اس دوران اس نے علویوں اور علیؑ کے ماننے والوں کے ساتھ تھوڑی ہمدردی کا اظہار کیا۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۱۵۵)

ایک دن وہ ہرن کے شکار کے لیے نکلا جو کوفہ اور اس کے اطراف میں زیادہ پائے جاتے تھے اور جو کوئی بھی یہاں آتا تو ان کی شکار کے لیے جاتا تھا ان ہرنوں کی کثرت کے بارے میں شیخ محمد حرز الدین نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ کہ ایک دفعہ ۴۸۰ھ بمطابق ۱۰۸۷ء میں سلطان ملک شاہ چار محرم کو کوفہ کے کنارے شکار کی غرض سے نکلا اور اس کے لشکر نے ہزاروں کی تعداد میں ہرنوں کا شکار کیا اور ان کی کھوپڑیوں سے مکہ کے راستے میں واقع، رحبہ کے مقام پر ایک بڑا مینار بنانے کا حکم دیا۔ جو آج تک میں ارۃ القرون کے نام سے موجود ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس مینار میں چار ہزار کھوپڑیا ہیں اور نظام الملک جب کوفہ پہنچا تو اس نے مشہد علیؑ اور اس مینار کو دیکھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے خود دس (10) ہزار ہرنوں کا

۞ فرحۃ الغریٰ صفحہ ۶۹

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شکار کیا تھا اور دس ہزار دینار صدقہ دیا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ میں بلاوجہ ان جانوروں کی روح نکالنے سے ڈرتا ہوں اور ابھی تک پچھلے صدی کی پانچ دہائیوں تک وہاں ہرن وہ کثرت سے پایا جاتا تھا۔

(المنتظم جلد ۹ صفحہ ۳۵)

شیخ مفیدؒ کی ''کتاب الارشاد'' میں ہے کہ عبداللہ بن حازم کہتا ہے ایک دفعہ ہم ہارون رشید کے ساتھ میں فہ سے شکار کرتے ہوئے۔ غریین اور ثویہ کے کنارے پہنچے اور ہم نے وہاں بہت سارے ہرنوں کو دیکھا، تو ہم نے ان کے اوپر شکاری باز اور کتوں کو چھوڑا۔ انہوں نے ایک گھنٹہ شکار کرنے کی کوشش کی۔ پھر یہ ہرن ایک ٹیلے کی طرف بھاگ گئے ان ہرنوں کو ٹیلے پر دیکھ کر کتے واپس آ گئے۔ یہ منظر دیکھ کر رشید حیران ہوا، پھر یہ ہرن دوبارہ جب ٹیلے اترے تو بازوں اور کتوں نے دوبارہ پیچھا کرنا شروع کیا اور ہرنوں نے جب یہ دیکھا تو دوبارہ ٹیلے کے پیچھے چلے گئے۔ تو کتے اور باز واپس آ گئے۔ جب تین مرتبہ ایسا ہوا تو ہارون نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اس جگہ کی طرف جاؤ جو بھی ملے اسے میرے پاس لے کر آؤ، تو ہم اس کے پاس بنی اسد کے ایک بزرگ کو لیکر آئے۔ ہارون نے اس سے پوچھا، یہ ٹیلہ کیا ہے۔ بزرگ نے جواب دیا۔ اگر تم مجھے امان دو گے تو میں بتاؤں گا۔ تو ہارون نے کہا تمہارے لیے اللہ کا عہد اور میثاق ہو۔ میں تمہیں کوئی اذیت نہیں دونگا اتنے میں اس بزرگ نے کہا کہ میرے والد نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھے بتایا کہ وہ کہا کرتے تھے یہ ٹیلہ علی بن ابی طالبؑ کی قبر ہے۔ اللہ نے اس کو حرم قرار دیا ہے جو کوئی یہاں آتا ہے امان پاتا ہے۔ اتنے میں ہارون اترا اور پانی طلب کر کے وضو کیا اور اس ٹیلے کے پاس نماز پڑھی اور وہاں دیر تک روتا رہا پھر ہم نکل گئے۔ ٥

اس سلسلے میں ایک روایت یاسر سے مروی ہے جو کہ رشید کے ساتھ حج میں تھا۔ یاسر کہتا ہے کہ جب ہم مکے آ کر کوفہ میں ٹھہرے تھے تو ایک رات ہارون رشید نے مجھ سے کہا اے یاسر عیسیٰ ابن جعفر سے کہو کہ وہ میرے پاس آئے اور ہم سب سوار ہو کر چل نکلے یہاں تک کہ ہم غریین پہنچے۔

عیسیٰ تو جلدی سو گیا، لیکن ہارون رشید ایک ٹیلے کی طرف آیا اور وہاں نماز پڑھنا شروع کی۔ اس نے دو رکعتیں پڑھیں اور ٹیلے پر گر کر دعا اور گریہ زاری کرنا شروع کی، پھر یہ کہنے لگا اے میرے چچا زاد واللہ میں آپ کی فضیلت کو جانتا ہوں اور میں نے آپ سے مسابقت کی ہے اور واللہ میں آپ کے

---

٥ کتاب الارشاد جلد اول صفحہ ۲۶ تا ۲۸

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پاس بیٹھا ہوں اور آپؑ آپؑ ہیں لیکن آپ کی اولاد مجھے اذیت دیتی ہے اور میرے خلاف خروج کرتی ہے۔ پھر وہ اٹھا اور نماز پڑھنے لگا اور وہی بات دوہراتا رہا یہاں تک کہ سحر کا وقت آ گیا۔ تو مجھ سے کہا کہ اے یاسر عیسیٰ کو اٹھاؤ جب میں نے اٹھایا تو ہارون رشید نے اس سے کہا اپنے چچازاد بھائی کے قبر پر نماز پڑھو عیسیٰ نے کہا یہ میرے کون سے چچازاد ہیں؟ تو ہارون نے کہا یہ قبر علی ابن ابی طالبؑ کی ہے۔ یہ سن کر اس نے وضو کیا اور نماز پڑھنا شروع کی اور فجر تک دونوں بھائی نماز پڑھتے رہے۔ پھر میں نے کہا اے امیرالمومنین صبح ہوگئی۔ پھر ہم سوار ہوگئے اور کوفہ واپس آ گئے۔ ٥

یاسر کہتا ہے کہ اس واقعے کے ایک سال بعد ہارون رشید نے مجھ سے کہا اے یاسر تمہیں غریین کی رات یاد ہے؟ میں نے کہا ہاں یا امیرالمومنین۔ تو اس نے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کس کی قبر ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ تو اس کہا وہ تو امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ کی قبر تھی۔ میں نے کہا اے امیرالمومنین یہ کون سا تضاد ہے کہ آپ ان کے قبر سے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں اور انکے اولادوں کو گرفتار کر کے قید کرتے ہیں! تو اس نے کہا تم پر ہلاکت ہو یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟

یہ لوگ مجھے اذیت دیتے ہیں اور میں ان کی مدد کرتا ہوں! تم دیکھو کہ علویوں میں سے کون جیل میں ہے۔ ہم نے بغداد اور رقہ کی جیلوں میں دیکھا تو پچاس علوی تھے۔ تو اس نے کہا ان میں سے ہر ایک کو ہزار ہزار درہم دے دو اور رہا کرو۔ یاسر کہتا ہے کہ میں نے ایسا کیا تو مجھے احساس ہوا کہ اللہ کے نزدیک یہ میری سب سے بڑی نیکی ہے۔

(الارشاد جلد اول صفحہ ۲۹)

اب ان تینوں روایات پر نظر کیجیے۔ پہلی روایت میں ہارون رشید شکار کے لیے نکلا اور وہاں ہرنوں کے ان ٹیلوں کے پاس پناہ لینے سے اس کو قبر مطہر کو جان گیا۔ جبکہ دوسری روایت میں وہ امیرالمومنینؑ کی زیارت کے قصد سے ہی نکلا اور وہ موضع قبر اور صاحب قبر کے بارے میں جانتا تھا اور کوئی اس کی رہنمائی بھی نہیں کر رہا تھا جبکہ تیسری روایت میں وہ شکار اور زیادہ قبر مطہر دونوں کے قصد سے نکلا تھا نہ صرف یہ کہ وہ موضع قبر اور اس کی قدر کے بارے میں جانتا تھا اور ایک سال کے بعد قبر مطہر کی زیارت کی پھر یہ راز اس نے یاسر کو بتایا اور پھر یاسر نے علویوں کو قید سے رہا کروایا ہے اور آپ نے ملاحظہ کیا کہ ان

---

٥ کتاب الارشاد جلد اول صفحہ ۲۸

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تینوں روایتوں میں کہیں بھی اس کے قبر مطہر کی تعمیر کا ذکر نہیں ہے۔تیسری روایت کے مطابق وہ کوفہ دوبارہ واپس آتا ہے اور ایک سال کے بعد غرین میں آ کر وہ یاسر کو صاحب قبر کا راز بتاتا ہے لیکن اس حوالے سے ''دمیری'' نے اپنی کتاب ''حیاۃ الحیوان جلد دوم صفحہ ۱۷۷'' میں ابن خلکان کی کتاب الوفیات جلد ۴ صفحہ ۵۵ سے فہد سے احادیث نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔جس کے مطابق وہ شکار کے لیے نکلے تھے یہاں تک کہ شکاری جانور قبر اطہر کی طرف نہیں بڑھے......!اس کے بعد یہ حدیث شروع ہوتی ہے کہ ''پھر اس نے وہاں کے ایک باشندہ کو بلایا اس کہا کہ یا امیر المومنین اگر میں آپ کو آپ کے ابن عم علی ابن ابی طالبؑ کی قبر کی جانب رہنمائی کروں تو آپ کیا دیں گے۔تو ہارون رشید نے کہا ہم تمہاری تعظیم کریں گے۔پھر اس نے کہا کہ میں ایک دن اپنے باپ کے ساتھ یہاں سے گزرا تو وہ اس قبر مطہر کی زیارت کرنے لگے اور مجھے بتایا کہ وہ ''امام جعفر صادقؑ'' کے ساتھ یہاں آیا کرتے تھے اور امام جعفر صادقؑ اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ کے ساتھ یہاں یہاں آیا کرتے تھے اور علی ابن حسینؑ اپنے پدر بزرگوار حسینؑ کے ساتھ آ کر زیارت کرتے تھے اور حسینؑ اس قبر کے بارے میں ان سے زیادہ جاننے والے تھے یہ سن کر ہارون رشید نے اس مقام پر پتھر رکھنے کا حکم دیا اور یہ پہلی بنیاد تھی۔

ابن طحال کہتا ہے کہ ہارون رشید نے قبر مطہر پر سفید پتھر سے تعمیرات کی تھیں جو موجود روضہ سے ایک ہاتھ چاروں طرف سے چھوٹا تھا پھر رشید نے اس کے اوپر سرخ مٹی سے قبہ بنانے کا حکم دیا اور اس کے اوپر سبز یمنی چادر ڈال دی اور مولوی کی تحقیق کے مطابق یہی قبہ ہے جو آج روضہ کی المباری میں موجود ہے۔

(مستدرکات علم الرجال جلد ۲ صفحہ ۳۷۲)

دیلمی نے ''ارشاد القلوب'' میں روایت بیان کیا ہے کہ جب ہارون رشید نے زیارت قبر امیر المومنینؑ کے لیے گیا تو وہاں چار دروازوں پر مشتمل ایک قبہ بنوانے کا حکم دیا۔اس پر دیلمی نے اضافہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ پھر لوگوں نے زیارت کرنا شروع کی اور قبہ کے اردگرد اپنے مردوں کو دفن کرنا شروع کیا۔

(ارشاد القلوب جلد اول صفحہ ۴۳۵)

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مامون، معتصم، واثق، اور متوکل کی دور خلافت میں روضہ مقدس کے حالات

مامون رشید، معتصم اور واثق کے زمانے میں زائرین کثرت سے امیرالمومنینؑ کے روضے کی زیارت کرتے تھے اور اسے خاص مقبولیت حاصل ہو گئی تھی یہاں تک کہ متوکل کا دور آیا اور اس نے قبرِ امام حسینؑ کے ساتھ ساتھ قبرِ امیرالمومنین ڈھانے کا بھی حکم جاری کر دیا۔

شیخ محمد حرز الدین نے ابن تغری بردی سے روایت کی ہے جس میں متوکل کا امیرالمومنینؑ کے ساتھ بغض ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی ایک کنیز امّ الفضل گویّہ (ناچنے، گانے والی عورت) کے ساتھ خلافت سے پہلے ناجائز تعلقات تھے۔ ایک دفعہ اس کو طلب کیا تو اسے نہیں ملی اور چند روز بعد وہ حاضر ہو گئی تو اس کے چہرے پر رونق تھی۔ متوکل نے اس سے پوچھا تو کہاں گئی تھی؟ تو اس نے جواب دیا حج میں تو اس نے کہا تمہاری ہلاکت ہو یہ حج کے ایام نہیں ہیں۔ اس نے کہا حج سے مراد حج بیت اللہ نہیں بلکہ میں مزارِ علیؑ کی زیارت کرنے گئی تھی متوکل نے کہا شیعوں نے تو اللہ کے فرض کئے ہوئے حج کو مزارِ علیؑ کے لیے قرار دیا ہے۔ اس کے بعد اس نے مزار کی طرف لوگوں کو جانے سے روک دیا۔"

(نجوم الزاھرۃ جلد ۲ صفحہ ۲۸۳)

لیکن اس قسم کی ایک روایت "مقاتل الطالبین صفحہ ۴۷۸" میں ہے۔ جس میں متوکل کی ایک کنیز کے ماہ شعبان میں مرقدِ حسینؑ پر جانے کا ذکر ہے۔ بہر حال تغری بردی کی روایت اگر صحیح ہے تو کم از کم یہ مزارِ علیؑ کے وجود کے بارے میں تو بتاتی ہے۔ جو تیسری ہجری کے اوائل میں ایک بڑے قبے پر مشتمل تھا مگر متوکل کا علیؑ اور ان کے شیعوں کے ساتھ بغض زیادہ شدید تھا۔

ابن خلکان نے اپنی کتاب "وفیات" میں قبرِ حسینؑ گرانے سے ساتھ قبرِ امیرالمومنینؑ اور ان کے دو بیٹوں کے مزارات کے ساتھ برا سلوک کرنے کا ذکر کیا ہے۔

(وفیات جلد ۳ صفحہ ۳۶۵)

یہاں تک کہ متوکل کے بیٹے منتصر نے اپنے باپ کو قتل کیا اور سادات سے ہمدردی کی اور انہیں ان کے حقوق واپس کئے اور باغِ فدک بھی واپس کر دیا۔ یہ ۲۳۶ھ بمطابق ۸۵۰ء کے واقعات کے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ضمن میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ ''محمد منتصر اپنی دادی شجاع کے ساتھ حج پر گیا تھا اور واپسی پر نجف میں قبرِ علیؑ کی زیارت کی اور یہ واقعہ بھی درج ہے کہ اس خاتون نے علویوں کے لیے مال تقسیم کیا اور رسول اللہ کی روئت کا اثر تھا کیونکہ یہاں بھی ابھی حج بیت اللہ اور روضۂ رسول کی زیارت سے واپس آ رہی تھی اور یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ایک وہ زیادہ بخشنے والی خاتون تھیں اور ۲۴۷ھ میں بلآخر اس نے وفات پائی۔①

علامہ مجلسی نے ''بحار'' میں ایک روایت نقل کی ہے کہ محمد ابن علی ابن رحیم الشیبانی کہتا ہے کہ ایک رات میں اپنے والد علی ابن رحیم اور چچا حسین ابن رحیم کے ساتھ ۲۶۰ھ میں غری کی طرف قبر امیرالمومنینؑ کی زیارت کے ارادے سے نکلے اور ہمارے ساتھ ایک جماعت بھی تھی۔ جب ہم وہاں پہنچے تو قبر امیرالمومنینؑ کے اردگرد سوائے کالے پتھروں کے کچھ بھی نہ تھا چاردیواری بھی نہ تھی۔②

چوتھی تعمیر ------ ۲۸۳ھ

محمد بن زید الداعی اور ضریح کی تعمیر

منتصر کی خلافت چھ مہینے سے زیادہ نہیں چلی۔ ۲۴۸ھ مطابق ۸۶۲ء میں جب وہ مر گیا تو عباسی خلافت کا زوال شروع ہوا اور جب مسند خلافت پر متعین بیٹھا تو ترکوں سے جان چھڑانے کے لیے سامراء سے بغداد منتقل ہوا لیکن وہ بھی جلدی معزول ہوا اور اس کی جگہ معتز باللہ آیا۔ پھر انہوں نے بغداد کو محاصرے میں لے لیا اور متعین کو قتل کیا اور نئے خلیفہ نے بعض ترکوں کو بھی قتل کر کے اپنی جان بچائی۔ لیکن باقی ترکوں نے اس پر دھاوا بول دیا اور اسے معزول ہونے پر مجبور کر دیا پھر اسے جیل بھیج دیا اور وہیں قتل کیا اور اس کی جگہ نیا خلیفہ ہوا اس کا نام بھی معتز باللہ تھا لیکن اس کی حکومت بھی زیادہ مدت نہیں چلی اور وہ بالآخر ماہ رجب ۲۵۵ھ بمطابق ۸۶۹ء میں قتل ہوا۔ پھر نیا خلیفہ آیا جس کا نام مہدی تھا۔ اس نے ترکوں سے بچنے کی کوشش کی اور وہ کسی حد تک ان کی قیادت کرنے میں کامیاب رہا۔ لیکن بالآخر وہ بھی ناکام ہوا اور اس کی داستان ۲۵۴ھ بمطابق ۸۷۰ء میں ختم ہوئی۔ اس کے بعد مسند خلافت پر احمد بن

---

① کتاب المنتظم صفحہ ۲۰۱، تاریخ الکامل جلد ۷ صفحہ ۱۱۶

② بحارالانوار جلد ۴۲ صفحہ ۳۱۵

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

متوکل جو معتمد کے لقب سے مشہور تھا بیٹھا اور اس کی خلافت ۲۷۹ ھ بمطابق ۸۹۲ء تک رہی۔ اس دوران علویین کی طرف سے بہت سارے لوگوں نے قیام کیا شاید اس کثرتِ انقلاب کا سبب یہ ہے کہ علوی مختلف جگہوں میں خلافت عباسیہ کا سورج غروب ہوتا ہوا دیکھنا چاہتے تھے۔ جو دن بدن کمزور ہو رہی تھی یا یہ سبب ہو کہ متوکل نے امت پر جو مصائب ڈھائے تھے اس کی وجہ سے امت اسے نہیں بخشتی تھی اور یہی سلسلہ اس کے بعد بھی بنی عباس کے خلفاء کے ساتھ جاری رہا۔

اس دوران ان تمام انقلابات اور خون خرابہ ہونے کی وجہ سے زائرین امیرالمومنینؑ اور امام حسینؑ کی تعداد میں مکمل کمی واقع ہوئی اور مہدی کے دور میں حبشیوں نے بصرہ میں قیام کیا اور مکمل طور پر قتل وغارت گری پھیلا دی۔ اہل ترک ان کے قیام کو نہ روک سکے اور ان کے قائد یعقوب بن لیث الصفار نے یہ سلسلہ فارسجستان و کرمان تک بڑھایا اور وہ بغداد پہنچنے والا تھا اتنے میں معتمد کا بھائی جس کا لقب موفق تھا نے اس کے خلاف فوج تیار کرلی اور اسے روکنے میں کامیاب ہوا۔ لیکن اس نے صرف اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ خلیفہ نے فوج کا دوسرا دستہ اپنے بھائی احمد کے بیٹے معتضد کے ساتھ بھیجا جو بلا کا ذہین تھا اور بلاآخر حبشی انقلاب کا چراغ گل کرنے میں کامیاب ہوئے۔

اور ۲۷۰ ھ بمطابق ۸۸۳ء میں ان کے قائد کو قتل کیا اور اپنے چچا کی وفات کے بعد یہ ۲۷۹ ھ بمطابق ۸۹۲ء میں خلیفہ بنا اس دور میں عباسیوں نے تھوڑا سکون کا سانس لیا لیکن یہ سلسلہ زیادہ عرصہ نہیں چلا معتضد ۲۹۹ ھ بمطابق ۹۱۲ء میں مرگیا۔ اُس کے بعد اس کے بھائی معتضد کو خلافت ملی۔ اگر ہم اس پورے دور پر نظر ڈالیں تو معتضد کا دور علویوں کے لیے کچھ سکون اور چین کا نظر آتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ معتضد نے خلافت سنبھالنے سے پہلے حضرت علیؑ کو خواب میں دیکھا تھا۔ انہوں نے اسے خلافت کی بشارت دی تھی اور اپنے آل کے ساتھ ایذا رسانی سے باز رہنے کا تقاضا کیا تھا۔ تو اس نے **سمعًا وطاعةً** قبول کیا تھا۔ اس واقعے کو مسعودی، طبری، اور ابن اثیر نے تفصیل کے ساتھ اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے۔ روایت یہ ہے:

معتضد کہتا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نہروان کی طرف اپنی افواج کے ساتھ بڑھ رہا تھا، تو میں نے دیکھا راستے میں ایک ٹیلے پر ایک آدمی کھڑا نماز پڑھ رہا ہے اور میری طرف دیکھتا بھی نہیں ہے تو مجھے اس پر تعجب ہوا لیکن جب وہ نماز سے فارغ ہوا، تو مجھے اپنی طرف بلایا، اور میں اس کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact: jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پاس گیا، تو مجھ سے کہا تم مجھے جانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا میں علی ابن ابی طالبؑ ہوں۔ اس چھڑی کو اٹھاؤ اور زمین پر زور سے مارو، تو میں نے اٹھایا اور زور سے مارنا شروع کیا اتنے میں مجھ سے کہنے لگے کہ اس پر تمہارے بیٹوں کی حکومت ہوگی لہٰذا میری اولاد کے لیے ان سے خیر کی وصیت کرو"۔ ①

معتضد کو اندازہ ہوا تھا کہ علوی انقلابات کی بیخ کنی مشکل اور محال امر ہے اور ان سے وہ بچ بھی نہیں سکتا تھا اس وجہ سے اس نے ان کے ساتھ نرم گوشہ اختیار کیا تا کہ خلافت عباسیہ اپنی دوسری مشکلات کے ساتھ نمٹ سکے۔ لیکن اس کے باوجود اس کے دور میں کثیر تعداد میں آل علیؑ شہید ہوئے اور مسعودی کے مطابق محمد بن زید بھی اسی کے دور میں ۲۸۷ھ میں شہید ہوئے اور جب معتضد نے اپنے اس بہادر کی موت کی خبر سنی تو دکھ کا اظہار کیا۔ جس کی ابن اثیر نے تائید کی ہے لیکن ابوالفرج نے اپنی کتاب مقاتل الطالبین میں لکھا ہے کہ محمد بن زید ماہ رمضان ۲۸۹ھ میں شہید ہوا اور اسی سال معتضد بھی فوت ہوا اور بات ظاہر ہوتی ہے کہ محمد بن زید بن محمد بن اسماعیل بن الحسن بن علی بن ابی طالبؑ نے اپنے چچازاد بھائی حسن بن زید کے بعد طبرستان اور اس کے اطراف پر حکومت کی تھی اور ہمیشہ اس کی رعیت بغداد، کوفہ، مکہ، اور مدینہ میں اپنے چچازاد برادران آل علیؑ ہی رہے تھے۔ لہذ وہ ان کی خفیہ طریقے سے محمد بن الورد العطار جو بغداد میں اس کے مددگاروں میں شامل تھا کے ذریعے مدد کرتا رہتا تھا اور طبرستان سے ایک دفعہ محمد بن زید نے ۲۸۲ھ میں ابن الورد کے لیے ۳۰ ہزار دیے تھے۔ تا کہ وہ اس رقم کو آل علیؑ کے درمیان تقسیم کرے لیکن طبری اس رقم کو ۳۲ ہزار دینا کہتا ہے۔ اس طرح محمد سالانہ اسی مقدار میں رقم ابن الورد کے لیے بھیجا کرتا تھا اور وہ آل علیؑ کے درمیان تقسیم کرتا تھا اور اس سال معتضد کو اس صورت حال سے آگاہ کیا گیا۔ پھر معتضد نے اس صورت حال کو جاننے کے لیے اپنے پولیس کے رئیس کو اپنا خواب بتایا لیکن وہ پھر بھول گیا اور جب ابن الورد تک اموال پہنچنے کا علم ہوا تو اس نے ابن الورد کو گرفتار اور معتضد کو خبر دی تو فوراً معتضد کو وہ خواب یاد آیا۔ پھر اس نے ابن الورد کو آزاد کرنے کا حکم دیا اور مال واپس کروایا تا کہ تقسیم کریں لیکن اس بار اسے خفیہ طریقے نہیں بلکہ کھلم کھلا تقسیم کرنے کی اجازت دی گئی نہ صرف یہ بلکہ محمد بن زید کو طبرستان میں لکھ بھیجا تا کہ یہ مال کسی سے چھپا کر نہیں بلکہ کھلم کھلا بھیجنے کا کہا اور ایک قدم اور آگے بڑھ کر معتضد نے اپنی پولیس کو اس مہم میں مدد کرنے کا حکم بھی دیا اور اس طرح وہ آل ابی طالبؑ

① تاریخ طبری جلد ۸ صفحہ ۱۷۱، ۲۰۷، تاریخ الکامل جلد ۷ صفحہ ۴۷۴

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے ساتھ قربت اختیار کرنے میں کامیاب ہوا، یہ واقعہ طبری، مسعودی، ابن اثیر، اور ذہبی، نے اپنی اپنی تاریخی کتابوں میں لکھا ہے۔

(تاریخ طبری جلد ۸ صفحہ ۱۷۱، ۲۷۱، تاریخ مسعودی جلد ۴ صفحہ ۲۷۰)

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روضہ مقدس تیسری صدی ہجری کے نصف میں بنا ہے۔ کیونکہ اسی صدی کے ساتویں دہائی کے اوائل میں قبر مطہر کے اطراف میں سوائے سیاہ پتھروں کے کچھ بھی نہ تھا نہ وہاں دیوار تھی اور نہ ہی کوئی عمارت وغیرہ۔ مجلسی نے محمد بن علی بن رحیم الشیبانی کی روایت کو موسوی کی تحقیق کردہ الفرحہ سے نقل کیا ہے اور یہ شیبانی جس نے ۲۶۰ھ کے درمیان قبر کی زیارت کی تھی۔ ان کے مطابق قبر میں سوائے چند سیاہ پتھروں کے دیوار وغیرہ نہیں بنی تھی۔

(بحار الانوار جلد ۴۲ صفحہ ۳۱۵)

لیکن سب سے پہلے محمد بن زید کی عمارت کے حوالے سے ابو اسحاق الصابی نے اپنی کتاب ''المترع'' میں ذکر کیا ہے جس کو ڈاکٹر محمد حسن نے نقل کیا ہے کہ ''محمد بن زید وہ پہلا شخص ہے جس نے سب سے پہلے قبر علیؑ ابن ابی طالب اور قبر حسین ابن علیؑ غری اور حائر میں تعمیرات کیں اور اس تعمیر میں انہوں نے ۲۰ ہزار دینار خرچ کیے۔''

(المفصل فی تاریخ النجف جلد ۲ صفحہ ۳۸)

میرے خیال میں اس حوالے سے الصابی کی عبارت زیادہ دقیق ہے گرچہ قبر ایک سے زیادہ مرتبہ تعمیر ہوئی لیکن گمان غالب یہ ہے کہ سب سے پہلے وہاں مزار محمد بن زید الداعی نے بنوایا تھا۔ عمارت مرقد مقدس کے بارے میں اہل سنت کے بھی قدیم اشارات ملتے ہیں جیسا کہ ابن جوزی نے اپنے شیخ ابوبکر الباقی سے نقل کیا ہے اور انہوں نے الغنائم بن الزسی جو ۴۲۴ھ میں پیدا ہوئے۔ وہ کہتا ہے ''کوفہ اہل سنت وحدیث میں سے سوائے ابی کے کوئی نہیں تھا اور وہ کہتا تھا کوفہ میں ۳۱۳ اصحاب دفن ہیں۔ ان میں صرف قبر علیؑ ظاہر و نمایاں ہے اور آگے وہ کہتا ہے کیونکہ جعفر بن محمد بن علی بن حسین یہاں آتے تھے اور قبر امیر المومنینؑ کی زیارت کرتے تھے اور وہاں صرف یہی قبر تھی۔

پھر ایک دن محمد بن زید الداعی آیا ہے اور اس پر تعمیر کروائی ہے اور کوئی شک نہیں کہ یہاں صرف یہی قبر موجود تھی اور ہم بیان کر چکے کہ محمد سے پہلے قبر کی اصلاحات وغیرہ کیسے ہوئی۔ اس عمارت

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے بارے میں ابن طاؤس نے اپنی کتاب الفرحہ میں ذکر کیا ہے لیکن ان روایت میں یہ عمارت زید کے بھائی حسن کی طرف منسوب ہے۔ دراصل یہ ابن طاؤس کو وہم ہوا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے محمد بن حمزہ جعفری شیخ مفیدؒ کے داماد کی روایت پر اکتفاء کیا ہے جسے ہم بیان کر چکے۔ شیخ محمد حسین حرزالدین نے تاریخ نجف اشرف میں تاریخ طبرستان سے نقل کیا ہے۔ ۲۸۳ھ کے حدود میں محمد بن زید المعروف الداعی الصغیر جو ملک طبرستان تھا، نے امیر المومنینؑ کی قبر پر ایک عمارت بنوائی تھی جو ایک قبہ دیوار اور ستر کمروں پر مشتمل ایک قلعہ تھا اور یہ کمرے اس لیے بنوائے گئے تھے تاکہ زائرین اور مجاورین وہاں ٹھہر سکے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ محمد خود تو طبرستان سے نہیں آیا تھا لیکن اس نے معتضد کے موقف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جس طرح وہ اموال تقسیم کے لیے بھیجتا تھا اسی طرح کچھ اموال روضہ کی تعمیر کے واسطے بھی بھیج کر روضہ کو بنوایا۔ اس بات کی تائید ہمیں ڈاکٹر حسن حکیم کی کتاب تاریخ نجف اشرف سے بھی ہوتی ہے وہ لکھتا ہے "سید الداعی علوی نے طبرستان سے کچھ اموال نجف اشرف، کربلاء اور مدینہ منورہ میں بھیجنے کا حکم دیا تاکہ مقامات مقدسات کی تعمیرات ہو سکے"۔

(المنتظم جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۶)

اس واقعے میں محمد جواد بن فخر الدین دو باتوں کو ترجیح دیتا ہے۔ (۱)۔ محمد بن زید کا قبر مقدس کی زیارت کرنا اور اس کی صورت حال کا علم ہونا۔ (۲)۔ اس قبر شریف پر دیوار بنوانا۔" پھر ان کے بھائی نے اس پر قلعہ نما عمارت کی تعمیر کروائی جو ستر کمروں پر مشتمل تھا اور یہ دونوں ترجیحیں قابل حجت ہیں۔ پھر شیخ محمد عبود الکوفی الغروی نے بھی سید نور اللہ شوستری کی کتاب مجالس المومنین کے حوالے سے لکھا ہے کہ محمد بن زید نے ۲۸۰ھ میں قبر امیر المومنینؑ بنوائی تھی۔

(نزھۃ الغری جلد ۲ صفحہ ۱۶۸)

لیکن میرے حساب سے یہ تاریخ صحیح نہیں ہے کیونکہ معتضد کو محمد ابن زید کی طرف سے مال آنے کی اطلاع ۲۸۲ھ میں ہوئی ہے تو اس سے پہلے روضہ کی تعمیر کیسے ممکن ہوئی اور اس وقت جو مال آتا تھا وہ بھی خفیہ طور پر آتا تھا۔ تو گمان غالب یہ ہے کہ تعمیر کا حکم ۲۸۲ھ بمطابق ۸۹۵ء کے بعد ہی ہوا ہے۔ لیکن زیادہ مرجوح یہ ہے کہ ۲۸۲ھ میں یہ کام کیسے ممکن ہوا تھا اور ضروری ہے کہ محمد بن زید نے وہاں لوگوں کے لیے مستقل رہنے کا بندوبست کیا تھا لیکن یہ زیادہ عرصہ نہیں باقی رہا کیونکہ ان کے ۲۸۹ھ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بمطابق ۹۰۰ء میں شہید ہونے کے بعد عمارت کو اس بیابان میں سخت موسمی تغیرات کی وجہ سے نقصان ہوا تھا۔اس عمارت کی تاریخ داؤد کی صندوق کی حکایت والی ۱۳۳ھ بمطابق ۷۵۴ء میں ملتی ہے کیونکہ علی ابن الحجاج کی روایت ہے کہ انہوں نے یہاں داؤد کی صندوق اور زید الداعی کی عمارت دونوں دیکھا تھا۔اگرچہ علی ابن حسن الحجاج کی اس روایت میں عمارت کو زید کی نسبت دینے میں غلطی کی ہے کیونکہ وہ کہتا ہے""ہم نے صندوق کو زید کی یہاں دیوار بنوانے سے قبل دیکھا ہے"۔

(نزھۃ الغری جلد ۲ صفحہ ۱۳۷)

لیکن میں اس حوالے سے اس بات کو ترجیح دیتا ہوں کہ زید کی عمارت بننے سے قبل روضہ مقدس کے آس پاس لوگ رہنا شروع ہوئے تھے۔زید کو معتضد کے کھلم کھلا اموال تقسیم کے حکم دینے کے بعد ہی راہ کھلی تھی۔شاید ان کا زید کو فضیلت دینے کی وجہ ہو کہ کیونکہ اس نے اس مشکل اور سخت حالات میں مجاورین روضہ کی مالی مدد کی۔میرے خیال میں وہاں شہر کی ابتداء اسی وقت سے ہوتی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اس شہر کی ترقی کا راز دراصل خلافت عباسیہ ہے جیسا کہ حبشی قرامطیوں اور ان کے بعد ترکوں کا خلافت پر دھاوا، پھر قرمطیوں کا کوفہ کو مرکز بنانا جس کی وجہ سے قبر کے آس پاس لوگوں کو رہنے کا موقع ملا۔پھر وہ جنگیں جو مقتدر کے دور میں قرامطہ نے نہ روضہ کو نقصان پہنچایا اور نہ ہی اس کے مجاورین کو ایذا رسانی کی اور اس عرصہ میں کچھ دینی علمی شخصیات ابھر کر سامنے آئیں جس میں محدث محمد الشیبانی، حسین بن احمد، المعروف جو اسماعیلیوں کے ہاں المستور سے مشہور ہے مگر تیسری صدی کے آخری دھائی میں وہاں مسلسل زیارتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔جیسا کہ محمد حسین حرز الدین نے بیان کیا ہے۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۷۹)

پانچویں تعمیر-----۳۱۱ھ

عمارت حمدانیہ

حمدانیوں نے تاریخ اسلام کی تیسری صدی کے اواخر سے چوتھی صدی کے نصف ثانی تک بڑے بڑے واقعات وحادثات کا مشاہدہ کیا ہے لیکن اس خاندان کا زوال اس وقت شروع ہوتا ہے جب اس کی مشہور شخصیت امیر سیف الدولہ حمدانی ۳۵۶ھ/۹۶۷ء میں وفات پا گیا مگر اس خاندان کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آبیاری کرنے والی شخصیت موصوف کے والد ابو ہیجاء عبداللہ بن حمدان بن حمدون التغلبی ہے۔ جس کو موصل وغیرہ کی ایک سے زیادہ مرتبہ گورنری نصیب ہوئی تھی اس کی وفات کے بعد ان کے برادران پھر بیٹے حسن اور اس کا بھائی موصل وغیرہ کے گورنر بنے بلکہ حمدانیوں کی حکومت ان کے بیٹے سیف الدولہ کے زمانے میں بلاد شام وغیرہ تک پھیل چکی تھی۔ ابن اثیر، ابن کثیر وغیرہ نے اپنی اپنی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ اس زمانے میں خلافت عباسیہ کے واقعات میں اس خاندان کا بڑا کردار رہا ہے۔ خاص طور سے امارت عربیہ میں اس کے فرزندوں نے رومی حملوں کو روک کر انہیں شکست فاش دے کے فتح و کامرانی حاصل کی تھی اور عباسی حکومت میں جتنے اس خاندان کے بادشاہوں نے جو علماء، ادباء، شعراء دیکھے ہیں کسی اور خاندان نے نہیں دیکھے۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۸)

مگر جس موضوع پر ہم گفتگو کر رہے ہیں وہ ہے مرقد مقدس کی عمارت جس کی تعمیر میں اس خاندان کے بانی ابو ہیجاء نے کثیر مال خرچ کیا ہے جس کا ذکر ابن حوقل، اصطخری، اور ادریس وغیرہ نے کئی مرتبہ کیا ہے بلکہ ایک مستشرق k.lastranJ نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے اور کہا ہے یہ ۲۹۲ھ / ۹۰۵ء میں موصل کا امیر تھا اور اس سے پہلے وہ یہاں امیر رہ چکا تھا اور بالآخر ۳۰۱ھ بمطابق ۹۱۴ء کو معزول ہوا اس کے بعد ان کے فرزند حسن اور برادران ایک سے زیادہ مرتبہ اس علاقے کے گورنر رہے۔

اس کے بعد ابن اثیر مزید ان سالوں کے واقعات پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ خاندان محبت اہل بیتؑ کی وجہ سے مشہور تھا۔ سید محسن امین نے اپنی کتاب اعیان الشیعہ'' میں بیان کیا ہے کہ بعض معاصرین نے صاحب خریدہ العجائب کے حوالے سے کہا ہے کہ وہ کوفہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس میں ایک عظیم قبہ ہے کہا جاتا ہے کہ یہ قبر علیؑ ہے اور یہ قبہ ابو عباس عبداللہ بن حمدان نے دولت بنی عباس میں بنایا ہے۔

(اعیان الشیعہ جلد ۵ صفحہ ۵۳۸)

سید عباس موسوی العاملی مکی نے اپنی کتاب نزہتہ الجلیس میں لکھا ہے کہ قبر آدم، نوح، اور علی پر ایک بڑا قبہ بنا ہوا تھا اور سب سے پہلے اس قبے کو عبداللہ بن حمدان نے دولت عباسیہ میں بنایا تھا جو ۲۹۳ھ بمطابق ۹۰۶ء میں موصل کے امیر تھے۔ اس بنا پر عبداللہ بن حمدان کی عمارت عضد الدولہ کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عمارت سے پہلے بنی ہے کیونکہ ابن حمدان ۳۱۸ھ بمطابق ۹۲۹ء سے پہلے وفات پا چکا تھا لیکن کوئی بھی اس عمارت کی تاریخ معین کرنے میں متفق نظر نہیں آتا۔

لیکن روایات وواقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کام ۳۱۱ھ/ ۹۲۳ء میں سرانجام ہوا تھا اس لیے ابوالہیجاء اسی سال ۳۱۱ھ میں خلیفہ کی نیابت میں حج کے لیے روانہ ہو گیا تو ضروری ہے کہ اس نے کوفہ میں اس دوران قیام کیا ہو جیسے عراقیوں کی عادت تھی پھر انہوں نے قبر امیرالمؤمنینؑ کی زیارت کی اور وہاں عمارت کی تعمیر کا حکم دینے کے بعد حج کے لیے روانہ ہوئے اور ان کی سیرت میں یہ بات بھی موجود ہے کہ جب وہ حج سے واپس آ رہا تھا تو راستے میں ابوطاہر قرمطی ان کے قافلے پر حملہ آور ہوئے اور ان کی بڑی قتل وغارت گری ہوئی اور عبداللہ نے اپنے قافلے کی دفاع میں کافی کوشش کی لیکن بالآخر قرمطی نے ان کو شکست دی اور قافلہ کے اموال اور سواری کے جانوروں کو لوٹ لیا اور عبداللہ ان کے ہاتھوں پھنس گئے اور ابوطاہر نے تقریباً ایک ہزار آدمی پانچ سو عورتیں گرفتار کیں یہ اسی سال محرم الحرام میں واقع ہوا۔ ابن اثیر کے مطابق ۳۱۲ھ میں قرمطی کوفے میں داخل ہوا اور عبداللہ سمیت تمام اسیروں کو رہا کیا اس میں کوئی شک نہیں کہ رہائی کے بعد عبداللہ آرام کرنے کے لیے فوراً بغداد واپس آ گیا۔ اس کی ذمہ داری کا یہ حال تھا کہ خلافت عباسی میں ترکوں کی مداخلت کی وجہ سے فتنہ پھوٹ رہا تھا۔ لیکن ابوالہیجاء اس زمانے کے نمایاں عسکری اور سیاسی شخصیات میں تھے اور ۳۱۷ھ میں عباسی خلیفہ قاہر کو ترکوں پر فتح حاصل ہوئی کیونکہ اسے قتل کر کے اس کے بھائی مقتدر کو دوبارہ اپنی جگہ میں واپس لانا چاہتے تھے۔ ابن اثیر نے یہ لکھا ہے کہ عبداللہ نے قاہر کا دفاع کرتے ہوئے اسے موت سے بچایا اور اس جنگ میں اپنا بازو اور سر کٹوایا اور اثیر اور ابن کثیر نے اپنی اپنی کتابوں میں ابوالہیجا پر بہت روایتیں لکھی ہیں۔ لیکن دونوں نے اس کی تعمیر روضہ میں مشارکت کا ذکر ہی نہیں کیا۔ لیکن ابن حوقل جو پانچویں صدی ہجری کے ایک سیاح ہے نے اس کی مشارکت تعمیر روضہ کے بارے میں بیان کیا ہے۔

k.lastranJ. نے مشہد امیرالمومنینؑ کے مشاہدات کو لمبا ہونے کی وجہ سے ٹکڑا ٹکڑا کر کے لکھا ہے اور اس کی نسبت کسی کتاب کی طرف نہیں دی ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ قبر امیرالمومنینؑ پر ایک عظیم قبہ بنا ہوا تھا جس کے تمام اطراف میں مختلف دروازے تھے۔ ان دروازوں پر اعلیٰ قسم کے پردے لگے ہوئے تھے اور اندر چٹائیاں بچھی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر محمد حسن حکیم اپنی کتاب مفصل تاریخ نجف اشرف' میں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لکھتے ہیں، مرقد علوی شریف پر چوتھی صدی ہجری کے دوران وسیع عمرانی ترقی ہوئی جس کی ابتداء ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان متوفی ۳۱۷ھ بمطابق ۹۲۹ء نے محمد بن زید الداعی کی بنائی ہوئی عمارت کو بڑھاتے ہوئے کی اور مرقد شریف پر اس نے مظبوط قلعہ کے ساتھ ایک لمبا قبہ بھی بنایا جس کے تمام اطراف میں دروازے تھے۔

(المفصل فی تاریخ النجف جلد ۲ صفحہ ۳۸)

ڈاکٹر سعاد ماہر نے بھی اہم اضافوں ذکر کیا ہے۔ لیکن ان سے پہلے شیخ محمد حسین حرز الدین نے ''ماسینون'' کی کتاب ''خطط الکوفہ'' پر اعتماد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امیر حمدانی نے محمد بن زید کے ہاتھوں بنی ہوئی عمارت کی توسیع کی۔ پھر شیخ موصوف نے مشہد امیر المومنینؑ کے بارے میں ابن حوقل کی حدیث کو نقل کیا ہے۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۸۵)

اس پر ڈاکٹر سعاد ماہر کے بیان کا اضافہ بھی کیا ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان نے جب اس جگہ کو دیکھا تو اس پر ایک مضبوط دیوار بنائی اور قبر مطہر کے اوپر ایک بلند و بالا قبہ بنایا جس کے چاروں اطراف میں دروازے تھے اور اس پر اعلیٰ قسم کے پردے لگے ہوئے تھے اور اس کے فرش پر قیمتی چٹائیاں بچھی ہوئی تھی اور یہاں پر امیر المومنینؑ کی اکثر اولاد دفن ہیں اور اس بڑی دیوار سے باہر جو جگہ ہے اور اس قبے سے باہر سادات آل ابی طالب دفن ہیں اور اس بڑی دیوار سے باہر جو جگہ ہے وہ بھی آل ابی طالب کے لیے وقف کی گئی تھی۔

(مشھد الامام علی فی النجف)

لگتا ہے کہ شیخ محمد حسین حرز الدین کو اس عمارت کے زمان کی تعین کرنے میں بڑا اشتباہ ہوا ہے کیونکہ ۳۱۷ھ بمطابق ۹۲۹ء اس زمانے میں ابوالہیجاء بغداد میں قتل ہوا تھا اور خلافت کے معاملات ڈانواڈول تھے۔ مجھے لگتا ہے کہ اس نے یہاں پر صحیح تاریخ بیان کرنے میں بھی اشتباہ کیا ہے کیونکہ ابوالہیجاء ۳۰۱ھ میں حج پہ گیا تھا نہ کہ ۳۱۷ھ میں اور میرے نزدیک جو یقین کے قریب ہے کہ اس نے ۳۱۱ھ میں ہی کوفہ میں قیام کے دوران اس نے روضہ کی زیارت بھی کی تھی۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

چھٹی تعمیر ۔۔۔۔ ۳۳۸ھ

عمر بن یحییٰ العلوی کی تعمیر

اس عمارت کے بارے میں مجھے زیادہ اور دقیق معلومات نہیں ملیں تاہم گمان غالب ہے کہ صرف روضہ مقدس کی توسیع اور اصلاح ہے جو چوتھی صدی ہجری کی چوتھی دہائی میں ابوعلی عمر ابن یحییٰ کے ہاتھوں انجام پائی کیونکہ روضہ مقدس کا قبہ خراب ہوگیا، یا، گر گیا تھا جسے دوبارہ بنایا گیا۔ اس بارے میں ''مستدرک الوسائل'' سے استفادہ کیا گیا۔ بعض کے مطابق اس کا قیام ۲۵۰ھ میں ہوا تھا یعنی محمد بن زید الداعی کی عمارت سے قبل۔ ان میں سے ڈاکٹر سعاد ماہر نے اپنی کتاب ''مشہد الامام علیؑ'' میں اسی مذکورہ نسبت کو قبول کیا ہے۔ وہ کہتی ہیں ''روضہ مقدس کی تیسری تعمیر عمر بن یحییٰ نے کوفہ میں کی ہے''۔

(مشہد الامام علی صفحہ ۱۲۹)

اور یہی نوری نے مستدرک الوسائل میں بیان کیا ہے کہ ''انہوں نے اپنے جد بزرگوار امیر المومنینؑ کے مرقد مطہر کو اپنے خالص مال سے تعمیر کیا تھا اور یحییٰ امام موسیٰ بن جعفرؑ کے اصحاب میں سے تھے جو ۲۵۰ھ/ ۸۶۴ء میں عباسی خلیفہ مستعین کے دور میں قتل ہوئے اور بعد میں اس کو خلیفہ پاس لایا گیا''۔

(مستدرک الوسائل جلد ۳ صفحہ ۴۳۵)

صاحب اعیان الشیعہ نے ذکر کیا ہے کہ ''روضہ مقدس کی تعمیر کرنے والوں میں عمر ابن یحییٰ بن حسین بن احمد بن عمر جو کہ ۲۵۰ھ/ ۸۶۴ء میں قتل ہوا۔ عمر ابن یحییٰ بن حسین بن حسین ذی الدمعہ بن زید ابن علیؑ ابن حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالبؑ بھی ہے''۔

(اعیان الشیعہ جلد ۳ صفحہ ۵۳۷)

مستدرک الوسائل میں ہے کہ انہوں نے اپنے جد بزرگوار امیر المومنینؑ کا قبہ اپنے خالص مال سے بنوایا تھا اور انہوں نے حجر اسود کو بھی دوبارہ واپس لایا تھا جسے قرامطہ نے ۳۲۳ھ/ ۹۳۵ء میں مال غنیمت سمجھ کر لوٹ لیا تھا۔

(مستدرک الوسائل جلد ۳ صفحہ ۴۳۵)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شیخ محمد حسین حرز الدین نے اپنی کتاب تاریخ نجف اشرف میں اس تعمیر کی تاریخ ۳۳۸ھ مقرر کی ہے اور یہی صحیح ہے اور لکھا ہے کہ ''سید ابو علی عمر ابن یحییٰ کو اللہ تعالیٰ نے دو فضیلتوں سے نوازا ہے ایک یہ ہے کہ انہوں نے اپنے جد بزرگوار امیر المومنینؑ کے قبے کو بنوایا اور دوسرا یہ ہے کہ انہوں نے حجر اسود کو اس کی اپنی جگہ دوبارہ رکھوایا۔ اس لیے انہوں نے خلیفہ مطیع الدین اللہ اور قرامطہ کے درمیان ثالثی کردار انجام دیا یہاں تک کہ وہ قرامطہ حجر اسود واپس کرنے پر راضی ہو گئے اور بیت الحرام واپس لے جانے سے پہلے لا کر جامع مسجد کوفہ کے ساتویں ستون میں رکھ دیا۔ اس بارے میں خود امیر المومنینؑ سے روایت بھی ہے جس سے اس واقعے کی تصدیق ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا، ایک دن کوفہ میں ضرور حجر اسود لایا جائے گا اور اشارہ کر کے فرمایا اس ساتویں ستون میں ڈالا جائیگا''۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۸۹،۸۸)

کتاب شہداء الفضیلہ میں ایک روایت آئی ہے جو ابن اثیر کی روایت کی ہوئی ہے کہ مکہ میں دوبارہ ۳۳۹ھ میں حجر اسود واپس لے جانے کے بارے میں ہے وہ کہتا ہے ''انہیں پچاس ہزار دینار اس حجر اسود کو واپس دینے کے عوض دیئے گئے لیکن انہوں نے نہیں مانا، لیکن ماہ ذی القعدہ میں بغیر کسی کے معاوضے کے واپس لائے ہیں اور جامع مسجد کوفہ میں لٹکایا تا کہ لوگ دیکھ سکیں۔ پھر اسے مکہ لایا گیا۔

(شہداء الفضیلہ صفحہ ۱۹۵)

اس حوالے سے قابل قبول یا اس سے قریب تاریخ کی تائید سید جعفر بحر العلوم نے اپنی کتاب ''تحفۃ العالم'' میں کی ہے ''سید ابو علی عمر اللہ نے جس کے ہاتھوں حجر اسود کو واپس لایا گیا اور سید موصوف امیر حجاج تھا اور انہوں نے ۳۳۹ھ میں حجر اسود کو اپنی جگہ واپس رکھا اور قرامطہ کے پاس یہ بائیس سال رہا اور اسی سید موصوف نے اپنے جد بزرگوار امیر المومنینؑ کا قبہ اپنے خالص مال سے بنوایا تھا اور یہ حسینؑ کی ذریت سے ہے اور ان کا لقب ذی الدمعہ ہے اور ان کا پورا شجرہ یہ ہے، ابو علی عمر ابن یحییٰ جو کوفے میں رہتا تھا ابن الحسین النقیب الطاہر ابن ابی عاتقہ احمد جو شاعر و محدث تھا اور بن ابو علی عمر ابن ابوالحسین یحییٰ جو اصحاب امام موسیٰ کاظمؑ میں سے تھا اور ۲۵۰ھ میں قتل ہونے کے بعد اس کا سر مستعین کے قصر میں لے جایا گیا۔

(تحفۃ العالم جلد اول صفحہ ۲۷۲)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ساتویں تعمیر ----- ۳۶۹ھ

عضدالدولہ بویہی کی تعمیر

عراق میں جو تعمیراتی کام عضدالدّولہ بویہی کے دور میں دیکھا گیا اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔

ابن اثیر لکھتا ہے ''عضدالدّولہ نے بغداد کی تعمیر ۳۶۹ھ/ ۹۸۰ء میں شروع کی۔ جو مسلسل فتنوں کی وجہ سے خراب ہوتا جارہا تھا لہٰذا اس نے وہاں مساجد، بازاروں کی تعمیر کی، اور آئمہ مساجد، مؤذنین، علماء، قرّاء، غرباء، ضعفاء جو مساجد میں رہتے تھے مال کی فراوانی سے نوازا اور پچھلے بادشاہوں کے دور جو میں عمارتیں خراب حالت میں تھیں اُن کی تعمیر کروائی جو نہریں بند ہوگئی تھیں انہیں دوبارہ کھدوایا اس طرح لوگوں کے کندھے سے کدال و بیلچہ چھڑوایا اور عراق سے مکّہ معظمہ تک کے راستے صحیح طریقے سے بنوائے اور مکہ معظمہ میں رہنے والے اہل شرف وضعفاء اور مکّہ کے آس پاس رہنے والوں کے درمیان ارتباط قائم کیا۔ اسی طرح مزار علیؑ و حسینؑ بھی بنوایا اور لوگوں کو سکھ وچین کا سانس ملا اور فقہاء، محدّثین، متکلمین، مفسّرین، اُدباء، شعراء، علمائے نسب شجرہ نسب جاننے والے، اَطباء، ریاضی دانوں، اور مہندسیوں (انجینئروں) کے لئے وظیفے مقرر کیے اور اپنے وزیر نصر بن ہارون جو نصرانی تھا اس کو خرید وفروختگی کے لئے دکانیں بنانے کی اجازت دی اور فقراء میں مال تقسیم کروای، ابن اثیر نے یہ بھی کہا ہے ''اُس کی عمر وفات کے وقت ۴۷ سال تھی اور وہ عاقل، فاضل، اچھا سیاستدان، صابر، باہمّت، اہل فضیلت کے لئے اچھی سوچ رکھنے والا سخی، دست دراز، موقع محل سمجھ کر خرچ کرنے والا، انجام کار میں نظر رکھنے والا، عدل و انصاف کرنے والا، اہل علم کو پسند کرنے والا انسان تھا، اس طرح وہ علماء کا منظور نظر بنا تو انہوں نے اس کے نام پر عظیم کتابیں تالیف کی ان میں سے ابوعلی فارسی ہے جس نے اس کے نام پر کتاب تالیف کی اسی طرح ابو اسحاق نے اس کی حکومت کے حوالے سے کتاب لکھی، وہ ہر سال کے شروع میں بہت زیادہ مال نکال کر تمام بلاد میں جو اس کی حکومت کے اندر تھی، صدقہ کرتا تھا۔ اُن کی بعض خدمات کی طرف محمد جواد فخر الدین نے اشارہ کیا ہے۔ انہی میں سے وہ بیمارستان بھی ہے جسے اُس نے بغداد میں بنوایا تھا۔ ⁰

⁰ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۷۰۵

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ابن طاؤس کی روایت ہے کہ "ہمیں یحیٰی ابن علی نے جو مزار امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کا خازن تھا، کہا کہ اس نے اپنے باپ دادا شیخ ابی عبداللہ محمد بن السری جو ابن البری سے مشہور ہے اور روضہ کے قریب میں رہتا تھا اسے ایک کتاب ملی جس میں لکھا ہے کہ عضد الدّ ولہ نے مزار علیؑ اور مزار حسینؑ کی زیارت ماہ جمادی الاوّل ۳۷۱ھ میں کی سب سے پہلے وہ حائر آیا ہے اور امام حسینؑ کی زیارت کی اُس کے بعد کوفے میں داخل ہوا اور مزار علی ابن ابی طالبؑ کی زیارت کی اور وہاں پر موجود صندوق میں کچھ درہم ڈالے بعد میں علویوں کے درمیان تقسیم کئے۔ تو ہر ایک حصے میں ۲۱، ۲۱ درہم آیا، اور وہاں علویوں کی تعداد ۱۷۰۰ تھی، اور وہاں کے مجاورین کے لئے ۵۰۰۰ درہم، زائرین کے لئے ۵۰۰۰ درہم اور وہاں نوحہ کناں کے لئے ۱۰۰۰۰ درہم اور قرآن پڑھنے والے فقہاء، منتظمین جن میں سے خازن نائبین، ابوالحسن علوی، ابوالقاسم بن عابد اور ابو بکر سیار کے ہاتھوں کافی مال دیا"٥

سید محسن امین نے دیلمی کی روایت نقل کی ہے جس میں اس نے ہارون رشید کی عمارت کے بارے میں گفتگو کی ہے جو کہ ایک قبہ اور چار دروازوں پر مشتمل تھا۔ جب عضد الدّ ولہ وہاں پہنچا تھا اور وہاں تقریباً ایک سال قیام کیا اور اس کے ساتھ اس کی فوج بھی تھی اور وہیں اطراف سے ہنر مند اور استادوں کو بلایا اور مذکورہ عمارت کو گروایا اور کثیر مال خرچ کر کے ایک شاندار عمارت تعمیر کی۔

(ارشاد القلوب جلد اول صفحہ ۴۳۶)

یہ بات واضح ہے کہ دیلمی کو یہاں عمارت عضد الدّ ولہ اور رشید کی عمارت کے درمیان اشتباہ ہوا ہے اور مبالغہ کیا ہے کہ عضد الدّ ولہ اپنی فوج کے ساتھ وہاں تقریباً سال عمارت مکمل ہونے تک قیام کیا۔ اگر ہم عضد الدّ ولہ کی حالات زندگی کا طائرانہ جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بغداد میں چند مہینے نہیں ٹھہر سکتا تھا کیونکہ اس کی جنگی مصروفیات بلاد فارس و عراق وغیرہ میں زیادہ تھی تو اس نجف میں اتنا لمبا قیام کیسے کر سکتا ہے اور اس بات کو سیّد جعفر بحر العلوم بھی نہیں مانتے ہیں اور ان کے ساتھ محمد جواد فخر الدین نے بھی اپنی کتاب میں اس روایت کو رد کیا ہے۔ "لگتا ہے دیلمی نے اس بات میں زیادہ مبالغہ سے کام لیا ہے کیونکہ یہ تصوّر سے خالی ہے کہ عضد الدّ ولہ عمارت کو مکمل ہونے تک وہاں مکمل ایک سال ٹھہرا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے لئے بہت سارے اہم حکومتی وانتظامی وسیاسی ذمہ داریاں تھی"۔

(صفحہ ۲۴۸)

---

٥ فرحۃ الغری صفحہ ۸۶

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور سید محسن امین نے یہاں اس عمارت سے متعلق صاحب عمدۃ الطالب کے قول کو بھی بیان کیا ہے "کہ عضد الدّولہ نے وہاں اوقاف معیّن کیا تھا اور اس کی یہ عمارت ۷۵۳ھ/ ۱۳۵۲ء تک باقی نہیں رہی اور دیوار جس پر لکڑی کی کاشہ کاری کی تھی وہ سب ختم ہوا تھا اور اس کے بعد میں جلایا گیا اس کی جگہ نئی عمارت بنی جو آج ہے لہٰذا عضد الدّولہ کی عمارت زیادہ عرصہ نہیں رہی اور آلِ بویہ کی قبور مشہور ہیں جو نہیں جلی تھیں۔"

(اعیان الشیعہ جلد ۳ صفحہ ۵۳۷)

اور اس عمارت کے جلنے کی بات کو سیّد محسن امین نے صحیح مانا ہے کیونکہ عبدالرحمٰن العتایقی الحلّی جو نجف اشرف کے مجاور تھے اور ان کی کتاب کا روضہ علوی کی الماری میں ایک نسخہ تھا جسے اس نے ماہ محرم ۷۵۵ھ/ ۱۳۵۴ء میں مکمل کیا تھا۔ وہ کہتا ہے اسی سال روضہ مقدس کو آگ لگی تھی۔ پھر ۶۷۰ھ/ ۱۲۸۲ء سے بہتر طریقے سے اور شاندار انداز میں تعمیر ہوئی۔

(فرحۃ الغری صفحہ ۹۹)

اور موصوف اس جلنے کے حوالے سے دیلمی سے زیادہ جانتے ہیں کیونکہ اس نے خود اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور دیلمی اس سے متاخر ہے کیونکہ اس کی وفات ۸۴۱ھ/ ۱۴۳۷ء میں ہوئی تھی۔ یہ ہم نے پہلے کہا تھا کہ دیلمی کی تمام روایات جو قبر مطہر اور عمارت روضہ سے متعلق ہیں بجس نہیں ہے اطمینان ہے کیونکہ اس کے بارے میں مشہور ہے وہ بھولتا زیادہ تھا۔

جہاں تک عضد الدّولہ کے عظیم کارنامے کی بات ہے جو انہوں نے روضہ مقدس کی خدمت میں انجام دی ان میں پانی کا انتظام جس کے لئے انہوں نے فہم و فراست کی اپنے زمانے میں انتہا کر دی۔ کیونکہ یہ مشہور ہے کہ نجف اشرف ایک پہاڑی تھی جو موجودہ کوفہ میں دریائے فرات کی سطح سے زیادہ بلندی پر واقع تھی۔ پانی اس بلندی پر پہنچانے کے لئے بہت سے لوگوں نے کوشش کی لیکن عضد الدّولہ کی کوشش کامیاب ہوئی۔ لیکن زمانے کی نشیب و فراز کی وجہ سے دوبارہ یہ سلسلہ جلد ختم ہوا تو نجف میں پانی کا مسئلہ پھر ہوا اور یہ مسئلہ اس وقت حل ہوا جب الحاج محمد بوشہری جس کا لقب معین التجّار تھا نے ۱۹۲۷ء میں پانی پھینکنے کا پمپ خریدا اور اسی سال ہر گھر میں پانی کو تقسیم کیا گیا اور محمد کاظم طریحی کے مطابق ۱۹۴۳ء میں پانی و بجلی کے منصوبے کی بنیاد رکھی گئی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سیّد جعفر بحر العلوم مزید آگے اس حوالے سے لکھتے ہیں، دولت عثمانیہ نے جب یہ محسوس کیا کہ نجف کے لئے کوئی نہر نکال کر پانی لے جانا مشکل ہے تو یہ جنگ عظیم اوّل سے پہلے یہ طے کیا کہ پمپ کے ذریعے ہی اس مسئلے کو حل کیا جائے اور اسی سال ایک جرمن کمپنی سے پائپ خریدنے کا معاہدہ طے ہوا تھا جو کہ کوفہ اور نجف کے درمیانی راستے میں بچھانا تھا لیکن جنگ کی وجہ سے یہ منصوبہ مکمل نہیں ہوسکا اور پائپ وہیں پڑے رہے یہاں تک کہ بعد میں اس کے اندر ریت جانے سے خراب ہوا۔

(تحفۃ العالم جلد اول صفحہ ۲۷۳)

شیخ محمد حسین نے اعیان الشیعہ سے اس حوالے سے ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے عضد الدولہ کے انجینئروں کی مہارت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے ایک ٹینڈر بنایا تھا جو قناۃ آل بویہ سے مشہور تھا۔ جو انہوں نے دریائے فرات سے کھودا تھا پھر زمین کو چیرتا ہوا نجف تک پہنچا پھر نجف کو نیچے سے چیرا گیا اور پانی شہر کے غرب میں نچلی طرف گرایا جہاں بحر نجف تھا تو وہاں ایک چشمہ وجود میں آیا اور یہ پانی جا کر اس چشمے سے مل گیا جس کی وجہ سے یہ پانی میٹھا نہیں ہوا اور پانی اسی چشمے سے جاری رہا جو پانی کے علاوہ باقی ضروریات کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے اور دو نالیاں کھودی گئیں ایک اوپر اور دوسری نیچے جن میں ایک پانی کے لئے تھی جبکہ دوسری ہوا کے آنے جانے کے لئے اور راستے میں جگہ جگہ سوراخ رکھے گئے تھے تا کہ ان نالیوں کی صفائی ستھرائی کے ساتھ خراب ہونے کی صورت میں اس کو ٹھیک کیا جائے جس کے آثار اب بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ حرز الدّین نے اپنے جدّ کی کتاب النوادر سے کنویں اور نالیوں کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا ہے کہ ان کے راستے اور کھودنے کے طریقے اور اندر سے ڈھانپے۔ گہرائی وغیرہ شامل ہیں، مثلاً شہر کے حدود میں ایک کنواں کی گہرائی چالیس ہاتھ یعنی تیس میٹر سے زیادہ تھی۔ اس زمانے میں بے سروسامانی کی حالت میں اور اس سخت زمین کو اتنی مقدار تک کھودنا محنت کا اعلیٰ مثال ہے اور اس میں مبالغہ نہیں کر رہا ہوں کہ یہ کھودنے والے دن میں آدھے میٹر سے زیادہ نہیں کھود سکتا تھا اس کی وجہ کنویں کی تنگی تھی جس کے اندر دو یا تین آدمی سے کام نہیں کر سکتے تھے اور زمین کی سختی اپنی جگہ لیکن ان تمام مشکلات کے باوجود ان کی فہم وفراست اور ان کے انجینئروں کی بدولت ۳۶۹ھ/۹۸۰ء میں اس منصوبے کو مکمل کرنے میں کامیاب ہوا۔ **Lastrange.K** نے یہاں پر مستوفی سے اپنی کتاب میں نقل کی ہے ''عضد الدولہ البویھی نے ۳۶۶ھ/۹۷۷ء میں روضہ مقدس کی تعمیر کی جو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مستوفی کے زمانے تک قائم ودائم تھا اور وہ موضع اس وقت ایک چھوٹا شہر تھا جو ۲۵۰۰ قدم پر محیط تھا اور ابن اثیر کی تاریخ میں آیا ہے کہ عضد الدّ ولہ ان کی وصیت کے مطابق اسی شہر میں دفن کیا گیا اور ان کے بعد ان کے دونوں بیٹے شرف الدّ ولہ اور بھاء الدّ ولہ بھی یہاں دفن ہوئے اور ان کے آثار بعد میں آنے والے بہت ساروں نے دیکھا۔ ⊙

ابن کثیر نے اپنی کتاب البدایۃ میں لکھا ہے ''عضد الدّ ولہ ماہ شوال ۳۷۲ھ/ ۹۸۲ء میں انتقال ہوا اور اس کا جنازہ لا کر مزار علیؑ میں دفن کیا گیا جہاں رافضی اور شیعہ ہیں اور اس کی قبر پر لکھا ہوا تھا: یہ عضد الدّ ولہ تاجِ شجاع رکن الدّ ولہ کی قبر ہے اور یہ اس متّقی امام کی مجاورت سے زیادہ محبّت کرتا تھا (یَوْمَ تَأْتِیْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا)۔ ⊙

اور سید محسن امین اپنی کتاب اعیان الشیعہ میں لکھتے ہیں ''عضد الدّ ولہ نے اپنے لئے نجف میں مزار مقدس کے جوار میں مغرب کی جانب ایک عظیم قبّہ بنوایا تھا اور خود کو وہاں دفن کرنے کی وصیت کی تھی اور بعد میں اس کی وصیت پر عمل ہوا اور سلطان سلیمان عثمانی جب ۹۴۰ھ/ ۱۵۳۳ء عراق میں داخل ہوا تو اسے گرا دیا اور اسے بکتاشی گروہ کے لئے تکیہ قرار دیا اور یہ اس وقت تک باقی رہا اس کا دروازہ صحن شریف کے مغرب کی طرف کھلتا ہے اور بعض کا گمان ہے یہ کام سلطان سلیم نے انجام دیا تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ اس کا بیٹا سلیمان نے کیا تھا سلیم کی طرف منسوب اس کی شہرت کی وجہ سے ہوا تھا''۔ ⊙

شیخ محمد حسین حرز الدّین نے بھی روایت کی ہے'' کہ عضد الدّ ولہ بویہی کی قبر حرم امیر المومنینؑ کے مشرق کی طرف کے رواق کے سرداب میں ہے۔ جو ایوان طلاء کا مدخل ہے اور اس سرداب کا دروازہ صحن میں چراغ کے نیچے ہے اور زائر اسی مدخل سے ہاتھ میں روشنی لے کر اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ داخل ہوتا ہے اور اس جگہ پہنچ جاتا ہے جہاں عضد الدّ ولہ کی قبر ہے اور اس کی قبر پر ایک نفیس پتھر کی لوح پر لکھا ہوا ہے'' یہ سلطان عضد الدّ ولہ بن رکن الدّ ولہ بن سلطان البویھی کی قبر ہے جس نے اپنے آپ کو امیر المومنینؑ کے قدموں میں دفن کرنے کا حکم دیا تھا تا کہ ان کی مرقد میں عضد الدّ ولہ کے سراور شانے کے

⊙ تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۹۳، ۹۴

⊙ تاریخ کامل ابن کثیر جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۲

⊙ اعیان الشیعہ جلد ۵ صفحہ ۵۳۸

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اوپر آئے اور آل بویہ کے باقی مشہور شخصیات جیسے بھاء الدّولہ صحن میں باب التکیۃ کے پاس دفن ہیں''۔ ۞

مرقد کی عمارت جلنے کے بعد

عضد الدّولہ کی عمارت تقریباً چار صدیوں تک باقی رہی لیکن ۷۵۵ھ/ ۱۳۵۴ء میں روضہ کی عمارت کو آگ لگنے کی وجہ سے بہت بڑا نقصان ہوا۔ جیسا کہ سیّد محسن الامین نے اپنی اعیان الشیعہ میں عبدالرّحمٰن العتائقی کی کتاب ''الاماقی فی شرح الایلاقی'' سے نقل کیا ہے اور یہ شخص اس زمانے میں حرم میں مجاور تھا اور اس آگ کو دیکھنے والے عینی شاہدین میں سے تھا اور اس کی کتاب مخطوطہ کی شکل میں ابھی روضہ کے خزانے میں موجود ہے۔

سید محسن امین ذکر کرتے ہیں کہ عتائقی کہتے ہیں کہ ۷۶۰ھ/ ۱۳۵۷ء میں مرقد مطہر سابقہ حالت سے بہتر طریقے میں موجود تھا لیکن وہ کیفیت تجدید کا ذکر نہیں کرتا ہے۔ نہ یہ ذکر کرتا ہے کہ کس نے عمارت کی اصلاح کی۔ ۞

شیخ جعفر محبوبہ نے اپنی کتاب میں اس بات کو ترجیح دی ہے کہ یہ عمارت بعد میں ایلخانیوں نے بنوائی تھی جیسا کہ وہ لکھتے ہیں: ''ایلخانیوں کی حکومت کے زمانے میں نجف میں جو مساجد و مدارس و مکانات کی تعمیرات ہوئی تھی اس دوران انہوں نے روضہ علوی کی تعمیر بھی کی تھی'' کیونکہ شیخ کے پاس نجف و کربلا کے حوالے سے بہترین آثار موجود ہیں تو ہمارا بھی اعتقاد ہے کہ یہ عمارت انہوں نے ہی بنوائی تھی''۔ ۞

لیکن محمد حسین کتابداری نجفی نسب شناش کہتے ہیں: ''اس عمارت کی اصلاح بہت سارے بادشاہوں نے کی ہے اور میں خود یہاں عضد ولہ کی تعمیرات کے آثار دیکھے ہیں''۔

اس بات کی مزید توسیع ڈاکٹر سعاد ماہر نے بہت سارے علمی و عملی تحلیلات کے ساتھ اپنی کتاب ''مشہد امام علیؑ'' شیخ جعفر محبوبہ کی متابعت میں بیان کی ہے اور موصوفہ نے تاریخ ابن اثیر کی بات کو

۞ تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۹۴

۞ اعیان الشیعہ جلد ۵ صفحہ ۳۸

۞ ماضی النجف وحاضرھا جلد ۱ صفحہ ۴۸

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ترجیح دی ہے کہ سلطان غازان ایلخانی نے مشہد مقدس میں دارالسیادہ کے نام سے خاص طور سے سادات کے لئے ایک عمارت بنوائی تھی۔

اور اس میں صوفیوں کے لئے ایک خانقاہ بھی بنوائی تھی اس کے بعد حرم کے مغرب کی جانب کچھ عمارات بنوائیں تھیں مثلاً مسجد بالائے سر جس کے محراب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساتویں صدی ہجری میں بنی ہے اور اس مسجد کی عمارت مشہد سے ملحق ہے۔①

ڈاکٹر حسن حکیم اس عمارت کو اویس بن الجلائری سے منسوب کرتے ہیں کیونکہ ڈاکٹر علی الوردی کے مطابق جلائری نے ہی اس عمارت کی تجدید کی تھی اور سنگ مرمر بچھایا تھا۔

(المفصل فی تاریخ النجف جلد ۲ صفحہ ۴۴)

لیکن اور ایک مصنف محمد القوینی کہتے ہیں کہ میں اس بات کو نہیں مانتا لیکن یہ بات حقیقت سے زیادہ قریب ہے کیونکہ ابو اُویس شیخ حسن جلائری خود حرم میں مدفون ہے اور اس کا بیٹا امیر قاسم بن سلطان حسن نویان الجلائری ۷۶۹ھ/ ۱۳۶۷ء کو فوت ہوا تھا اور اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے تھے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حقیقت سے قریب تر یہ ہے کہ مذکورہ عمارت ان کے والد شیخ حسن الجلائری نے تعمیر کی ہے جو ۷۵۷ھ/ ۱۳۵۶ء کو بغداد میں فوت ہوئے بعد میں نجف اشرف میں لاکر صحن شریف کے شمال کی جانب ایلخانیوں کے خاص قبرستان میں دفن کیا گیا۔

امیر تیمور لنگ نے بھی تعمیر روضۂ مبارک میں شرکت کی تھی کہ اس نے ۸۰۳ھ/ ۱۴۰۰ء کو نجف اور کربلا کی زیارت کی تھی۔ شیخ محمد حسین کے مطابق انہوں نے نجف و کربلا میں تقریباً بیس دن قیام کیا اس دوران انہوں نے ان کی تعمیرات میں بھی حصہ لیا۔②

شیخ محمد کاظم طریحی نے مستشرق انگریز Mr.Brown کی کتاب ''تاریخ ایران'' پر اعتماد کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ ۹۴۱ھ/ ۱۵۳۴ء کے اواخر میں سلطان سلیمان نے عراق کو قانونی اعتبار سے ایرانیوں سے واپس لیا تھا اور پھر اصلاحی کام انجام دیا نجف، کربلا کی زیارت کی اور صفویوں سے زیادہ اصلاحات کی اور ان کی معیت میں ایک بڑی جماعت تھی جس کے بارے میں شیخ نے بیان کیا ہے: ''اس

---

① مشہد الامام علی صفحہ ۱۳۴

② تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۲۳۲

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں کوئی شک نہیں کہ بعض روایت کے مطابق ایک شخص ایک بڑی جماعت میں سے اس وقت نکلتا ہے جب اس کی نظر دور سے حرم مطہر کے گنبد پر پڑتی ہے تو اپنے گھوڑے سے اتر کر پیدل چلنے لگتا ہے۔ جب سلطان ناس کی وجہ دریافت کی تو اس نے جواب دیا کہ وہ خلیفہ رابع کی عزّت و تکریم کی خاطر ایسا کرتا ہے یہ سن کر سلطان تھوڑا سا متردد ہوا تو اس نے قرآن کریم سے استخارہ نکالا تو یہ آیت نکلی "فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى" یہ دیکھ کر وہ بڑا حیران ہوا اور اپنے گھوڑے سے اترا اور پیدل چلنے لگا۔

(تاریخ ایران جلد ۲ صفحہ ۱۸۱)

آٹھویں تعمیر............صفوی عمارت

روضہ مقدس کی موجودہ عمارت کے بارے میں سیّد محسن الامین نے اپنی کتاب اعیان الشیعہ میں لکھا ہے کہ اہل نجف کے درمیان یہ بات مشہور ہے کہ یہ تعمیر سب سے پہلے شاہ عباس صفوی اوّل نے کروائی تھی۔ جس کی انجینئرنگ اس زمانے کے مشہور معمار شیخ بہائی نے کی تھی اور انہوں نے گنبد کے سفید رنگ کو سبز رنگ میں تبدیل کیا تھا۔○

کتاب ''نزہۃ اھل الحرمین'' کے مؤلف نے ''البحر المحیط'' سے نقل کیا ہے کہ اس کی ابتداء تو ۱۰۴۸ھ/ ۱۶۳۷ء میں شاہ عباس صفوی کے حکم سے ہوئی تھی لیکن یہ عمل جاری رہا اور مکمل ہونے سے قبل شاہ صفوی ۱۰۵۲ھ/ ۱۶۴۲ء میں انتقال کر گئے تو پھر بعد ان کے بیٹے شاہ عباس ثانی نے اسے مکمل کیا اور یہ بعد میں شاہ عباس کی طرف منسوب ہوا ہے۔○

اس پورے واقعے کا خلاصہ سیّد محسن الامین یوں فرماتے ہیں کہ روضہ مقدس کی شاہ عباس اوّل کے زمانے میں تعمیر شروع ہوئی اور ان کی وفات کے بعد جا کر یہ مکمل ہوا۔ اس کے بعد مرور ایام کے ساتھ جو خرابی ہوئی تھی دوبارہ تعمیر ان کے پوتے شاہ صفی کے زمانے میں ہوئی مثلاً انہوں نے صحن کو وسیع کیا۔○

○اعیان الشیعہ جلد ۵ ص ۵۳۸

○نزہۃ اھل الحرمین صفحہ ۲۰۰

○اعیان الشیعہ جلد ۵ صفحہ ۵۳۸

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

شاہ عباس اوّل نے اس زمانے میں روضہ کی جو اصلاح کی تھی وہ آج اس کی اصل صورت باقی نہیں ہے بلکہ اس میں تبدیلیاں آچکی ہیں۔

شیخ محمد الکوفی نے کتاب نزہۃ الغریٰ میں بیان کیا ہے کہ شاہ عباس اوّل نے بغداد پر ۱۰۳۳ھ/ ۱۶۲۳ء میں قبضہ کیا تھا پھر نجف میں زیارت امیر المومنینؑ کے لئے گئے اور زیارت کے بعد شاہ اسماعیل کی بنوائی ہوئی نہر کی تعمیر شروع کی اور اسے مسجد کوفہ تک پہنچایا۔ کیونکہ اس کا عزم تھا کنویں کھدوا کر کسی نہ کسی صورت روضۂ مبارک میں پانی پہنچا دے۔ لہٰذا دوسرے سال نجف کی دوبارہ زیارت کے لئے آئے تو بغداد واپس جاتے ہوئے اپنے وزیر اور زینل بک کے ساتھ پانچ آدمیوں کو وہاں چھوڑ گیا اور انہیں روضۂ مبارک و صحن شریف کی تعمیر کرنے کا حکم دیا۔①

اس حوالے سے شیخ محمد حسین حرز الدین قدرے زیادہ وضاحت کے ساتھ شاہ عباس اوّل کی اصلاحات کو بیان کیا ہے وہ "تاریخ عالم آراء" پر اعتماد کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ شاہ عباس اوّل نے نجف اشرف کی ۱۰۳۳ھ/ ۱۶۲۳ء میں دو مرتبہ زیارت کی پہلی مرتبہ اس نے وہاں دس دن قیام کیا اس دوران انہوں نے اپنے جدِ اعلیٰ شاہ طہماسب کی کھدوائی ہوئی نہر طہماز یہ کی صفائی کروائی کیونکہ یہ نہر نہایت اہم تھی اس لئے کہ اس کے ذریعے نجف تک پانی پہنچتا تھا جہاں سے لوگ پانی حاصل کرتے تھے اور اضافی پانی یہاں سے گزر کر بحر نجف میں جا گرتا تھا۔

جب انہوں نے دوسری مرتبہ نجف کی زیارت کی تو اس دوران انہوں نے گنبد علویہ کی تعمیر نو اور حرم کی توسیع کروائی۔ اس تعمیر میں تین سال لگے۔ اس میں رواق عمران کا تھوڑا حصہ گرا کر صحن میں شامل کیا گیا تا کہ عمارت کا زاویہ مربع اور اس کی انجینئرنگ خوبصورت ہو جائے۔

اس کے بعد محمد حسین حرز الدین کتاب "المنتظم الناصری" سے بھی اسی بات کو یوں نقل کرتے ہیں کہ شاہ عباس اوّل نے نجف کی زیارت کی اور روضۂ مبارک کی تزین و آرائش کروائی۔②

یہاں پر شیخ جعفر محبوبہ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ۱۰۴۲ھ/ ۱۶۳۳ء میں شاہ صفی کے حکم سے سرزمین نجف پر فرات کا پانی پہنچایا گیا تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جو مذکورہ تین سال

---

① نزھۃ الغری جلد ۲ ص ۱۸۳

② تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۲۸۷، ۲۸۸

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حرم کی تعمیر میں لگے وہ تعمیر دراصل شاہ صفی نے کی تھی۔ ⓪

کتاب نزہۃ الغریٰ میں کچھ مطالب کے بیان میں اشتباہ ہوا ہے۔اس ایک وجہ شاید یہ ہے اس زمانے میں نجف ایک مرتبہ پھر ترکوں کے ہاتھوں میں آیا تھا۔ ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء میں پورے شہر کا محاصرہ کیا تھا۔ ۱۰۳۵ھ/ ۱۶۲۵ء کو سلطنت عثمانی کے والی مراد باشاہ یہاں آئے تو اس وقت حکومتی صورت حال کچھ ٹھیک نہیں تھی اس لئے کہ عثمانی اور صفوی فوجوں کے درمیان لڑائی چل رہی تھی۔

۱۰۴۲ھ/ ۱۶۳۲ء کو شاہ عباس اوّل کے پوتے شاہ صفی نے نجف کی زیارت کی اور اپنے وزیر میرزا تقی خان کو گنبد مرتضویہ کی تعمیر نو اور حرم کی توسیع کرنے کا حکم دیا تو وزیر نے نجف اشرف میں تمام کار مندان و باہنر افراد کو جمع کیا اور دلجمعی کے ساتھ تعمیر حرم میں مشغول ہوئے اس کے لئے نجف کے جنوب مغرب کی طرف سے سفید پتھر لائے گئے تا کہ خوبصورتی میں مزید اضافہ ہو۔اس طرح انہوں نے وہاں مجاورین، زائرین، فقراء کے دارالشفاء، باورچی خانہ، زائرین کی خاطر مہمان خانے، صحن شریف کے اندر وضو کرنے کے لئے پانی کا حوض، زائرین کے قیام کے لئے ایوان وغیرہ بنوائے یہ تمام کام تین سال کی مدت میں مکمل ہوا۔

سیّد جعفر بحر العلوم کے مطابق شاہ صفی نے عتبات مقدسہ کی زیارت ۱۰۴۱ھ/ ۱۶۳۱ء کو کی تھی مگر تجدید قبہ مرتضویہ اور توسیع حرم کا عمل ۱۰۴۲ھ میں انجام دیا تھا اور اسی بات کو روضہ کی عمارت کی تاریخ لکھنے والے تمام حضرات نے بیان کیا ہے جن میں سرفہرست سیّد محسن الامین ہیں۔

شیخ محمد الکوفی الغروری اور شیخ محمد حسین حرز الدّین کے درمیان دونوں حرم امام کی تعمیر نو میں توافق نہیں پایا جاتا۔اسی طرح تنظیف نہر کی نسبت شاہ عباس اوّل کی طرف ہونے میں بھی اتفاق نہیں ہے۔لیکن اس بات پر دونوں متفق ہیں کہ شاہ عباس اوّل نے اپنے زمانے میں عمارت کی اصلاح کی تھی اور نجف تک پانی پہنچایا تھا۔لیکن دوسری طرف شاہ صفی نے اپنے دور میں نہ صرف حرم کی تعمیر نو کی بلکہ حلّہ کے قریب سے کوفہ تک نہر کھدوائی ور وہاں سے خورنق پھر خورنق سے زیر زمین نالیاں نجف تک بنوالیں اور شہر میں ایک حوض بنوایا تا کہ پانی وہاں جمع ہو پھر وہاں سے شہر میں سپلائی کیا۔اس کے بعد وہاں سے ڈول کے ذریعے اوپر شہر کی گلیوں اور صحن شریف میں پہنچا۔

⓪ ماضی النجف وحاضرھا جلد ۱ صفحہ ۴۷

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ عمارت تمام قدیم وجدید عمارتوں سے منفرد و ممتاز ہے کیونکہ علمی حوالے سے پوری دنیا میں اس طرح کی اچھی انجینئرنگ سے بنائی ہوئی عمارت موجود نہیں ہے۔ ⊙

اس حوالے سے شیخ جعفر محبوبہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اس حوالے سے تمام اساتذہ فن متفق ہیں کہ موسم گرما ہو یا سرما روضہ مقدس میں وقت زوال اور طلوع وغروب کا وقت معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ باب کبیر ایسی جگہ بنایا گیا ہے جہاں سے سال کے اکثر ایام میں سورج طلوع ہوتے ہی اس کی روشنی روضہ مقدس میں داخل ہوتی ہے اور پھر وہاں سے شہر کے مشرقی دروازہ اور بازار میں ہر طرف پھیل جاتی ہے اس منظر کو میں خود دیکھ چکا ہوں۔

اس دروازے کی خاص انجینئرنگ کو میں نے آج تک کسی اور عمارت میں نہیں دیکھا۔ کیونکہ اس کے اندر بائیں جانب سورج کی کرنیں پڑنے سے قوس وقزح بن جاتی ہے جس کی وجہ سے اندر وقت زوال کی تعیین ہو جاتی ہے یہ اس وقت ہوتا ہے جب سورج قوس کے درمیان میں پہنچتا ہے۔ ⊙

نویں تعمیر.................۱۱۵۶ھ

عمارتِ نادر شاہ درّانی

اگر نجف کو ہم سابقہ صدی کے نصف اواخر میں دیکھیں تو یہ شہر اس قدر وسعت و رونق میں نہیں تھا جتنا آج ہے۔ جہاں آج حرم مطہر کے میناروں کو دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ اس حقیقت کا اندازہ اس وقت بھی ہوا جب مشہور جرمنی سیاح (C.Neibur) ۱۷۶۵ھ میں نجف اشرف پہنچا تھا۔ تو وہ یوں لکھتا ہے کہ ”اس کی چھت پر کثیر رقم خرچ کی گئی ہے جس سے اس کی تزئین و آرائش دوبالا ہوگئی ہے اور اس کے اوپر سونے کا پانی چڑھا ہوا ہے، جس کی رونق وخوبصورتی کی مثال پوری دنیا میں نہیں ہے“۔

موسوعۂ نجف اشرف میں بھی ذکر ہے کہ اس کے بارے میں ایک انگریز سیاح Lofst جب نجف میں ۱۲۶۹ھ/ ۱۸۵۳ء میں پہنچا تھا تو جب اس کی نظر دور سے گنبد مبارک پر پڑی تو اس نے اپنے احساسات کا اظہار یوں کیا: ”یہ بڑا گنبد جو سونے سے ڈھکا ہوا ہے جس کو دور سے دیکھنے والے کی آنکھیں

⊙ تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ

⊙ ماضی النجف وحاضرھا جلد ۱ صفحہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خیرہ کرتی ہیں جب اس پر سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں تو اس وسیع صحراء میں یہ ایک سونے کا ٹیلہ جیسا لگتا ہے"۔

(موسوعۃ النجف الاشرف جلد ۴ ص ۲۰۷)

یہ تمام بیانات نادر شاہ درّانی کی عمارت کے متعلق ہیں۔ نادر شاہ نے حرمِ امیر المومنینؑ کی تعمیر میں جو اضافے کئے اس کی مثال نہیں ملتی۔ موجودہ روضہ اسی کی تعمیر ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اضافے ہوتے رہے ہیں۔

شیخ محمد حسین نے اپنی کتاب میں "تاریخ الجزیرۃ والعراق والنھرین" سے نقل کیا ہے کہ والیٔ عثمانیہ خاصکی باشاہ جس کی حکومت ۱۰۷۰ھ/ ۱۶۵۹ء میں ختم ہوئی تھی نے مرقد میر المومنینؑ پر ایک مینارہ کا اور اضافہ کیا تھا لیکن اس وقت اس کے کوئی آثار باقی نہیں ہیں اس کے چند برس بعد بنی عثمان کے بعض والیان جب نجف پہنچے تو انہوں نے شاہی نہر کی صفائی کروائی اس کے علاوہ اور بھی نہریں کھدوائیں تاکہ شہر میں پانی کا سلسلہ برقرار رہے اور ۱۱۲۶ھ/ ۱۷۱۴ء کو والی بصرہ حسن باشاہ نے روضہ مقدس کی تعمیر نو کی اور اسے خود انہوں نے مرقد مطہر میں رکھوادی اور اس کے اوپر مناسب کپڑے ڈھانپ دیئے۔ ۞

شیخ محمد حسین یہ بھی لکھتے ہیں کہ انہوں نے گنبد کی بھی تعمیر نو کی تھی "انہوں نے وہاں خوبصورت بلند و بالا چھت بنوائی تھی، یہ واقعہ ۱۱۲۹ھ/ ۱۷۱۶ء کا ہے، موصوف مزید آگے لکھتے ہیں کہ "دو سال بعد حرم کے اندر لکھے ہوئے کتبات رکھے گئے اور یہ حرم کے اندر سب سے پرانی تاریخ ہے جو آج تک ہے"۔ ۞

جب نادر شاہ افشاری ایران سے اپنی فوج کے ساتھ ہندوستان فتح کرنے کے لئے نکلا تو دہلی کے مقام پر ۱۷۳۸ء کو ان کے اور ہندوستانی فوج کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی جس کی وجہ سے ہندوستانی فوج کو بری طرح شکست ہوئی اور ہندوستانی بادشاہ شاہ محمد گرفتار ہوا لیکن نادر شاہ نے انہیں معاف کیا اور اس کی حکومت اس کو واپس دے دی اس کے عوض میں شاہ محمد نے اپنے اسلاف کے خزانے نادر شاہ کو پیش کئے جن میں تختِ طاؤس اور مشہور الماس جو آج کل حکومت برطانیہ کے پاس ہے اس کے علاوہ بے شمار قیمتی اشیاء شامل تھیں۔ ڈاکٹر علی الوردی لکھتے ہیں کہ نادر شاہ نے ۱۱۵۳ھ/ ۱۷۴۰ء کو ان

۞ تاریخ النجف الاشرف جلد ۱ صفحہ ۳۰۱

۞ تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۳۱۹

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں سے چند تحائف و ہدیے مرقد ابو حنیفہ اور دوسرے آئمہ کے مراقد کے لئے بھیجے اور جو تحائف مرقد علویؑ کے لئے مخصوص کئے تھے وہ بہت بڑے ہیں جو آج تک وہاں موجود ہیں اور احتمال قوی ہے کہ یہ وہی چیزیں ہیں جو انہوں نے ہندوستان سے لیں تھیں پھر انہوں نے بہت سارے اور بھی اموال بھیجے تا کہ مرقد مطہر کے گنبد، میناروں اور ایوان کے اوپر سونا چڑھا دیا جائے اور یہ کام ۱۱۵۵ھ/ ۱۷۴۲ء کو شروع ہوا۔

(مشہد الامام جلد ۲ ص ۱۲۲)

ڈاکٹر الوردی نے یہ بھی لکھا ہے کہ نادر شاہ نے عثمانی بادشاہ کو ۱۱۵۶ھ/ ۱۷۴۳ء میں یہ پیغام بھیجا جس میں انہوں نے رسمی طور پر مذہب جعفری قبول کرنے کا تقاضا کیا لیکن باشاہ کے علماء نے اس کا یوں جواب دیا ''شیعہ دین اسلام سے خارج ہے لہٰذا ان کو قتل کرنا اور قید کرنا شرعاً جائز ہے'' اور یہ جواب نادر شاہ تک پہنچا تو اس نے دولت عثمانیہ پر حملہ کرنے کی ٹھان لی، اور عراق کی جانب اس کی فوج بڑھی اور شہر مندلی سے داخل ہوئی پھر کرکوک، اردبیل کو ختم کرتے ہوئے ماہ ستمبر کے اواخر تک موصل کے قریب پہنچ گئی اور اسے بیالیس دن تک محاصرے میں رکھا اور آخر کار اس کے حاکم کے ساتھ صلح کرنے پر مجبور ہوئے اس کے بعد نادر شاہ وہاں سے بغداد کی طرف رخ کیا اور کاظمین میں اترے وہاں امام موسیٰ کاظمؑ اور امام محمد تقیؑ کے مرقد کے زیارت کی پھر دریا پار کر کے مرقد ابو حنیفہ کی زیارت کی اس کے بعد وہ اور والی بغداد احمد بادشاہ کے درمیان خط و کتابت جاری رہی یہاں تک کہ اس نے آخر کار اقرار کیا کہ مذہب شیعہ صحیح ہے اور یہ تصدیق کی کہ یہ مذہب امام جعفر الصادقؑ ہے پھر نجف میں جا کر حضرت امام علی ابن ابی طالبؑ کی زیارت کی اور وہاں گنبد دیکھا تو اسے سونے سے تعمیر کرنے کا حکم دیا۔''

(مشہد الامام جلد ۱ ص ۱۲۷)

سیّد جعفر بحر العلوم کہتے ہیں کہ حرم شریف میں سونے کا کام ۱۱۵۴ھ/ ۱۷۴۲ء کو شروع ہوا اور ۱۱۵۶ھ/ ۱۷۴۲ء کو تمام ہوا۔

(تحفۃ العالم جلد ۱ ص ۲۷۹)

نادر شاہ نے صرف یہ کام سرانجام نہیں دیا بلکہ روضہ مقدس کے لئے اعلیٰ قسم کے تحفے تحائف اور ہدیے بھی وقف کئے جیسا کہ سیّد محسن الامین نے اپنی کتاب اعیان الشیعہ میں بیان کیا ہے کہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

انہوں نے مشہد شریف کے لئے جواہر و تحفے اور بہت ساری چیزیں وقف کیں۔ یہ عطیات انہوں نے ۱۱۵۶ھ/ ۱۷۴۲ء یا ۱۱۵۴ھ/ ۱۷۴۱ء کو دیئے تھے اور اپنا نام باب شرقی کے اندر طاقچہ میں اس طرح لکھا:

"المتوکّل علی الملک القادر السّلطان نادر"

سیّد جعفر بحر العلوم کے مطابق انہوں نے "یہ ایوان شرقی پر جو رواق شرقی سے متصل ہے سونے کے حروف سے لکھا اور وہ عبارت یوں ہے:

"الحمد للہ تعالٰی قد تشرّف بتذہیب ہذہ القبّۃ المنوّرۃ و الرّوضۃ المطہّرۃ الخاقان الأعظم سلطان السّلاطین الأفخم أبو المظفر المویّد بتائید الملک القاہر السّلطان نادر ادمَا اللہ ملکہ و سلطنتہٗ"

اس کی تاریخ ۱۱۴۶ھ لکھی ہوئی ہے۔

(اعیان الشیعہ جلد ۵ ص ۵۴۸)

اسی طرح محمد حسین حرز الدین نے بھی مختلف کتابوں کے حوالے سے مثلاً اپنے جد بزرگوار محمد حرز الدّین کے حوالے سے لکھا ہے۔

سیّد جعفر بحر العلوم نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ شاہ کی زوجہ گوہر شاہ بیگم نے صحن مقدس کی دیواروں کی کاشہ کاری کے لئے ایک لاکھ ایرانی تومان عطا کئے تھے اور سیّدہ رضیہ بنت سلطان حسین الصفوی نے مسجد بالائے سر کی تعمیر کے واسطے بیس ہزار تومان عطا کئے۔

(تحفۃ العالم جلد ۱ ص ۲۷۵)

محمد حسین نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ سلطان نادر شاہ کی زوجہ ملکہ گوہر شاہ بیگم نے مرقد مقدس کی دیوار کی ترمیم کے واسطے ایک لاکھ نادری (سکہ) خرچ کئے اور صحن میں نئی قاشانی ٹائلیں لگانے کے لئے بے شمار رقوم عطا کیں اور یہ کام ۱۱۵۶ھ/ ۱۷۴۳ء کو شروع ہوا اور ۱۱۶۰ھ/ ۱۷۴۷ء کو مکمل ہوا۔ اسی طرح انہوں نے قیمتی پتھر سے بنی ہوئی تختی اور پانی گرم کرنے کے لئے سونے کے برتن روضۂ اقدس کو ہدیہ کیے۔ "۱۱۵۶ھ/ ۱۷۴۳ء کو حرم کے اندر گنبد پر کتابت کا کام بھی تمام ہوا" یہ تمام کتابت سفید لاجورد سے خوبصورت لکھائی میں ہے اور اس کے کنارے اوپر سے مزین ہیں اور یہ تمام کام سلطان نادر شاہ کے آثار

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں سے ہیں کیونکہ مذکورہ کام کاتب "مہر علی" کے ہاتھوں ۱۱۵۶ھ/ ۱۷۴۳ء کو مکمل ہوا ہے۔ ⓞ

محمد حسین حرز الدین نے اپنے والد کی ڈائری اور اپنے جد بزرگوار کی کتاب "النوادر" سے نقل کی ہے کہ سلطان نادر شاہ نے ۱۱۵۷ھ/ ۱۷۴۴ء کو بھی حرم مقدس کی زیارت کی تھی لیکن شاہ عباس اوّل کے بنائے مکانات جو حرم کے سامنے واقع ہے سے داخل نہیں ہوئے اور یہ جگہ کچھ عرصے بعد میں بازار بن گئی اب یہ نجف کے اہم اور بڑے بازاروں میں شمار ہوتے ہیں۔ بلکہ نادر شاہ ایک چھوٹی سی تنگ گلی جو باب قبلہ کی طرف تھی سے داخل ہوئے اور صاحب حرم کے سامنے اپنے آپ کو گرا کر انکساری کے ساتھ چلنے لگا۔ اس نیت سے انہوں نے اپنے گلے سے ایک سونے کی زنجیر باندھی اور ایک غیر معروف شخص سے حرم کی طرف ھنکوایا، یہ سونے کی زنجیر آج تک حرم کے باب شرقی کے ایوان میں لٹکائی ہوئی ہے۔ جس گلی سے نادر شاہ گزرا تھا جو بعد میں "عکد الزنجبیل" کے نام سے مشہور ہوئی۔

محمد عبود الکوفی نے اپنی کتاب "نزھۃ الغری" میں بیان کیا ہے کہ نادر شاہ الافشاری عراق کی طرف براستہ جانقین گیا اور موصل فتح کرنے کے بعد بغداد کی طرف ۱۱۵۶ھ/ ۱۷۴۳ء کو رخ کیا پھر دوسرے دن نجف اشرف میں براستہ حلہ داخل ہو گیا اور وہاں پر مذاہب اسلامیہ کے علماء کے لئے ایک مجلس منعقد کی جس میں مذہب جعفری کو مذاہب اربعہ کا پانچواں مذہب مقرر کیا۔ پھر ایک اقرار نامہ لکھا جو آج بھی روضہ حیدریہ میں محفوظ ہے۔ پھر گنبد اور ایوان پر سونا چڑھانے کا حکم دیا اس کے علاوہ ان کی زوجہ گوہر شاہ بیگم نے ایک لاکھ تومان نادری صحن کی کاشہ کاری اور تزئین کے واسطے اور بہت سارے مختلف انواع واقسام کے خوبصورت خوشبودار پتھر اور سونے کے پتھر عطا کئے"۔ ⓞ

ڈاکٹر الوردی نے بیان کیا کہ موصل میں پہنچ کر وہاں کے حاکم کے ساتھ صلح کی۔ انہوں نے اپنی کتاب "لمحات" میں بھی کہا ہے کہ نادر شاہ جس مقام پر آ کر ٹھہرا وہ نجف تھا وہاں پر انہوں نے ایک کانفرنس منعقد کی جس میں سنّی اور شیعہ کو متفق کرنے کیلئے اپنے اپنے علماؤں کو مدعو کیا تو انہوں نے کربلاء سے سیّد نصر اللہ حائری کو بلایا اور عثمانی بادشاہ سے ایک سنی بھیجنے کا تقاضا کیا جو عراقی سنّیوں کی نمائندگی کرے تو انہوں شیخ احمد السویدی کو بھیجا اور کانفرنس میں شیعوں کی نمائندگی شیخ علی اکبر نے کی جو

ⓞ تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۳۳۳

ⓞ نزھۃ الغری جلد ۲ صفحہ ۱۸۵، ۱۸۶، تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ ص ۳۳۴

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ایران میں ملا باشی کا متولی تھا اور یہ کانفرنس ۲۲/۱۰/۱۱۵۶ھ بمطابق ۱۱/۱۱/۱۷۴۳ء کو منعقد ہوئی اس میں مختلف قرار دادیں منظور ہوئیں بعد میں شیخ عبداللہ السویدی کی ایک کتاب بنام "**الحجج القطعیۃ لاتفاق الفرق الاسلامیۃ**" چھاپی جس میں اس کانفرنس کی تفصیل شائع ہوئی ہے"۔

(نزھۃ الغری جلد ۲ ص ۱۸۶)

عبود الکوفی کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ گنبد اور ایوان پر ۱۱۵۵ھ/ ۱۷۴۲ء کو سونا چڑھایا گیا تھا، کیونکہ اس کی تاریخ میں یہ کہا گیا ہے: "**انست من جانب الطور نارا**" جس کا عدد یہی بنتا ہے لیکن دونوں میناروں پر ۱۱۵۶ھ/ ۱۷۴۳ء میں سونے کا کام ہوا تھا کیونکہ اس کی تاریخ یوں بنتی ہے۔ ''اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر'' جس کا عدد یہی بنتا ہے۔لیکن ڈاکٹر حسن حکیم کے مطابق نادر شاہ سے قبل دولت عثمانی نے گنبد روضہ پر سونے کا کام کروایا تھا اس لئے کہ ان کے ایک گورنر خاصکی محمد نے بغداد پر ۱۰۶۷ھ سے ۱۰۷۰ھ تک حکومت کی اس دوران انہوں نے نجف میں گنبد روضہ پر سونا چڑھانے کے کام کیلئے کافی مقدار میں سونا بھیجا تھا اور مینار بھی بنوایا تھا لیکن اس وقت ان کے کوئی آثار موجود نہیں ہیں۔

(المفصل فی تاریخ النجف جلد ۲ ص ۱۳۱)

میناروں کی تاریخ

ڈاکٹر سعاد ماہر کی تحقیق کے مطابق امیر المومنینؑ کے حرم میں میناروں کی بنا سب سے پہلے شاہ عباس صفوی نے کروائی۔اس سے پہلے کبھی مینار نہیں بنے تھے۔ ⁰

شیخ جعفر محبوبہ کے مطابق محمد پاشا نے ۱۰۶۷ھ سے ۱۰۷۰ تک میناروں کی پہلی تعمیر کروائی۔ ⁰

میناروں پر نادر شاہ نے سونا چڑھایا:

۱۱۵۶ھ میں نادر شاہ درانی کے حکم پر ان میناروں پر سونا چڑھایا گیا۔جنوبی مینار میں شیخ احمد اردبیلی کی قبر کے پاس میناروں کی تذہیب کی تاریخ کندہ ہے جو سات شعروں پر مشتمل ہے جس کا مادہ

⁰مشہد الامام علی فی النجف صفحہ ۱۷۰، ۱۷۱

⁰ماضی النجف وحاضرھا جلد ۱ صفحہ ۵۲

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تاریخ یہ ہے۔

"یکرر اربعا اللہ اکبر"

چار بار "اللہ اکبر" مینار کا مادہ تاریخ ہے یعنی "اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر" جو کہ معجزے سے کم نہیں ہے اور فارسی تاریخ اس مصرعہ سے نکلتی ہے

"تعالیٰ شانہ اللہ اکبر"

یہ نہ معلوم ہوسکا کہ ان مادہ تواریخ کا خالق کون ہے۔ یہ فارسی تاریخ علامہ حلی کی قبر کے پاس لکھی ہے۔

میناروں کا طول وعرض اور سونا:

محمد حسین حرز الدین کا بیان ہے کہ:

دونوں مینار ۲۹ میٹر بلند ہیں اور ان کی رواق سے متصل بلندی ۱۷ میٹر ہے میناروں کی بنیادوں پر ایک میٹر سے زیادہ سبز رنگ کا سنگ مرمر چڑھا ہوا ہے۔ دونوں میناروں کو غور سے دیکھیں تو یہ اوپر جاتے جاتے قدرے چھوٹے ہوجاتے ہیں۔ ۲۵ میٹر کی بلندی پر چوڑی پٹیاں بنی ہیں۔ جن پر سورہ جمعہ کی آیات لکھی ہیں۔ ان دونوں پٹیوں سے اوپر کی جانب چھوٹے چھوٹے ستون پر کنگرہ یعنی گوشہ اذان بنے ہوئے ہیں۔ جس کی بلندی ۲۲۵ سینٹی میٹر ہے اور گوشہ اذان کے اندرونی ستون کی بلندی جہان سے موذن داخل ہوتا ہے اور نکلتا ہے وہ تنگ ہے جس کا قطر ڈیڑھ میٹر ہے۔ ان ستونوں کی نوک پر لوہے دار فانوس لگے ہیں۔

ڈاکٹر حسن حکم ڈاکٹر سعاد ماہر وغیرہ کے مطابق ہر مینار میں چار ہزار سونے کی تختیاں لگی ہیں اس کے علاوہ روشنی داخل ہونے کے لیے سنگ مرمر کی چمکدار تختیاں لگی ہیں اور مینار کے اوپر تاج کی طرح "اللہ" بنا ہوا ہے۔ ○

شیخ جعفر محبوبہ کے مطابق دونوں میناروں میں سنگ مرمر کی نقش شدہ تختیاں ڈھلی ہیں۔ جس میں میناروں پر سونا چڑھنے کی تاریخیں کندہ ہیں۔ جنوبی مینار پر "سعدا عظیما" اس سے تاریخ برآمد

○ تاریخ النجف الاشرف جلد ۱ صفحہ ۳۰۵

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوتی ہے۔شمالی مینار کے ایک جانب ''حمدا علی اتمامھا'' اور دوسری ''قل مورخا'' ''یا مقیمه'' نقش ہے۔سب سے ۱۱۵۶ھ کی تاریخ نکلتی ہے۔ ⊙

گنبد اقدس کی تاریخ

حرم امیر المومنینؑ کی عمارت پر اب تک مختلف ادوار میں گنبد تعمیر کیے جا چکے ہیں۔اس کی اجمالی تاریخ اس طرح ہے۔

پہلا گنبد: ۱۵۵ھ.........تعمیر ہارون رشید

دوسرا گنبد: ۲۸۳ھ.........تعمیر زید الدعی

تیسرا گنبد: ۳۱۱ھ.........تعمیر ہمدانیہ

چوتھا گنبد: ۳۳۸ھ.........تعمیر عمر بن یحییٰ علوی

پانچواں گنبد: ۳۶۹ھ.........تعمیر عضد الدولہ

چھٹا گنبد: ۱۰۴۲ھ.........تعمیر صفوی (موجودہ گنبد)

ہر گنبد کی تفصیل اس کی عمارت کی تعمیر کے ذکر میں لکھی جا چکی ہے۔یہاں موجود گنبد کی مکمل تاریخ لکھی جا رہی ہے۔

موجودہ گنبد دراصل دو گنبد ہیں

موجودہ گنبد کی تفصیلات ڈاکٹر صلاح مہدی فرطوسی اس طرح لکھتے ہیں:

''روضہ میں دراصل دو گنبد ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر واقع ہیں۔ڈاکٹر سعاد ماہر کے مطابق گنبد کا خارجی حصہ بیضوی شکل کا ہے جس پر سونا چڑھا ہوا ہے اس کی بلندی روضے کی چھت سے ۸ میٹر ہے اور سطح صحن سے ۴۸ میٹر اور ۵۰ سینٹی میٹر ہے۔اس کا قطر ۱۲ میٹر ۶۰ سینٹی میٹر ہے اور احاطہ ۵۰ میٹر ہے۔گنبد کا داخلی حصہ گول دائرے کی شکل میں ہے جس پر کاشی کا حسین کام ہے اس کی بلندی ۶۰ سینٹی میٹر ہے'' ⊙

ڈاکٹر سعاد ماہر نے لکھا ہے کہ ان دونوں گنبد میں کل ۱۳۰۰ اینٹیں استعمال ہوئی ہیں لیکن یہ

⊙ ماضی النجف وحاضرها جلد ۱ صفحہ ۶۷

⊙ مرقد ضریح امیر المومنین صفحہ ۳۳۳

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مقدار گنبد کی لمبائی اور حجم کے حساب سے کم ہے یقیناً اس سے زیادہ اینٹیں استعمال ہوئی ہوں گی۔ مصری انجینئر محمد مدبولی خضیر جسے عراقی حکومت نے حرم اور اس کے نوادرات کو جاننے کے لیے مدعو کیا تھا لکھتا ہے کہ:

''ان دونوں گنبدوں کو لکڑی کے مختلف ٹکڑوں کی مدد سے جوڑا گیا ہے۔ پھر اسے چونے کے ذریعے مضبوط کیا گیا ہے۔ یہ گنبد ایک گول دائرے پر کھڑا کیا گیا ہے جس کی بلندی ۱۲ میٹر ہے اور اس دائرے میں بارہ اماموں کی نسبت سے بارہ کھڑکیاں بنائی گئی ہیں۔ جو محراب کی شکل میں ہیں۔ دائرے میں برابر کے حساب سے چار محرابیں ہیں اور ہر محراب سے دوسری محراب تک درمیان میں گول کھڑکیاں ہیں۔ جیسے پانی کے جہاز میں ہوتی ہیں۔ اس طرح کا اسلوب ہمیں دسویں ہجری کے سوا کہیں کسی اسلامی عمارت میں نظر نہیں آتا۔ گنبد پر جو سونے کی تختیاں لگی ہیں ان کی تعداد سات ہزار سات سو ستر تک پہنچتی ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ اس میں مزید تحقیق کی گنجائش ہے''۞

گنبد سے متعلق محمد حسین حرز الدین کا چشم دید بیان

محمد حسین حرز الدین نے گنبد امیر المومنینؑ کے آثار کا خود مشاہدہ کیا تھا وہ لکھتے ہیں:

''بروز پیر ۱۹ شعبان ۱۳۹۰ھ مطابق اکتوبر ۱۹۷۰ء میں میں نے حرم کی چھت پر چڑھ کر آثار کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور گنبد کے درمیان موجود سوراخوں اور گزرگاہوں میں داخل ہوا اور ایک کاغذ پر دائیں بائیں اور سامنے کی سمتوں کا اشارہ لکھتا رہا تاکہ واپسی پر آسانی سے باہر نکل سکوں کیونکہ یہاں مختلف شاخیں بنی ہوئی تھیں اور اس کے حجم کا اندازہ ایسا تھا کہ ایک وقت میں ایک آدمی داخل ہو سکتا تھا اس لیے محققین اس زحمت کو برداشت نہیں کرتے اس وقت میرے ساتھ استاد معمار شیخ محمد علی جو کہ معمار سعید نجفی کے نائب تھے موجود تھے''۔

پھر لکھتے ہیں کہ:

''میں دوبارہ اگلے دن بروز منگل مشرق کی جانب موجود ایک چھوٹے دروازے سے گنبد میں گیا۔ یہاں سے حرم کی چھت پر جانے کے لیے لکڑی کا زینہ لگا ہوا ہے اور وہاں سے اسی زینے کے ذریعہ

۞ مشهد الامام علی فی النجف صفحہ ۱۷۰

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گنبد میں داخل ہو سکتے ہیں اس طرح بعد میں گنبد کی ترمیم کے دوران ماہرین پورے گنبد کو ایک ہی دفعہ میں گرانے کے بجائے پہلے آدھا میٹر توڑتے تھے پھر اس پر سونا لگاتے۔ اس کے بعد آگے توڑتے تھے اس طرح اس طریقے سے پورے گنبد کا کام مکمل کرتے تھے اس کی وجہ یہی تھی کہ دونوں گنبدوں کی اصل شکل باقی رہنے کے ساتھ ساتھ کاشانی کا خوبصورت کام خراب نہ ہو جو گنبد کے اندرونی حصے پر موجود ہے۔

گنبد کے اندر آیات کریمہ آبگینہ وبلور سے لکھی گئیں ہیں۔ مختلف جڑی بوٹیوں کو مختلف رنگوں سے معجزانہ طریقے سے بنایا گیا ہے۔ خاص طور سے نیچے کی جانب ایک نقشے میں شیروں کے سر بنے ہوئے ہیں جن کی تعداد ۱۲ ہے اور اس کے اوپر کی جانب خوبصورت دائروں میں بارہ اماموں کے نام لکھے ہیں۔

گنبد کے اندرونی حصے میں نیچے کی طرف امیرالمومنینؑ کی مدح میں عربی قصیدہ لکھا ہے اور اس سے اوپر والی پٹی میں سورہ نباء لکھی ہے''۞

گنبد کے سونے میں ترامیم اور اضافے

محمد حسین حرزالدین نے لکھا ہے کہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۸ء میں بعض جگہ پر دراڑ پڑنے کی وجہ سے گنبد میں ترمیم کی گئی۔ اس ترمیم کے بعد لوہے کی تختیاں لگائی گئیں جنہیں بعد میں سونے کی تختیوں میں تبدیل کیا گیا۔ اس کار خیر میں حاجی محسن اور کارپینٹر حسین شمس شریک تھے۔

دوبارہ بعض جگہوں پر دراڑ پڑنے کی وجہ سے ترمیم کی ضرورت پیش آئی کیونکہ اندر پانی جانے کی وجہ سے سونے کی تختیاں نکلنا شروع ہو گئیں تھیں۔ یہ ترمیم ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹۲۸ء میں کی گئی۔

اس کے بعد ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۱ء میں دوبارہ ترمیم کی گئی۔۞

قبر امیرالمومنینؑ کا صندوق

عربی میں صندوق کو ''تابوت'' کہتے ہیں۔ جس صندوق میں مادر موسیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو رکھ کر دریا میں بہا دیا تھا اسے قرآن نے تابوت سکینہ کہا ہے لیکن جب تابوت یا صندوق کا لفظ معصومینؑ کے

۞ تاریخ النجف الاشرف جلد اول صفحہ ۴۴۵، ۴۴۹

۞ تاریخ النجف الاشرف جلد ا صفحہ ۴۵۰، ۴۵۱

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

روضے کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس سے مراد لکڑی کا بنا ہوا وہ صندوق یا چبوترہ ہوتا ہے جسے معصومؑ کی قبر پر رکھتے ہیں تا کہ نشان قبر واضح ہو سکے اور زائرین اس کی طرف رجوع کریں۔

ظاہر ہے تمام روضوں پر ضریحیں عہد صفوی میں بنائی گئیں تھیں۔ اس سے پہلے قبر اقدس پر فقط صندوق ہوتے تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ صندوق کی ہیئت اور خوبصورتی میں اضافے کیے گئے اور سونے چاندی کی تختیوں کا بھی استعمال کیا گیا۔ یہاں تک کہ قبر کی طرح جب صندوق بھی قیمتی ہو گئے۔ جب قبر اقدس کی حفاظت منظوری تھی تو صندوق بنے اور حفاظت صندوق کی فکر ہوئی تو بادشاہوں نے ضریحیں بنوائیں۔ ضریح امیر المومنینؑ کی تاریخ بعد میں لکھی جائے گی پہلے ہم صندوق کی تاریخ لکھ رہے ہیں۔

پہلا صندوق

ابن طاؤس نے فرحۃ الغری میں لکھا ہے کہ جب داؤد بن علی عباسی نے قبر امیر المومنینؑ کی کھدائی کا حکم جاری کیا اور اس کے سپاہی قبر کھودنے چلے تو جو کرامات دیکھے گئے اس متاثر ہو کر داؤد عباسی شیعہ ہو گیا اور قبر اقدس پر پہلا صندوق نصب کرایا۔ ۞

یہ پہلا صندوق ہے جو قبر اقدس پر رکھا گیا۔ اس صندوق کی ہیت کیا تھی اس کا ذکر نہیں ملتا داؤد بن علی عباسی نے ۱۳۳ھ میں وفات پائی یعنی ۱۳۳ھ سے پہلے قبر امیر المومنینؑ پر صندوق بنایا گیا۔ اس وقت یہاں کوئی عمارت نہیں تھی۔ پہلی عمارت ۱۵۵ھ میں بنائی گئی۔ ۞

دوسرا صندوق

۱۷۵ھ میں ہارون رشید نے شیعیان علیؑ سے تقرب کے لیے امیر المومنینؑ کے روضے کی عمارت تعمیر کرائی اس کی تعمیر میں کہیں بھی صندوق کا ذکر نہیں ملتا صرف قبر اقدس پر سفید پتھر لگانے کا ذکر ہے ہو سکتا ہے کہ صندوق کو ہٹا کر قبر کی مرمت کر دی گئی ہو۔

۳۶۰ھ میں عضد الدولہ نے دل لگا کر روضے کی تعمیر میں اضافے کئے۔

۷۶۵ھ میں ابن بطوطہ نجف آیا تھا۔ اس نے قبر امیر المومنینؑ پر صندوق کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ

۞ فرحۃ الغری صفحہ ۸۸

۞ ماضی النجف وحاضرھا جلد ۱ صفحہ ۴۱

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وہی صندوق ہے جو ۳۶۰ھ میں عضدالدولہ نے بنوایا تھا ۳۶۰ھ سے ۷۶۰ھ کے درمیان حرم کی کوئی تعمیر نہیں کی گئی ابن بطوطہ نے مندرجہ ذیل تفصیل لکھی ہے:۔

''زیرِ قبہ درمیان میں لکڑی کا صندوق رکھا ہوا ہے جس پر سونے کی تختیاں چاندی کی کیلوں سے جڑی ہیں اور وہ تختیاں اس قدر ہیں کہ اس سے تابوت کی لکڑی بالکل چھپ گئی ہے۔ بلندی اس صندوق کی تقریباً قدمِ آدم کے برابر ہوگی۔ اس صندوق میں تین قبریں ہیں:

(۱) حضرت آدمؑ کی (۲) حضرت نوحؑ کی

(۳) حضرت علیؑ کی ہے''۞

تیسرا صندوق

قبر امیرالمومنینؑ پر تیسرا صندوق ۹۱۴ھ میں شاہ اسماعیل صفوی نے بنوایا۔ اس نے حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ اور امیرالمومنینؑ کی قبروں کے الگ الگ صندوق بنوائے۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب شاہ اسماعیل صفوی نے بغداد کو فتح کیا اور معصومینؑ کے روضوں کی زیارت کی اور اور سب پر نئے صندوق رکھوائے۔۞

چوتھا صندوق:

چوتھا صندوق ۱۱۲۶ھ میں والی عراق حسن پاشا نے بنوایا۔ اس دور کے سب سے بڑے شاعر شیخ محمد جواد بن عبدالرضا عواد نجفی متوفی ۱۱۶۰ھ نے اپنے قصیدے میں اس کا حال نظم کیا اور صندوق کی تاریخ تنصیب کہی جو یہ تھی۔۞

الهم الحق فيه تأريخا اسل جلدوا له غابه

۱۱۲۶ھ

۞ سفر نامہ ابن بطوطہ جلد ا صفحہ ۱۸۹ مطبوعہ امرتسر

۞ دول الشیعۃ فی التاریخ صفحہ ۱۲۲، ۱۲۴

۞ ماضی النجف وحاضرها جلد ا صفحہ ۷۴

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

موجودہ صندوق

حرمِ امیرالمومنینؑ میں موجودہ صندوق ۱۲۰۲ھ کی یادگار ہے۔ اسے محمد جعفر بن محمد صادق نے اصفہان میں بنوایا تھا۔ یہ صندوق ہندوستانی ''ساج'' کی لکڑی سے بنایا گیا ہے۔ اس کی تزئین میں سیپ، ہاتھی دانت، آبنوس، اور صندل اور مختلف رنگ کی قیمتی لکڑیوں کا استعمال کیا گیا ہے۔ سرہانے کی طرف رسول خداؐ کے خطبہ حجۃ الوداع کے فقرات لکھے ہیں جو امام جعفر صادقؑ سے روایت ہیں۔

پورے صندوق پر خط ثلث میں سورہ دہر کی آیات لکھی گئی ہیں۔ اس میں سونے کا پانی بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ سورہ قدر، سورہ اعلیٰ، سورہ نباء اور سورہ عادیات لکھی ہیں۔ اس کے علاوہ خطِ کوفی میں رسول خداؐ کی وہ احادیث لکھی ہیں جو مدح امیرالمومنینؑ اور حق معصومینؑ میں وارد ہوئی ہیں اور ایک طرف رسول خداؐ کی حدیث لکھی ہے کہ "یَا عَلِیُّ! اَنْتَ اَخِیْ وَاَنَا اَخُوْکَ" یعنی اے علیؑ! تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں۔

تابوت کے اوپر فارسی نستعلیق خط میں تابوت کے صانع، خطاط اور بنوانے والے کا نام لکھا ہے۔ عبارت یہ ہے:

"قد تشرف ووفق باتمام هذا الصندوق الرفيع خالصاً لوجه الله تعالىٰ واخلاصا لوليه واوليائه"

اس کے بعد لکھا ہے:۔

"كلب عتبة علی امير المومنين علی بن ابی طالب عليه السلام محمد جعفر بن محمد صادق الزند ادام الله تاييده. فی سنة ۱۲۰۲ھ"۔

اور اس کے آخر میں لکھا ہے:۔

"عمل بنده خاكسار محمد حسين نجار شيرازی و كتبه محمد بن علاء الدين محمد الحسينی سنة ۱۱۹۸ء"

''احسن السیر'' میں لکھا ہے کہ علی مراد خان بادشاہ زند (ایران) نے یہ صندوق اپنی نگرانی میں بنوانا شروع کیا قبل اس سے کہ صندوق مکمل ہوتا اس کا انتقال ہو گیا۔ پھر اس کے بیٹے جعفر خان نے یہ ذمہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

داری اپنے ہاتھوں لی یہاں تک کہ اس کا بھی انتقال ہوگیا۔ پھر اس کے بیٹے علی خان بن جعفر خان نے اس کی تکمیل کرائی۔○

اس صندوق کا عمل ۱۱۹۸ھ میں شروع ہوا اس پر لکڑی کا تحسین کام محمد حسین نجار شیرازی نے کیا۔ جب کام مکمل ہوا تو محمد بن علاء الدین خان نے اس پر ہاتھی دانت سے سورہ دہر لکھی جس کی تکمیل ۱۲۰۲ھ میں ہوئی۔○

علی خاقانی نے لکھا ہے کہ صندوق کا طول ۱۶ فٹ ۳ سینٹیمیٹر اور عرض ۱۰ فٹ ۳ سینٹی میٹر اور حجم ۶ فٹ ۳ سینٹی میٹر ہے۔○

۱۳۶۱ھ میں جب طاہر سیف الدین کی بنوائی ہوئی ضریح نصب کی جارہی تھی تو اس صندوق پر پالش کی گئی اور اس پر قیمتی چادر چڑھائی گئی۔

پہلی بار صندوق کے اطراف میں شیشہ لگایا گیا تا کہ صندوق گرد سے محفوظ رہے۔

صندوقِ اقدس کی چادریں

امیرالمومنینؑ کے روضے پر اب تک جو تحائف نذر کئے گئے ہیں ان کی حفاظت کے لیے ایک حجرہ مخصوص کیا گیا ہے جسے "خزائن حرم العلوی" کہتے ہیں۔ اس خزانے میں ایک قیمتی چادر بھی موجود ہے جس پر سونے چاندی کے تاروں سے قیمتی موتی ٹانکے گئے ہیں۔ مشہور ہے کہ حکومت بویہیہ (۳۳۴ھ تا ۴۴۷ھ) کے دوران کسی بویہی بادشاہ نے یہ چادر خاص طور پر امیرالمومنینؑ کے صندوق قبر پر چڑھانے کے لیے نذر کی تھی۔

کہا گیا ہے کہ مستقضی باللہ جس نے ۵۷۴ھ میں وفات کی، اس کے دور میں قبر رسول خداؐ کے لیے سب سے پہلی چادر تیار کی گئی۔ دو سال تک یہ چادر قبر رسولؐ پر سایہ کئے رہی پھر اسے نجف بھجوایا گیا

○احسن السیر صفحہ ۱۳۵

○تاریخ النجف الاشرف جلد ۱ صفحہ ۴۴۲

○شعراء الغری جلد صفحہ ۱۳

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور یہ چادر صندوق قبر امیر المومنینؑ پر چڑھائی گئی۔ ⓪

احمد بن علی قلقشندی متوفی ۸۲۱ھ نے ذکر کیا ہے کہ حکی بن نجار نے "تاریخ مدینہ" میں ذکر کیا ہے کہ قبر رسولؐ کے لیے پہلی چادر حسینؑ بن ابی ھیجاء نے بنوائی تھی جو طلائع بن رزیک وزیر عاضد کا داماد تھا اور عاضد فاطمیوں کا آخری خلیفہ تھا۔ یہ چادر سفید رنگ کی تھی۔ اس پر سرخ اور زرد رنگ کے ریشمی دھاگوں سے سورہ یٰسین لکھی ہوئی تھی۔ اس زمانے میں مستضی باللہ خلیفہ وقت تھا۔ یہ چادر امیر مدینہ قاسم بن تھنا کو بھجوائی گئی اور مستضی کی اجازت سے اسے قبر رسولؐ کے حجرے میں آویزاں کیا گیا یہاں تک کہ دو برس گزر گئے۔ پھر مستضی نے ایک اور ریشمی چادر جس پر اس کا نام بھی لکھا تھا، قبر امیر المومنینؑ پر نذر کی۔ ⓪

صندوق پر آویزاں زیورات اور نادر الوجود اشیاء

صندوق میں سرہانے کی طرف ایک محراب بنی ہے جس میں "موضع الاصبعین" یعنی دو انگلیوں والا نشان ہے اس کی تفصیل آگے درج ہوگی۔ اس نشان کے اطراف میں بادشاہوں، وزیروں، ان کی بیگمات اور دوسرے عقیدت مندوں کے ہدیہ کئے ہوئے نادر و نایاب زیورات اور اسلحہ وغیرہ آویزاں ہیں۔ آج کل یہ محراب خواتین کے حصہ میں ہے اس لیے مرد حضرات اس کی زیارت نہیں کر پاتے۔ ہاں جو حصہ مردوں کی طرف ہے اگر غور سے دیکھیں تو زیر چادر صندوق کے اطراف میں کچھ خنجر اور نیمچے (چھوٹی تلواریں) نظر آئیں گی۔

صندوق اقدس کی محراب کے آگے ایک نہایت قیمتی سونے کی صراحی رکھی ہے جو ۱۱۹۶ھ میں نذر کی گئی تھی۔ اس میں قیمتی یاقوت، زمرد، الماس اور موتی جڑے ہیں پوری صراحی خوشنما پھول پتوں سے مرصع ہے۔ اس کے علاوہ محراب کے اندر سونے کے پنجے ہیں۔ جن میں ہیرے جواہرت جڑے ہیں بادشاہوں کی دستاروں کی کلغیاں ہیں جو نادر الوجود ہیروں اور یاقوت سے مرصع ہیں۔ بادشاہوں کی بیگمات کے زیورات بھی ہیں۔ ان ہی زیورات میں ملکہ جہاں والدہ واجد علی شاہ کے گوشوارے بھی ہیں جن میں خالص نیلم جڑے ہوئے ہیں اور ایک خنجر بھی ہے جس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اورنگ

⓪ تاریخ النجف الاشرف جلد ۱ صفحہ ۴۴۳، ۴۴۴

⓪ صبح الاعشیٰ جلد ۴ صفحہ ۳۰۶ بحوالہ تاریخ النجف الاشرف جلد ۱ صفحہ ۴۴۴

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

زیب نے نذر کیا تھا۔ شیخ محمد حسین نے لکھا ہے کہ اس خزانے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جو بھی زیورات محفوظ ہیں وہ یا تو ایران کی طرف سے ہدیہ ہوئے یا ہندوستان کی طرف سے۔ ؎

صندوق اقدس سے دو انگلیوں کا برآمد ہونا

یہ قصہ مرہ بن قیس کا ہے۔ جس کا تذکرہ جید علما نے کیا ہے۔ عالم جلیل سید نصر اللہ حائری نے تبصرۃ المومنین میں اسے روایت کیا ہے۔ محمد صالح ترمذی کشفی نے اپنی کتاب المناقب میں اسے علمائے اہل سنت کی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ مرہ بن قیس کافروں میں سے تھا اور بہت مال، خدام اور حشم رکھتا تھا۔ ایک روز وہ اپنی قوم کے ساتھ بیٹھا تھا وہاں اس کے آباء واجداد اور اکابر قوم کے تذکرے ہو رہے تھے، ان میں سے کسی نے کہا کہ تمہارے آباء واجداد میں سے بہت سے علیؑ ابن ابی طالبؑ کی تلوار سے قتل ہوئے تھے۔ اس نے پوچھا علیؑ کی قبر کہاں ہے سب نے کہا نجف میں اس نے ہزار سواروں کو ساتھ لیا اور نجف کا رخ کیا۔ جب شہر کے قریب پہنچا تو اہل نجف نے اسے داخل ہونے سے روکا یہاں تک کہ چھ دن تک باہم جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ وہ نجف میں داخل ہو گیا۔ جب اس نے روضے کا رخ کیا تو لوگ پھر سدراہ ہوئے حتیٰ کی وہ داخل روضہ ہو گیا اور امیر المومنینؑ کو مخاطب کر کے کہا:

اے علیؑ تو نے میرے آباء واجداد کو قتل کیا یہ کہہ کر اس نے ارادہ کیا کہ اپنی تلوار سے تابوت قبر کو شق کرے کہ تابوت سے دو انگلیاں نکلیں اور اس کی کمر تک پہنچیں اور ذوالفقار کی طرح اسے دو ٹکڑے کر دیا جیسے ہی اس کے دو ٹکڑے ہوئے وہ فوراً سیاہ پتھر میں تبدیل ہو گئے۔ اسے لے جا کر باب نجف پر رکھ دیا گیا۔ ہر آنے والا زائر اسے دیکھتا تھا اور یہ ایک مدت تک وہیں پڑا رہا یہاں تک کہ مسجد کوفہ کا ایک خادم اسے لے گیا اور لے جا کر مسجد کوفہ کے دروازہ کے پاس رکھ دیا۔ اس کے بعد معلوم نہیں اس کا کیا ہوا۔

سید محمد صالح ترمذی نے ذکر کیا ہے کہ میں نے اس قصہ کو شیخ یونس سے روایت کیا ہے جو صلحائے نجف سے تھا اور اس نے مرہ بن قیس کے ٹکڑے اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے۔ ؎

؎ تاریخ النجف الاشرف جلد ا صفحہ ۴۴۵

؎ تاریخ النجف الاشرف جلد ا صفحہ ۴۴۵، ۴۴۶

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

مُرّہ بن قیس کے واقعہ کا سن

حکیم سنائی نے اپنے قصیدے میں اس واقعہ کو نظم کیا ہے۔ ان کی وفات ۵۴۵ھ میں ہوئی۔ اس کے علاوہ فردوسی نے بھی اس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے جس کی وفات کا سال ۴۱۱ھ یا ۴۱۶ھ ہے یعنی مرہ بن قیس کا واقعہ اس سے پہلے کا ہے۔ حسن کاشی نے بھی مرہ بن قیس کا واقعہ نظم کیا ہے۔ جو علامہ حلی کا معاصر ہے۔ سید محمد بن فتح اللہ الحسینی نجفی نے اپنے کتاب ''روضات الجنات'' کی دوسری جلد کے صفحہ ۲۱۶ پر اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

موضع الاصبعین کی شرعی حیثیت

صاحب جواہر شیخ محمد حسن نجفی نے ''موسوعۃ الفقھیۃ'' جواھر الکلام میں بحث لعان (وہ لعنت جو بیوی اپنے شوہر پر کرے جس سے آپس میں جدائی ہو جائے) میں کتاب النکاح میں ذکر کیا ہے کہ اپنے شوہر پر اس طرح لعنت کرے کہ جس میں خدا کا نام اور اس کی ہیبت وعظمت اور اس کے انتقام کو مدنظر رکھا جائے تو ایسی لعنت کے لیے بعض مقامات مخصوص ہیں جن میں ایک رکن و مقام کے درمیان (کعبہ میں)، ایک بیت المقدس میں مسجد الاقصیٰ، ایک قبر رسول خداؐ پر (مدینے میں) یا نجف میں مرہ بن قیس والے مقام پر جو حضرت کے سرہانے صندوق اقدس میں موجود ہے۔○

صندوق اقدس پر نادر شاہ کا تاج

جب نادر شاہ درانی نجف اشرف آیا اور اس نے روضہ امیر المومنینؑ کی تعمیر کرائی تو خصوصی حکم دیا کہ اس کا تاج امیر المومنینؑ کے صندوق پر رکھا جائے اور اس کے ساتھ ہی قرآن کے دو قلمی نسخے جو بخطِ امیر المومنینؑ اور امام حسنؑ تھے صندوق قبر پر رکھے گئے اور وہ سونے کی زنجیر جو نادر شاہ درانی نے بنوائی تھی وہ بھی صندوق قبر کی زینت بنی لیکن اب یہ تمام چیزیں امیر المومنینؑ کے خزانے میں محفوظ ہیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بادشاہِ اودھ واجد علی شاہ اخترؔ نے بھی اپنا تاج امیر المومنینؑ کے صندوق پر رکھوایا تھا۔

○ جواہر الکلام جلد ۳۴ صفحہ ۲۶

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ضریحِ امیر المومنینؑ کی تاریخ

امیر المومنینؑ کے مرقد اطہر پر سب سے پہلی ضریح کب نصب کی گئی اور کس نے بنوائی اس کا تذکرہ واضح طور پر کسی کتاب میں نہیں ملتا۔ صفویوں کے دور سے پہلے کسی امامؑ کی قبر اقدس پر ضریح کا وجود نہیں پایا گیا۔ ابتدائی ضریحیں صفویوں کے زمانے میں بنائی گئیں اس لیے اندازہ ہی لگایا جا سکتا ہے کہ پہلی ضریح انھوں نے ہی نصب کی ہوگی۔ اس سے پہلے زائرین صرف قبر کے تابوت (صندوق) کی زیارت کرتے تھے۔

پہلی ضریح

علامہ مجلسی نے ایک معجزہ نقل کیا ہے کہ ایک زائر کو ضریحِ مطہر کی برکت سے شفا ملی۔ یہ واقعہ ۱۰۷۳ھ میں ہوا اور اس میں ضریح کا ذکر ہے۔°

اس وقت سے ضریح کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ شیخ باقر آل محبوبہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ ضریح فولاد کی تھی۔°

دوسری ضریح

حسن الحکیم نے لکھا ہے کہ دوسری ضریح ۱۲۰۲ھ میں بنی اور چاندی کی تھی۔°

شیخ جعفر آل محبوبہ نے ذکر کیا ہے کہ ضریح ۱۲۰۳ھ میں بنائی گئی اور دلیل کے طور پر سید صادق فحام نجفی کے قلمی دیوان سے اشعار نقل کیے ہیں۔°

دونوں بیانات کو سامنے رکھ کر نتیجے پر اس طرح پہنچا جا سکتا ہے کہ ضریح ۱۲۰۲ھ میں مکمل ہوئی ہوگی اور ۱۲۰۳ھ میں نصب کی گئی ہوگی۔

° نشوۃ السلافۃ ومحل الاضافۃ صفحہ ۷۵، ۷۸

° ماضی النجف وحاضرھا جلد ۱ صفحہ ۷۴

° مشہد الامام علی فی النجف جلد ۲ صفحہ ۵۸، ۵۹

° ماضی النجف وحاضرھا جلد ۱ صفحہ ۷۴

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تیسری ضریح

یہ ضریح ۱۲۱۱ھ میں محمد شاہ قاچار نے بنوائی تھی اور خالص چاندی کی تھی۔ ضریح ایران میں بنی اور عالم جلیل محمد علی بن محمد باقر یزار جریبی اسے ساتھ لے کر نجف آئے اور اپنی نگرانی میں ضریح نصب کروائی۔○

۱۲۶۲ھ میں ان کی وفات ہوئی اور روضہ امیرالمومنینؑ میں موجود ایوان العلماء میں اپنے والد کے ساتھ دفن ہوئے۔ آپ سید باقر بحرالعلوم کے شاگردوں میں سے تھے۔○

چوتھی ضریح

یہ ضریح ۱۲۶۲ھ میں نصب کی گئی۔ اسے عباس قلی خاں وزیر سلطان محمد شاہ بن عباس بن فتح علی شاہ نے بنوایا تھا اور چاندی کی تھی۔ ضریح کے چاروں طرف آیات قرآنی اور بارہ آئمہؑ کے اسمائے گرامی لکھے تھے اور ساتھ ہی مدح امیرالمومنینؑ میں ابیات فارسی درج تھیں بالائے ضریح سونے کی چار تختیاں نصب تھیں جنہیں الرمان کہا جاتا تھا۔○

پانچویں ضریح

پانچویں ضریح ۱۲۹۸ھ میں سید محمد شیرازی نے نذر کی۔ یہ ضریح بھی چاندی کی تھی۔ اس کے دروازے پر جلی حروف میں ضریح بنوانے والے کا اسم گرامی کندہ تھا۔ مکمل ضریح خوبصورت نقوش سے سجائی گئی تھی۔ آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے علاوہ اس ضریح پر ابن حدید معتزلی کے قصیدہ عینیہ کے اشعار بھی لکھے تھے۔ اس کے علاوہ چند اشعار شیخ ابراہیم صادق العاملی متوفی ۱۲۸۸ھ کے قصیدہ عینیہ کے بھی تھے جن میں سے دو اشعار درج ذیل ہیں:۔

هذا ثرى حط الاثير القدرة ولعزه هام الثريا يخضع
و ضريح قدش دون غاية هجده و جلاله خفض الغراح الارفع

○ المنتظم الناصری جلد ۳ صفحہ ۶۳
○ تحفۃ العالم جلد ۲ صفحہ ۲۶۸
○ مشہد الامام علیؑ فی النجف صفحہ ۱۶۵

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ ضریح ربیع الاول ۱۳۶۱ھ تک نصب رہی۔ اس کے بعد جب چھٹی ضریح بن کر آئی تو اس ضریح کو حرم اقدس کے ایک حجرے میں محفوظ کر دیا گیا۔ وہاں یہ ضریح ۲۵ برس تک رہی پھر اسے خزانہ امیرالمومنینؑ میں منتقل کر دیا گیا۔⊙

موجودہ ضریح

امیرالمومنینؑ کے مرقد پر چھٹی ضریح نذر کرنے کا شرف طاہر سیف الدین کو حاصل ہوا اور کیونکہ یہ ضریح ہندوستان میں بنائی گئی اس لیے پورے ہندوستان کو اس پر فخر ہے۔ آج تک حرم امیرالمومنینؑ میں یہی ضریح نصب ہے۔

اہل عراق نے تاریخ نجف اور مرقد امیرالمومنینؑ کی کتابوں میں اس ضریح کا تذکرہ بہت اہتمام سے کیا ہے۔

حسن الحکیم نے لکھا ہے کہ ضریح کی تقریب رونمائی روز ولادت امیرالمومنینؑ ۱۳ رجب ۱۳۶۱ھ میں انجام پائی۔⊙

محمد حسین حرز الدین نے لکھا ہے کہ یہ ضریح پانچ برس میں مکمل ہوئی۔ اس میں ایک میلین مثقال چاندی اور ساڑھے دس ہزار مثقال سونا استعمال ہوا ہے جس کی مالیت اس وقت کے مطابق آٹھ ہزار عراقی دینار تھی۔⊙

اس ضریح کو حرم علوی کے بالکل درمیان میں سنگ مرمر کے چبوترے پر نصب کیا گیا جو سطح زمین سے ۳۰ سینٹی میٹر بلند ہے۔ ضریح کا دروازہ جہت شرقی سے جنوبی طرف ہے جو آج کل زائروں کی تقسیم کے سبب خواتین کے حصے میں ہے۔ جب کوئی بڑے عالم یا عظیم شخصیات تشریف لاتی ہیں تو ضریح کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔ بلا سبب دروازہ کبھی نہیں کھلتا زیادہ تر بند رہتا ہے۔

اس ضریح میں چاندی کی جالیوں کے اوپر چار کتبات بھی ہیں جن پر سونے کے پانی سے مختلف

⊙ تاریخ النجف الاشرف جلد اول صفحہ ۴۳۶

⊙ المفصل فی تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۶۰

⊙ تاریخ النجف الاشرف جلد اول صفحہ ۴۳۸

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عبارتیں لکھی ہیں ذیل میں ہم ترتیب وار اس کی تفصیل لکھ رہے ہیں کیونکہ ہم خود اس کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔

پہلی تختی

پہلی تختی ضریح کی جالیوں سے متصل ہے اور خالص چاندی کی ہے۔

اس پر طاہر سیف الدین کا قصیدہ درج ہے جو مدح امیر المومنینؑ میں ہے۔ ایک کتبہ پر ایک مصرع ہے اس کے بعد دائرے میں معصومؑ کا ایک نام ہے پھر دوسرا مصرعہ ہے پھر دائرہ میں معصومؑ کا نام ہے اسی طرح کتبہ پر دوسرے شعر کا پہلا مصرعہ پھر معصومؑ کا نام اس طرح پوری ضریح کے چاروں طرف قصیدہ درج ہے جس میں مختلف رنگوں سے خوبصورت پھول اور پتیاں بنائی گئی ہیں اور سونے کا پانی بھی استعمال کیا گیا ہے۔

دوسری تختی

یہ خالص سونے کی ہے۔ اس میں جنوبی غربی سمت سورہ دہر لکھی ہے اور بقیہ حصہ میں سورہ غاشیہ، سورہ انشراح، سورہ کوثر، سورہ اخلاص اور آیت الکرسی لکھی ہے۔

تیسری تختی

یہ بھی خالص سونے کی ہے۔ اس پر رسول خداؐ کی احادیث لکھی ہیں جو امیر المومنینؑ اور آئمہ معصومینؑ کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ اس کے اختتام پر جنوبی غربی سمت میں یہ عبارت ہے:

"عبد الله و عبد ولیه امیرالمومنین، الداعی الی حب آل محمد الطاهرین ابو محمد طاهر سیف الدین من بلاد الهند ۱۳۶۰ھ"

یعنی "اللہ اور اس کے ولی امیر المومنینؑ کا بندہ اور آل محمدؐ سے محبت کا داعی ابو محمد طاہر سیف الدین، ملک ہندوستان سے، ۱۳۶۰ھ"

اس تختی کے نیچے سونے کے انگوروں کی خوبصورت بیلیں بنائی گئی ہیں جن کا باریک کام دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسا کام کسی اور ضریح پر نہیں دیکھا گیا۔

اور تختی کے اوپر سونے کے پھول بنے ہیں جن کے درمیان میں اللہ کے نام لکھے ہیں۔ ضریح

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے طول میں ۲۸ پھول ہیں اور عرض میں ۲۲ پھول ہیں اس حساب سے مکمل ضریح میں کل سو (۱۰۰) پھول ہیں۔ جو دیکھنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ خاص طور پر عید غدیر کے موقع پر ان پھولوں میں قیمتی اور نایاب پھولوں کے گلدستہ آویزاں کئے جاتے ہیں۔ جس سے پوری ضریح پر صرف پھول ہی پھول نظر آتے ہیں۔ خدا سب کو یہ منظر دکھائے۔

چوتھی تختی:

یہ بھی سونے کی ہے۔ اس پر سورہ رحمٰن لکھی ہے۔ تختی کے اوپر تاج نصب ہیں۔ جو خالص سونے کے ہیں۔

طول ضریح میں ۲۸ تاج اور عرض میں ۲۲ تاج ہیں یعنی کل ضریح پر ۱۰۰ تاج ہیں۔

ضریح اقدس کی جالیاں:

ضریح کے طول میں پانچ محرابیں اور عرض میں چار محرابیں ہیں۔ جس میں خوبصورت اور مضبوط جالیاں بنائی گئی ہیں جس سے زائرین مسلسل لپٹے رہتے ہیں اور امیر المومنینؑ سے محو گفتگو رہتے ہیں۔

زائرین کا اژدہام ہونے کے باوجود ضریح میں جنبش تک نہیں آتی۔ ضریح کے چاروں کونوں پر خالص سونے کے گلدستہ رکھے گئے ہیں۔

حرم کے دروازے

حرم اقدس کے پانچ دروازے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) باب کبیر

یہ دروازہ مشرقی جانب بازار بزرگ کے سامنے واقع ہے۔ اس کے دو نام اور ہیں۔ ایک ''باب الساعۃ'' دوسرا ''باب امام علی بن موسیٰ الرضاؑ''۔

میں نے اپنے سفر زیارت میں بہت تفصیل سے اس دروازے کو دیکھا ہے اس پر کیا گیا قاشانی کام دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ڈاکٹر سعاد ماہر نے لکھا ہے کہ اس کی لمبائی ۶ میٹر چالیس سینٹی میٹر اور چوڑائی ۳ میٹر چالیس سینٹی میٹر ہے۔ اس کے قدیم ختم کر دیئے گئے جس سے ہم نے ایک تاریخی ورثہ گنوا دیا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے۔ ۞

وہ مزید لکھتی ہیں کہ اس دروازے کی تعمیر کا زمانہ عہد صفوی تک جاتا ہے۔ دروازے میں داخل ہونے کے بعد خوبصورت کاشانی کام سے آیات قرآنی لکھی ہیں جو ۱۱۹۸ھ میں لکھی گئی ہیں۔ ۞

گزشتہ برس ۲۰۱۱ء سفر زیارت میں ہم نے اپنی ڈائری میں جو یاداشت لکھی ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دروازے پر مختلف مقامات پر ۱۲۳۴ھ، ۱۳۳۳ھ، ۱۳۲۸ھ، ۱۳۰۵ھ کے سن لکھے ہیں ان کے ساتھ ہی مختلف آیات قرآنی اور عربی ابیات درج ہیں۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانے میں اس دروازے میں ترامیم ہوتی رہی ہیں۔ یہ دروازہ تعمیر کے لحاظ سے حرم کا قدیم ترین دروازہ ہے۔

(۲) باب مسلمؑ ابن عقیلؑ

یہ صحن کے جدید دروازوں میں شامل ہوتا ہے جو کہ باب کبیر کے دائیں جانب صحن کے اندر واقع ہے اس کی وجہ تسمیہ یوں ہے کیونکہ یہ اس طرف واقع ہے جہاں کوفہ میں مسلمؑ بن عقیلؑ کے روضہ کی طرف جانے کا راستہ ہے۔ اس حوالے سے شیخ جعفر محبوبہ کا بیان ہے کہ اس دروازے سے نکلنے کے بعد سیدھا راستہ محلّہ خیاطین (القیساریۃ) پہنچتا ہے اور یہ قیساریہ عہد صفوی میں مہمانوں کے رہنے کی جگہ تھی، وہاں سے بہت سارے پرانے کتبے بھی ملے ہیں اور اس زمانے میں اسے شیلان کہا جاتا تھا۔ یہ گر کر ختم ہوا تو ملّا یوسف نے شیخ صاحب جواہر سے ۱۲۵۲ھ/۱۸۳۶ء میں خرید کر صحن کے لئے اس طرف ایک دروازہ نکال دیا جہاں زمانہ قدیم میں پانی پلانے کی جگہ تھی جسے سقہ خانہ کہا جاتا تھا۔ روضہ مقدس کے احاطے کی سڑک توسیع کی خاطر محلّہ قیساریہ کو گرایا گیا تو اس کے ساتھ اسے بھی ختم کیا گیا اور اس دروازے کے بالکل سامنے یہ اور ایوان ذہبی کے درمیان ایک کنواں تھا جہاں پر بارش کا پانی جمع ہوتا تھا جس سے لوگ استفادہ کرتے تھے۔

(ماضی النجف وحاضرھا جلد ۱ ص ۶۳)

۞ مشھد الامام علیؑ فی النجف صفحہ ۱۴۶

۞ مشھد الامام علیؑ فی النجف صفحہ ۱۴۳

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور سیّد عبدالمطلب خرسانی کے مطابق اسی پانی سے ایوان مطہر اور صحن شریف کو دھویا بھی جاتا تھا۔

(مساجد و معالم ص ۵۲)

شیخ محمد حسین لکھتے ہیں: ''یہ قیساریہ ایک مصروف جگہ تھی جہاں کپڑے اور عباء سینے والے درزیوں کا رش لگا رہتا تھا، اور ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۸ء میں صحن سے ملحق سڑک کی توسیع کی خاطر قیساریہ کے بہت سارے حصے شامل کیے گئے لیکن ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۱ء میں ضیاء شکارہ جو نجف کے نائب تھے ان کی کوشش سے یہ دروازہ مزید بڑا کیا گیا اور سامنے سونا چڑھایا گیا اور اس دروازے کا حجم یوں ہے لمبائی ۸ میٹر ۹ سینٹی میٹر، چوڑائی ۳ میٹر ۷۰ سینٹی میٹر جبکہ بلندی چار میٹر ۳، ۵ سینٹی میٹر ہے۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۱ ص ۳۷۹)

(۴) باب قبلہ

یہ بیرونی حدود کے جنوب میں واقع ہے۔ یہ قبلے کی طرف ہونے کی وجہ سے اسی نام سے مشہور ہے۔ اس دروازے کی کئی بار اس کی تعمیر ہوئی۔ ایک مرتبہ ۱۲۹۱ھ/ ۱۸۷۴ء میں عہد عثمانی کے ایک والیٔ شبلی بادشاہ کی بیٹی فاطمہ خاتون کے حکم سے تعمیر ہوئی اور موصوفہ نے صحن میں پینے کے پانی کا ایک حوض بھی بنوایا تھا اور شاید یہ وہی حوض ہو جسے مشہور انگریز سیاح Lofts نے دیکھا تھا۔ وہ اس کے بارے میں یوں کہتا ہے ''روضہ مطہر کے سامنے ایک حوض کمالِ خوبصورتی کے ساتھ بنا ہوا ہے جس کے اندر سورج کی شعاعیں پڑنے سے گنبد کی چمک کا عکس نظر آتا ہے''۔

(موسوعۃ النجف الاشرف جلد ۴ ص ۲۱۹)

اس سیاح کے سفرنامہ کو اس کتاب میں شائع کیا گیا ہے۔ ان کے مطابق صحن کے دوسرے حوضوں کی طرح اس حوض کو بھی ڈھایا گیا اور یہ دروازہ چھوٹا ہونے کے باوجود دوسرے بڑے دروازوں کی طرح دوبارہ تعمیر کیا گیا اور اس کے باہر سامنے کی سطح کو سونے سے مزین کیا گیا اور اشعار لکھے گئے لیکن اس کی تعمیر نو کی نسبت خود والی بہشلی سے منسوب کی گئی ہے نہ کہ اس کی بیٹی کی طرف اور شیخ محمد حسین حرزالدین کا بیان ہے کہ اس دروازے کی تعمیر کی سب سے پرانی تاریخ ایک شاعر شیخ محسن الخضری کے ایک شعر میں آئی ہے کہ ''شبلی نے باب اسد کو بنایا'' جو کہ ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء کی طرف اشارہ کرتا ہے پھر وہ اپنے دادا بزرگوار محمد حرزالدّین کی کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ شبلی کی تعمیر ۱۲۹۱ھ/ ۱۸۷۴ء میں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوئی تھی اوراس کے رواق کے ایک حجرے میں بعض علمائے عظام جیسا کہ شیخ انصاری وغیرہ دفن ہیں۔اس کا حجم یوں ہے،لمبائی ۸ میٹر ۷۰ سینٹی میٹر چوڑائی ۳ میٹر ۹۷ سینٹی میٹر جبکہ بلندی ۸ میٹر ہے۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ا ص ۳۹۶)

(۴) باب طوسی

یہ شمال کی جانب واقع ہے اس کی وجہ تسمیہ یوں ہے کیونکہ اس کے سامنے بالکل آخر میں شیخ طوسی کی قبراوران کی مسجد واقع ہےاور یہ باہر سے قاشانی طرز سے مزین کیا گیا ہےاوراس کےاوراس کے اوپر سونے کے حروف سے اشعار لکھے ہوئے ہیں اوراوپر کی طرف فریم بنے ہوئے ہیں۔جس میں قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں۔دروازہ کے اوپر کاتب کا نام سونے کے حروف سے لکھا ہوا ہے جو یہ ہے کہ ''اسے الرّاجی ناجی نے لکھا ہے''اوراس کی تائید شیخ محمد حسین نے کی ہے وہ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ شیخ ناجی بن شیخ محمد بن شیخ علی قفطان ہیں اور یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں ان کے دادا محمد حرز الدّین نے اپنی کتاب المعارف بیان کیا ہے کہ یہ ۱۲۷۸ھ/۱۸۶۱ء کے قریب فوت ہوئے اور انہوں نے صحن کی چوڑائی میں لکھے گئے کتبات میں شرکت کی ہے اور یہ نفیس ترین خطوط میں شامل ہے۔ اس کے رواق کے حجروں میں بعض علمائے عظام دفن ہیں ان کے بائیں جانب مجدد شیرازی کا مقبرہ ہے جبکہ دوسری جانب سیّد علی بحرالعلوم دفن ہیں اوراس کے دائیں جانب بعض دوسرے علماء دفن ہیں۔

شیخ محمد حسین کے مطابق ۱۳۶۹ھ/۱۹۴۹ء میں اس دروازے کی توسیع ہوئی اور مسجد عمران بن شاہین میں سے تھوڑا سا حصہ شامل کیا گیا اوراس کا حجم یوں ہے طول ۱۹ میٹر عرض ۳ میٹر ۷۵ سینٹی میٹر جبکہ بلندی ۵ میٹر ۳۰ سینٹی میٹر ہے۔باب طوسی کے اندر فن تعمیر کے تمام زاویوں کو مدنظر رکھا گیا ہے اور اس کی تعمیر نو کے وقت اس کی شمال کی جانب واقع کچھ مکانات ڈھائے گئے اور صحن کے حدود کے شمال مغرب میں ایک سائبان بنایا گیا تاکہ زائرین وہاں بیٹھ کر آرام کرسکیں اور خاص طور سے گرمی کی شدت اور بارش سے بچنے کے لئے یہ انتہائی مفید ثابت ہوتا ہے اور بعض محافل ومجالس کے انعقاد کے لئے بھی اسی کو استعمال کیا جاتا ہے۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ا ص ۳۹۳)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۵) باب فرج

یہ صحن کے دوسرے دروازوں کی نسبت بیرونی طرف سے چھوٹا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک حجرہ تھا اور بعد میں یہاں دروازہ نکالا گیا۔اس کا اندرونی حجم طول میں ۸ میٹر ۴۰ سینٹی میٹر، عرض ۳ میٹر ۴۰ سینٹی میٹر جبکہ بلندی ۵ میٹر ۱۰ سینٹی میٹر ہے۔یہ حساب عتبہ علویہ کے انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے مطابق ہے۔یہ اس نام سے اس لئے مشہور ہے کیونکہ یہ مقام امام مہدیؑ کے روبرو ہے اور یہ سلطان عبدالعزیز عثمانی کے عہد ۱۲۷۹ھ/ ۱۸۶۲ء میں بنایا گیا اور اسی لئے اسے باب سلطانی بھی کہا جاتا ہے۔

شیخ محمد حسین اس کی وجہ تسمیہ یوں بیان کرتے ہیں کہ سلطان عبدالعزیز نے ایران کے سلطان ناصرالدین قاچاری کی عراق کے مقامات مقدسہ کے زیارات کے دوران ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۷۰ء میں اسے بنایا تھا۔اس کے بعد یہاں بازار باب الفرج یا بازار کو چک یا بازار عمارہ کھلنا شروع ہوا۔بازار عمارہ کی وجہ تسمیہ محلہ عمارہ ہے۔جسے پرانے زمانے میں رباط الجوینی سے نسبت کی وجہ سے محلہ رباط کہا جاتا تھا اور ۱۹۹۱ء میں جنگ خلیج کی وجہ سے یہ بازار اور پورا علاقہ بحر نجف کے ٹیلے تک ڈھایا گیا لیکن اب یہ تمام علاقے صحن میں شامل کیے جارہے ہیں اور صحن کے مغرب کی جانب باہر حدود میں زائرین امیرالمومنینؑ کے لئے خاص طور سے مہمان خانہ بنایا گیا ہے یہاں یہ ذکر کرنا مناسب ہے کہ ترمیم کے دوران بعض آثار نکلے ہیں جن میں ایک قبر بھی نکلی ہے جو انتہائی قیمتی پتھر سے بنی ہوئی ہے۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ا ص ۳۸۳)

حدودِ حرم سے قریب عمارتیں

صحن کے حدود کے قریب چند عمارتیں واقع تھیں۔ان میں سے بعض ۲۰ ویں صدی میں صحن کے احاطے کی سڑک کی توسیع کی وجہ سے ڈھادی گئیں اور بعض کے کچھ حصے ڈھائے گئے جبکہ دوسرے ویسے ہی موجود ہیں لیکن بعض کی نشانیاں روضہ مقدس کی مسلسل اصلاحات کی وجہ سے تبدیل ہوئی ہیں۔ یہاں چند عمارتوں کا ذکر کیا جارہا ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مسجد عمران بن شاہین

یہ صحن کی سب سے پرانی مسجد ہے بلکہ یہ نجف اشرف کی سب سے پرانی مسجد ہے اور اس کے ایوان میں ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء میں سیّد محمد کاظم یزدی دفن ہوئے۔ جو ۲۰ ویں صدی کے ایک بزرگ شیعہ عالم تھے۔ اس مسجد میں بعض علمائے کرام نماز جماعت بھی پڑھاتے تھے۔ سیّد عبدالمطلب الخراسانی نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ: ”ہمیں معلوم ہے کہ مرجع دینی آیۃ اللہ العظمیٰ سیّد محسن طباطبائی یہاں موسم سرما میں نماز مغربین کی جماعت پڑھایا کرتے تھے اور جب مسجد رأس کی تعمیر ہو رہی تھی تو یہاں اپنا درس بھی دیا کرتے تھے“۔

(مساجد و معالم ص ۲۰)

اس مسجد کے شمال مغرب کا ایک بڑا حصہ صحن کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اس کا ایک دروازہ رواق باب طوسی کے مغرب کی جانب کھلتا ہے جبکہ دوسرا دروازہ ایوان شمال کی طرف ہے۔ اس حوالے سے علاء حیدر المرعبی نے اپنے مقالے میں جو مجلۃ الولایۃ میں چھپا ہے لکھا ہے مسجد کی بنیاد میں پانی جانے کی وجہ سے نقصان ہو رہا تھا اس لئے اس کے پرانے ستون کی بنیادوں پر سیمنٹ کے مضبوط کنکریٹ لگائی گئی تاکہ مسجد کی بنیاد مضبوط ہو اور اس کے علاوہ مسجد کی بنیاد کے دوسرے اطراف میں کنکریٹ کی ڈی پی سی لگا کر مضبوط کیا گیا۔

اور یہ اصلاحات تاحال جاری ہیں علاء حیدر المرعبی کے مطابق کہ وہ عتبہ علویہ کے شعبۂ تعمیرات کے ڈائریکٹر انجینئر مظفر محبوبہ سے نقل کرتے ہیں کہ اس مسجد کو اپنی اصلی حالت میں محفوظ رکھا گیا ہے۔ جسے راقم نے خود یکم دسمبر ۲۰۱۱ کو دیکھا مسجد کے اندر سے سیمنٹ کے پلاسٹر کر کے پرانی شکل اسی طرح رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور صحن کے اور بیرونی حجروں کے درمیان جو دیواریں تھیں انہیں گرایا گیا ہے اس طرح اندرونی وسعت بھی ہوئی ہے اور ایوانوں کی بیرونی شکل بھی پرانی حالت میں باقی رکھی جا رہی ہے لیکن جس طرف لکڑی کا کام ہو رہا تھا وہ اپنی حالت میں باقی رہے گا یا اس کے اوپر ساگوان کی لکڑی کا ہلکا سا غلاف چڑھایا جائے گا اس طرح قدیم نقوش بھی باقی رہیں گے۔

(مرقد و ضریح امیر المومنین ص ۲۶۹، ۲۷۰)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مسجد الخضرۃ

یہ روضہ کی ان قدیم مساجد میں شامل ہے جس کی تاریخ تعمیر بھی معلوم نہیں ہے۔ یہ صحن کی شمال مشرق کی ابتداء میں باب مسلم ابن عقیلؑ کے قریب واقع ہے اور یہیں سے اس طرف ایک دروازہ بھی کھلتا ہے جبکہ دوسرا دروازہ صحن کے ایوان ثانی کے مشرق کی جانب ہے۔ ڈاکٹر سعاد ماہر کے مطابق یہ ''مسجد مستطیل شکل میں ہے اور اس کا طول عرض سے دُگنا ہے اس کے درمیان میں ایک بڑا صحن ہے جس کے تین اطراف رواق پر مشتمل ہیں لیکن قبلہ کی جانب والا رواق دو ایوان پر مشتمل ہے اس مسجد کی مشرق کی سمت کی دیوار کی لمبائی ساڑھے دومیٹر ہے۔ رواق قبلہ اور صحن مسجد کے درمیان تین خوبصورت کاشانی طرز کے گنبد ہیں اور ایک کاشانی ٹائل پر مسجد کی تاریخ تجدید لکھی ہوئی ہے''۔

(مشہد الامام علی ص ۱۵۲)

محمد الکوفی نے اپنی کتاب ''نزھۃ الغری'' میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ترکھان علی بن مظفر نے اسے ایک نذر کی استجابت کی وجہ سے بنایا تھا کیونکہ اس کا کوئی مال گم ہوگیا تھا لہٰذا اس نے یہ نذر کی تھی کہ اگر میرا یہ مال مجھے مل جائے تو میں اپنے مال سے مسجد بناؤں گا۔ اسی طرح روایت کا دوسرا حصہ ہے کہ اس نے امیر المومنینؑ کو خواب میں دیکھا کہ آپ اس کا ہاتھ پکڑ کر باب وراع البرانی تک لے گئے اور اس مجلس کی طرف اشارہ کیا اتنے میں امامؑ نے فرمایا: "**یُوفُونَ بِالنَّذرِ**" تو میں نے فوراً کہا: "**حُبًّا و کرامةً یا امیرالمومنین**"۔ پھر اس نے یہاں یہ مسجد تعمیر کروا دی''۔

(نزھۃ الغری جلد ۲ ص ۱۹۹)

لیکن سیّد عبدالمطلب الخراسان نے حسین شاکری کی کتاب ''کشکول'' سے نقل کیا ہے کہ یہ مسجد عمران بن شاہین کی بہن خضراء نے بنوائی تھی'' مگر سیّد عبدالمطلب اس بات کو بعید گردانتے ہیں کیونکہ شاکری نے اس معلومات کا ماخذ بیان نہیں کیا ہے کیونکہ اس مسجد کا نام خضرۃ ہے اور لفظ خضراء اس صدی کے لوگوں کے لئے جدید ہے۔ بہر حال شاکری کی یہ رائے خوبصورت ہے اگر ہمیں خواہر عمران کی حالات زندگی معلوم ہو جائیں یا کوئی ماخذ اس بات کی تائید کرے، جعفر محبوبہ کے مطابق یہ اسم خضرۃ ہے اسی وجہ سے مسجد کا نام خضرۃ ہوا ہے یہ ان کا اجتہاد ہے لیکن اس کی تائید ہمیں کہیں سے نہیں ملتی۔

(مساجد و معالم ص ۲۹)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شیخ محمد حرز الدّین نے اپنی کتاب میں شیخ جعفر الشوشتری متوفی ۱۳۰۳ھ ۱۸۸۵ء کی حالات زندگی میں اس مسجد کی وجہ تسمیّہ کو بیان کیا ہے کہ ''ملالی کے زمانے میں ایک ہندی درویش نے اس مسجد سے متصل صحن میں سبزہ لگایا تھا بعد میں اسی مناسبت سے یہ مسجد الخضر ۃ سے مشہور ہوئی'' اس کی تائید سیّد عبدالمطلب الخرسان کی بات سے ہوتی ہے جسے انہوں نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے ''یہ مسجد دسویں صدی میں موجود تھی کیونکہ اس زمانے میں خاندان ملّالی کے جدِّ اعلیٰ ملّا عبداللہ صاحب ''حاشیۃ المنطق'' شاہ عباس صفوی الاوّل متوفی ۱۰۳۷ھ/ ۱۶۲۸ء کی جانب سے حرم علوی کے خازن تھے''۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۱ ص ۱۶۵)

۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء میں مرجع دینی آیۃ اللہ العظمیٰ سیّد ابوالقاسم الخوئی کے حکم سے مسجد الخضر ۃ اور اس کے اطراف کی دوبارہ وسعت کے ساتھ شاندار انداز میں تعمیر نو ہوئی۔ یہ عمارت نجف کی مساجد میں سب سے بڑی عمارت شمار ہوتی تھی جس پر اس زمانے میں پچیس ہزار دینار عراقی خرچ ہوا تھا اور حدودِ صحن کے مشرقی جانب ایک دروازہ نکالا گیا اور سیّد الخوئی خود یہاں درس دیتے تھے۔ سیّد عبدالمطلب الخراسان کے مطابق سیّد الخوئی اپنی ناسازی طبیعت کی وجہ سے اپنے داماد سیّد نصر اللہ المستنبط کو یہاں درس وتدریس اور اقامت جماعت کے لئے نائب قرار دیا تھا لیکن ان کے انتقال کے بعد یہ نیابت سیّد علی حسینی السیستانی کو تفویض کی۔ جو چند سال جاری رہی۔ سیّد الخوئی کی قبر بھی اسی مسجد میں صحن کی طرف ایک ایوان میں موجود ہے۔

(مرقد وضریح امیر المومنینؑ ص ۲۷۳)

مدرسۃ الغرویۃ ''حسینیۃ آل زینی''

یہ حدود حرم سے ملحق عمارت ہے اور مشہور ہے کہ اسے نجف کے ایک سرمایہ دار سیّد ہاشم زینی نے بنوایا تھا اور اس کے دائیں جانب شمالی حدود میں باب طوسی واقع ہے۔ اسی میں یا اس کے قریب باب طوسی میں مجدّد شیرازی کی قبر اور درس کی جگہ بھی ہے۔ اس حسینیہ کے اندر جانے کے لئے شمالِ مشرق کے زاویئے ایوان سوم میں ایک ہی دروازہ واقع ہے۔ سیّد عبدالمطلب الخرسان کے مطابق اس عمارت کی پہلی منزل میں دو بڑے مستطیل شکل کے متوازی کمرے ہیں جن کے درمیان مربع شکل میں کھلا دالان موجود

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے اور اس دالان کے مغربی جانب وضو خانہ ہے۔ جبکہ اس کی دوسری منزل میں دو کمرے ہیں اور ان دونوں کمروں کی سطح میں دونوں منزلوں کے درمیان مستطیل الشکل میں ایک ایوان ہے۔ کتاب ''الصحیفہ'' میں یہ بھی موجود ہے کہ یہاں آب باراں اور وضو کے پانی کے لیے ایک بڑا کنواں موجود تھا۔ اکتوبر ۲۰۰۵ء کو اس حسینیہ کی عمارت کو تعمیر نو کی خاطر ڈھایا گیا اور صحن کے شمالی حدود میں مشرق کی جانب ایک نیا دروازہ نکالا گیا، اس کی تعمیر نئے طرز میں بڑے آب وتاب سے جاری تھی جواب مکمل ہو چکی ہے۔

(مساجد ومعالم ص ۳۱)

روضۂ حیدریہ کا کتب خانہ

یہ حدودِ صحن کے شمال مغرب میں واقع ہے یعنی مسجد عمران کے مغرب کی جانب۔ اس کا ایک دروازہ بیرونی حدود سے ہے جبکہ دوسرا دروازہ صحن سے نکالا گیا ہے۔ اس کتب خانے کے اندر لاکھوں کی تعداد میں مطبوعہ اور قلمی کتابیں موجود ہیں۔ اس کے اندر خاص گوشہ ہے جہاں پر ہر زمانے کی سیرت امیر المومنین اور نہج البلاغہ اور اس کی شروح کی کتابیں ہیں اور اسی میں شعبۂ تحقیق ونشر واشاعت بھی ہے۔ یہاں پر اہل مطالعہ اور محققین کے لئے بہت سارے کمپیوٹر اور ہزاروں سی ڈیز اور کھلے ریڈنگ رومز ہیں۔ بے شمار لوگوں نے اپنے کتب خانے اٹھا کر اس عظیم کتب خانہ کے لئے وقف کئے ہیں۔ یہاں یہ کتابیں ان کے نام کے ساتھ محفوظ ہیں۔ وہ تمام مخطوطات بھی یہاں منتقل کئے گئے ہیں جو اس سے قبل صحن سے ملحق ایک بڑے کمرے میں رکھے ہوئے تھے۔ یہ کتب خانہ آج کل عراق کے بڑے کتب خانوں میں شمار ہوتا ہے۔

دار الشفاء

شیخ محمد حسین حرز الدین کے مطابق یہ عمارت شاہ صفی کے حکم سے اس وقت بنائی گئی جب انہوں نے ۱۰۴۲ھ/ ۱۶۳۲ء میں نجف کی زیارت کی تھی اور یہ صحن کے حدود کے جنوب مشرق میں واقع ہے بعد ازاں اسے گرایا گیا اور اس جگہ ایک مدرسہ بنایا گیا پھر حرم سے ملحق سڑک کی توسیع کی وجہ سے اسے بھی گرا دیا گیا۔

(تاریخِ النجف الاشرف، جلد ا، صفحہ ۳۸۳)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مسجد رأس

(یعنی سرِ امام حسینؑ سے منسوب مسجد)

سیّد عبدالمطلب نے اپنی کتاب ''مساجد و معالم'' میں بیان کیا ہے کہ یہ مسجد عمارتِ صحن حیدری کے مغربی زاویئے سے ملی ہوئی ہے اور قدیم مساجد میں شمار ہوتی ہے۔ اس حوالے سے شیخ جعفر محبوبہ لکھتے ہیں کہ اس کی دیواروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حرم علوی کے ساتھ بنی تھی اور بُراقی نے اس کی نسبت شاہ عباس اوّل (۱۰۳۸ھ/۱۶۲۹ء) کی طرف دی ہے۔

اسی مسجد میں مشہور مرجع آیت اللہ نائینی نماز جماعت پڑھاتے تھے ان کے بعد سیّد جمال الدین ہاشمی امام جماعت مقرر ہوئے۔ آیت اللہ محسن الحکیم طباطبائی یہاں اپنے طلباء کو درس دیتے تھے۔

اس مسجد کا مذکورہ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ کیونکہ امامؑ کے بالائے سر کی طرف واقع ہے یا یہ کہ سرِ مبارک امام حسینؑ یہیں پر دفن ہے جیسا کہ اس بارے میں امام جعفر صادقؑ سے روایت بھی ہے۔

(مساجد و معالم ص ۲۱)

ڈاکٹر سُعاد ماہر کے مطابق اس مسجد کی تعمیر ایلخانیوں کے زمانے میں ہوئی تھی جیسا کہ اس کی قدیم محراب سے ظاہر ہے پھر شاہ عباس اوّل کے زمانے میں اس کی تعمیر نو ہوئی بعد ازاں سلطان نادر شاہ کے زمانے میں اس کی دوبارہ تعمیر ہوئی۔ جب اس نے روضہ کے گنبد اور دونوں میناروں پر سونا چڑھانے کا حکم دیا تھا۔ جس کے تعمیراتی اخراجات کل بیس ہزار سکہ نادری تھے۔ جسے نادر شاہ کی زوجہ رضیہ سلطان بیگم نے ادا کیا تھا۔ پھر دوبارہ سلطان عبدالحمید کے زمانے میں اس میں ترمیم ہوئی۔ سنگ مرمر کا منبر بنایا گیا اور تاریخ ترمیم لکھی گئی جو کہ یہ ہے ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء۔

(مشہد الامام علی ص ۱۵۳)

لیکن شیخ محمد حسین حرز الدّین کے مطابق یہ مسجد غازان بن ہلاکو متوفی ۷۰۳ھ/۱۳۰۳ء نے بنوائی تھی۔

شیخ محمد حرز الدین اس مسجد کے قدیم نقشے کے بارے میں اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ سیّد داؤد الرّفیعی نے مرزا ہادی کے لئے اپنے آباء سے ایک روایت بیان کی تھی کہ مذکورہ مسجد دراصل ایک چھوٹا مربع

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شکل کا ایوان ہے جو قبلے کی جانب دیوار میں محراب اور ساباط کے درمیان ہے۔ یہاں ایک قبر بھی ہے اس کے لئے ایک فولاد کی قیمتی کھڑکی ہے اور اس کے لئے ایک چھوٹا دروازہ بھی ہے جس پر تالا لگا ہوا ہے ''روایات کے مطابق یہ قبر سر مبارک حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالبؑ کی جگہ ہے اس ایوان میں سبز رنگ کے پردے لگے ہوئے ہیں اس کے ایک جانب ایک چوکور پتھر جس پر خط کوفی میں کچھ لکھا ہوا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے یہ؛ مسجد ''مسجد رأس'' کے نام سے مشہور ہے اسے غازان بن ہلاکو خان نے پورے ایک سال میں تعمیر کروایا تھا اس دوران وہ نجف اور ثویہ میں واقع مسجد الحنانہ کے درمیان خیمہ لگا کر بیٹھا رہا۔

شیخ محمد حرز الدین یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس قبر کی زیارت کے لئے ہند سے اسماعیلی آتے تھے بعد میں زائرین کی کثرت کی وجہ سے وزارت اوقاف عثمانیہ نے مقام تکیہ البکتاشیہ کی طرف سے ایک دروازہ نکالا اور پہلا والا دروازہ بند کردیا پھر بعد میں آنے والوں نے اس دروازے کو بھی بند کروادیا اس طرح یہ مسجد عراق میں عربی حکومت کی تشکیل تک کافی سالوں تک بند رہی۔

پھر موصوف فرماتے ہیں ''اس دور میں یہ قبر دوبارہ دریافت ہوئی اور ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۲ء میں ان کی دوبارہ تعمیر ہوئی اس مسجد میں پہلی بار اس سال ۲۳ ذالحجہ کو داخلہ ہوا ہم نے جب اس قبر کی علامت کو دیکھا تو یہاں قبلے کی جانب دیوار پر ایک پتھر کے سوا کچھ نہیں تھا جس کی لمبائی ایک ہاتھ سے زیادہ تھی جبکہ اس کا عرض ایک ہاتھ تھا اور اس پر گولائی میں قرآنی کریم کی یہ آیت لکھی ہوئی تھی: { اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ } اور اس کے درمیان میں تقریباً ایک سطر خط کوفی میں لکھی تھی۔ مسجد کا رقبہ ساباط سے دو ہاتھ بلند ہے اور یہ اصلی سطح زمین ہے آج کل صحن کی ٹائلیں سے چار ہاتھ بلند ہے (مراقد المعارف جلد ۲)۔ شیخ محمد حسین حرز الدّین کہتے ہیں ان دونوں پتھروں کے آثار بہت اہم ہیں ۱۹۵۶ء میں آثار قدیمہ ایک وفد جدید کیمرے کے ساتھ بعض تاریخی آثار کی تصویر لینے کے لئے آئے تھے تو انہوں نے مجھ سے ان دونوں پتھروں کے بارے میں پوچھا تو میں نے انہیں دکھایا، میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ آثار قدیمہ کے ادارے نے ۱۹۳۷ء میں ان دونوں پتھروں کی تصویر لی تھی کیونکہ یہ مشہور پتھر چینی لوہے کے ہیں اور یہ منفرد قسم کے ہیں جو کہ رنگدار ہیں چینی لوہا عام طور سے سیاہ ہوتا ہے۔ جب مسجد کو گرایا گیا تو یہ پتھر الماری میں رکھ گیا تا کہ زنگ لگنے سے محفوظ رہے''۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۳ ص ۲۴۲، ۲۴۳)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شیخ جعفر محبوبہ سے منقول ہے کہ مسجد رأس علامہ سیّد بحر العلوم کے زمانے میں دوبارہ تعمیر کی گئی اور وہ اپنے بعض خاص افراد سے فرماتے تھے کہ یہ سرِ مبارک امام حسینؑ کی جگہ ہے اس لئے یہاں مسجد بنائی گئی ہے۔اس مسجد کے لئے حدود صحن کے باہر مغرب کی جانب سے ایک دروازہ نکالا گیا۔

(ماضی النجف وحاضرھا جلد ۱)

جب راقم نے اپنی زیارت کے دوران اس کی نئی عمارت کو دیکھا جو ابھی تک مکمل نہیں ہوئی تو دیکھا کہ وہاں آثار قدیمہ کی انتہائی نگہداشت کے ساتھ تعمیر و ترمیم جاری ہے۔مذکورہ مسجد سے ملحق ساباط جو مغربی رواق کی جانب واقع ہے۔اس کی بھی تعمیر جاری ہے۔

اب یہ مسجد مکمل ہو چکی ہے اور اس میں قیمتی ماربل لگائے گئے ہیں اور خوبصورت آئینہ کاری کی گئی ہے۔

تکیہ بکتاشیہ

یہاں تکیہ سے مراد وہ جگہ ہے جہاں عام طور پر لوگ عبادت کے لئے اپنے آپ کو جدا کرتے ہیں اور یہ نام عہد عثمانی سے شروع ہوا۔ڈاکٹر سعاد ماہر کے مطابق بکتاشیہ دراصل ایک ترک صوفی فرقہ ہے جو سیّد محمد بن ابراہیم جو حاجی بکتاش کے نام سے مشہور تھا۔یہ شیخ احمد ایسوی کا ماننے والا ایک ترک ولی تھا ان کا سال وفات ۷۳۸ھ/ ۱۳۳۸ء ہے۔یہ تکیہ حدود صحن کے شمال مغرب میں واقع ہے۔

(مشہد الامام علی ص ۱۵۶)

سیّد عبد المطلب نے اپنی کتاب ''مساجد و معالم'' میں لکھا ہے ''یہ پرانی عمارت مسجد بالائے سر کے شمال میں صحن حرم کے مغربی زاویئے سے ملی ہوئی ہے اس کے تین دروازے ہیں ان میں سے ایک ساباط کے نیچے ایوان میں واقع ہے دوسرا دروازہ شمالی ساباط کے دوسرے ایوان میں ہے جبکہ تیسرا دروازہ صحن حیدری سے ملحق سڑک مغرب میں واقع ہے''۔

(مساجد و معالم ص ۳۳)

لیکن سیّد محسن الامین نے اپنی کتاب ''اعیان الشیعہ'' میں لکھا ہے کہ ''یہ دراصل عضد اللہ ولہ کا مقبرہ تھا جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا کہ ''عضد الدّ ولہ نے اپنے لئے نجف میں مشہد علیؑ کے جوار میں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مغرب کی جانب سے ایک بڑا گنبد بنوایا تھا اور پھر یہ وصیت کی تھی اسے یہیں پر دفنایا جائے اور ان کی وصیت کے مطابق انہیں یہیں پر دفن کیا گیا۔ بعد میں شہزادہ سلیمان عثمانی ۹۴۰ھ/ ۱۵۳۳ء میں جب عراق میں داخل ہوا تو اسے گرا دیا گیا اور اسے بکتاشی فرقہ کا تکیہ یعنی عبادت خانہ قرار دیا گیا جو آج تک باقی ہے اس کا دروازہ صحن شریف کے مغرب میں واقع ہے بعض کا خیال ہے یہ کام شہزادہ سلیم نے انجام دیا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کے بیٹے سلیمان نے یہ دروازہ نکالا تھا بعد میں سلیم سے ان کی شہرت کی وجہ سے منسوب ہوا"۔

(اعیان الشیعہ، جلد ۵، صفحہ ۵۳۸)

ڈاکٹر سعاد ماہر نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ یہ تکیہ آٹھویں صدی ہجری میں حاجی بکتاش کی زندگی میں بنا تھا۔ جہاں نجف اشرف میں وہ ایک مدت تک اعتکاف کرتے تھے۔ اس جگہ کو عثمانیوں نے خاص عنایت بخشی ہے۔ اس لئے کہ وہ نجف میں جب بھی آتے تھے یہیں پر ٹھہرتے تھے۔ یہ مقام دو حصوں پر مشتمل تھا ایک حصہ نماز و دروس کے لئے مخصوص تھا جو چار ایوانوں پر مشتمل تھا اور درمیان میں ایک چھوٹا صحن تھا جبکہ دوسرا حصہ رہائش کے لئے تھا یہ چوکور تھا اور دو منزلوں پر مشتمل تھا جہاں کمرے اور اس کے لوازمات وغیرہ تھے۔

(مشہد الامام علی ص ۱۵۷)

اس حوالے سے شاید سیّد عبدالمطلب الخراسان کا بیان زیادہ واضح ہے وہ کہتے ہیں "اس کے شمال میں ایک بڑا مستطیل کمرہ تھا جو ایک ہال جیسا تھا اس کے بالکل روبرو جنوب میں ایک مستطیل شکل کا کمرہ اور تھا ان دو کمروں کے درمیان ایک کھلا دالان تھا اس کے سطح کے برابر مغرب میں ملے ہوئے دو کمرے تھے ان تمام کمروں کی چھت بلند تھی" وہ مزید آگے لکھتے ہیں "یہ کمرے روضۂ حیدریہ مقدسہ کے اسٹور کے طور پر استعمال ہوتے تھے جہاں پر قالین، فانوس اور پرانے چاندی کے دروازے رکھے ہوئے تھے۔ انیسو پچیاسی ۱۴۰۵ھ میں ادارۂ اوقاف نے اسے گرا کر اس جگہ مہمان خانہ بنوایا۔ موصوف اپنی کتاب الصحیفہ میں بیان کرتے ہیں کہ مقام تکیہ کے جنوب کے ایک حصے میں دو کنویں بھی تھے جس کا قُطر شیخ محمد حرز الدین کے مطابق دو میٹر سے زیادہ تھا"۔

(مساجد و معالم ص ۵۰)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شیخ محبوبہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ بعض کا گمان ہے کہ یہ مقام تکیہ روضہ مقدسہ کی کتابوں کا اسٹور ہے۔ اب کثرت زائرین کی وجہ سے توسیع نو ہوئی ہے تو تکیہ کا ایک حصہ بھی اس میں داخل ہوا ہے لیکن باقی حصّہ مہمان خانہ بنادیئے گئے ہیں۔

(ماضی النجف وحاضرھا جلد ۱ ص ۹۱)

دارِ ضیافت

سیّد عبدالمطلب الخرسان کے مطابق دارِ ضیافت دراصل تکیہ بکتاشیہ ہی تھا۔ ۱۹۸۵ء میں ادارہ اوقاف نے اس کو گرا کر اس کی جگہ دارِ ضیافت بنایا اور اس کی جدید توسیع میں تکیہ کا ایک بڑا حصہ شامل کیا گیا یہ ایک مربع شکل ہال کے ساتھ متصل باورچی خانہ اور اس کے لوازمات پر مشتمل ہے جبکہ اس کی دوسری منزل میں عتبہ علویہ کے مہمانوں کے لئے ایک بڑا کمرہ ہے اور ایسا ہی دوسرا کمرہ امانتیں رکھنے کے لئے مخصوص ہے اس میں داخل ہونے کے دوراستے ہیں۔ ایک شمالی ساباط کی جانب متصل ایوان سے ہے جبکہ دوسرا مغربی صحن کے حدود سے ہے اور اس کے ہال میں بعض مناسبات میں پروگرام منعقد ہوتے رہتے ہیں۔

(مساجد ومعالم ص ۳۸)

سَاباط

سیّد عبدالمطلب الخراسان کے مطابق ساباط یا طاق صحن حیدری کا وہ مغربی حصہ تھا جس کے مشرقی جانب رواق تھا جبکہ اس کے مغربی سمت میں تکیہ بکتاشی اور مسجد بالائے سر تھا جو ایک ہی جیسے آٹھ قوسوں پر مشتمل تھا۔ جس کے درمیان فاصلہ بھی برابر تھا اور ان قوسوں کے درمیان چھوٹے چھوٹے گنبد اسلامی طرز تعمیر سے بنے ہوئے تھے۔ اس کے درمیان ایک کھلا دالان موجود تھا اور یہ دو حصوں میں تقسیم ہوتا تھا جن کے طول اور حجم بالکل برابر تھے ایک حصہ شمال کی جانب تھا جبکہ دوسرا جنوب کی طرف تھا اور اس کے داخل ہونے کے دوراستے شمال وجنوب میں ہیں۔

اس کا مشرقی زاویہ مغربی رواق سے متصل تھا اور اسی طرف رواق کے تمام حجروں کی پانچ کھڑکیاں ساباط میں کھلتی تھیں اور اس میں دو چھوٹے چھوٹے کمرے اور تھے ان میں سے ایک راستہ شمالی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

طرف جبکہ دوسرا مدخل جنوبی جانب میں تھا۔ مغربی زاویہ میں چھ کمرے تھے ان میں سے اس کی شمال کی جانب تین کمرے اور یہ تکیہ بکتاشی کے درمیان واقع تھے۔ جبکہ تین جنوب کی طرف تھے ان میں دو یہ اور مسجد بالائے سر کے درمیان تھے۔ ان میں ہر ایک کے مشرق و مغرب کی طرف دو بڑی کھڑکیاں تھیں اور مغربی زاویہ کے درمیان ایک ایوان تھا۔ اس ایوان کے شمالی زاویہ میں دو متصل دروازے تھے۔ ان میں ایک صحن شریف کے زینے کے لئے ہے دوسرا تکیہ بکتاشی کے لئے۔ جنوبی ایوان کے زاویے میں دو دروازے تھے۔ ان میں ایک مسجد بالائے سر کے لئے دوسرا ایک چھوٹا کمرہ کی طرف کھلتا تھا جہاں ایک مشہور لبنانی عالم سیّد سعید فضل اللہ دفن ہیں اور ساباط کے دونوں اطراف اوپری حصہ میں ایک منزل اور تھی جس میں تین کمرے تھے جن کے درمیان گزرنے کا راستہ بھی تھا ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء میں رواق کی توسیع میں یہ ساباط گرا دیا گیا لیکن اس صورت میں بھی اس کے نشانات اور قدیم مسجد کے نشانات محفوظ رہیں گے۔

(مساجد و معالم ص ۳۸، ۳۹)

ایوان جنوبی

اس کو ایوان بزرگ (ایوانِ کبیر) بھی کہا جاتا ہے اور یہ مختلف علماء کے دفن ہونے کی وجہ سے یہ مشہور ہے اس کی بلندی اور عرض ایوان میزاب الذہب کی طرح ہے اور یہ علماء کا مقبرہ بن چکا ہے یہاں عالم شہید سیّد محمد سعید الحبوبی ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۴ء میں دفن ہوئے اور نہ ایوان ان کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اس کی محراب کے اوپر کاشانی ٹائل پر یہ لکھا ہے:

''اسے بندۂ حضرت ملک اقدس امجد احمد نے ۱۱۹۸ھ/ ۱۷۸۳ء کو تمام کیا۔'' احمد کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ ایک نواب ہے جس نے نجف اشرف آ کر صحن میں کاشانی حجرہ بنوانے کے لئے بڑی تعداد میں اموال عطا کئے۔'' دیگر ایوان کی طرح اس ایوان کے اوپر بھی فریم بنے ہوئے ہیں اور اس کے مشرقی و مغربی اطراف میں نیلے رنگ پر سفید رنگ سے آیات قرآنی مکتوب ہیں۔ سیّد عبد المطلب الخراسان کے مطابق پچھلے زمانے میں اس کے قریب ایک کنواں تھا اور اسی طرف فاطمہ بنت شبلی نے ۱۲۹۱ھ/ ۱۸۷۴ء میں ایک تالاب بنوایا تھا۔

(مساجد و معالم ص ۵۲)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ایوان شمالی

یہ ایوان صحن کے شمال میں واقع ہے۔ بعض کا بیان ہے کہ یہ ایوان رواق عمران کا حصہ تھا۔ شیخ علی الشرقی اپنی کتاب "الاحلام" میں لکھتے ہیں۔ "یہ رواق عمران بن شاہین کا ایک حصہ ہے اس پر خط کاشانی میں یہ آیت مکتوب ہے {إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ} اور بعض علماء یہاں بیٹھنے اور گزرنے سے گریز کرتے تھے"۔ اس گمان سے کہ یہ مسجد عمران کا حصہ ہے اس کے لئے یہی آیت پیش کرتے تھے۔

(الاحلام ص ۱۸۲)

محمد الکوفی نے اپنی کتاب "نزہۃ الغری" بیان کیا ہے کہ "اہل نجف کے ہاں اس مسجد کے بارے میں مشہور ہے کہ باب طوسی میں جو مسجد ہے وہ مسجد عمران ہے اوران کا گمان ہے کہ یہ رواقِ عمران بن شاہین ہے بعض کا خیال ہے اس مسجد کا کچھ حصہ صحن میں شامل ہوا ہے۔"○

یہ دوسرے ایوانوں کی طرح اب دومنزلہ ہے۔ اس کی اندرونی چھت پر تھرماپول کا فریم بنا ہوا ہے اور دائیں بائیں اطراف میں نیلے رنگ کے اوپر سفید خط میں آیات قرآنی مکتوب ہیں اس کتابت کی تاریخ ۱۲۵۱ھ ہے اور خطاط کا نام محمد صالح طبیب قزوینی ہے۔ یہ نام قرآنی آیات کے نیچے ایک مستطیل خانے میں نیلے رنگ پر پیلے رنگ سے لکھا ہوا ہے اور اس کے اندرونی فریم میں کاشانی پتھر لگے ہوئے ہیں۔

روضہ اقدس کی گھڑی

یہ ناقوسی گھنٹی والی گھڑی ہے اس کے اوپر ایک طلائی مخروطی گنبد ہے جو ایک مخصوص مینار کے بالکل اوپر ہے یہ مینار باب شرقی کے اوپر ہے اور ایوان طلاء کے روبرو ہے اسے باب الساعۃ بھی کہتے ہیں۔

ڈاکٹر سعاد اپنی کتاب میں لکھتی ہے کہ "باب الساعۃ کے اوپر سنگ مرمر کا ہشت پہلو گنبد ہے جس گھڑی نصب ہے۔

اس کے خوبصورت، بلند اور مطلاء مینار کے گنبد پر خوبصورت فن کی نشانیاں موجود ہیں اس کے

○ نزہۃ الغری جلد ۲ صفحہ ۱۸۱

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سامنے والے حصہ میں خوبصورت کاشانی کام ہوا ہے اور ان میں اوپر والے حصے میں امیر المومنینؑ کی شان میں حدیث اور اس کے درمیان یہ آیت مکتوب ہے {یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِم} جبکہ دوسرے حصوں میں اشعار کے ضمن میں بعض احادیث لکھی ہوئی ہیں۔

شاید یہ گھڑی تمام روضہ ہائے اہل بیتؑ میں سب سے قدیم اور بہترین ہے اس کی آواز قدیم شہر کے کنارے تک سنی جاتی تھی لیکن خرابی کی وجہ سے یہ گھڑی بند پڑی تھی اب حال ہی میں کچھ ماہرین اس کو ٹھیک کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔''

(مشہد الامام علی ص ۱۷۶)

شیخ علی شرقی کے مطابق صحن میں یہ پہلی گھڑی نہیں ہے بلکہ اس سے قبل اسی جگہ گھڑی موجود تھی۔ اس حوالے سے اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ''یہ موجودہ گھڑی ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء میں نصب کی گئی تھی۔ ڈاکٹر حسن کے مطابق یہ ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۸ء میں نصب ہوئی'' اسے شہزادہ ناصر الدّین قاچاری نے اپنے وزیر خزانہ کے ساتھ بھیج کر حرم کے لئے ہدیہ کیا تھا۔''

(الاحلام ص ۱۹۵)

تمیمی نے اپنی کتاب ''مشہدِ امام'' میں لکھا ہے کہ اسے ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۸ء میں نصب کیا گیا تھا اسی بات کو ڈاکٹر سعاد مانتی ہے ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۵۰ء میں اس گھڑی کے سامنے والی سمت کی تزئین و آرائش ہوئی اس کے بعد گنبد کی طلائی پر شہر تبریز کے ایک تاجر نے تقریباً بیس ہزار دینار خرچ کئے تھے۔

شیخ کاظم حلفی نے موسوعہ نجف اشرف میں لکھا ہے کہ ''۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء میں مرجع دینی آیت اللہ محمود شاہرودی نے اس گھڑی کے مینار کی طلائی کے لئے خاص رقم مختص کر کے اسے مکمل کیا''۔

(موسوعۃ النجف الاشرف جلد ۲ ص ۳۸)

ڈاکٹر حسن نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ملکی اخبار میں یہ خبر آئی تھی کہ عراق کے صدر عبدالکریم قاسم نے ۱۹۶۲ء میں صحنِ امیر المومنینؑ کے لئے ایک بڑی گھڑی خریدنے کا حکم دیا تھا لیکن اس کا حکم نافذ العمل ہونے سے قبل اسے قتل کر دیا گیا۔

(المفصل فی تاریخ النجف جلد ۲ ص ۱۶۹)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

صحنِ اقدس

صحن کی مساحت ڈاکٹر سعاد ماہر کے مطابق آٹھ ہزار مربع میٹر ہے۔ایک روایت کے مطابق صحن کی مساحت چار ہزار دو سو انیس مربع میٹر تھی اور اس کی سطح زمین اس موجودہ صورت سے زیادہ نچلی تھی اور قبور اور محرابوں سے بھری ہوئی تھی یہاں تک کہ ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۱ء میں یہاں کھدائی ہوئی اور سرداب بنائے گئے اور پھر بہت ساری میتوں کو وہاں سے منتقل کیا گیا اور دوبارہ یہ زمین ہموار کی گئی۔ شہزادہ عبدالحمید ثانی کے دور ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء میں صحن کی زمین کی دوبارہ اصلاح ہوئی اور ساتھ میں سردابوں کو دوبارہ پہلے کی طرح بنایا گیا۔

(مشہد الامام علی ص ۱۵۹)

اس حوالے سے شیخ محمد حسین نے اپنی کتاب میں اہم معلومات کا اضافہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ''اس میں ۱۲۰۶ھ/ ۱۷۹۱ء میں ٹائلیں لگائی گئیں۔ ۱۳ویں صدی ہجری کے اوائل میں عثمانی گورنر نے صحن کی محرابوں، گنبد اور چبوتروں کو اکھاڑنے کا حکم دیا اور ان کے اوپر سنگ مرمر چڑھانے کا حکم دیا لیکن سیّد مہدی بحر العلوم اپنے دوستوں سے مشورہ کرنے کے بعد اس حکم کو نہیں مانتے تھے ان کے درمیان یہ اتفاق ہوا ہے کہ یہ تمام آثار بغیر اکھاڑے واضح انداز میں محفوظ رہیں پھر ان کے درمیان مضبوط ستون کھڑ کر دیے گئے تھے پھر اس کے اوپر چھت رکھی گئی تھی تاکہ یہ چھت جدید صحن کے لئے سطح بنے اس فکر پر عمل بھی ہوا اور ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۱ء میں اس نئی سطح زمین پر سفید پتھر کی تختیاں چڑھائی گئیں اس تعمیر کی تاریخ باب شرق کبیر کے ایک کونے میں کاشانی ٹائل کے اوپر دو قصیدوں میں لکھی ہوئی ہے ان میں ایک قصیدہ عربی میں جبکہ دوسرا فارسی زبان میں ہے۔ ۞

شہزادہ عبدالحمید ہی کے زمانے ۱۴ویں صدی ہجری میں صحن کے سردابوں اور فرشوں کی دوبارہ ترمیم ہوئی۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دفعہ علمائے دین کی وہاں مدفون میتوں کی بے حرمتی بھی ہوئی کیونکہ اس دفعہ پہلے کی طرح ان قبور کی حفاظت نہیں ہوئی تھی۔ اس حوالے سے شیخ محمد حسین حرز الدّین نے اپنے جدّ بزرگوار شیخ محمد حرز الدّین کی کتاب سے نقل کیا ہے کہ ''یہ کام ربیع الثانی ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء

۞ تاریخ النجف الاشرف جلد ۱ صفحہ ۳۶۹، ۳۷۰

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں شروع ہوا تو مزدوروں نے سردابوں کو توڑنے کے لئے صحن کی کھدائی کی تو وہاں مدفون میتوں کی بہت زیادہ بے حرمتی ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس دوران شمال مشرق کی طرف بہت ساری قبریں دریافت ہوئیں ان سے متصل ایک سرداب بھی دریافت ہوا جو باب مسجد خضراء کی طرف تھا۔ کفش دان کے قریب صحن کے فرش میں دو اور قبریں نکل آئیں۔ یہ دونوں قبریں نیلے رنگ کے کاشانی ٹائل کی تھیں جس پر مختلف جڑی بوٹیوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں ان کی اردگرد پھر کاشانی طرز کے دیواریں بنی ہوئی تھیں اس کے نیچے ایک سرداب تھا جو کافی بڑا تھا اس کا دروازہ سفید قیمتی پتھر سے بنا ہوا تھا اس سرداب میں جانے کی سیڑھیاں بھی اسی سفید پتھر سے بنی ہوئی تھیں۔ ان قبروں میں ایک کے پتھر پر یہ لکھا ہوا تھا کہ "شاہ اعظم سلطان معز الدین عبدالواسع ۳ جمادی الاوّل ۷۹۱ھ بمطابق ۳۰ اپریل ۱۳۸۹ء کو فوت ہوا" جبکہ دوسری قبر کے ایک پتھر پر یہ لکھا ہوا تھا "۱۱ محرم بروز بدھ ۸۳۱ھ بمطابق یکم نومبر ۱۴۲۷ء" لیکن صاحب قبر کا نام نہیں پڑھا جا سکا۔

ان قبروں کے برابر ایک قبر اور نکلی اس پر ایک پتھر پر یہ لکھا ہوا تھا "یہ قبر مرحوم شاہزادہ سلطان بایزید کی ہے جو جمادی الآخر ۸۰۳ھ بمطابق جنوری ۱۴۰۱ء کو فوت ہوا" ایک قبر پر یہ لکھا ہوا تھا: "یہ بچہ شیخ اویس کی نسل سے ہے۔" یہ تمام آثار بغداد کے عثمانی وزیر اوقاف کے حکم سے ختم ہوئے حالانکہ اگر ان کو تاریخی آثار کی اہمیت کا احساس ہوتا تو انہیں ترمیم کے دوران محفوظ کیا جا سکتا تھا جس طرح اس سے قبل ترمیمات کے دوران تھا۔ محمد حسین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء میں صحن کے جنوبی طرف اکثر ٹائلیں نئی لگائی گئیں اس کے لئے عراقی حکومت نے ۲۵۵۰۰ دینار مختص کئے تھے جس میں جنوبی طرف کے ایوانوں میں سفید سنگ مرمر لگایا گیا، ایوان طلاء کی صفائی، اور اس کے سامنے لگی ہوئی بڑی طلائی تختی کی صفائی، دیواروں کی صفائی اور چمکائی وغیرہ شامل ہے اور یہ کام ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء میں مکمل ہوا ہے۔ صحن میں کچھ تالاب، روشنی کے لئے چراغ اور کنویں تھے جو مرقد مطہر کو غسل دینے میں استعمال ہوتے تھے۔ یہ تمام غیر ضروری سمجھ کر ڈھا دیئے گئے۔ اس توسیع نو کے وقت قدیم قرمزی ٹائلوں کو تبدیل کیا گیا ان کی جگہ اعلیٰ قسم کی یونانی ٹائلیں لگائی گئیں جو گرمی کی شدت حرارت کو جذب کر لیتی ہیں جیسا کہ مدینہ منورہ کے حرم مقدس میں استعمال ہوئی ہیں۔ ⓪

⓪ تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رواقِ روضۂ مطہّر

روضۂ اقدس کے چاروں اطراف میں رواق بنے ہوئے ہیں۔اس کی بیرونی دیوار صحن شریف سے بلند ہے۔اس حوالے سے شیخ جعفر محبوبہ اپنی کتاب ''ماضی النجف وحاضرھا'' میں بیان کرتے ہیں کہ ان رواق کی بلندی بیرونی دیوار کی بلندی کی طرح ہے اور شمال کی جانب سے جنوب تک کی لمبائی ساڑھے اکتیس میٹر ہے۔۞

لیکن شیخ محمد حسین شمال وجنوب کے طول کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ دونوں جہتوں کا طول اکتیس میٹر ہے۔

ڈاکٹر حسن حکیم اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ''چاروں رواقوں میں سے صرف ایک رواق کی لمبائی ساڑھے اکتیس میٹر ہے''۔

(المفصل فی تاریخ النجف جلد ۲ ص ۷۷)

یہ وہ سائز ہے جس پر اطمینان کرنا مشکل ہے بہر حال شمالی وجنوبی اطراف کے رواق کے سائز ساباط،مسجد بالائے سر کی وجہ سے کافی تبدیل ہو چکا ہے مگر اس کا عرض چھے میٹر ہے۔

ہم نے رواق اور اس کے کمروں کے بارے میں شیخ محمد حسین سے اہم معلومات کا استفادہ کیا میرے حساب سے یہ روضۂ مطہر کے حوالے سے لکھی گئی تمام کتب سے منفرد کتاب ہے وہ لکھتے ہیں کہ

''بیرونی رواق کی دیوار جو صحن سے بلند ہے اس پر قدیم کاشانی ٹائلیں لگی ہیں یہ تمام صفوی زمانے کی ہیں اور ان میں سے بعض نادر شاہ افشاری کے دور کی ہیں جن پر متعدد نقوش،متنوع خوبصورت رنگوں کی کثرت ایسی ہے جس کے بارے میں فنی باتیں بیان کرنا مشکل ہے۔

صحن کے شمالی جانب رواق کے بیرونی دیوار پر نیلے کاشانی ٹائلوں پر سفید خط سے سورۂ مدثر اور سورۂ قدر لکھی ہوئی ہے اور ایوانوں کے اوپری منزل کی دیوار پر ایک کتبے پر خوبصورت خطِ ثلث میں مختلف آیات قرآنی مکتوب ہیں اور روضۂ مطہّر کے اوپر ایک حصے میں یہ آیات مکتوب ہیں:

هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا ۝١ إِنَّا

۞ ماضی النجف وحاضرھا جلد ۲ صفحہ ۲۸۶

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾

لیکن روضہ کے شمال کی جانب اور مغربی حدود کے شمالی حصے میں سورۂ فجر اوّل تا آخر لکھی ہوئی ہے اور نئی بات جو انہوں نے بیان کی کہ رواق کے چاروں طرف کمروں کی دو منزلیں ہیں جو صحن کے پیچھے واقع ہیں ان میں سے پہلی منزل کے کمروں کے دروازے رواق کے اندر ہیں۔ یہ دروازے اسٹیل کے اور بڑے ہیں جن پر پیلے پیتل کے گول گول دائرے بنے ہوئے ہیں۔ یہاں مختلف شیعہ علماء، سلاطین، امراء، اور صاحب عزّت لوگ دفن ہیں اور قبروں کے کتبوں پر ان کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ اس کے شمال کی جانب ایک مقبرہ، ''شاہات'' کے نام سے مشہور ہے۔

دوسری منزل کے کمرے بند تھے اس کے اندر جانے کا راستہ بھی معلوم نہیں تھا یہاں تک ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء میں رواق وحرم کے اندر اصلاحات شروع ہوئی تو ان کمروں کے دروازے دریافت ہوئے تو اس پر کمیٹی بیٹھی پھر انہوں نے ان کمروں کی چھتوں کی بھی مرمّت کی اور جہتِ شمال وجنوب میں چھوٹی چھوٹی کھڑکیاں نکالی گئیں۔ اب کمرے حرم مطہر کے اسٹور کے طور پر استعمال ہوتے ہیں جہاں حرم کی اہم چیزیں رکھی ہوئی ہیں۔

اس دوران وہاں جنوبی رواق کی بنیاد میں کچھ قبریں بھی نکلیں تو اسے بند کیا گیا اُس سال سے وہاں میتوں کی تدفین بھی روک دی گئی اور اس کے بعد دوسری منزل کے جنوبی جانب ایک بڑا ہال بنایا جہاں پر کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ اس ہال میں روضۂ مبارک کے نوادرات رکھے جائیں گے تاکہ ان معدنی و شیشے کے نوادرات محفوظ رہیں ان میں پرانے اسلحے اور کچھ تلواریں اور بندوقیں اور کچھ ساج کی لکڑی سے بنے ہوئے نوادرات شامل تھے۔ ①

ایوانِ علماء

یہ ایوان باب طوسی کے سامنے والے رواق کے شمال کی طرف واقع ہے۔ یہ اس نام اس لئے مشہور ہے کیونکہ یہاں زیادہ تر علماء دفن ہیں اور پرانے زمانے میں اسے مقامِ علماء کہا جاتا تھا۔ صفوی تعمیر

① تاریخ النجف الاشرف جلد ا صفحہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے ضمن میں اس ایوان کو بھی دوبارہ بنایا گیا۔ پھر نادر شاہ کے زمانے میں اس کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے دوبارہ ترمیم و اصلاحات ہوئیں جس کے آثار تا حال باقی ہیں۔ یہ روضۂ مطہر کے سب سے پرانی ٹائلیں ہیں اور یہ اہم تاریخی آثار میں شمار ہوتی ہیں۔ اس کے اندرونی حصے میں ایک جانب تاریخ تعمیر لکھی ہوئی ہے اور ایک شاعر قوام الدّین کا قصیدہ کمال الدّین گلستان کے خط سے لکھا ہوا ہے اس قصیدے کا ہر بند پیلی پٹی پر لکھا ہے۔ ان پٹیوں کو درمیان سے لکیریں لگا کر ملایا ہوا ہے اس طرح یہ خوبصورت سیدھی زنجیر کی شکل بن گئی ہے اور یہی زنجیر دیوار کے اوپر سے نیچے تک کھینچی ہوئی ہے۔ جس پر سورۂ احزاب کی چند آیات سفید رنگ سے لکھی ہوئی ہیں۔ جس کے درمیان نیلے رنگ پر پیلے رنگ کے نقش و نگار بنے ہیں اور اس قصیدے میں آئمہ اطہارؑ کے اسمائے گرامی اور اس قصیدے کی تاریخ ۱۱۶۰ھ/ ۱۷۴۷ء بھی شامل ہے اور یہ کاشانی تختی میں دو بریکٹوں کے درمیان ہے۔ اوپر سے ایک پٹی پر سورۂ رحمٰن کی آیات نیلے رنگ پر پیلے رنگ سے لکھی ہوئی ہے اور ہر آیت جس میں ''الآلاء'' آتا ہے جو آسمانی رنگ سے پیلے رنگ پر لکھی ہوئی ہیں۔

ایوان میزاب الذّہب

یہ ایوان جنوبی رواق کی جانب قبلہ کے سامنے صحن واقع ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یوں ہے اس کے اوپر سطح مرقد مطہر پر طلائی میزاب بنا ہوا ہے۔ جہاں بارش کے پانی کی نکاسی کے لئے ایک طلائی پرنالہ ہے اسی لئے اس کا نام بھی میزاب الذہب ہے اور جب بارش ہوتی ہے تو یہاں سے گزرتے ہوئے پانی کو زائرین تبرّکاً پیتے ہیں۔ اس پر بھی باقی ایوانوں کی طرح اعلیٰ قسم کے کاشانی ٹائل لگے ہوئے ہیں۔

شیخ محمد حسین کے مطابق کمال الدّین حسین گلستان نے ایوان کی بلندی کے درمیان عربی نونیہ قصیدہ پیلے رنگ کے ٹائل پر کتابت کیا ہے جو دائیں سمت سے دائرہ کی شکل میں شروع ہو کر بائیں طرف مستطیل شکل میں ختم ہوتا ہے اور موصوف نے دوسرے اشعار کے بارے میں یوں لکھا ہوا ہے پانچ اشعار بیضوی شکل میں ایوان کی نصف بلندی سے اوپر شروع ہوتے ہیں اس اشعار کی کتابت کی تاریخ ۱۱۶۰ھ/ ۱۱۴۷ء کے قریب ہے۔ جو ایوان علماء پر کمال الدّین کی کتابت کا ہم عصر ہے کی اوپری جانب پر فریم بنا ہوا ہے جس کی پٹی پر قرآنی آیت کتابت ہوئی ہے۔ اس کے دائیں اور بائیں اطراف ایوان

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علماء کی طرح اوپر سے نیچے تک ہندسی نشان کے فریم بنے ہوئے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ یہاں ایک رواق کے نیچے ایک سرداب تھا جو مرقد مطہر کے خدام آل الملالی کے زیر استعمال تھا پھر شاہ عباس اوّل کے زمانے میں شیخ محمد بن شیخ علی آل کاشف الغطاء متوفی ۱۰۲۳ھ/ ۱۶۱۴ء نے سیّد رضا رفیعی کو حرم کی خدمت کے لئے نائب بنایا تو یہ سرداب ان کے ہاتھ آیا اور ان کے بعد ان کے خاندان کے ہاتھ آ گیا۔ یہاں پر شیخ نصار، شیخ راضی بن شیخ نصار سال ۱۲۳۰ھ/ ۱۸۱۵ء کے قریب دفن ہوئے۔○

ایوانِ طلاء

ڈاکٹر سعاد ماہر نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ شرقی رواق کے سامنے ایک بڑا ہال ہے جس کا فرش صحن کے فرش سے ۲۰ سینٹی میٹر بلند ہے اور اس کا طول ۲۴ میٹر جبکہ عرض ۷ میٹر ۵۰ سینٹی میٹر ہے اور یہ ہال باب شرقی کبیر کے سامنے واقع ہے اور اسی ہال میں ایوان طلائی موجود ہے کیونکہ اس کی دیواروں پر سونا چڑھایا ہوا ہے۔ اس کے دونوں طرف گوشۂ اذان کے دو مینار کھڑے ہیں۔ ایوان کے دونوں اطراف میں تزئین و آرائش کا کام ہوا ہے۔ دونوں اطراف کے طلائی دروازے پر فارسی شاعر ''عرفی'' کا قصیدہ لکھا ہوا ہے۔

(مشہد الامام علی ص ۱۶۹)

ڈاکٹر حسن حکیم کے مطابق اس قصیدے کی کتابت کا اختتام کاتب محمد جعفر اصفہانی متوفی ۹۹۹ھ/ ۱۵۹۱ء کے نام سے ہے۔ یہ قصیدہ مدح امام علیؑ پر مشتمل ہے۔ اس کے حروف سونے سے لکھے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ دو اشعار عربی میں ایوان کے دائیں جانب اور دو اشعار بائیں جانب لکھے ہوئے ہیں جبکہ بالائی جانب خط ثلث کی کتابت سے خوبصورت انداز میں گنبد اور گوشۂ اذان کے میناروں پر سونا چڑھانا اور سلطان نادر شاہ کے حکم سے ایوان کی تعمیر کی تاریخ لکھی ہوئی ہے۔

(المفصل فی تاریخ النجف جلد ۲ ص ۱۷۰)

اس ایوان کے اندر بے شمار علماء اور صاحب ثروت افراد دفن ہیں۔ جن میں سے بعض کے نام

○ تاریخ النجف الاشرف جلد ۱ ص ۴۱۳

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دیوار پر نقش تھے جواب نہیں ہیں۔ شیخ جعفر محبوبہ نے اس ایوان کے بارے میں بہت ساری سابقہ معلومات کا ذکر کیا ہے لیکن یہ خوبصورت منظر جو پوری دنیا میں مشہور ہے جنگ خلیج ۱۹۹۱ء کے دوران نجف اشرف میں جہاں دوسرے بہت سے نقصانات ہوئے یہ بھی نہیں بچ سکا اس وجہ سے بعض آثار ضائع بھی ہوئے اگرچہ متأثرہ حصوں پر دوبارہ سونا چڑھایا گیا لیکن یہ اب پرانی طرز کتابت سے خالی رہ گیا ہے۔

ڈاکٹر حسن حکیم نے اپنی کتاب میں اس میں دفن مختلف شخصیتوں کے نام ذکر کیے ہیں جن میں مشہور علامہ حلی متوفی ۷۲۶ھ/ ۱۳۲۶ء شمالی مینارِ گوشۂ اذان کی جانب واقع حجرہ میں دفن ہیں یہاں میرزا علی نواب بن سیّد حسین الحسینی المرعشی متوفی ۱۰۸۱ھ/ ۱۶۷۰ء بھی دفن ہیں اور یہ شاہ عباس صفوی کے داماد تھے۔

(ماضی النجف وحاضرھا جلد اول ص ۶۴)

جنوبی مینار گوشۂ اذان کے نزدیک واقع حجرے میں علامہ مقدس شیخ احمد اردبیلی متوفی ۹۹۲ھ/ ۱۵۸۴ء دفن ہیں۔ یہاں بھی طلائی دروازہ نصب ہے لیکن یہ درواز بند ہے مقبرۂ علامہ موصوف سے متصل ایک بڑی الماری نصب ہے جس کے اندر بعض نفیس نوادرات محفوظ ہیں۔ ڈاکٹر حسن حکیم سابقہ کتاب میں مزید بیان کرتے ہیں کہ اس ایوان کی بلندی عبدالرزاق حسینی کی کتاب ''موجز تاریخ بلدان عراق'' سے نقل کرتے ہوئے ۴۰ میٹر لکھا ہے یہ دراصل ان کا وہم ہے کیونکہ خود روضہ مطہر کے دونوں میناروں کی بلندی ۲۹ میٹر ہے تو ایوان کی بلندی ۴۰ میٹر کیسے ہوئی؟ لیکن انہوں نے یہاں ایک اہم بات کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ بعض مآخذ کے مطابق شیخ بہائی محمد حسین متوفی ۱۰۳۱ھ/ ۱۶۲۲ء نے ایوان طلائی کے دونوں اطراف میں جوتے اتارنے کے لئے ''کفش دان'' بنوائے تھے۔

(المفصل فی تاریخ النجف ص ۱۷۱)

ابوابِ رواق

حرم کے رواق کے احاطے میں مختلف دروازے ہیں۔ جس سے دیکھنے والے کی عقل اس کی کمالِ خوبصورتی اور نفیس خطوط کی سے مسحور ہو جاتی ہے اور یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے کیونکہ یہ زمانے کے اعلیٰ ماہر اہل فن، رسّام، مصور، خطاطوں کے ہاتھوں وجود میں آئے ہیں اس پر مستزاد یہ کہ ان پر بے تحاشہ اموال خرچ ہوئے ہیں۔ چاہے اس میں قیمتی معدنیں ہوں یا اسے حدِ کمال تک پہنچانے والے ہنرمندوں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی اُجرت ہوا ن میں ہر دروازہ طرز جمال وحسن صنعت کا علیحدہ پیکرِ فن ہے جس کی کوئی نظیر و مثال نہیں ہے۔ان میں سے ایک دروازہ شمالی جانب باب طوسی کے مقابل ہے یہ چاندی سے بنا ہوا ہے جو راجہ عبد القادر کمباچی نے دیا تھا اس پر چاندی کا کام عراق ہی میں مکمل ہوا تھا اس کی تاریخ تنصیب ۱۹۳۶ء ہے جنوب کی طرف باب قبلہ کے مقابل میں ایک دروازہ ہے جسے مشہور زعیم عبدالواحد آل سکر کی والدہ حاجیہ طخّہ نے بنوایا تھا اس پر کل خرچہ اس زمانے میں دو ہزار دو سو لیرہ ذہبی آیا تھا۔اس دروازے کے سامنے تبدیلی سے قبل کا شانی ٹائل پر دو قصیدے لکھے ہوئے تھے ان میں ایک فارسی میں جس کے بیس بند سنہرے حروف سے لکھے ہوئے تھے۔ جسے محمد حسین نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے شہزادہ مراد بن شہزادہ سلیم متوفی ۱۰۰۳ھ/ ۱۵۹۵ء نے ایک دروازہ رواق میں بنوایا تھا جو اسی کے نام سے ہے اور یہ اس وقت کھلا تھا جب موصوف مرقد مطہر امامؑ کی زیارت کے لئے نجف اشرف آئے اور حرم مطہّر میں اسی دروازے سے داخل ہوئے تھے اس کے بعد یہ بند ہو گیا پھر ناصر الدّین قاچاری کے لئے ۱۲۸۷ھ/ ۱۸۷۰ء میں کھولا گیا اس طرح کی معلومات شیخ محمد حسین نے اپنی کتاب معارف الرّجال میں جمع کی ہیں وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے خود یہ دروازہ تزئین و آرائش کی حالت میں دیکھا ہے جس کے دستے عاج سے بنے ہوئے تھے اس کا منظر اس پر لگی ہوئی مہندی کی وجہ سے بہت خوبصورت تھا اور یہ مہندی زائرین لگایا کرتے تھے اب یہ سب اتار کر الماریوں میں رکھ دیا گیا ہے اور اس دروازے کو لوہے میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

(مرقد وضریح امیرالمومنینؑ ص ۳۱۳ تا ۳۱۸)

حرم کے داخلی دروازے

روضۂ اطہر میں داخل ہونے کے لئے نصف مشرقی رواق کی جانب طلائی ایوان کے وسط میں واقع دروازے کے بعد آگے دو چاندی کے دروازے ہیں۔جن میں سے جو روضۂ کے دائیں جانب ہے اسے عثمانی شہزادہ عبدالعزیز کے عہد میں لطف علی خان ایرانی نے نذر کیا تھا اور اسے ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۷۰ء میں اس وقت نصب کروایا تھا جب وہ نجف اشرف میں زیارت امامؑ سے مشرّف ہوئے تھے اور ان کا نام دروازے کے پیچھے لکھا ہوا ہے۔اسی میں رواقِ شمالی کی جانب بھی دو دروازے واقع ہیں اور جنوبی جانب ایک دروازہ بعد میں عورتوں کے لئے مخصوص بنوایا گیا ہے۔

(المفصل فی تاریخ النجف جلد ۲ ص ۴۳)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۱۰

خزانہ امیر المومنینؑ کی تاریخ

خزانہ امیر المومنینؑ سے مراد وہ ذخیرۂ نوادرات وتبرکات ہے۔مختلف اوقات میں بادشاہوں اور مختلف زائروں نے جو نوادرات روضۂ امیر المومنینؑ پر نذر کیے تھے یہ اس کا ذخیرہ ہے۔مصر کی ایک خاتون ڈاکٹر سعاد ماہر نے اس خزانے پر پی۔ایچ۔ڈی بھی کیا ہے جو شائع ہو چکا ہے اور یہ کتاب ہمارے کتب خانے میں موجود ہے۔

نوادرات ضائع کیسے ہوئے؟

شہر نجف اشرف کے بعض صالح افراد نے مختلف مخصوصیوں میں روضۂ مقدس کے لئے ایک اسٹور کی ضرورت کا شدّت سے اظہار کیا تھا تاکہ نوادرات وتبرّکات کی حفاظت کی جائے۔جسے اہمیت نہ دی گئی اور بہت کچھ ضائع ہو گیا۔روضہ مبارک کے نوادرات کے ضائع ہونے کے مختلف اسباب ہیں مثلاً مدحت پاشاہ کے زمانے میں ان میں سے بعض نوادرات یہ کہہ کر فروخت کئے گئے کہ ایران اور نجف اشرف کے درمیان ریلوے لائن بچھائی جائے گی تاکہ زائرینِ امام کے لئے سہولت حاصل ہو۔

(موسوعۃ العتبات المقدسہ جلد ۴ ص ۱۸۸)

ان تمام نوادرات کی جدید طریقوں سے حفاظت نہیں کی گئی شاید اسی لئے آج ان تبرکات و نوادرات کی تعداد بہت کم ہے بعض آفات،رطوبت اور شدید خشکی کی وجہ سے کچھ خراب ہوئے جبکہ بعض زنگ لگنے کی وجہ سے، گلنے سڑنے کی وجہ سے ضائع ہوئے پھر ان کی طرف کچھ ایسے ہاتھ بھی بڑھے جنہوں نے اس امانت میں خیانت کی اور ان امانتوں کو دوسروں کے ہاتھ تحفتاً یا قیمتاً فروخت کر دیا۔اس کی بہترین مثال کتب خانۂ امیر المومنینؑ کی حالت ہے جس میں بعض محققین نے دنیا کی قیمتی کتب خانوں سے کتابیں لا کر جمع کی تھیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ اس کتب خانہ کے لئے سب سے پہلے عضد الدّولہ نے کتابیں وقف کی تھیں اور سیّد ابن طاؤس نے بھی۔اب اس کتب خانہ کے ۱۹۷۰ء میں نظر ثانی کے بعد

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۵۲۷ مخطوطات میں سے ۱۵۲ مخطوطے باقی بچے ہیں۔اسی طرح کتب خانہ کے اور بھی بہت سارے نوادرات ضائع ہوئے۔

اس حوالے سے محمد ہادی امینی نے موسوعۂ نجف اشرف میں خزانۂ حرم میں موجود تحائف کے موضوع پر ایک مقالہ لکھا تھا جو شائع ہوا۔میں اس کی بعض عبارات کا یہاں ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ

''بعض اہل نجف بیان کرتے ہیں کہ کتب خانہ علوی کے شیلف میں ہزاروں کتابیں تھیں جن میں قرآن کریم کے نسخے اور کتب ادعیہ و اوراد وغیرہ شامل تھیں لیکن بعض ناپاک ہاتھوں نے ان نفیس کتابوں کو ضائع کیا۔آج کل تقریباً ۴۰۰ نسخوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور یہ بعد میں پتہ چلا کہ ان میں سے بعض نسخے بھی لوگوں کے گھروں میں چلے گئے تھے اور کچھ لوگوں کے پاس آج تک ان کے کتب خانوں میں سے موجود ہیں اور بہت سارے نسخے دوبارہ پرانے اوراق خریدنے والوں کے پاس سے نکل آئے جو انہیں کوڑیوں کے دام فروخت کئے گئے تھے اور نہیں معلوم کہ ان تک یہ کتابیں کہاں سے اور کیسے پہنچیں؟''۔

وہ مزید بیان کرتے ہیں کہ ''جو اس حوالے سے مزید جاننا چاہتا ہے وہ اس حوالے سے جہاں تک میری معلومات ہیں کہ وقف شدہ اشیاء کو شریعت کے بیان کردہ اسباب کے علاوہ فروخت کرنا جائز نہیں ہے لیکن نہیں معلوم اس کتب خانہ سے کتابیں پہلے عاریۃً پھر انہیں بیچا جانا کیسے جائز ہوا؟''①

اس موقع پر علامہ امینی نے بھی بعض حکایات خزانۂ امیرالمومنینؑ کے بعض تحائف کے بارے میں بیان کی ہیں جن میں سے بعض تحائف قصر عبدالالٰہ میں، تو بعض قصر نوری سعید پہنچے ہیں یہاں تک کہ بعض تو مختلف مناسبات میں لوگوں کو بطور ہدیہ پیش کئے گئے ہیں جو کہ نہ شرعاً اور نہ ہی قانوناً جائز ہے۔

مرحوم جعفر الخلیلی موسوعۂ عتبات مقدسہ کے نجف سے مخصوص حصے کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ایک فانوس جو انتہائی قیمتی پتھروں سے سجا ہوا ہے اور روضۂ مبارک کے اندر ایک طلائی زنجیر کے ذریعے بالکل وسط میں لٹکا ہوا ہے پچھلی صدی میں ایک چور کے ہتھے چڑھنے والا ہی تھا کہ خداوند عالم کی عنایت شامل حال نہ ہوتی تو خزانۂ روضۂ مبارک کا ایک اہم نوادر ضائع ہو جاتا۔اس طرح کے قیمتی

---

① موسوعہ عتبات المقدسہ جلد ۴ صفحہ ۱۸۸

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فانوس کم از کم میں نے بہت ہی کم دیکھے ہیں۔ ⊙

ڈاکٹر حسن کہتے ہیں کہ "خزانہ روضۂ مبارک ابھی تک اسی لئے پوشیدہ ہے محققین کے لئے وہاں پہنچنا مشکل ہے کیونکہ ان میں سے بعض تو زیر زمین صندوقوں میں رکھے ہوئے ہیں اور بعض ایسی الماریوں میں رکھے ہوئے ہیں جہاں پہنچنا مشکل ہے اس حوالے سے صرف اللہ جانتا ہے کہ وہ کس حالت میں ہیں؟

اور ہم بار بار سنتے رہتے تھے کہ روضۂ مبارک پر مامور خدام نے فلاں بادشاہ یا فلاں رئیس کو کوئی تلوار یا کوئی قیمتی مصحف ہدیہ کیا ہے لیکن ہمیں نہیں معلوم کہ موصوف کے لئے یہ تصرف کیسے جائز ہوا؟ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ اس تمام خزانے کو کسی ایک میوزیم میں نہ رکھنے کا نتیجہ ہے۔

(المفصل فی تاریخ النجف جلد ۲ ص ۱۶۲)

نوادرات کی تاریخ

ابن بطوطہ نے ۷۲۶ھ/۱۳۲۶ء میں جب نجف کی زیارت کی تو وہاں نوادرات کا جو گودام دیکھا اس کے بارے میں وہ یوں لکھتا ہے کہ "یہ ایک بڑا گودام تھا جس کے اندر اتنے زیادہ اموال تھے جنہیں سنبھالا نہیں جاتا تھا۔"

(سفرنامہ ابن بطوطہ)

ابن بطوطہ نے جو نوادرات دیکھے وہ شیخ طوسی کے نجف اشرف میں داخل ہونے سے پہلے کے تھے کیونکہ اس زمانے میں حرم کی خدمت کے لئے جو متولی تھے وہ سیّد ابن طاؤس کے مطابق شیخ طوسی کے داماد ابا عبداللہ بن شہریار متوفی ۵۰۱ھ/۱۱۰۸ء تھے۔ ⊙

اور یہ اپنے زمانے کے جلیل القدر اور پرہیزگار عالم دین تھے۔ اس خزانے کو ایک سے زیادہ مرتبہ نقصان پہنچا ایک دفعہ ۵۲۹ھ/۱۱۳۵ء میں اسے نقصان پہنچا۔ اس حوالے سے شیخ محمد حسین حرز الدّین نے اپنی کتاب میں "مناقب آل ابی طالب" سے نقل کیا ہے کہ عباسی خلیفہ مترشد باللہ نے کربلا

⊙ موسوعہ عتبات المقدسہ جلد ۴ صفحہ ۱۸۹

⊙ فرحۃ الغری ص ۹۶

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں حرم حسینؑ سے اور نجف سے اموال یہ کہہ کر اٹھا لئے کہ قبر کو اموال کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور لے جا کر فوج پر خرچ کیا اور اس سے ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ خود قتل ہوا‘‘ ۞

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ جب بھی کوئی مراقد اہل بیتؑ کے ساتھ بُرا سلوک کرتا ہے اس کا انجام آخرت سے پہلے اسی دنیا میں ہی خراب ہوتا ہے۔

ان نوادرات کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے ۵۷۲ھ/۱۱۷۶ء میں نجف اشرف کی ایک علمی شخصیت شیخ علی بن حمزہ ابن محمد بن احمد بن شہریار نے اس کی ذمہ داری قبول کی تھی اس حوالے سے شیخ محمد حسین بھی بیان کرتے ہیں کہ آپ نجف اشرف میں حرم علویؑ کے مشہور خازن تھے جنہوں نے احسن طریقے سے مشہد امیر المومنینؑ کے خزانے کو سنبھالا وہ مزید یہ بھی کہتے ہیں کہ اس خزانے میں چالیس قندیلیں تھی جن کے اوپر بستان الخفاجی متوفی ۴۶۶ھ/۱۰۷۴ء کا نام ہے۔ ۞

اور موصوف نے ابن کثیر کی کتاب ’’البدایہ و النہایہ‘‘ سے نقل کیا ہے کہ ماہ شعبان ۶۵۷ھ/۱۲۵۹ء میں بدر الدین لؤلؤ کا انتقال ہوا جس نے ۵۰ سال موصل پر حکومت کی تھی اور موصوف مشہد علویؑ کے لئے سالانہ طلائی قندیل بھیجا کرتا تھا جس کی قیمت ایک ہزار دینار ہوتی تھی۔ نہیں معلوم کہ روضۂ مبارک کو ۷۵۵ھ میں آگ لگنے کے وجہ سے کیا کیا چیزیں جل گئیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت اونی کپڑے، قالین وغیرہ اور اسی طرح اہم آثار خطیہ جل کر راکھ بن گئے۔ ہاں! کچھ نفیس چیزیں اس آفات سے بچ بھی گئیں جیسا کہ پرانا کولر پانی ٹھنڈا کرنے کا جو کہ عضد الدولہ البویہی سے منسوب کیا جاتا ہے اور یہ آج تک محفوظ ہے اور روضۂ مبارک کے مہنگے ترین تحائف میں شامل ہے۔ محمد حسین ابن عنبہ الحسینی ’’عمدۃ الطالب‘‘ سے نقل کرتے ہیں کہ روضۂ مبارک کے اندر ایک مصحف تھا جو کہ تین جلدوں پر مشتمل تھا اور امیر المومنینؑ کے دست مبارک سے لکھا ہوا تھا۔ وہ اس آگ کے ضمن میں آ کر جل گیا وہ بیان کرتے ہیں کہ مذکورہ مصحف کی آخری جلد میں یہ لکھا ہوا تھا کہ ’’اس مصحف کو علی بن ابو طالبؑ نے لکھا ہے‘‘ اس حوالے سے محقق محمد بن القاسم الحسینی اور ان کے نانا جعفر محمد حسین بن حدید الاسدی بیان کرتے ہیں کہ ’’یہ جو وہ آخری مصحف میں علی بن ابو طالبؑ کا نام تھا اس میں لفظ ابی کا ’’یاء‘‘ ’’واؤ‘‘ جیسا تھا جو کہ خط

۞ تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ ص ۱۴۸

۞ تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ ص ۲۳۴، البدایۃ والنہایۃ جلد ۲ ص ۱۴۸

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کوفی میں اسی طرح لکھتے تھے راقم نے ایک مصحف بمقام ''مزار'' میں عبیداللہ بن علی کے مزار میں دیکھا تھا جو کہ ایک جلد میں تھا جس میں پورے قرآن مجید کی کتابت مکمل کرنے کے بعد لکھا ہوا تھا۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اس مصحف کو علی ابن ابی طالبؑ نے لکھا ہے لیکن مصحف غروی (یعنی مذکورہ بالا) مصحف کے مطابق لفظ علی کا ''یاء'' ''واو'' سے مشابہت رکھتا تھا اس کے بعد مجھے پتہ چلا کہ وہ مصحف عبید اللہ ابن علی کے مزار میں آگ لگنے کی وجہ سے جل چکا ہے۔ ۞

محمد حسین حرز الدین نے لکھا ہے کہ ۸۵۷ھ/ ۱۴۵۳ء میں علی بن محمد بن فلاح جن کا لقب مشعشی تھا اس نے نجف میں لوٹ مار شروع کی۔ کہا جاتا ہے اسی سال یکم ذی قعدہ کو حج کے ایام میں میر علی کیوان کو حجاج کا امیر بنا کر بغداد سے روانہ کیا یہ لوگ جب نجف اشرف میں داخل ہوئے تو انہوں نے اپنا سامان وہاں اتار دیا اتنے میں مشعشی نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کی قتل و غارت گری کر دی اور ان میں سے صرف وہ لوگ بچ گئے جنہوں نے حرم علویؑ میں پناہ لی تھی تو ان کا محاصرہ کر لیا اتنے میں وہ مشعشی کے سامنے جھکنے پر مجبور ہو گئے تو مشعشی نے ان سے وہاں پر موجود قندیلیں، تلواریں طلب کیں۔ اس وقت خزانے میں سات سو سال پرانی تلواریں تھیں۔ ہوتا یہ تھا کہ کوئی بھی بادشاہ یا خلیفہ عراق میں مر جاتا تھا تو اس کی تلوار اس خزانے کے لئے بھیجی جاتی تھی اسی طرح ایک سو پچاس تلواریں یہاں جمع ہوئی تھیں اور اسی طرح بارہ قندیلیں تھیں جن میں چھ سونے کی اور چھ چاندی کی تھیں۔

لیکن اس ظالم نے ماہ ذی الحجہ میں مشہد مقدس نجف و کربلا میں دوبارہ حملہ کیا اور لوٹ مار کی ہوا یہ کہ وہ نجف میں داخل ہوا اور روضہ مبارک کے دروازے کھول کر گھوڑے سمیت حرم مقدس میں داخل ہوا اور صندوقِ روضہ کو توڑا اور جلانے کا حکم دیا اور باقی چیزیں مثلاً قندیلیں، تلواریں وغیرہ اٹھا لیں اور لوگوں کو برے طریقے سے ان کے گھروں میں قتل کیا۔ لیکن اس ظالم کو بعد میں اپنے کئے کی سزا مل گئی۔ ۸۶۱ھ/ ۱۴۵۶ء یہ برے طریقہ سے قتل ہوا اور اس کا سر کاٹا گیا۔ اس کی کھال اتار دی گئی اور اس کی لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بغداد بھیجا گیا۔ شیخ محمد حسین کے مطابق بعد میں ''اس کے والد محمد بن فلاح نے وہ تمام قندیلیں اور دیگر چیزیں جو اس کے بیٹے نے لوٹ لیں تھیں دوبارہ نجف اشرف میں روضۂ علیؑ بھیج

۞ عمدۃ الطالب صفحہ ۲۳۵

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دیں۔"○

۹۱۴ھ/۱۵۰۸ء میں شاہ اسماعیل صفوی عراق پر قبضے کے بعد جب مرقد امیرالمومنینؑ کی زیارت کے لئے گئے تو روضۂ مبارک کے لئے بہت سارے نوادرات فاخرہ ہدیہ کئے۔ ۱۰۳۳ھ/ ۱۶۲۴ء میں شاہ عباس اوّل صفوی نے جب مرقد امیرالمومنین کی زیارت کی تو شیخ محمد حسین کے مطابق موصوف نے روضہ مبارک کے لئے نفیس چیزیں پیش کی تھیں۔لیکن تاریخ ان نفیس اشیاء کی خصوصیت کی تفصیلات بیان نہیں کرتی ہاں مشہور فرسیسی سیاح **Tarfirnih** نے اپنے سفرنامے میں شاہ عباس کی پیش کی ہوئی چیزوں کی طرف اشارہ کیا ہے ان میں ایک قیمتی کمان بھی تھی۔اس خزانے میں موجود نفیس تحائف کی معنوی و مادّی قیمتوں کا انداز جب شاہ عباس اوّل کو ہوا تو انہوں نے ملا عبداللہ بن شہاب الدین حسین یزدی کو حرم مقدس کا متوّلی قرار دیا لہٰذا وہ خزانہ جس میں نفیس آثار قدیمہ رکھے ہوئے تھے اس کی چابیاں ان کے حوالے کردی گئیں اور موصوف شاہ عباس صفوی کی وفات تک رہے اور شاہ جب انتقال کر گئے تو اسے حرم کے اندر ایک سرداب میں عضدالدّ ولہ جہاں دفن ہیں وہاں دفن کیا گیا۔شیخ محمد حسین نے بیان کیا ہے کہ نواب احمد خان متوفّی ۱۱۹۹ھ/۱۷۸۵ء نے ۱۱۹۸ھ/ ۱۷۸۴ء میں جب مرقد کے گنبد اور صحن کی ترمیم مکمل کی تھی تو حرم مقدس کے لئے مقدس پتھروں جواہر سے سجی ہوئی قندیلیں پیش کی تھیں۔

(موسوعۃ النجف الاشرف جلد ۴ ص ۲۰۱)

نوادرات کے پانچ گودام

روضۂ امیرالمومنینؑ کے پانچ گودام ہیں۔ان میں سے ایک جنوبی مینارۂ اذان کے ساتھ والے حجرے میں ہے۔اس میں انتہائی نادر تحائف اور ہدیے شامل ہیں جسے نادر شاہ اوران کی زوجہ اور بیٹے وغیرہ نے روضۂ مقدس کے لئے وقف کیا تھا۔دوسرا گودام امیرالمومنینؑ کے تابوت میں ہے۔

اس کی قیمت بھی پہلے والے سے کم نہیں ہے جس کے اندر نفیس چیزیں ہے ان میں سے بعض ضریح کی محرابی جالی کے پیچھے سے نظر آتی ہیں۔

○ تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ ص ۲۳۵

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس کے علاوہ شیخ محمد حسین اور ڈاکٹر حسن حکیم دو اور گوداموں کا ذکر کرتے ہیں ان میں سے ایک مرقد مقدس کے سر کی جانب والے رواق میں واقع ہے جس کے اندر ایک نادر قالین موجود ہے جبکہ دوسری تجوری صحن حیدریؑ میں قبلے کی جانب واقع ہے۔ یہ تجوری خاص طور سے حرم کی کتب خانہ کے باقیات کے حوالے سے ہے۔

شیخ محمد حسین نے ایک اور گودام کا بھی ذکر کیا ہے جو ایک رواق کے کمرے میں ہے اس حوالے سے وہ یوں بیان کرتے ہیں ''روضۂ شریفہ میں بہت سارے طلائی قندیلیں حرم کے چاروں کونوں میں مضبوط زنجیروں سے ستونوں کے ساتھ آویزاں ہیں اور یہ اتنی بڑی ہیں کہ انسان کے لئے ان کو اٹھانا طلائی وزن کی وجہ سے مشکل ہے اور اسے ہم لمبے عرصے سے دیکھ رہے ہیں۔ ○

لیکن اب یہ تمام قندیلیں خزانے میں جمع کر دی گئی ہیں۔

موصوفہ نے جو تحائف دیکھے ہے انہیں وہ چھ اقسام میں تقسیم کرتی ہیں۔

ڈاکٹر سعاد ماہر کے مطابق خزانے کی تفصیل

(۱) مخطوطات

وہ بیان کرتی ہیں کہ

''اس تجوری میں ۵۵۰ قیمتی صحیفے ہیں جن کی قدامت پہلی صدی ہجری سے لے کر چودہویں صدی ہجری تک ہے ان میں سے بعض مخطوطے جانوروں کی کھال پر جبکہ بعض دوسرے ہڈیوں پر لکھے ہوئے ہیں۔ بعض خط کوفی، نسخ، خط فارسی نستعلیق، ثلث، خط ہمایونی، خط عثمانی، اور خط رقعہ میں ہیں بعض صحیفے خط کوفی میں ہیں انہیں امام علیؑ، امام حسنؑ، امام زین العابدینؑ سے منسوب کیا جاتا ہے۔''

(مشہد الامام علی ص ۱۹۶)

شیخ محمد حسین کے مطابق اس تجوری کی کتابیں ستمبر ۱۹۷۰ء میں علامہ محقق سیّد احمد حسینی کے ہاتھوں نجف اشرف کے نائب سیّد عبدالرّزاق الحبوبی اور قاضی شیخ حسن الشمیساوی کے زیر نگرانی گنی جا چکی تھی۔ تو وہاں کل تاریخی کتب کی تعداد ۵۲۰۷ تھی۔''

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۱ ص ۴۵۸)

○ تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۲۶۳

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جب ڈاکٹر سعاد ماہر کی کتاب بیسویں صدی کے ۷۰ کے دہائی کے اوائل میں منظر عام پر آئی تو موصوفہ ایک اور تجوری کے بارے میں بیان کیا ہے جس میں وہ صحیفے تھے جو اس تجوری کے ساتھ میں ئی تعلق نہیں رکھتے تھے۔ کیونکہ شیخ محمد حسین روضہ کے تجوریوں کے بارے میں بتاتے وقت ایک تجوری کے بارے میں بتاتے ہیں جو ''خزانہ کتب وقرآ'' سے مشہور تھا۔ جس کے اندر کچھ قدیم قیمتی صحیفے موجود تھے ڈاکٹر سعاد ماہر نے اسی کی طرف اشارہ کیا تھا اس لئے جس تجوری کی کتابوں کی گنتی ہوئی وہ اس مذکورہ تجوری کے علاوہ تھی۔

(۲) معدنی تحائف

ا۔ ڈاکٹر سعاد ماہر کے مطابق اس تجوری میں ۲۰ ۷ تحائف موجود ہیں جن میں سے بعض سونے کے ہار، قیمتی جواہرات، زبرجد، یاقوت، الماس، ہیرے فیروزے سے مزین ہیں جبکہ بعض سونے کی قندیلیں قیمتی پتھروں اور آئینہ سے نقش ونگاری ہوئی ہیں اور عودسوز، آب گلاب کے برتن، شمعدانیں، کتبات، تاجی، ہار، گلدان، ہاتھ دھونے کے طشت، کشکول (جس کے ذریعے شیعہ درویش بھیک مانگتے ہیں)، بڑے بڑے اسلحوں کا ایک مجموعہ، جھنڈے، روضوں کے نمونے،'' جن میں ۵۶ عدد روضۂ مبارک کے رجسٹروں کے مطابق ایوان طلاء کی تجوری میں ہیں۔ یہ تعداد ڈاکٹر سعاد ماہر کے مطابق ہے ان میں ایک تلوار ہے جس کا دستہ الماس کے پتھروں اور طلائی غلاف سے مزین ہے اور اس کے قبضے پر ''حسن رضا کی جانب سے علی بن ابی طالبؑ کے لئے تحفہ'' لکھا ہوا ہے۔

۲۔ پانچ طلائی قندیلیں ہیں ان میں سے ہر ایک میں چھ طغرے ہیں۔ جن میں آٹھ قیمتی پتھر جڑے ہوئے ہیں اور اس کے بیچ میں ایک زبرجد کا پتھر ہے اور ہر طغرے کے اردگرد زبرجد کے بڑے بڑے پھول ہیں اور ان پھولوں کے اردگرد بارہ یاقوت کے پتھر جڑے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر طغرے کے اوپر ہیرے اور سبز زبرجد کے بارہ پتھروں کے ہیں اور اس کا بالائی حصہ اور نیچے والا حصہ نادر و نایاب جواہرات سے پُر ہے جو عقل کو حیران کرتا ہے۔ ان قندیلوں کو سلطان حسین نے ہدیہ کیا تھا۔

۳۔ ان کے علاوہ کچھ مزید قندیلیں بھی ہیں جو پہلے کی طرح خوبصورت پتھروں سے مرصّع ہیں اور ان میں ہر قندیل کا وزن ۱۶۰۷ گرام ہے اسے زینب بیگم شاہ طہماسپ صفوی نے ہدیہ کی ہیں۔

۴۔ طلائی عودسوز جسے نادر شاہ نے ۱۱۵۶ھ/ ۱۷۴۳ء میں ہدیہ کیا تھا یہ ہشت پہلو شکل میں ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس کے اوپر کا ڈھکن گول جالی دار اور مختلف قیمتی پتھروں سے سجا ہے لیکن کچھ چارکونہ شکل عودسوز بھی ہیں ان میں ہر ایک خوبصورت پتھر کے فریم میں ہے اور اس فریم میں دس عدد چار زبرجد، ایک بڑا یاقوت اور الماس کے چند پتھر ہیں جو فن تعمیر کی اہم علامت ہیں اور اس کا وزن ۵۳۴۵ گرام ہے۔

۵۔طلائی جھنڈے جو قیمتی بڑے چھوٹے پتھر اور آبگینہ نقوش سے مزین ہیں۔

۶۔طلائی گلدان جو کہ مخروطی شکل کا ہے پتھر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں سے مزین اور آبگینہ نقوش سے بنا ہوا ہے۔اسے حاج بن درگاہ نے ۱۱۸۲ھ/ ۱۷۶۸ء میں ہدیہ کیا تھا۔

۷۔طلائی ہار یہ سبز آبگینہ رنگوں سے مزین ہے جس میں تین عدد یاقوت کے پتھر ہیں اس کے پتھر کے درمیان میں شش زاویہ ایک بڑا دائرہ ہے اور اس دائرے کے اندر ایک اور چھوٹا دائرہ ہے جس پر آبگینہ آسمانی رنگ سے ''بندہ شاہ ولایت سلطان حسین ۱۱۱۲ھ/ ۱۷۰۰ء'' لکھا ہوا ہے۔

۸۔طلائی جھالردار پٹی اس کے اندر ۴۰ طلائی گانٹھیں بندھی ہوئی ہیں اور ہر گانٹھ میں زبرجد کے دو پھول اور اور ہر پھول میں آٹھ یاقوت اور زبرجد ہیں۔

۹۔طلائی دل نما۔یہ بڑے الماس کے پتھروں اور زبرجد و یاقوت سے سجا ہوا ہے۔

۱۰۔نادرو نایاب بیضوی شکل کا فیروزہ جس کے اوپر طلاء لگا ہوا ہے اس کی لمبائی ۵ سے ۶ سینٹی میٹر اور عرض ۴ سینٹی میٹر ہے۔

۱۱۔مختلف سائز کے نقرئی برتن جن کا وزن ۷۶۹۶۰ گرام ہے۔

۱۲۔حرز بابند۔اس کو نادر شاہ نے ہدیہ کیا تھا یہ بیضوی شکل کا ہے جس کے اندر ایک بڑا سفید دائرہ ہے اس میں نیلے زبرجد، سرخ یاقوت وغیرہ جڑے ہیں۔ان ٹکڑوں کے بارے میں موصوفہ کہتی ہیں کہ یہ وہ اہم تحائف ہیں جو حرم کے اندر صندوقوں میں موجود ہیں جن میں اکثر کے بارے میں یہ معلوم نہیں کہ کس نے ان کو ہدیہ کیا تھا۔

اس کے بعد بیرونی تجوری میں موجود تحائف کو دو قسموں میں تقسیم کرتی ہیں ان میں سے پہلی قسم میں مندرجہ ذیل چیزیں ہیں۔

(۱) پردے، روضۂ حیدری کے خاص ایرانی قالین، معلق قدیم و جدید کرسٹل کی قندیلیں جو قیمتی جواہرات سے مزین ہیں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۲) قدیم بندوقیں، خوبصورت نیام والی تلواریں، بڑی طلائی قندیلیں جو حرم کے اندر معلق ہیں اور یہ روضہ کی آئینہ کاری کے دوران اٹھائی ہیں اور اس کے مختلف سائز ہیں۔

جبکہ دوسری قسم میں ۳۶ مختلف نمونے ہیں جن میں معدنی ٹکڑے، پردے، قالین، منسوجات، چار صحیفے، ایک طلاء سے مزین قندیل جو قیمتی پتھروں سے مرصع ہے جسے اسماعیل حیدر الحسینی نے ۹۲۱ھ میں وقف کیا تھا۔

☆ ایک اور صحیفہ امام حسنؑ کے خط سے ہے جو کہ قدیم خط کوفی میں کھال پر لکھا ہوا ہے۔

☆ بڑے حروف سے لکھا ہوا مکتوب جو حضرت امیر المومنینؑ سے منسوب ہے۔

☆ ''قدیم خط کوفی میں مکتوب جس کے آخر میں لکھا ہوا ہے'' اسے علی ابن ابی طالبؑ نے لکھا ہے'' اس حوالے سے ماہرین خطاط جب نجف اشرف میں زیارت کے لئے گئے تو انہوں نے بتایا کہ یہ عہد خلفائے راشدین کا خط ہے اس لئے یہ خط حضرت علیؑ کا ہے۔

یہاں پر ڈاکٹر حسن حکیم نے ایک نسخہ قرآن مجید کا ذکر کیا ہے کہ ''ایک عاج کی خوبصورت کرسی پر رکھا ہوا ہے اور یہ ایک سونے کے تار سے بنے ریشم کے کپڑے میں لپٹا ہوا تھا اور بیل بوٹوں آبگینہ سے نقش ونگار کیا ہوا خوبصورت خط نسخ میں لکھا ہوا ہے لیکن اس میں کوئی تاریخ درج نہیں ہے۔

☆ ایک جوڑا مخمل کے پردوں کا جس میں ہیرے اور رنگ برنگے موتیاں پروئے ہوئے ہے اور ہر پردے پر سبز رنگ کے اطلسی ریشم کے کپڑوں سے مور کی شکل بنی ہوئی ہے۔ یہ پردے انتہائی نادر ونایاب ہیں جس کو دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں ان دونوں پردوں کو ہندوستان کے ایک حاکم شہاب الدین کی زوجہ سیّدہ گوہر نے ہدیہ کیا تھا۔

☆ ۹ عدد نادر ونایاب جاء نمازیں ہیں ان میں ہر ایک کا حجم 181X390 ہے جن کے رنگ پیلے ہیں اس میں چار خانوں والے تین حصے جن میں میں محرابی شکل بنی ہوئی ہے جن کے اندر چاندی سے نقوش بنے ہوئے ہیں یہ کام ایران میں ہوا ہے۔

☆ ایک تاج ہے جس پر بارہ گلاب کے پھول بنے ہوئے ہیں اور ہر پھول میں چھ الماس کے پتھر اس طرح لگے ہوئے ہیں کہ اس کے اطراف میں زبرجد کے بڑے پتھر لگے ہوئے ہیں اس کے ایک طرف دو بڑے زبرجد کے پتھر ہیں اور اس تاج کا عمامہ ہیرے کے پتھروں سے سجا ہوا ہے اور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسے تاج النساء بیگم نے ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۵ء میں ہدیہ کیا تھا۔

☆ ایک جوڑا گوشواروں کا یہ دو بڑے پتھروں سے بنا ہے اور ان کے اطراف میں چھوٹے چھوٹے قیمتی پتھر جڑے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر حسن حکیم کے مطابق ان میں سے ہر ایک کا وزن ۲۶ قیراط ہے ان کی قیمت ۷۰ء کی دہائی میں سونے کا ساٹھ ہزار پاؤنڈ تھا۔

☆ طلائی نگینے جو الماس سے مزین ہیں اس پر تتلی کی شکل الماس وزبرجد سے بنی ہوئی ہے۔

☆ ڈاکٹر سعاد ماہر نے بعض خوبصورت طلائی قندیلوں کا بیان کیا ہے کہ "لیکن جو نفیس قندیلیں ہیں وہ طلاء سے بنی ہوئی ہیں جن کے اوپر آبگینہ سے نقوش بنے ہوئے ہیں۔ ان نقوش میں ایک بیضوی شکل کا بھی ہے جس کا حجم ۳۲ سینٹی میٹر ہے اور دو اطراف کے بالائی اور زیریں قطر تقریباً ۲۰ سینٹی میٹر ہے اور اس گیند کے اوپر سے نیچے کا درمیانی احاطہ ۴۱ سینٹی میٹر ہے اور یہ اشکال بعض سے بعض متصل ہیں جو کہ بڑے قیمتی پتھر یاقوت، الماس، لعل، ہیرے، زبرجد سے بنی ہوئی ہے اس کا ایک حصے میں ایک قیمتی اشیاء سے نقش ونگار کی ہوئی ہے اسے ملک فارس کے علی مراد نے ۱۱۹۶ھ/۱۷۸۲ء میں ہدیہ کیا تھا وقف کنندہ کا نام فارسی زبان میں کلب علی مراد لکھا ہوا ہے۔

☆ ڈاکٹر حسن حکیم کے مطابق نادر شاہ نے پانچ قیمتی نگینے جڑے ہوئی قندیلیں مرقد امام علیؑ پر ۱۱۵۳ھ/۱۸۴۰ء میں ہدیہ کی تھیں۔

اور موصوف یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ہندوستانی طرز کے خنجر جو کہ روضہ کی جالی سے معلق ہے قیمتی پتھروں سے مزین ہے اسے ہندوستان کے مغل بادشاہ اورنگزیب نے ہدیہ کیا تھا۔ اس کے بارے میں مشہور سیاح NAIBOOR نے اپنے سفرنامے میں لکھا ہے کہ اس خنجر کی کوئی قیمت تعین نہیں کی جاسکتی۔

☆ عثمانی سلطان عبد الحمید نے روضۂ مبارک کے لئے موئے مبارک نبی اکرمؐ ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۶ء میں ہدیہ کیا تھا۔

☆ محمد ہادی امینی نے اپنے سابقہ مضمون میں کچھ اور نوادرات کا ذکر کیا ہے ان میں سے یہ ہے کہ طلائی انگھیٹی عودسوز جس میں سرخ یاقوت کے چمکدار پتھر لگے ہیں اس میں الماس کے بڑے گڈے ہیں اور اس پر نادر لکھا ہوا ہے۔

☆ یہ اشارہ گزر چکا ہے کہ بدرالدین لولو نے ۶۵۷ھ/۱۲۵۹ء میں چار قندیلیں ہدیہ کی تھیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شیخ محمد حسین کے مطابق یہ وہی تجوری ہے لیکن میں نے ڈاکٹر سعاد ماہر کی کتاب میں نہیں دیکھا ہے۔

(۳) دوسری قسم: سونے چاندی کے زیورات۔ ڈاکٹر سعاد ماہر نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ اس تجوری میں ۴۸۴ نمونے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ موصوفہ نے قدیم فہرست سے یہ تعداد حاصل کی ہے لیکن حقیقی تعداد اس سے زیادہ ہے ان میں بہت سارے سونے چاندی کے تاریں ہیں۔

(۴) جاء نماز: اس تجوری میں ۳۲۵ نادر جائے نمازیں ہیں۔ ڈاکٹر سعاد ماہر نے اپنی کتاب میں یوں بیان کیا ہے کہ روضۂ مبارک میں ایک نادر جاء نماز کا ذخیرہ ہے جو پوری دنیا میں فنی و معنوی اعتبار سے بے مثال ہے۔

یہ جائے نمازیں ریشم وحریر اور سونے کے تاروں سے بنی ہیں اور ان تمام کی قیمت کا انداز لگانا قدرے مشکل ہے ان میں سے ایک جاء نماز کا جائز 323X20 ہے اس کے بارے میں ڈاکٹر موصوفہ بیان کرتی ہیں یہ جاء نماز اپنی صناعت کے اعتبار سے کسی معجزے سے کم نہیں ہے اس کے دونوں اطراف میں خوبصورت نقش ونگار بنے ہیں اور اس نقش ونگار میں اس بات کا لحاظ کیا گیا ہے کہ دونوں صورتوں کے رنگ مختلف رہیں'' اور یہ حاج محمد رضاقمی نے ۱۲۶۴ھ/ ۱۸۴۸ء میں ہدیہ کی تھی یہ تاریخ فارسی میں لکھا ہوا ہے۔ ڈاکٹر حسن حکیم نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ بعض صفوی امراء کی ازواج نے چار ریشم کی جاء نمازیں اپنے ہاتھوں سے بنا کر روضہ مقدس کو ہدیہ کی تھی اور ان پر ان کے دستخط اور بننے کی تاریخ بھی درج ہے۔

(۵) شیشے کے نمونے: تجوری کے اندر ۱۲۱ شیشے کے نمونے ہیں بعض نادر بلوری فانوس ہیں تو بعض دوسری قندیلیں ہیں جن سے شمع روشن ہوتی ہے شیشے کے گیندے کو اہل یورپ اہل مشرق کے انڈے کہتے ہیں۔ ان میں سے بعض قیمتی پتھروں سے مرصع ومزین ہیں ڈاکٹر سعاد ماہر کے مطابق مذکورہ بالا تعداد صحیح ہے لیکن آج کل حرم میں شیشے کے نمونوں کی تعداد کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

(۶) لکڑی کے تحائف: ڈاکٹر سعاد ماہر کے مطابق ان میں کل ۱۵۶ میں سے اکثر ساج ہندی لکڑی کے ہیں اور نقش ونگار سے مزین ہیں لیکن اس وقت مذکورہ تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

(اقتباسات، مشہد الامام علیؑ، ڈاکٹر سعاد ماہر)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۱۱

مدفونین نجف اشرف

وجودِ امیر المومنینؑ کی برکت اور نجف کی عظمتوں کے پیش نظر علماء، مشاہیر، بادشاہ، وزراء نے وصیت کی کہ مرنے کے بعد ان کی لاش "نجف اشرف" میں دفن کی جائے۔ نجف کی خاک کے دامن میں دنیائے علم و آدب کے نادر و نایاب گوہر بے بہا محفوظ ہیں جس کی مثال پوری دنیا میں کہیں نہیں ملے گی۔

جید علماء، بڑے بڑے بادشاہ، وزراء اوران کے مشیر حرم امیر المومنینؑ میں دفن ہوئے، ان میں جو معروف ہیں ان کی فہرست درج ذیل ہے۔

حرم امیر المومنینؑ میں دفن ہونے والے

شمار	علماء/ مشاہیر	مکان دفن	سنہ ء ولادت۔ وفات
۱	حضرت آدمؑ	ضریح مقدس	
۲	شیخ ابراہیم السالیانی القوقاسی	شمالی حجرے میں	۱۳۴۳ھ
۳	سید ابراہیم بن علی الجصانی	حجرہ ۱۳	۱۳۶۳ھ
۴	شیخ ابراہیم بن حسن قفطان	صحن	۱۱۹۹ھ۔۱۲۷۹ھ
۵	شیخ ابراہیم بن علی الکرباسی	حجرہ ۵۳	۱۳۲۲ھ۔۱۴۰۷ھ
۶	شیخ ابراہیم السکرانی	ایک حجرے میں	۱۳۱۴ھ
۷	سید ابراہیم بن محمد شبر	حجرہ ۱۹	۱۳۰۸ھ۔۱۳۷۸
۸	شیخ ابراہیم بن محمد الغراوی	حجرہ ۴	۱۲۳۱ھ۔۱۳۰۶ھ
۹	شیخ ابراہیم بن مھدی اطیمش	صحن	۱۲۹۰ھ۔۱۳۶۰ھ
۱۰	شیخ ابوالحسن بن عبدالحسن المشکینی	حجرہ ۱۸	۱۳۰۵ھ۔۱۳۵۸ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

١١	شیخ ابوالحسن بن محمد طاہر الفتونی	صحن	١٠٧٠ھ۔١١٣٩ھ
١٢	سید ابوالحسن بن محمد الاصفہانی	حجرہ ٢٦	١٢٨٤ھ۔١٣٦٥ھ
١٣	سید ابوالحسن بن محمد مہدی الصدر	حجرہ ٣	١٣٢٠ھ١٣٩٨ھ
١٤	سید ابوطالب بن عبدالمطلب الہمدانی	حجرہ ٢	١٣٢٠ھ۔١٢٦٦ھ
١٥	المیرزا ابوالفضل بن محسن الاردبیلی	حجرہ ٢٣	١٣٢٠ھ۔١٣٢٤
١٦	سید ابوالقاسم بن ابراہیم المحرر	حجرہ ٤٦	١٢٨٣ھ۔١٣٧٠ھ
١٧	سید ابوالقاسم بن علی اکبر الخوئی	حجرہ ٣١	١٣١٧ھ۔١٤١٣ھ
١٨	شیخ ابوالقاسم بن محمد تقی الاردبادی	حجرہ ٢٢	١٢٧٣ھ۔١٣٣٣ھ
١٩	شیخ ابوالقاسم بن محمد حسن المامقانی	صحن	١٢٨٥ھ۔١٣٥١ھ
٢٠	سید ابوالقاسم بن محمد رضا التبریزی	حجرہ ٢٩	١٢٨٦ھ۔١٣٦٢ھ
٢١	شیخ المیرزا ابوالقاسم بن محمد مہدی الکرباسی	حجرہ ١٣	١٢٨٤ھ۔١٣٠٨ھ
٢٢	سید ابوالقاسم بن معصوم الاشکوری	حجرہ ٢	١٢٨٤ھ۔١٣٢٥ھ
٢٣	سید احمد بن ابراہیم الطہرانی	ساباط	١٢٨٤ھ۔١٣٣٢ھ
٢٤	شیخ احمد بن اسماعیل الجزائری	ایوان العلماء	١٢٨٤ھ۔١١٥١ھ
٢٥	الاستاد احمد بن امین	حجرہ ٥٢	١٣٢٤ھ۔١٣٩٠ھ
٢٦	شیخ احمد بن حسن قفطان	صحن	١٢٣٥ھ۔١٢٩٣ھ
٢٧	سید احمد بن حسین الطالقانی	حجرہ ٢٤	١١٣١ھ۔١٢٠٨ھ
٢٨	سید احمد بن حسین الجزائری	حجرہ ١٩	١٢٩١ھ۔١٣٨٤ھ
٢٩	سید احمد بن حیدر الکاظمی	ایک حجرہ میں	١٢٢٢ھ۔١٢٩٥ھ
٣٠	سید احمد بن درویش الخرسان	حجرہ ٩	١٢٢٢ھ۔١٢٤٦ھ
٣١	سید احمد بن رضی المستنبط	حجرہ ٢٣	١٣٢٥ھ۔١٣٩٩ھ
٣٢	شیخ احمد بن عبداللہ شاز الشیرازی	ایک حجرہ میں	١٣٢٥ھ۔١٣٣٣ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۳۳	سید احمد بن عبداللہ الطالقانی	حجرہ ۲۴	۱۲۵۲ھ۔۱۳۳۷ھ
۳۴	شیخ احمد بن عبداللہ الدجیلی	صحن	۱۲۵۲ھ۔۱۳۶۵ھ
۳۵	شیخ احمد بن عبداللہ السنان	صحن	۱۳۱۳ھ۔۱۳۹۰ھ
۳۶	شیخ احمد بن علی حرز الدین	صحن	۱۲۶۵ھ۔۱۳۴۲ھ
۳۷	شیخ احمد بن علی محبوبہ	صحن	۱۲۶۵ھ۔۱۳۳۵ھ
۳۸	سید احمد بن محسن بن احمد الحکیم	صحن	۱۲۸۰ھ۔۱۳۵۰ھ
۳۹	شیخ احمد بن محمد المشہدی	حجرہ ۳۰	۱۲۵۹ھ۔۱۳۰۹ھ
۴۰	شیخ احمد بن محمد بن المقدس الاردبیلی	المارہ الجنوبیۃ	۱۲۵۹ھ۔۹۹۲ھ
۴۱	شیخ احمد بن محمد بن حسن الشرقی	حجرہ ۳۲	۱۲۵۹ھ۔۱۲۸۸ھ
۴۲	شیخ احمد بن محمد بن حسین الکاظمی	حجرہ ۹	۱۲۵۹ھ۔۱۳۲۴ھ
۴۳	سید احمد بن محمد الجزائری	حجرہ ۱۹	۱۲۲۰ھ۔۱۳۰۵ھ
۴۴	شیخ احمد بن محمد آل عبدالرسول	حجرہ ۱۹	۱۲۲۰ھ۔۱۳۳۱ھ
۴۵	سید احمد بن محمد العطار	ایوان الذہب	۱۱۲۵ھ۔۱۲۱۵ھ
۴۶	شیخ احمد بن محمد بن علی البلاغی	صحن	۱۱۲۵ھ۔۱۲۱۷ھ
۴۷	شیخ احمد بن محمد بن مہدی النراقی	ایوان العلماء	۱۱۸۵ھ۔۱۲۴۵ھ
۴۸	سید احمد بن مہدی البکاء	حجرہ ۱۶/۲	۱۱۸۵ھ۔۱۳۸۳ھ
۴۹	سید احمد بن موسیٰ ابن طاووس	الرواق	۱۱۸۵ھ۔۶۷۳ھ
۵۰	شیخ احمد بن ہادی العارفی	حجرہ ۴	۱۳۲۸ھ۔۱۳۸۹ھ
۵۱	شیخ اسحاق بن حبیب اللہ الرشتی	حجرہ ۲۶	۱۲۷۹ھ۔۱۲۵۷ھ
۵۲	سید اسد اللہ بن عباس الاشکوری	حجرہ ۱۸	۱۲۷۶ھ۔۱۳۳۳ھ
۵۳	شیخ اسد اللہ بن علی اکبر الزنجانی	صحن	۱۲۸۶ھ۔۱۳۵۴ھ
۵۴	سید اسد اللہ بن محمد باقر الاصفہانی	حجرہ ۱۳	۱۲۲۷ھ۔۱۲۹۹ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۵۵	شیخ اسماعیل بن ابی القاسم الکرباسی	حجرہ ۱۳	۱۲۲۷ھ۔۱۳۴۶ھ
۵۶	سید اسماعیل بن احمد النوری	صحن	۱۲۲۷ھ۔۱۳۲۱ھ
۵۷	شیخ اسماعیل بن حبیب اللہ رشتی	حجرہ ۲۶	۱۲۲۷ھ۔۱۳۴۳ھ
۵۸	سید اسماعیل بن حسن السدھی	حجرہ ۴۹	۱۳۰۴ھ۔۱۳۷۳ھ
۵۹	سید اسماعیل بن حیدر الصدر	حجرہ ۴۸	۱۳۴۰ھ۔۱۳۸۸ھ
۶۰	سید اسماعیل بن رضی الشیرازی	حجرہ ۲۱	۱۲۵۸ھ۔۱۳۰۵ھ
۶۱	شیخ اسماعیل بن محمد علی المحلاتی	حجرہ ۲	۱۲۴۹ھ۔۱۳۴۳ھ
۶۲	سید اسماعیل بن نصر اللہ البہبہانی	حجرہ ۲۹	۱۲۲۹ھ۔۱۲۹۵ھ
۶۳	سید آغا بن احمد الشیرازی	مقبرہ المجدد	۱۲۲۹ھ۔۱۳۳۶ھ
۶۴	سید آغا بن محمد الخلخالی	حجرہ ۱۳	۱۳۲۴ھ۔۱۳۹۴ھ
۶۵	شیخ باقر بن جواد محبوبہ	حجرہ ۳	۱۳۲۴ھ۔۱۳۵۹ھ
۶۶	سید باقر بن خلیفۃ آل خلیفہ	ساباط	۱۳۲۴ھ۔۱۳۱۴ھ
۶۷	سید باقر بن علی الشخص	حجرہ ۲۴	۱۳۱۴ھ۔۱۳۸۱ھ
۶۸	شیخ باقر بن علی حیدر	صحن باب الطوسی	۱۳۱۴ھ۔۱۳۳۳ھ
۶۹	شیخ باقر بن محمد السودانی	صحن	۱۳۱۴ھ۔۱۳۳۳ھ
۷۰	شیخ باقر بن محمد مہدی الزنجانی	حجرہ ۲۲	۱۳۱۲ھ۔۱۳۹۴ھ
۷۱	سید باقر بن مہدی الحکیم	مقابل ایوان الذہب	۱۲۸۸ھ۔۱۳۶۸ھ
۷۲	شیخ تقی بن راضی الطریحی الاسدی	مقابل حجرہ ۱۶	۱۲۹۹ھ ۱۳۶۲ھ
۷۳	سید تقی بن علی وتوت	صحن	۱۲۹۹ھ۔۱۳۴۶ھ
۷۴	سید جعفر بن احمد الخرسان	حجرہ ۹	۱۲۱۶ھ۔۱۳۰۳ھ
۷۵	شیخ جعفر بن احمد البدیری	حجرہ ۲۹	۱۲۱۶ھ۔۱۳۶۹ھ
۷۶	شیخ جعفر بن آغا الطہرانی	ساباط	۱۲۱۶ھ۔۱۲۹۹ھ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۷۷	شیخ جعفر بن باقر محبوبہ	صحن	۱۳۱۴ھ۔۱۳۷۷ھ
۷۸	شیخ جعفر بن باقر حیدر	صحن	۱۳۰۶ھ۔۱۳۷۲ھ
۷۹	شیخ جعفر بن باقر السودانی	صحن	۱۳۰۰ھ ۱۳۴۵ھ
۸۰	شیخ جعفر بن حسن القرشی	حجرہ ۳	۱۲۸۰ھ ۱۳۵۵ھ
۸۱	سید جعفر بن حسین زوین	حجرہ ۱۳	۱۲۶۵ھ ۱۳۰۷ھ
۸۲	شیخ جعفر بن حسین التستری	حجرہ ۵۳	۱۲۶۵ھ ۱۳۰۳ھ
۸۳	شیخ جعفر بن عبداللہ الکمرئی	منارۂ شمالیہ کے نیچے	۱۲۶۵ھ ۱۱۱۵ھ
۸۴	سید جعفر بن علی الطالقانی	حجرہ ۲۴	۱۲۰۳ھ ۱۲۷۷ھ
۸۵	شیخ جعفر بن محمد جواد الکاظمی	میزاب الذھب	۱۲۰۳ھ ۱۳۳۸ھ
۸۶	سید جعفر بن محمد حسن ربیع	صحن	۱۲۹۹ھ ۱۳۷۴ھ
۸۷	شیخ جعفر بن محمد حسن الشرفی	حجرہ ۳۲	۱۲۵۹ھ ۱۳۰۹ھ
۸۸	شیخ جعفر بن محمد القرملی	صحن	۱۳۰۱ھ ۱۳۶۷ھ
۸۹	سید جعفر بن محمد رضا الجزائری	حجرہ ۲۳	۱۳۲۱ھ ۱۳۳۹ھ
۹۰	سید جعفر بن محمد المرعشی	حجرہ ۱۸	۱۳۲۶ھ ۱۴۰۷ھ
۹۱	شیخ جعفر بن محمد النقدی	صحن	۱۳۰۳ھ ۱۳۰۷ھ
۹۲	شیخ جعفر بن محمد نصار	ساباط	۱۳۰۳ھ ۱۳۵۴ھ
۹۳	سید جعفر بن محمد مہدی القزوینی	ساباط	۱۲۵۳ھ ۱۲۹۸ھ
۹۴	شیخ جعفر بن محمد الخضری	صحن	۱۲۵۳ھ ۱۳۰۱ھ
۹۵	سید جعفر بن معصوم الاشکوری	حجرہ ۲۱	۱۲۵۳ھ ۱۳۱۵ھ
۹۶	سید جمال الدین بن ابی القاسم تبریزی	حجرہ ۲۹	۱۳۲۶ھ ۱۳۲۹ھ
۹۷	سید جواد بن حسین الاشکوری	حجرہ ۱۸	۱۳۲۶ھ ۱۳۷۸ھ
۹۸	شیخ جواد بن حسین نجف	حجرہ ۱۱	۱۲۱۴ھ ۱۲۹۴ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۹۹	شیخ جواد بن رضا زین العابدین	حجرہ ۸	۱۲۳۱ھ ۱۲۹۳ھ
۱۰۰	شیخ جواد بن علی محیی الدین	حجرہ ۵۲	۱۲۴۱ھ ۱۳۲۲ھ
۱۰۱	سید حبیب بن احمد زوین	حجرہ ۱۱	۱۲۱۴ھ ۱۲۴۷ھ
۱۰۲	شیخ حبیب اللہ بن محمد علی الرشتی	حجرہ ۲۶	۱۲۳۴ھ ۱۳۱۴ھ
۱۰۳	شیخ حبیب بن محمد المهاجر	حجرہ ۱۸	۱۳۰۴ھ ۱۳۸۴ھ
۱۰۴	شیخ حبیب بن محمد الشرقی	حجرہ ۳۲	۱۲۸۴ھ ۱۳۴۶ھ
۱۰۵	شیخ حبیب بن موسیٰ الدجیلی	ایوان الذهب	۱۲۸۴ھ ۱۳۶۱ھ
۱۰۶	سید حسن بن ابی الحسن الاصفهانی	حجرہ ۲۶	۱۳۲۲ھ ۱۳۴۹ھ
۱۰۷	شیخ حسن بن احمد البدیری	صحن	۱۳۲۲ھ ۱۳۳۷ھ
۱۰۸	شیخ حسن بن اسماعیل الخضری	صحن	۱۲۹۲ھ ۱۳۴۴ھ
۱۰۹	سید حسن بن آغا بزرگ الجنوردی	حجرہ ۲۶	۱۳۱۴ھ ۱۳۹۵ھ
۱۱۰	شیخ حسن النویسرکانی	صحن	۱۲۶۹ھ ۱۳۲۰ھ
۱۱۱	شیخ حسن بن دخیل الحجامی	صحن	۱۲۹۰ھ ۱۳۶۷ھ
۱۱۲	سید حسن بن زین العابدین الخلخالی	حجرہ ۱۳	۱۳۰۲ھ ۱۳۷۶ھ
۱۱۳	سید حسن بن سلمان الحلو	ایوان الذهب	۱۳۰۲ھ ۱۳۰۰ھ
۱۱۴	سید حسن بن عباس البغدادی	ساباط	۱۲۹۸ھ ۱۳۶۷ھ
۱۱۵	سید حسن مبر حکیم الطالقانی	حجرہ ۶۴	۱۰۴۰ھ ۱۱۲۷ھ
۱۱۶	سید حسن بن عبد اللہ الطالقانی	حجرہ ۲۳	۱۲۴۷ھ ۱۳۰۷ھ
۱۱۷	سید حسن بن عبد الهادی الخرسان	حجرہ ۱۰	۱۳۲۲ھ ۱۴۰۵ھ
۱۱۸	شیخ حسن بن علی الحلی	صحن	۱۳۰۴ھ ۱۳۳۷ھ
۱۱۹	شیخ حسن بن علی الخاقانی	حجرہ ۳	۱۳۰۰ھ ۱۳۸۱ھ
۱۲۰	سید حسن بن علی الخرسان	حجرہ ۹	۱۲۰۰ھ ۱۲۶۵ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۲۱	سید حسن بن علی الاشکوری	صحن	۱۲۹۵ھ ۱۳۶۷ھ
۱۲۲	شیخ حسن بن علی قفطان	صحن	۱۱۷۸ھ ۱۲۷۸ھ
۱۲۳	شیخ حسن بن عیسی الفرطوسی	ایوان العلماء	۱۱۷۸ھ ۱۳۲۰ھ
۱۲۴	شیخ حسن بن کاظم سبتی	صحن	۱۲۹۹ھ ۱۳۷۳ھ
۱۲۵	المیرزا حسن بن فرج اللہ الیزدی	حجرہ ۱	۱۳۲۴ھ ۱۳۷۹ھ
۱۲۶	شیخ حسن بن محسن الدجیلی	صحن	۱۳۰۹ھ ۱۳۶۶ھ
۱۲۷	شیخ حسن بن محمد البھبھائی	حجرہ ۲۳	۱۳۰۹ھ ۱۳۲۶ھ
۱۲۸	سید حسن بن محمد العاملی	حجرہ ۸	۱۳۰۹ھ ۱۳۰۱ھ
۱۲۹	سید حسن بن مرتضی الاعرجی	ایوان العلماء	۱۳۰۹ھ ۱۲۰۱ھ
۱۳۰	شیخ حسن بن مہدی مغنیۃ	صحن	۱۲۲۷ھ ۱۲۶۷ھ
۱۳۱	سید حسن الموسوی التستری	جنوبی مینار کے حجرے میں	۱۲۲۷ھ ۱۳۵۷ھ
۱۳۲	سید حسن بن ہاشم نورالدین	حجرہ ۱۱	۱۲۲۷ھ ۱۲۸۴ھ
۱۳۳	شیخ حسن بن یوسف العلامۃ الحلی	شمالی مینار	۶۴۸ھ ۷۲۶ھ
۱۳۴	شیخ حسون بن سعید الوائلی	حجرہ ۲۴	۱۳۱۰ھ ۱۳۸۳ھ
۱۳۵	شیخ حسین بن احمد الانبوھی الرشتی	حجرہ ۱۱	۱۲۹۷ھ ۱۳۴۲ھ
۱۳۶	شیخ حسین بن احمد الدجیلی	صحن	۱۱۴۸ھ ۱۳۰۵ھ
۱۳۷	شیخ حسین بن احمد سمیسم	حجرہ ۲۱	۱۲۶۳ھ ۱۳۴۰ھ
۱۳۸	سید حسین بن اسماعیل الشاھرودی	حجرہ ۵۲	۱۳۱۵ھ ۱۳۷۳ھ
۱۳۹	سید حسین بن حسن میر حکیم الطالقانی	حجرہ ۲۴	۱۰۸۸ھ ۱۱۶۲ھ
۱۴۰	شیخ حسین بن حسن قفطان	صحن	۱۲۳۷ھ ۱۲۶۳ھ
۱۴۱	شیخ حسین بن حسن طوسی	صحن	۱۲۳۷ھ ۱۳۴۸ھ
۱۴۲	سید حسین بن رضا الجزائری	حجرہ ۱۳	۱۲۳۷ھ ۱۲۹۱ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۴۳	سید حسین بن صالح القزوینی	صحن	۱۲۸۰ھ ۱۳۷۶ھ
۱۴۴	سید حسین بن عباس الاشکوری	حجرہ ۱۸	۱۲۸۰ھ ۱۳۴۹ھ
۱۴۵	شیخ حسین بن عبدالرحیم النائینی	حجرہ ۲۱	۱۲۷۷ھ ۱۳۵۵ھ
۱۴۶	سید حسین بن علی الهمدانی	حجرہ ۲	۱۲۹۴ھ ۱۳۹۳ھ
۱۴۷	شیخ حسین بن علی الحلی	حجرہ ۲۱	۱۳۰۹ھ ۱۳۹۴ھ
۱۴۸	شیخ حسین بن علی الخاقانی	حجرہ ۳	۱۳۰۲ھ ۱۳۳۴ھ
۱۴۹	سید حسین بن علی الداماد	صحن	۱۳۰۲ھ ۱۳۸۲ھ
۱۵۰	شیخ حسین بن علی قفطان	صحن	۱۳۰۲ھ ۱۲۸۰ھ
۱۵۱	شیخ حسین بن محمد الاعسم	جنوبی مینار	۱۳۰۲ھ ۱۲۵۳ھ
۱۵۲	شیخ حسین بن محمد البیدکلی	صحن	۱۳۰۲ھ ۱۳۳۶ھ
۱۵۳	شیخ حسین بن محمد تقی النوری	حجرہ ۱۵	۱۲۵۴ھ ۱۳۲۰ھ
۱۵۴	شیخ حسین اسداللہ الکاظمی	صحن	۱۲۵۴ھ ۱۳۲۰ھ
۱۵۵	شیخ حسین بن محمد تقی الحسانی	صحن	۱۲۵۴ھ ۱۳۰۰ھ
۱۵۶	شیخ آغا حسین بن محمد کاظم الخراسانی	حجرہ ۲۶	۱۳۱۸ھ ۱۳۹۶ھ
۱۵۷	سید آغا حسین بن محمود القمی	حجرہ ۲۲	۱۲۸۶ھ ۱۳۶۶ھ
۱۵۸	شیخ حسین بن مشکور	حجرہ ۱۸	۱۳۱۳ھ ۱۳۸۸ھ
۱۵۹	شیخ حسین بن مهدی مغنیہ	صحن	۱۳۱۳ھ ۱۲۷۴ھ
۱۶۰	شیخ حسین بن نجف	حجرہ ۱۱	۱۱۵۹ھ ۱۲۵۱ھ
۱۶۱	سید حسین بن نورالدین الجزائری	ایوان العلماء	۱۱۵۹ھ ۱۱۸۰ھ
۱۶۲	شیخ حسین بن یعقوب نجف	حجرہ ۱۱	۱۲۵۳ھ ۱۳۱۷ھ
۱۶۳	شیخ حمید بن محمد حسن الجواهری	جنوبی مینار	۱۲۵۳ھ ۱۲۵۰ھ
۱۶۴	سید حیدر بن سلیمان الحلی	مدخل ساباط	۱۲۴۶ھ ۱۳۰۴ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۶۵	شیخ خضر بن عباس الدجیلی	حجرہ ۵۸	۱۳۰۳ھ ۱۳۸۳ھ
۱۶۶	سید خضر بن علی القزوینی	ایوان الذھب	۱۳۲۳ھ ۱۳۵۷ھ
۱۶۷	شیخ خضر بن یحیی الجناجی	جنوبی مینار	۱۱۰۹ھ ۱۱۸۱ھ
۱۶۸	شیخ دخیل بن محمد الحجامی	صحن	۱۱۰۹ھ ۱۳۰۵ھ
۱۶۹	سید راضی بن حسین العطار	صحن	۱۱۰۹ھ ۱۲۸۳ھ
۱۷۰	سید راضی بن صالح القزوینی	میزاب الذھب	۱۲۳۵ھ ۱۲۸۷ھ
۱۷۱	شیخ راضی بن علی الطریحی	صحن	۱۲۳۵ھ ۱۳۴۱ھ
۱۷۲	شیخ راضی المالکی القرملی	صحن	۱۲۸۸ھ ۱۳۲۹ھ
۱۷۳	شیخ راضی علی بیک القتلاوی الزبیدی	میزاب الذھب	۱۲۹۴ھ ۱۳۵۴ھ
۱۷۴	شیخ راضی بن محمد الوندی	حجرہ ۵۵	۱۲۹۴ھ ۱۳۴۹ھ
۱۷۵	شیخ راضی بن نصار	میزاب الذھب	۱۲۹۴ھ ۱۲۴۶ھ
۱۷۶	شیخ رجب علی بن غریب الباکستانی	ایک حجرہ میں	۱۲۹۴ھ ۱۳۹۴ھ
۱۷۷	شیخ رحمۃ اللہ بن جواد الطالمی	حجرہ ۳۴	۱۲۱۷ھ ۱۳۵۴ھ
۱۷۸	شیخ رشید بن قاسم الزبدینی	صحن	۱۲۱۷ھ ۱۳۱۷ھ
۱۷۹	سید رضا بن احمد الطالقانی	حجرہ ۲۳	۱۲۰۶ھ ۱۲۸۰ھ
۱۸۰	شیخ رضا بن زین العابدین العاملی	حجرہ ۸	۱۲۰۶ھ ۱۲۶۹ھ
۱۸۱	سید رضا بن علی الصائغ	حجرہ ۱۰	۱۲۹۴ھ ۱۳۳۹ھ
۱۸۲	شیخ آغا رضا بن محمد باقر التبریزی	حجرہ ۱۱	۱۲۶۵ھ ۱۳۳۱ھ
۱۸۳	سید رضا بن محمد اللنکرانی	حجرہ ۵۰	۱۲۵۰ھ ۱۳۲۲ھ
۱۸۴	شیخ رضی الدین بن علی آل ابی جامع	حرم مطہر	۱۲۵۰ھ ۱۰۴۸ھ
۱۸۵	سید رضی بن مھدی الکشمیری	حجرہ ۴۶	۱۲۸۹ھ ۱۳۵۱ھ
۱۸۶	شیخ زین العابدین بن محمد العاملی	حجرہ ۸	۱۲۸۹ھ ۱۲۰۰ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۸۷	سید سلام بن محمد علی الجزائری	حجرہ ۱۹	۱۲۹۴ھ ۱۳۹۲ھ
۱۸۸	شیخ ستار بن عبدالوهاب الاردبیلی	ایوان الذهب	۱۲۹۴ھ ۱۳۱۲ھ
۱۸۹	سید سلیمان بن داود الحلی	ایوان العلماء	۱۱۴۱ھ ۱۲۱۱ھ
۱۹۰	سید شبر بن محمد الحویزی	صحن	۱۱۲۲ھ ۱۱۸۰ھ
۱۹۱	سید شرف الدین بن نصر اللہ الاعرجی	ایوان العلماء	۱۱۲۲ھ ۱۱۸۰ھ
۱۹۲	شیخ شمشاد حسین بن احمد حسین الهندی	حجرہ ۱۸	۱۳۰۴ھ ۱۳۷۷ھ
۱۹۳	شیخ صادق بن باقر الخلیلی	صحن	۱۲۸۰ھ ۱۳۴۳ھ
۱۹۴	شیخ صادق بن عبدالحسین الایروانی	صحن	۱۳۱۴ھ ۱۳۹۸ھ
۱۹۵	سید صادق بن یاسین السعبری	صحن	۱۳۲۴ھ ۱۳۹۹ھ
۱۹۶	سید صالح بن محمد شرف الدین	حجرہ ۳	۱۱۲۲ھ ۱۲۱۷ھ
۱۹۷	شیخ صالح بن مهدی حجی	صحن	۱۲۹۸ھ ۱۳۴۴ھ
۱۹۸	شیخ ضیاء الدین بن محمد العراقی	حجرہ ۱	۱۲۷۸ھ ۱۲۶۱ھ
۱۹۹	شیخ طاهر بن عبدعلی الحجامی	حجرہ ۳۵/۱	۱۲۸۰ھ ۱۳۷۵ھ
۲۰۰	شیخ طاهر بن عبدعلی الحجامی	حجرہ ۳۸	۱۲۰۰ھ ۱۲۷۹ھ
۲۰۱	شیخ طاهر بن فرج اللہ	صحن	۱۲۸۱ھ ۱۳۴۴ھ
۲۰۲	سید عباس بن حسن الخراسان	حجرہ ۹	۱۲۸۱ھ ۱۲۶۹ھ
۲۰۳	سید عباس بن حسین الطالقانی	حجرہ ۲۳	۱۲۳۵ھ ۱۳۰۸ھ
۲۰۴	شیخ عباس بن عبود الرمیثی	حجرہ ۴۹	۱۲۳۵ھ ۱۳۷۹ھ
۲۰۵	شیخ عباس بن الملا علی	صحن	۱۲۴۴ھ ۱۲۷۶ھ
۲۰۶	شیخ عباس بن عواء آل خویبر	حجرہ ۱۸	۱۳۱۰ھ ۱۳۸۴ھ
۲۰۷	سید عباس بن محمد شبر	حجرہ ۱۳	۱۳۲۲ھ ۱۳۹۱ھ
۲۰۸	شیخ عباس بن محمد رضا القمی	حجرہ ۱۵	۱۲۹۴ھ ۱۳۵۹ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۰۹	سید عبدالباقی بن محمد حسین الخاتون آبادی	ایوان العلماء	۱۲۹۴ھ ۱۲۰۷ھ
۲۱۰	سید عبدالحسن بن عبداللہ الدزفولی	ایوان الذھب	۱۲۹۴ھ ۱۳۵۷ھ
۲۱۱	سید عبدالحسن بن علی علی خان	میزاب الذھب	۱۳۰۱ھ ۱۳۷۴ھ
۲۱۲	سید عبدالحسین بن اسماعیل الشیر ازی	مقبرۃ المجدد	۱۳۰۵ھ ۱۳۶۵ھ
۲۱۳	شیخ عبدالحسین بن جواد المبارک	حجرہ ۳	۱۲۹۴ھ ۱۳۶۴ھ
۲۱۴	شیخ عبدالحسین بن عباس البشیری	صحن	۱۳۲۰ھ ۱۳۹۴ھ
۲۱۵	الاستاد عبدالحسین بن علی الفرطوسی	صحن	۱۳۲۸ھ ۱۳۳۴ھ
۲۱۶	سید عبدالحسین بن علی علی خان	حجرہ ۵۰	۱۳۱۲ھ ۱۳۹۴ھ
۲۱۷	سید عبدالحسین بن علی کمونہ	صحن	۱۲۶۸ھ ۱۳۳۶ھ
۲۱۸	شیخ عبدالحسین بن عمران الحویزی	حجرہ ۵۲	۱۲۸۷ھ ۱۳۷۷ھ
۲۱۹	شیخ عبدالحسین بن قاسم محی الدین	حجرہ ۵۲	۱۲۸۷ھ ۱۲۱۷ھ
۲۲۰	شیخ عبدالحسین بن قاعد الحیادی	صحن	۱۲۹۵ھ ۱۳۴۵ھ
۲۲۱	شیخ عبدالحسین بن محمد جواد البغدادی	حجرہ ۵۳	۱۲۸۰ھ ۱۳۶۵ھ
۲۲۲	شیخ عبدالحسین حرج الوائلی	میزاب الذھب	۱۲۷۶ھ ۱۳۵۶ھ
۲۲۳	شیخ عبدالحسین بن محمد القرملی	حجرہ ۵۳	۱۳۰۳ھ ۱۳۹۴ھ
۲۲۴	سید عبدالحسین بن محمد رضا الحلو	حجرہ ۵۳	۱۳۰۰ھ ۱۳۶۳ھ
۲۲۵	شیخ عبدالحسین بن محمد علی الاعسم	جنوبی مینار	۱۳۰۰ھ ۱۲۴۷ھ
۲۲۶	شیخ عبدالحسین بن محمد علی البھمائی	صحن	۱۳۳۱ھ ۱۳۷۳ھ
۲۲۷	سید عبدالحسین بن یوسف شرف الدین العاملی	حجرہ ۸۴	۱۲۹۰ھ ۱۳۷۷ھ
۲۲۸	الاستاد عبدالحمید بن مجید الدجیلی	صحن	۱۲۹۰ھ ۱۳۷۷ھ
۲۲۹	شیخ عبدالحمید ناجی	صحن	۱۲۹۰ھ ۱۳۸۱ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۳۰	الملا عبدالرحیم النجف آبادی	صحن	۱۲۹۰ھ ۱۲۸۴ھ
۲۳۱	شیخ عبدالرحمن بن محمد ابن العتائقی	رواق	۶۹۵ھ ۷۹۳ھ
۲۳۲	شیخ عبدالرحیم بن محمد علی التستری	صحن	۱۲۲۶ھ ۱۳۱۳ھ
۲۳۳	سید عبدالرزاق بن علی الحلو	حجرہ ۶	۱۲۷۵ھ ۱۳۳۷ھ
۲۳۴	شیخ عبدالرسول بن سعد السماوی	صحن	۱۲۷۵ھ ۱۲۷۸ھ
۲۳۵	سید عبدالرسول بن محمد حسین الخرسان	حجرہ ۹	۱۲۷۵ھ ۱۳۶۱ھ
۲۳۶	سید عبدالرسول بن مشکور الطالقانی	حجرہ ۲۳	۱۳۱۷ھ ۱۳۹۴ھ
۲۳۷	شیخ عبدالرضا بن باقر السودانی	حجرہ ۳	۱۳۰۳ھ ۱۳۸۳ھ
۲۳۸	شیخ عبدالرضا بن جواد السہلانی	حجرہ ۵	۱۲۳۵ھ ۱۳۴۰ھ
۲۳۹	شیخ عبدالصاحب بن عباس الغریباوی	مقابل حجرہ ۹	۱۲۳۵ھ ۱۳۴۵ھ
۲۴۰	الاستاد عبدالصاحب بن عزیز شیر علی العامری	مقابل حجرہ ۱۰	۱۲۳۵ھ ۱۳۷۱ھ
۲۴۱	سید عبدالصاحب بن محمد شبر الحسینی	قرب باب الفرج	۱۳۳۰ھ ۱۳۶۸ھ
۲۴۲	سید عبدالصاحب بن محمد الحلو	حجرہ ۵۲	۱۳۳۰ھ ۱۳۶۰ھ
۲۴۳	سید عبدالصمد بن احمد الجزائری	حجرہ ۱۳	۱۲۴۳ھ ۱۳۳۷ھ
۲۴۴	سید عبدالعزیز بن احمد الموسوی	صحن	۱۱۲۲ھ ۱۱۸۶ھ
۲۴۵	شیخ عبدالعزیز بن عبدالصاحب الغریباوی	حجرہ ۴	۱۳۱۸ھ ۱۳۹۷ھ
۲۴۶	شیخ عبدعلی بن امید علی الرشتی	حجرہ ۳	۱۳۱۸ھ ۱۳۸۷ھ
۲۴۷	شیخ عبدعلی بن عبدالصاحب الظالمی	حجرہ ۴۶	۱۳۵۶ھ ۱۴۰۵ھ
۲۴۸	شیخ عبدعلی بن محمد حسین ماجدی	صحن	۱۳۰۰ھ ۱۳۸۸ھ
۲۴۹	شیخ عبدالغفار بن ابراہیم اللنکرانی	ایک حجرہ میں	۱۳۰۰ھ ۱۳۷۶ھ
۲۵۰	سید عبدالغفار بن یوسف المازندرانی	حجرہ ۴۹	۱۳۰۰ھ ۱۳۶۵ھ
۲۵۱	شیخ عبدالغنی بن احمد الحر	ایوان الذہب	۱۳۰۰ھ ۱۳۵۸ھ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۵۲	سید عبدالکاظم الخاتون آبادی	رواق	۱۰۹۵ھ ۱۱۵۱ھ
۲۵۳	شیخ عبدالکاظم بن محمد بن سعید الغبان	حجرہ ۵۳/۱	۱۳۰۷ھ ۱۳۹۰ھ
۲۵۴	سید عبدالکریم بن احمد ابن طاوس	رواق مطہر	۶۴۷ھ ۶۹۳ھ
۲۵۵	شیخ عبدالکریم بن محمد رضا الزنجانی	حجرہ ۵۳/۱	۱۳۰۴ھ ۱۳۸۸ھ
۲۵۶	سید عبدالکریم بن میر الطالقانی	حجرہ ۶۴	۱۲۹۳ھ ۱۳۷۸ھ
۲۵۷	شیخ عبداللطیف بن علی الجامعی	رواق	۱۲۹۳ھ ۱۰۵۰ھ
۲۵۸	سید عبداللہ بن احمد الطالقانی	حجرہ ۲۴	۱۲۰۸ھ ۱۲۸۰ھ
۲۵۹	سید عبداللہ بن اسماعیل البہبہانی	حجرہ ۲۹	۱۲۵۶ھ ۱۳۶۸ھ
۲۶۰	المیرزا عبداللہ بن آغا بزرگ سعید	حجرہ ۳	۱۳۰۵ھ ۱۳۹۱ھ
۲۶۱	شیخ عبداللہ بن حسین الغنامی	صحن	۱۳۰۵ھ ۱۳۵۰ھ
۲۶۲	الملا عبداللہ بن الحسین الیزدی	رواق	۱۳۰۵ھ ۹۸۱ھ
۲۶۳	سید عبداللہ بن علی البوشہری	حجرہ ۳	۱۲۳۳ھ ۱۲۸۶ھ
۲۶۴	شیخ عبداللہ بن محسن الخضری	ایوان الذہب	۱۲۹۷ھ ۱۳۵۹ھ
۲۶۵	شیخ عبداللہ بن محمد السبیتی	حجرہ ۸۳	۱۳۱۳ھ ۱۳۹۷ھ
۲۶۶	شیخ عبداللہ بن محمد المظفر	ساباط	۱۳۱۳ھ ۱۳۵۴ھ
۲۶۷	شیخ عبداللہ بن محمد علی الکرمانی	صحن	۱۲۵۴ھ ۱۳۲۷ھ
۲۶۸	سید عبداللہ بن محمد علی خلیفۃ	ساباط	۱۳۰۰ھ ۱۳۷۴ھ
۲۶۹	شیخ عبداللہ بن محمد نصیر المازندرانی	حجرہ ۵۳	۱۲۵۲ھ ۱۳۳۰ھ
۲۷۰	سید عبداللہ بن ہاشم الرشتی	ایک حجرے میں	۱۲۵۴ھ ۱۲۸۴ھ
۲۷۱	سید عبدالمجید بن محمود الطالقانی	حجرہ ۲۴	۱۲۸۵ھ ۱۳۵۸ھ
۲۷۲	سید عبدالمحسن بن علی الحلو	حجرہ ۶	۱۲۸۰ھ ۱۳۴۷ھ
۲۷۳	سید عبدالمرتضیٰ بن موسیٰ الخرسان	ایوان حجرہ ۱۰	۱۲۸۰ھ ۱۳۶۱ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۷۴	شیخ عبدالمنعم بن جعفر الاسدی الکاظمی	حجرہ ۸	۱۳۲۴ھ ۱۳۹۷ھ
۲۷۵	شیخ عبدالغنی بن محمد المظفر	حجرہ ۲۸	۱۲۹۱ھ ۱۳۳۷ھ
۲۷۶	سید عبدالهادی بن اسماعیل الشیرازی	مقبرۃ المجدد	۱۳۰۵ھ ۱۳۸۲ھ
۲۷۷	شیخ عبدالهادی بن رضا زایرادهام	صحن	۱۳۲۸ھ ۱۳۸۷ھ
۲۷۸	شیخ عبدالوهاب بن محمد علی القزوینی	ایوان الذهب	۱۱۹۱ھ ۱۲۷۰ھ
۲۷۹	سید عدنان بن شبر الغریفی	حجرہ ۲	۱۲۸۳ھ ۱۳۴۰ھ
۲۸۰	سید عزیز اللہ بن اسد اللہ الطهرانی	حجرہ ۵۲	۱۲۸۳ھ ۱۳۱۳ھ
۲۸۱	سید عزیز اللہ بن حسین الدرکی	حجرہ ۲۹	۱۲۹۴ھ ۱۳۷۰ھ
۲۸۲	شیخ علامہ بن حسن البرغانی	صحن	۱۲۴۹ھ ۱۳۱۰ھ
۲۸۳	سید علی بن ابی طالب الهمدانی	حجرہ ۲	۱۲۴۹ھ ۱۳۰۲ھ
۲۸۴	شیخ علی بن احمد الجامعی	رواق	۱۲۴۹ھ ۱۰۰۵ھ
۲۸۵	سید علی بن اسماعیل الغریفی	حجرہ ۲	۱۲۴۹ھ ۱۲۴۶ھ
۲۸۶	سید علی اصغر بن محمد تقی الشهرستانی	ایوان حجرہ ۲۱	۱۲۴۹ھ ۱۳۶۰ھ
۲۸۷	شیخ علی اکبر بن اسد اللہ صدر الفضلاء	صحن	۱۲۴۹ھ ۱۳۶۱ھ
۲۸۸	شیخ علی اکبر بن محمد العراقی	صحن	۱۲۴۹ھ ۱۳۷۱ھ
۲۸۹	سید علی اکبر بن هاشم الخوئی	حجرہ ۲۲	۱۲۷۵ھ ۱۳۷۱ھ
۲۹۰	شیخ علی بن جعفر البدیری	حجرہ ۳۹	۱۲۷۵ھ ۱۳۷۱ھ
۲۹۱	شیخ علی بن جمشید النوری	صحن	۱۲۷۵ھ ۱۲۴۶ھ
۲۹۲	سید علی بن حسن الحلو	حجرہ ۶	۱۲۰۶ھ ۱۳۰۰ھ
۲۹۳	شیخ علی بن حسن القرطوسی	ایوان العلماء	۱۲۰۶ھ ۱۳۷۱ھ
۲۹۴	شیخ علی بن الحسین الطریحی	مشرقی حجرے میں	۱۲۰۶ھ ۱۳۳۳ھ
۲۹۵	شیخ علی بن الحسین الخاقانی	حجرہ ۳	۱۲۴۵ھ ۱۳۳۴ھ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۹۶	شیخ علی بن حسین النائینی	حجرہ ۲۱	۱۳۲۹ھ ۱۳۹۷ھ
۲۹۷	شیخ علی بن حسین الصغیر	حجرہ ۱۱	۱۳۳۳ھ ۱۳۸۵ھ
۲۹۸	شیخ علی بن حسین بن محمد الاعسم	جنوبی حجرے میں	۱۳۳۳ھ ۱۲۳۹ھ
۲۹۹	سید علی بن حسین الخوئی	حجرہ ۱۱	۱۳۳۳ھ ۱۲۹۸ھ
۳۰۰	سید علی بن الرضا الحسین بحر العلوم	حجرہ ۳۱	۱۲۲۴ھ ۱۲۹۸ھ
۳۰۱	شیخ علی بن عبدالحسین الابروائی	حجرہ ۲۳	۱۳۰۱ھ ۱۳۵۴ھ
۳۰۲	سید علی بن عبدالرضا البکاء	حجرہ ۱۸	۱۳۲۸ھ ۱۳۹۲ھ
۳۰۳	الاستاد علی عبدعلی الخاقانی	حجرہ ۳	۱۳۳۰ھ ۱۳۹۹ھ
۳۰۴	شیخ علی بن عبداللہ المظفر	صحن	۱۳۳۰ھ ۱۳۱۴ھ
۳۰۵	سید علی بن عقلۃ النبی	ایوان الذھب	۱۲۸۵ھ ۱۳۵۷ھ
۳۰۶	الحاج علی اغا نظام الدولۃ	حجرہ ۲۸	۱۲۸۵ھ ۱۳۳۰ھ
۳۰۷	سید علی بن علی ابن طاووس الثانی	رواق	۶۴۷ھ ۷۱۱ھ
۳۰۸	شیخ علی بن کاظم الجزائری	صحن	۶۴۷ھ ۱۳۰۲ھ
۳۰۹	سید علی بن محمد تقی التبریزی	حجرہ ۲۲	۱۳۱۱ھ ۱۳۹۳ھ
۳۱۰	شیخ علی بن محمد حسن محبوبہ	صحن	۱۳۱۱ھ ۱۲۸۱ھ
۳۱۱	سید علی اغا بن محمد حسن الشیرازی	مقبرہ الجدد	۱۲۸۶ھ ۱۳۵۵ھ
۳۱۲	شیخ علی بن محمد حسین الکرباسی	مقابل حجرہ ۱۶/۱	۱۲۹۴ھ ۱۳۵۴ھ
۳۱۳	سید علی بن محمد الخلخالی	حجرہ ۱۳	۱۳۲۲ھ ۱۳۹۳ھ
۳۱۴	سید علی بن محمد سعید الحبوبی	حجرہ ۱۰	۱۲۹۴ھ ۱۳۴۱ھ
۳۱۵	شیخ علی بن محمد صالح الخالدی	میزاب الذھب	۱۳۲۱ھ ۱۳۶۵ھ
۳۱۶	سید علی بن محمد الجزائری	حجرہ ۱۳	۱۲۲۲ھ ۱۲۸۳ھ
۳۱۷	سید علی بن محمد شبر	باب قبلہ	۱۳۰۳ھ ۱۳۹۳ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۳۱۸	شیخ علی بن محمد علی حیدر	باب طوسی	۱۲۳۷ھ ۱۳۱۴ھ
۳۱۹	سید علی بن محمد الداماد	ایوان علماء	۱۲۷۵ھ ۱۳۳۴ھ
۳۲۰	سید علی بن محمد النوری	حجرہ ۲۰	۱۳۰۰ھ ۱۳۶۸ھ
۳۲۱	شیخ علی محمد الکابلی	ایوان الذہب	۱۲۷۳ھ ۱۳۳۹ھ
۳۲۲	سید علی بن مرتضی الاعرجی	ایوان العلماء	۱۲۷۳ھ ۱۲۰۷ھ
۳۲۳	سید علی مددالقائنی	حجرہ ۱۹	۱۳۰۱ھ ۱۳۸۴ھ
۳۲۴	سید علی بن موسی ابن طاووس الاول	رواق مطہر	۵۸۹ھ ۶۶۴ھ
۳۲۵	شیخ علی بن موسی آل عبدالرسول السماوی	حجرہ ۲۹	۱۳۱۹ھ ۱۳۷۹ھ
۳۲۶	شیخ علی بن نصراللہ الھمدانی	صحن	۱۳۱۹ھ ۱۳۳۹ھ
۳۲۷	سید علی بن ھادی بحرالعلوم	حجرہ ۴۱	۱۳۱۴ھ ۱۳۸۰ھ
۳۲۸	شیخ علی بن یاسین رفیش	حجرہ ۱۰	۱۲۶۰ھ ۱۳۳۴ھ
۳۲۹	سید علی بن یاسین العلاق	حجرہ ۴۹	۱۲۹۳ھ ۱۳۴۴ھ
۳۳۰	سید عمادالدین بن اسماعیل الیھمانی	حجرہ ۲۹	۱۲۶۸ھ ۱۲۹۸ھ
۳۳۱	شیخ عمران بن موسی الدجیلی	حجرہ ۵۳	۱۲۸۷ھ ۱۳۶۲ھ
۳۳۲	شیخ عیسی بن حسن الفرطوسی النجفی	ایوان العلماء	۱۲۸۷ھ ۱۲۸۰ھ
۳۳۳	شیخ عیسی بن حسین زاھد	صحن	۱۲۸۷ھ ۱۲۸۰ھ
۳۳۴	الاستاد فاضل بن عباس بن عبدالحسین معلۃ	نعلین کی جگہ	۱۳۴۰ھ ۱۴۰۰ھ
۳۳۵	شیخ فاضل بن عبدالحمید الاری	صحن	۱۳۴۰ھ ۱۳۴۱ھ
۳۳۶	شیخ فتح علی بن حسن السلطان آبادی	حجرہ ۶	۱۳۴۰ھ ۱۳۱۸ھ
۳۳۷	شیخ فتح اللہ شیخ الشریعۃ الاصفھانی	حجرہ ۲۲	۱۲۶۶ھ ۱۳۳۹ھ
۳۳۸	فناخسرو عضدالدولۃ البویھی	رواق	۱۳۲۴ھ ۱۳۷۴ھ
۳۳۹	شیخ قاسم بن حمود قسام الخفاجی	حجرہ ۴۶	۱۲۶۱ھ ۱۳۳۱ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۳۴۰	شیخ قاسم بن محمد محیی الدین	حجرہ ۵۲	۱۲۶۱ھ ۱۲۳۷ھ
۳۴۱	شیخ کاظم بن حسن سبتی	صحن	۱۲۵۸ھ ۱۳۴۲ھ
۳۴۲	سید کاظم بن زین العابدین الخلخالی	حجرہ ۱۳	۱۲۷۰ھ ۱۳۳۶ھ
۳۴۳	شیخ کاظم بن طاھر السودانی	صحن	۱۳۰۳ھ ۱۳۸۱ھ
۳۴۴	سید کاظم بن محمد الخلیفۃ المصری	سر اقدس کے ایوان میں	۱۳۵۳ھ ۱۴۰۲ھ
۳۴۵	شیخ کاظم بن محمد علی بیک	حجرہ ۴۶	۱۳۵۳ھ ۱۳۷۷ھ
۳۴۶	شیخ کاظم بن مھدی بیذرۃ	صحن	۱۲۸۹ھ ۱۳۴۷ھ
۳۴۷	شیخ کمال الدین بن محمد تقی شریعتمدار	حجرہ ۱۳	۱۲۸۳ھ ۱۳۵۲ھ
۳۴۸	شیخ لطف اللہ الاسکی المازندرانی	صحن	۱۲۸۳ھ ۱۳۱۱ھ
۳۴۹	شیخ مجید بن حمادی خمیس	حجرہ ۴۶	۱۳۰۴ھ ۱۳۸۴ھ
۳۵۰	سید محسن بن علی الجلالی	ساباط	۱۳۳۰ھ ۱۳۹۴ھ
۳۵۱	سید محسن بن محمد تقی الکوھکمری التبریزی	حجرہ ۹	۱۲۷۵ھ ۱۳۳۵ھ
۳۵۲	شیخ محسن بن محمد خنفر	حجرہ ۱۱	۱۲۷۵ھ ۱۲۷۰ھ
۳۵۳	سید محسن بن محمد الاشرلی	حجرہ ۳	۱۲۸۸ھ ۱۳۷۳ھ
۳۵۴	شیخ محسن بن محمد الخضری	حجرہ ۱۳	۱۲۴۵ھ ۱۳۰۲ھ
۳۵۵	شیخ محسن بن مرتضی الاعسم	مینار جنوبی	۱۲۴۵ھ ۱۲۳۸ھ
۳۵۶	شیخ محمد ابراہیم بن محمد علی القمی	حجرہ ۳۰	۱۲۴۵ھ ۱۳۰۱ھ
۳۵۷	سید محمد رضا النستری العسکری	حجرہ ۵۲	۱۲۴۵ھ ۱۳۹۰ھ
۳۵۸	شیخ محمد بن ابراہیم الغراوی	صحن	۱۲۴۵ھ ۱۳۳۰ھ
۳۵۹	شیخ محمد بن احمد الانبوھی الرشتی	حجرہ ۱۱	۱۲۸۵ھ ۱۳۶۲ھ
۳۶۰	شیخ محمد الاصفھانی	ایوان العلماء	۱۲۸۵ھ ۱۲۲۶ھ
۳۶۱	سید محمد بن اسد اللہ الاشکوری	حجرہ ۱۸	۱۳۲۰ھ ۱۳۹۴ھ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۳۶۲	شیخ محمد بن اسماعیل ابوعلی الحائری	صحن	۱۱۵۹ھ ۱۲۱۴ھ
۳۶۳	المیرزا محمد الاندرمانی الطہرانی	حجرہ ۳	۱۱۵۹ھ ۱۲۸۲ھ
۳۶۴	شیخ محمد باقر بن غلام علی التستری	حجرہ ۲۱	۱۱۵۹ھ ۱۳۲۷ھ
۳۶۵	شیخ محمد باقر بن محمد باقر الھزارجریبی	ایوان العلماء	۱۱۵۹ھ ۱۲۰۵ھ
۳۶۶	سید محمد باقر الشاہ عبدالعظیمی	ایوان الذھب	۱۲۸۴ھ ۱۳۵۵ھ
۳۶۷	شیخ محمد باقر بن محمد القاموسی	حجرہ ۱۰	۱۲۸۴ھ ۱۳۵۲ھ
۳۶۸	شیخ محمد باقر بن محمد زاير ادھام	صحن	۱۳۰۰ھ ۱۳۷۹ھ
۳۶۹	سید محمد باقر بن محمد الیزدی	حجرہ ۴۸	۱۳۱۷ھ ۱۳۹۳ھ
۳۷۰	سید محمد تقی بن ابی القاسم الخوئی	حجرہ ۲۱	۱۳۷۸ھ ۱۴۱۵ھ
۳۷۱	سید محمد تقی بن حسن البغدادی	ایک حجرہ میں	۱۲۹۴ھ ۱۳۴۶ھ
۳۷۲	شیخ محمد تقی بن عبدالحسین صادق	حجرہ ۴۸	۱۳۱۳ھ ۱۳۸۵ھ
۳۷۳	شیخ محمد تقی بن محمد جعفر الکرمنشاھی	ایک حجرہ میں	۱۳۱۳ھ ۱۲۹۹ھ
۳۷۴	سید محمد تقی الشاہ عبدالعظیمی	ایوان الذھب	۱۲۷۷ھ ۱۳۵۷ھ
۳۷۵	سید محمد تقی بن محمد الجزائری	حجرہ ۱۹	۱۲۷۷ھ ۱۳۴۶ھ
۳۷۶	شیخ محمد جعفر بن سیف الدین الاسترآبادی	ایوان الذھب	۱۱۹۵ھ ۱۲۶۳ھ
۳۷۷	سید محمد بن جعفر شبر	حجرہ ۲	۱۲۷۲ھ ۱۳۴۶ھ
۳۷۸	شیخ محمد جواد بن حسن البلاغی	حجرہ ۸	۱۲۸۲ھ ۱۳۵۲ھ
۳۷۹	سید محمد جواد بن حسن العاملی	حجرہ ۸	۱۲۸۲ھ ۱۳۱۸ھ
۳۸۰	شیخ محمد جواد بن حسن مطر	صحن	۱۲۹۹ھ ۱۳۷۵ھ
۳۸۱	سید محمد جواد بن صادق الیزدی	صحن	۱۲۹۹ھ ۱۳۶۶ھ
۳۸۲	شیخ محمد جواد بن کاظم الاعسم	جنوبی مینار	۱۲۸۸ھ ۱۳۵۸ھ
۳۸۳	شیخ محمد جواد بن کاظم السودانی	صحن	۱۳۲۷ھ ۱۳۵۳ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۳۸۴	سید محمد جواد بن محسن الغریفی	حجرہ ۵۳/۱	۱۳۰۸ھ ۱۳۹۴ھ
۳۸۵	سید محمد جواد بن محمد تقی التبریزی	حجرہ ۶	۱۳۱۵ھ ۱۳۸۷ھ
۳۸۶	شیخ محمد جواد بن محمد حسین الکاظمی	حجرہ ۸	۱۳۱۵ھ ۱۳۲۸ھ
۳۸۷	شیخ محمد جواد بن محمد الابروانی	حجرہ ۵۳/۱	۱۲۸۷ھ ۱۳۸۲ھ
۳۸۸	سید محمد جواد بن محمد العاملی	حجرہ ۸	۱۱۵۸ھ ۱۲۲۶ھ
۳۸۹	شیخ محمد جواد بن محمود مغنیۃ	حجرہ ۱۸	۱۳۲۱ھ ۱۴۰۰ھ
۳۹۰	شیخ محمد جواد بن مشکور	حجرہ ۱۸	۱۲۴۷ھ ۱۳۳۵ھ
۳۹۱	شیخ محمد بن حبیب اللہ الرشتی	حجرہ ۲۶	۱۲۴۷ھ ۱۳۱۴ھ
۳۹۲	شیخ محمد حسن بن احمد الشرقی الخاقانی	حجرہ ۳۲	۱۲۴۷ھ ۱۳۴۰ھ
۳۹۳	شیخ محمد حسن بن جعفر الاشتیانی	حجرہ ۵۳	۱۲۴۸ھ ۱۳۱۹ھ
۳۹۴	شیخ محمد حسن بن حمادی ابوالمحاسن	صحن	۱۲۹۳ھ ۱۳۴۴ھ
۳۹۵	شیخ محمد بن حسن الخاقانی	حجرہ ۳۰	۱۳۱۵ھ ۱۳۸۵ھ
۳۹۶	سید محمد حسن بن علی آغا الشیرازی	مقبرۃ المجدد	۱۳۱۵ھ ۱۳۹۱ھ
۳۹۷	شیخ محمد حسن بن علی الطریحی الاسدی	ایوان ذہب	۱۳۲۷ھ ۱۳۸۱ھ
۳۹۸	سید محمد حسن بن علی فضل اللہ	صحن	۱۳۱۰ھ ۱۳۹۲ھ
۳۹۹	شیخ محمد حسن بن عیسی الدکسن	حجرہ ۲	۱۲۹۴ھ ۱۳۶۸ھ
۴۰۰	سید محمد حسن بن محمود المجدد الشیرازی	مقبرۃ المجدد	۱۲۳۰ھ ۱۳۱۲ھ
۴۰۱	شیخ محمد حسن بن موسی الشرقی	حجرہ ۳۲	۱۲۳۰ھ ۱۲۷۷ھ
۴۰۲	شیخ ابوطالب الحلی فخر المحققین	شمالی مینار	۶۸۴ھ ۷۷۱ھ
۴۰۳	شیخ محمد حسین بن ابی طالب القمشھی	صحن	۲۸۶ھ ۱۳۳۷ھ
۴۰۴	سید محمد حسین بن حسن الخرسان	حجرہ ۹	۲۸۶ھ ۱۳۲۲ھ
۴۰۵	شیخ محمد حسین بن حمد الجباوی	حجرہ ۴	۱۲۸۵ھ ۱۳۵۲ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۴۰۶	سید محمد حسین بن ربیع	صحن	۱۲۵۱ھ ۱۳۲۵ھ
۴۰۷	سید محمد حسین بن علی آغا الشیرازی	مقبرۃ المجدد	۱۳۱۹ھ ۱۳۷۴ھ
۴۰۸	شیخ محمد حسین بن علی الاعسم	جنوبی مینار	۱۳۱۹ھ ۱۲۸۸ھ
۴۰۹	شیخ محمد حسین بن قاسم القمشھی	ایوان مقبرۃ الشریعۃ	۱۲۵۵ھ ۱۳۳۶ھ
۴۱۰	سید محمد حسین بن کاظم الکیشوان	صحن	۱۲۹۵ھ ۱۳۵۴ھ
۴۱۱	شیخ محمد حسین بن محمد باقر الاصفھانی	حجرہ ۳	۱۲۶۶ھ ۱۳۰۸ھ
۴۱۲	شیخ محمد حسین بن محمد حسن الاصفھانی	شمالی مینار	۱۲۹۴ھ ۱۳۶۱ھ
۴۱۳	سید محمد حسین الشاہ عبد العظیمی	میزاب الذھب	۱۲۸۰ھ ۱۳۴۳ھ
۴۱۴	شیخ محمد حسین آل خمیس الجبری	مسجد الخضراء	۱۲۸۰ھ ۱۲۴۷ھ
۴۱۵	سید محمد حسین بن محمود الطباطبائی	حجرہ ۴۸	۱۳۳۲ھ ۱۳۸۴ھ
۴۱۶	سید محمد حسین بن ھادی البعاج	ساباط	۱۳۳۲ھ ۱۳۷۴ھ
۴۱۷	شیخ محمد حسین بن ھاشم الکاظمی	حجرہ ۸	۱۲۳۰ھ ۱۳۰۸ھ
۴۱۸	محمد حسین مجتھد ابرقوھی	حجرہ ۵۴	۱۲۳۰ھ ۱۳۰۵ھ
۴۱۹	شیخ محمد بن حسین الاعسم	جنوبی مینار	۱۲۳۰ھ ۱۲۳۴ھ
۴۲۰	سید محمد بن خلیفۃ آل خلیفۃ	ساباط	۱۲۳۰ھ ۱۲۷۹ھ
۴۲۱	سید محمد رضا الحسینی القزوینی	حجرہ ۱۸	۱۳۰۰ھ ۱۳۷۹ھ
۴۲۲	سید محمد رضا بن ابی القاسم التبریزی	حجرہ ۲۹	۱۳۰۰ھ ۱۳۳۲ھ
۴۲۳	سید محمد رضا بن محمد المرعشی	مقابل حجرہ ۲۱	۱۲۸۵ھ ۱۳۴۲ھ
۴۲۴	سید محمد رضا بن الحسین الجزائری	صحن	۱۲۸۵ھ ۱۳۲۹ھ
۴۲۵	شیخ محمد رضا بن علی النائینی	حجرہ ۶	۱۲۸۵ھ ۱۳۶۱ھ
۴۲۶	سید محمد رضا الشاہ عبد العظیمی	صحن	۱۳۰۴ھ ۱۳۳۵ھ
۴۲۷	شیخ محمد رضا بن محمد زائر دھام	حجرہ ۳	۱۲۸۹ھ ۱۳۹۳ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۴۲۸	شیخ محمد رضا بن محمد مشکور	حجرہ ۱۸	۱۲۸۹ھ ۱۳۱۳ھ
۴۲۹	شیخ محمد رضا بن محمد نجف	میزاب الذھب	۱۲۸۹ھ ۱۳۴۳ھ
۴۳۰	الحاج محمد زکی الزکی	حجرہ ۴۹	۱۳۳۵ھ ۱۴۰۴ھ
۴۳۱	سید محمد بن زین العابدین الخلخالی	حجرہ ۱۳	۱۲۸۲ھ ۱۳۶۴ھ
۴۳۲	سید محمد بن سعید بن محسن الحکیم	حجرہ ۲۳	۱۳۱۷ھ ۱۳۸۶ھ
۴۳۳	سید محمد بن سعید بن محمود الحبوبی	حجرہ ۱۰	۱۲۶۶ھ ۱۳۳۳ھ
۴۳۴	سید محمد سعید بن نجیب الدین فضل اللہ	ساباط	۱۳۱۶ھ ۱۳۷۳ھ
۴۳۵	سید محمد صادق بن محمد مھدی الصدر	حجرہ ۳	۱۳۲۴ھ ۱۴۰۴ھ
۴۳۶	شیخ محمد صادق آل مسعود	صحن	۱۳۲۴ھ ۱۳۳۶ھ
۴۳۷	شیخ محمد صالح بن علی محی الدین	حجرہ ۵۲	۱۳۲۴ھ ۱۳۲۱ھ
۴۳۸	سید محمد صدر الدین بن صالح العاملی	حجرہ ۳	۱۱۹۳ھ ۱۲۶۳ھ
۴۳۹	الاستاد محمد صالح بن مھدی شمسۃ	حجرہ ۴۵	۱۳۲۳ھ ۱۴۰۵ھ
۴۴۰	شیخ محمد بن طاھر السماوی	حجرہ ۸	۱۲۹۲ھ ۱۳۷۰ھ
۴۴۱	شیخ محمد طاھر ابو خمسون	صحن	۱۲۹۲ھ ۱۳۴۶ھ
۴۴۲	سید محمد طاھر بن محمد علی الشیرازی	حجرہ ۳۹	۱۲۹۲ھ ۱۳۴۵ھ
۴۴۳	شیخ محمد طہ بن مھدی نجف	حجرہ ۱۱	۱۲۴۱ھ ۱۳۲۳ھ
۴۴۴	شیخ محمد بن عباس الاعسم	حجرہ ۵۳	۱۲۹۵ھ ۱۳۶۶ھ
۴۴۵	شیخ محمد بن عبدالحسین حرج الوائلی	ایک حجرہ میں	۱۲۹۵ھ ۱۳۷۶ھ
۴۴۶	شیخ محمد بن عبدالحسین آل عبدالرسول	ایک حجرہ میں	۱۲۹۵ھ ۱۳۶۴ھ
۴۴۷	سید محمد بن عبداللہ البھبھائی	حجرہ ۲۹	۱۲۹۱ھ ۱۳۸۳ھ
۴۴۸	شیخ محمد بن عبدالمظفر	حجرہ ۲۸	۱۲۵۶ھ ۱۳۲۲ھ
۴۴۹	شیخ محمد بن عبید عنوز	احدی حجر صحن	۱۲۲۲ھ ۱۲۸۸ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۴۵۰	شیخ محمد بن علی نصار	اول ساباط	۱۲۳۲ھ ۱۲۹۴ھ
۴۵۱	سید محمد بن علی الخسروشاھی	صحن	۱۲۲۹ھ ۱۳۱۲ھ
۴۵۲	شیخ محمد علی بن ابی القاسم الاردبادی	حجرہ ۲۳	۱۳۱۲ھ ۱۳۸۰ھ
۴۵۳	الشیخ محمد علی بن جاسم الجابری	صحن	۱۲۸۳ھ ۱۳۳۳ھ
۴۵۴	سید محمد علی بن حسن الواعظ	حجرہ ۲۲	۱۲۸۳ھ ۱۳۶۴ھ
۴۵۵	شیخ محمد علی بن حسن الکاظمی الجمالی	حجرہ ۲۱	۱۳۰۹ھ ۱۳۶۵ھ
۴۵۶	الاستاد محمد علی بن حسن البلاغی	حجرہ ۸	۱۳۳۱ھ ۱۳۹۴ھ
۴۵۷	شیخ محمد علی بن حسن الخراسانی	صحن	۱۲۸۰ھ ۱۳۸۳ھ
۴۵۸	شیخ محمد علی بن حسین الاعسم	جنوبی مینار	۱۱۵۴ھ ۱۲۳۳ھ
۴۵۹	سید محمد علی بن حسین العلاق	حجرہ ۴۹	۱۳۱۴ھ ۱۳۸۳ھ
۴۶۰	شیخ محمد علی بن حمود قسام	حجرہ ۴۶	۱۲۹۰ھ ۱۳۷۳ھ
۴۶۱	شیخ محمد علی بن حیدر بن خلیفہ آل وثال	مقابل باب مسجد عمران	۱۲۹۰ھ ۱۲۸۰ھ
۴۶۲	شیخ محمد علی بن خداداد التجبوائی	ایک حجرہ میں	۱۲۶۸ھ ۱۳۳۴ھ
۴۶۳	سید محمد علی بن عبداللہ الخلیفۃ البصری	عند الراس	۱۳۱۹ھ ۱۳۹۴ھ
۴۶۴	سید محمد علی بن صالح شرف الدین	حجرہ ۴۵	۱۱۹۱ھ ۱۲۳۷ھ
۴۶۵	سید محمد علی بن عبدالحسین علی خان	حجرہ ۲۹	۱۳۴۳ھ ۱۳۹۱ھ
۴۶۶	شیخ محمد علی بن عبدالرسول المالستانی	ایوان حجرہ ۳۵	۱۳۴۳ھ ۱۳۹۱ھ
۴۶۷	شیخ محمد علی بن کاظم الخمایسی	حجرہ ۴۹	۱۳۲۰ھ ۱۳۹۲ھ
۴۶۸	شیخ محمد علی بن محمد باقر ثقۃ الاسلام	حجرہ ۳	۱۲۷۱ھ ۱۳۱۸ھ
۴۶۹	شیخ محمد علی بن محمد حسن الخونساری	حجرہ ۲۹	۱۲۵۴ھ ۱۳۳۲ھ
۴۷۰	سید محمد علی بن محمد خلیفہ	ساباط	۱۲۵۴ھ ۱۳۰۵ھ
۴۷۱	سید محمد علی بن صدر الدین محمد العاملی	حجرہ ۳	۱۲۵۰ھ ۱۲۸۰ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۴۷۲	شیخ محمد علی بن محمد نصیر الجهاددهی	حجرہ ۱۸	۱۲۵۲ھ ۱۳۳۴ھ
۴۷۳	سید محمد علی بن محمد الشاہ عبدالعظیمی	ایوان الذهب	۱۲۸۵ھ ۱۳۳۴ھ
۴۷۴	شیخ محمد بن عیسی حیدر	مجاز باب الطوسی	۱۲۸۳ھ ۱۳۳۳ھ
۴۷۵	سید محمد بن فرج اللہ الدزفولی	ایوان حجرہ ۱۱	۱۲۸۳ھ ۱۲۷۸ھ
۴۷۶	محمد بن فضل علی الفاضل الشرابیانی	حرم میں	۱۲۴۸ھ ۱۳۲۲ھ
۴۷۷	سید محمد بن میر قاسم القشارکی	حجرہ ۲۱	۱۲۵۳ھ ۱۳۱۶ھ
۴۷۸	شیخ محمد بن قاسم محیی الدین	حجرہ ۵۲	۱۲۵۳ھ ۱۲۶۴ھ
۴۷۹	شیخ محمد کاظم بن الحسین الخراسانی	حجرہ ۲۶	۱۲۵۵ھ ۱۳۲۷ھ
۴۸۰	شیخ محمد کاظم بن حیدر الشیرازی	حجرہ ۲۳	۱۲۹۴ھ ۱۳۶۷ھ
۴۸۱	شیخ محم کاظم شمشاد	حجرہ ۱۷	۱۳۴۱ھ ۱۳۹۳ھ
۴۸۲	شیخ محمد کاظم بن عبدالحمید الاری	صحن	۱۳۴۱ھ ۱۳۶۱ھ
۴۸۳	سید محمد کاظم بن عبدالعظیم الیزدی	حجرہ ۴۷	۱۲۴۷ھ ۱۳۳۷ھ
۴۸۴	شیخ محمد کاظم الوندی	حجرہ ۵۵	۱۲۴۷ھ ۱۳۱۴ھ
۴۸۵	سید محمد بن محمد باقر الفیروزآبادی	حجرہ ۴۶	۱۲۶۵ھ ۱۳۴۵ھ
۴۸۶	سید محمد بن محمد جواد العاملی	حجرہ ۷	۱۲۶۵ھ ۱۲۶۹ھ
۴۸۷	سید محمد بن محمد حسن الشیرازی	مقبرۃ المجدد	۱۲۷۰ھ ۱۳۰۷ھ
۴۸۸	الحاج محمد بن محمد صالح عجینۃ	صحن	۱۲۷۵ھ ۱۳۳۵ھ
۴۸۹	سید محمد بن محمد کاظما الیزدی	حجرہ ۴۷	۱۲۸۲ھ ۱۳۳۴ھ
۴۹۰	سید محمد بن مرتضی الشکمیری	صحن	۱۳۱۲ھ ۱۳۹۲ھ
۴۹۱	شیخ محمد بن مشکور	حجرہ ۱۷	۱۳۱۲ھ ۱۲۷۲ھ
۴۹۲	شیخ محمد موسی اسد اللہ الکاظمی	مقابل حجرہ ۲۸	۱۲۴۵ھ ۱۳۶۱ھ
۴۹۳	شیخ محمد مهدی بن ابی ذر النراقی	جنب ایوان العلماء	۱۱۴۹ھ ۱۲۰۹ھ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۴۹۴	سید محمد مهدی بن صالح الکیشوان	حجرہ ۲	۱۲۷۲ھ ۱۳۵۸ھ
۴۹۵	شیخ محمد مهدی بن محمد الفتونی	صحن	۱۲۷۶ھ ۱۱۸۳ھ
۴۹۶	سید محمد مهدی بن علی الصدر	حجرہ ۴۹	۱۳۲۶ھ ۱۳۹۷ھ
۴۹۷	شیخ محمد مهدی بن محمد امین الطهرانی	حجرہ ۹	۱۲۵۳ھ ۱۳۲۱ھ
۴۹۸	شیخ محمد یحیی بن حسین الخمایسی	ایوان حجرہ ۱۴	۱۲۵۳ھ ۱۱۶۰ھ
۴۹۹	سید المیرزا محمود بن ابی الفضائل الزنجانی	حجرہ ۵۳/۱	۱۳۰۹ھ ۱۳۷۴ھ
۵۰۰	سید المیرزا محمود بن حسن الخلیلی	ایوان حجرہ ۳	۱۲۷۸ھ ۱۳۴۱ھ
۵۰۱	سید محمود بن حسین الحبوبی	حجرہ ۱۰	۱۳۲۳ھ ۱۳۸۹ھ
۵۰۲	شیخ محمود بن عبدالحسین سماکتہ	ساباط	۱۳۲۳ھ ۱۳۳۷ھ
۵۰۳	سید محمود بن عبداللہ الطالقانی	حجرہ ۲۴	۱۲۴۷ھ ۱۳۱۹ھ
۵۰۴	سید محمود بن علی الشاهرودی	حجرہ ۵۴	۱۳۰۱ھ ۱۳۹۴ھ
۵۰۵	شیخ محمود بن کاظم سبتی	صحن	۱۳۱۱ھ ۱۳۳۶ھ
۵۰۶	شیخ المیرزا محمود بن محمد رفیع الشیرازی	حجرہ ۵۰	۱۲۹۱ھ ۱۳۷۸ھ
۵۰۷	شیخ محمود بن محمد زهب	ایوان حجرہ ۲۲	۱۳۲۴ ۱۳۶۴ھ
۵۰۸	سید محمود بن مهدی الحکیم	حجرہ ۵۸	۱۲۹۴ھ ۱۳۲۴ھ
۵۰۹	سید مراد بن احمد الطالبی الهاشمی	میزاب الذهب	۱۲۹۶ھ ۱۱۳۲ھ
۵۱۰	سید مرتضی بن شرف الدین الاعرجی	ایوان العلماء	۱۲۹۶ھ ۱۱۶۵ھ
۵۱۱	شیخ مرتضی بن علی محمد الطالقانی	صحن	۱۲۷۴ھ ۱۳۲۳ھ
۵۱۲	شیخ مرتضی بن محمد امین الانصاری	حجرہ ۱۱	۱۲۱۴ھ ۱۲۸۱ھ
۵۱۳	شیخ مسیح بن محمد سعید الطهرانی	حجرہ ۳	۱۱۹۳ھ ۱۶۲۳ھ
۵۱۴	شیخ مشکور بن محمد جواد لاوی الصغیر	حجرہ ۱۷	۱۲۸۵ھ ۱۳۵۳ھ
۵۱۵	شیخ مشکور بن محمد لاوی الکبیر	حجرہ ۱۷	۱۲۰۹ھ ۱۲۷۳ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۵۱۶	سید مشکور بن محمد الطالقانی	حجرہ ۲۴	۱۲۸۲ھ ۱۳۵۴ھ
۵۱۷	شیخ مصطفی بن ابراہیم آل ابراہیم النجفی	مقابل مقبرۃ الشرابیانی	۱۲۶۵ھ ۱۳۵۵ھ
۵۱۸	سید مصطفی بن ابی القاسم الجزائری	حجرہ ۱۹	۱۳۲۱ھ ۱۳۸۴ھ
۵۱۹	شیخ مصطفی بن حسین البغدادی	صحن	۱۳۲۱ھ ۱۳۶۴ھ
۵۲۰	سید مصطفی بن روح اللہ خمینی	شمالی مینار	۱۳۴۹ھ ۱۳۹۷ھ
۵۲۱	سید مصطفی الموسوی الخجوائی	صحن	۱۲۷۵ھ ۱۳۳۷ھ
۵۲۲	شیخ مقیم بن صادق الطبیب الزنجانی	صحن	۱۲۷۵ھ ۱۳۶۵ھ
۵۲۳	شیخ منصور بن محمد المحتصر	صحن	۱۲۹۸ھ ۱۳۵۵ھ
۵۲۴	شیخ مهدی بن احمد حرز الدین	صحن	۱۲۵۸ھ ۱۳۴۲ھ
۵۲۵	شیخ مهدی بن احمد محبوبہ	صحن	۱۲۷۵ھ ۱۳۵۳ھ
۵۲۶	شیخ مهدی بن حسن قفطان	صحن	۱۲۵۴ھ ۱۲۸۰ھ
۵۲۷	شیخ مهدی بن حسین الفتونی	صحن	۱۲۵۴ھ ۱۲۹۷ھ
۵۲۸	سید مهدی بن داود الحلی	صحن	۱۲۲۲ھ ۱۲۸۹ھ
۵۲۹	سید مهدی بن رضا الطالقانی	حجرہ ۶۴	۱۲۶۵ھ ۱۳۴۳ھ
۵۳۰	سید مهدی بن صادق الحسینی البغدادی	حجرہ ۵۳/۱	۱۳۱۴ھ ۱۳۹۹ھ
۵۳۱	سید مهدی بن عبداللہ البحرانی	حجرہ ۳	۱۲۶۰ھ ۱۳۱۶ھ
۵۳۲	سید مهدی بن علی الغریفی	حجرہ ۲	۱۲۹۹ھ ۱۳۴۳ھ
۵۳۳	الحاج مهدی بن عمران الفلوجی	ایوان الذهب	۱۲۸۶ھ ۱۳۵۷ھ
۵۳۴	شیخ مهدی المازندرانی	صحن	۱۲۸۶ھ ۱۳۴۶ھ
۵۳۵	شیخ مهدی بن محمد الخالصی	صحن	۱۲۸۶ھ ۱۳۶۷ھ
۵۳۶	شیخ مهدی بن محمد طہ نجف	حجرہ ۱۱	۱۲۸۶ھ ۱۳۰۹ھ
۵۳۷	شیخ مهدی بن هادی الظالمی	ایوان الذهب	۱۳۱۰ھ ۱۳۵۹ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۵۳۸	شیخ موسیٰ بن اسماعیل الخمایسی	حجرہ ۱۴	۱۳۱۰ھ ۱۲۷۰ھ
۵۳۹	شیخ موسیٰ بن تقی زایرادھام	ایوان الذھب	۱۳۱۰ھ ۱۳۴۳ھ
۵۴۰	سید موسیٰ بن جعفر ابن طاووس	رواق	۱۳۱۰ھ ۶۰۰ھ
۵۴۱	شیخ موسیٰ بن سالم بن محمد الفرطوسی	ایوان العلماء	۱۳۱۰ھ ۱۳۶۳ھ
۵۴۲	سید موسیٰ بن حسن الخرسان	حجرہ ۹	۱۳۱۰ھ ۱۳۲۲ھ
۵۴۳	شیخ موسیٰ بن حسین آل عبدالرسول	حجرہ ۲۴	۱۲۷۵ھ ۱۳۴۶ھ
۵۴۴	شیخ موسیٰ بن حیدر علی الادبیلی	ایوان الذھب	۱۲۷۵ھ ۱۳۵۷ھ
۵۴۵	شیخ موسیٰ بن عبدالحسین نجف	حجرہ ۱۱	۱۲۷۵ھ ۱۳۶۶ھ
۵۴۶	شیخ موسیٰ بن عبداللہ ابو خمسین	ایک حجرے میں	۱۲۹۵ھ ۱۳۵۳ھ
۵۴۷	سید موسیٰ بن علی الحصانی	حجرہ ۱۳	۱۳۱۰ھ ۱۳۶۰ھ
۵۴۸	شیخ موسیٰ بن عمران دعیبل	حجرہ ۱/۵۳	۱۲۹۷ھ ۱۳۷۸ھ
۵۴۹	شیخ موسیٰ بن قاسم قسام	حجرہ ۴۶	۱۳۱۳ھ ۱۳۷۵ھ
۵۵۰	شیخ موسیٰ بن محمد الخونساری	حجرہ ۲۱	۱۲۹۳ھ ۱۳۶۳ھ
۵۵۱	شیخ موسیٰ بن محمد لایذ	حجرہ ۵	۱۲۷۸ھ ۱۳۶۷ھ
۵۵۲	سید موسیٰ بن مھدی المازندرانی	حجرہ ۴	۱۳۲۴ھ ۱۴۰۰ھ
۵۵۳	سید میرزا ابن عبداللہ الطالقانی	حجرہ ۶۴	۱۲۴۶ھ ۱۳۱۵ھ
۵۵۴	شیخ ناجی بن حمادی خمیس	حجرہ ۲	۱۳۱۱ھ ۱۳۴۹ھ
۵۵۵	سید ناصر بن احمد البحرانی	ساباط	۱۲۶۰ھ ۱۳۳۱ھ
۵۵۶	شیخ نصار بن حمد العبسی	میزاب الذھب	۱۲۶۰ھ ۱۲۴۰ھ
۵۵۷	شیخ نصر اللہ بن حسن الخلخالی	حجرہ ۲۳	۱۳۱۶ھ ۱۳۹۸ھ
۵۵۸	سید نصر اللہ بن رضی المستنبط	حجرہ ۳۱	۱۳۶۷ھ ۱۴۰۶ھ
۵۵۹	سید نصر اللہ بن صدر العلماء بنی صدر	حجرہ ۲	۱۳۶۷ھ ۱۳۹۱ھ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۵۶۰	شیخ نعمۃ اللہ بن محسن الدامغانی	صحن	۱۳۰۰ھ ۱۳۱۰ھ
۵۶۱	سید نعمۃ اللہ بن محمد جعفر الجزائری	حجرہ ۱۹	۱۳۲۶ھ ۱۳۶۲ھ
۵۶۲	نوح	ضریح مقدس	
۵۶۳	سید ھادی بن ابی الحسن النقوی	حجرہ ۴۶	۱۲۹۰ھ ۱۳۵۷ھ
۵۶۴	سید ھادی بن جواد الحکیم	حجرہ ۵۸	۱۲۴۴ھ ۱۳۹۱ھ
۵۶۵	سید ھادی بن حسین الصائغ	حجرہ ۱۸	۱۳۰۲ھ ۱۳۷۷ھ
۵۶۶	شیخ ھادی بن عبود النوینی	حجرہ ۲	۱۳۴۴ھ ۱۳۹۸ھ
۵۶۷	شیخ ھادی بن محمد حسین الیعقوبی	صحن	۱۳۲۱ھ ۱۳۹۴ھ
۵۶۸	سید ہاشم بن عبداللہ الطالقانی	حجرہ ۶۴	۱۲۴۵ھ ۱۲۸۷ھ
۵۶۹	الملا وحیدۃ	میزاب الذھب	۱۲۴۵ھ ۱۳۵۴ھ
۵۷۰	شیخ ورام بن ابی فراس الحلی	رواق	۱۲۴۵ھ ۶۰۵ھ
۵۷۱	سید یاسین بن طہ السعبری	صحن	۱۲۴۵ھ ۱۳۴۶ھ
۵۷۲	سید یوسف بن عبدالفتاح التبریزی	صحن	۱۱۶۷ھ ۱۲۴۶ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۱۲

نجف اشرف اور ہندوستان

نجف اشرف سے ہندوستان کا تعلق خاصا قدیم ہے۔ اگر روضہ امیرالمومنینؑ کی تعمیروں میں بویہی، سلجوقی، صفوی، ترکی اور ایرانی بادشاہوں کی خدمات شامل ہیں تو ہندوستان میں بھی بہمنی، نظام شاہی، قطب شاہی، مغل اور اودھ کے بادشاہ بھی اس در کی غلامی کو اپنا شرف سمجھتے تھے۔ نوابین رامپور اور والیان محمود آباد کی خدمات اس کے علاوہ ہیں۔

خاص طور پر نوابین اودھ نے روضہ امیرالمومنینؑ کی تعمیر اور خدمت زائرین میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ عربی میں نجف اشرف پر لکھی گئی بڑی کتابوں میں نوابین اودھ کا تذکرہ ضرور موجود ہے۔ ایک یہودی نے اس موضوع پر پی۔ ایچ۔ ڈی بھی کیا ہے اور اس کا مقالہ شائع ہو چکا ہے۔ اس باب میں ہم ہندوستان کی ان خدمات کا ذکر کریں گے جس کا تعلق نجف اشرف سے ہے ورنہ کربلائے معلیٰ اور دیگر مقاماتِ مقدسہ کے لیے ہندوستان کی جو خدمات ہیں اس پر ایک مکمل کتاب لکھی جا سکتی ہے۔

نجف اور سلاطین بہمنیہ

سلطنت بہمنیہ حیدرآباد دکن کی قدیم ترین سلطنتوں میں سے ہے۔ جس کا زمانہ ۷۴۷ھ سے ۹۳۵ھ تک ہے۔ اس دوران تقریباً ۱۷ بادشاہ ہوئے۔ ان میں سے دو بادشاہوں کے عہد میں نجف کی خدمات کا تذکرہ ملتا ہے۔

ملکہ جہاں والدہ محمد شاہ بہمنی نے زائرین و خدام کے لیے رقم بھجوائی

سید اولاد حسن لکھتے ہیں:

''سلطنت بہمنیہ کے دوسرے بادشاہ محمد شاہ بن سلطان علاء الدین بہمنی کو والدہ ملکہ جہاں نے ۷۶۳ھ کے دوران کثیر مال و اسباب کربلا اور نجف اشرف کے زائرین اور خادمین کے لیے بھجوایا تھا۔''

(تاریخ اعلیٰ ص ۱۶۷)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

احمد شاہ بہمنی نے تیس ہزار چاندی کے سکے بھجوائے

محمد قاسم فرشتہ لکھتا ہے کہ ۸۳۷ھ میں احمد شاہ بہمنی (سلطنت بہمنیہ کا دسواں بادشاہ) نے سید ناصرالدین کربلائی کو پانچ ہزار چاندی کے سکے دیے اوران کے ہمراہ تیس ہزار چاندی کے سکے کربلا ونجف کے سادات کے لیے روانہ کیے۔

(تاریخ فرشتہ جلد اول ص ۸۳۰)

ملکہ جہاں والدۂ محمد شاہ بہمنی کا سفر نجف

محمد شاہ بادشاہ باپ کے مقابلے میں زیادہ مذہبی اور سادات پرور تھا۔اس نے اپنے ملک کو وسعت دی اور ترویج اسلام میں بڑی کدوکاوش کی۔اس کی ماں ملکہ جہاں دنیا سے زائد دین کی طرف راغب تھی۔وہ شوہر کی وفات کے ایک سال بعد مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئی۔اس کی شان وشوکت اور دادودہش کی مورخین نے بڑی مدح کی ہے۔مدینہ منورہ کے قیام میں اس نے چار ہزار سادات لڑکیوں اورلڑکوں کی شادیاں اپنے مصارف سے کرائیں۔چار یاراوراولادرسولؐ کے نام پر بڑی خیرات کی بقیع پہنچ کر قبر جناب فاطمہؑ زہرا کی زیارت اکثر کیا کرتی تھی۔ایک دن اس نے کسی سے دریافت کیا کہ حضرت سیدالشہداءامام حسینؑ کی قبر کہاں ہے؟اس کو بتایا گیا کہ کربلائے معلیٰ میں۔اس نے کہا کہ بی بی کی قبر یہاں اوراس کے بیٹے کی قبر کربلا میں،اس غریب کو کچھ معلوم نہ تھا۔جب اسکو یزیدی ظلم وستم کی داستان سنائی گئی تو وہ روتے روتے نڈھال ہوگئی اورفوراً کربلا کی طرف چل پڑی۔

ایک رات اس کو خواب میں سیدہ کونینؑ نظر آئیں۔انہوں نے اس کو اپنے خوشنود ہونے کی بشارت دی۔ملکہ جہاں خواب سے بیدار ہوئی تو محسوس ہوتا تھا کہ حسن آباد گلبرگہ کے بجائے سارے عالم کی حکومت مل گئی۔اسی خواب میں سیدہ عالمیانؑ نے یہ بھی کہا کہ تیرا بیٹا بے چینی سے تیرا منتظر ہے۔ملکہ جہاں بی بی کے حکم پر جدہ کی سمت روانہ ہوئی اور ایک بااعتبار آدمی کو دولت کثیر کے ساتھ روانہ کیا کہ روضہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ اور دوسرے تمام مزارات پر نذر چڑھائے اورباقی رقوم سادات میں تقسیم کردے۔

(تاریخ فرشتہ جلد ۱)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نجف اور سلاطین نظام شاہی

سلطنت نظام شاہی احمد نگر حیدر آباد دکن کے بادشاہ برہان نظام شاہ کی نجف سے عقید تمندی کا ثبوت تاریخ میں محفوظ ہے

برہان نظام شاہ نے کثیر رقم کربلا و نجف بھجوائی

سید اولاد حسن لکھتے ہیں:

''برہان نظام شاہ نے مبلغ کثیر (رقم) کربلا و نجف اشرف کو وہاں کے زائرین و مستحقین کے لیے بھیجا اور برہان نظام شاہ وہ سلطان تھا جس نے ہاتھ پر شاہ طاہر کے، بصیرت پائی اور ان حضرت کے خاندان سے وہ لوگ ہوئے کہ زمین ہند سے اول ان کی نعش بعدِ شاہ طاہر کے کربلائے معلیٰ میں لے جا کر دفن کی گئیں کہ ۹۵۶ھ میں نعش شاہ طاہر کی دکن سے لے گئے اور اندرون روضہ روضہ قریب تر ہے ظل الرحمہ (یعنی رحمت کے سائے سے قریب ہے) ڈیڑھ گز کے فاصلہ پر دفن کی اور ۹۶۱ میں نعش احمد نظام شاہ و برہان شاہ دکن ایک بار لے جا کر بیرون قبہ مبارکہ ایک درعہ کے فاصلہ پر مدفون کیں اور ۹۹۶ میں نعش مرتضیٰ نظام شاہ کی خاک شفا کے سپرد کی۔

(تاریخ اعلیٰ ص ۱۲۷)

امیر تیمور کا سفر کربلا و نجف اشرف

امیر تیمور ۸۰۳ میں داخل بغداد ہوا۔ اس سال اس نے کربلا و نجف کی زیارت بھی کی۔ روضہ امیر المومنینؑ کی تعمیر میں اس کا بھی حصہ شامل ہے۔ شیخ محمد حسین کے مطابق اس نے نجف و کربلا میں تقریباً بیس دن قیام کیا اور نجف میں روضہ امیر المومنینؑ سے متصل ایک مسافر خانہ بھی بنوایا تھا جس کے آثار کافی عرصہ تک باقی رہے اور یہ عمارت صحن اقدس اور مسجد طوسی کے درمیان واقع تھی۔ جب یہاں سڑک بنائی گئی تو عمارت کو شکستہ ہونے کے سبب مسمار کر دیا گیا۔

(تاریخ النجف الشرف جلد ۱، ص ۲۴۷)

نجف اشرف اور شاہانِ اودھ

تاریخ ہندوستان میں جتنے بادشاہ گزرے ہیں ان میں نجف اشرف سے جو محبت و عقیدت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شاہان اودھ کے یہاں دیکھی گئی ہے اس کی مثال پورے ہندوستان کی تاریخ میں نظر نہیں آتی۔اس معاملے میں یہ تمام بادشاہوں سے سبقت لے گئے ہیں اور آج بھی اہل نجف وکربلا ان کی خدمات کو یاد کرتے ہیں۔عجیب بات یہ ہے کہ ان کی بہت سی خدمات ایسی بھی ہیں جس کا تذکرہ آج تک اردو میں بھی نہیں ہوا بلکہ اہل عراق اسے اپنی عربی کتابوں میں درج کرتے آرہے ہیں۔

نواب آصف الدولہ نے نہر آصفی جاری کروائی

۱۲۰۸ھ میں نواب آصف الدولہ نے جناب غفرانمآب سید دلدار علی صاحب قبلہ لکھنوء کے اشارہ پر حلہ سے نجف میں پانی پہنچانے کے لیے سات لاکھ روپیہ کے صرفہ سے نہر بنوانا شروع کی۔اس نہر کو ''نہر ہندیہ'' بھی کہتے ہیں Next time۔خادم سندیلوی تحریر فرماتے ہیں کہ:اور ایک بڑا کار ثواب نواب سے یہ ہوا کہ زمین نجف شریف میں جوئے فرات سے ایک نہر کوسوں فاصلے سے کھنچوا کر شہر کوفہ کے قریب پہنچوا دی ہے صبح سے شام تک وہاں پکارا کرتے ہیں۔ یا اباماء الھند یدماء الھند۔

(تاریخ جدولیہ ص ۴۱۵)

دوسرے سنی مورخ نجم الغنی رامپوری نے تاریخ اودھ میں آصف الدولہ کا ذکر کرتے ہوئے اس نہر پر توجہ کی ہے اور آصف الدولہ کے مرثیہ وفات کے اس مصرعہ سے جو میر محمد اجمل الہ آبادی کا نتیجہ فکر ہے۔

بمشہد نہرے آورد آں یگانہ
کہ باشد یادگارش در زمانہ

دھوکا ہوا ہے کہ یہ نہر عراق میں تھی یا ایران میں۔ وہ لفظ مشہد کے معنی خراسان سمجھے حالانکہ نجف اشرف کا ایک نام مشہد امام علیؑ بھی ہے۔کربلا سے نجف جانے والی سواریاں ''مشہد مشہد'' کہہ کر مسافروں کو اپنی طرف بلاتی ہیں۔مرزا فصیح نے ایک مقام پر نہر آصفی کا ذکر اس طرح کیا ہے:۔

ہم نے نہ سنا تھا یہ سلف نے کبھی اب تک
برسات تو ہو بند میں سیل آئے عرب تک

عمادالدین اصفہانی نے اپنی کتاب تاریخ جغرافیائے کربلا میں اس نہر کو ''سد ہندی'' سے یاد

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کیا ہے۔

(تاریخ شیعہ کا خونچکاں ورق حصہ دوم ص ۱۷)

آصف الدولہ نے شہر نجف کی فصیل بنوائی

محمد حسین حرز الدین نے لکھا ہے کہ آصف الدولہ ہندی نے ۱۲۱۶ھ میں شہر نجف کی فصیل تعمیر کرائی تھی۔

(تاریخ النجف اشرف جلد ۱ ص ۳۴۳)

نواب سعادت علی خاں نے ضریح بنوائی

مولانا آغا مہدی لکھنوی نے ہدیہ زائرین کے حوالے سے لکھا ہے کہ نواب سعادت علی خاں نے امیر المومنینؑ کے روضے پر ایک ضریح نذر کی تھی۔ (العلیٰ)

غازی الدین حیدر نے لکھنوء میں روضہ نجف کی شبیہ بنوائی

بادشاہ غازی الدین نے امیر المومنینؑ کے روضے کی شبیہ لکھنوء میں تعمیر کرائی تھی۔ یہ شاہ نجف کا امام باڑہ کہلاتا ہے مولانا آغا مہدی لکھنوء تحریر فرماتے ہیں:

رفعت الدولہ رفیع الملک غازی الدین حیدر بہادر شہامت جنگ نے ۱۲۳۲ھ میں موتی محل سے کچھ فاصلے پر سکندر باغ کی بغل میں شبیہ روضہ حضرت امیر المومنینؑ بنوائی۔ عہد نامہ صفحہ ۱۶۴ میں امامباڑہ جدید یعنی نجف اشرف کی لفظ سے یاد کیا ہے۔ داخلہ ایک عظیم الشان پھاٹک سے ہوتا ہے جس پر پورے قد کے دو شیر بنے ہوئے ہیں۔ پختہ راستہ طے کر کے دوسرا پھاٹک ہے پہلوؤں میں سبزہ لگا ہے دوسرے پھاٹک میں داخل ہونے سے روضہ کی پشت جانب جنوب ملتی ہے۔ اس دروازے میں اوقات دریافت کرنے کا گھنٹہ ہے جو پاٹدار آواز سے دن رات وقت بتاتا ہے۔ روضہ کے چاروں طرف غلام گردش کرتے ہیں اور اوپر کے حصے میں بڑے قد کا خوبصورت گنبد ہے جس پر سنہری کلس لگا ہے۔ امامباڑہ میں داخلہ شمالی جانب سے ہوتا ہے۔ جس کے برساتی سے ایک پختہ راستہ سامنے کی طرف چلا گیا ہے۔ آخر میں پھر ایک پھاٹک ہے پھاٹک کے باہری جانب چند ہی قدم پر دریائے گومتی لہریں لے رہا ہے۔ اندر سنگ مرمر کا فرش ہے جس میں سفید و سیاہ چوکوں سے شطرنجی بنائی گئی ہے۔ دیواروں پر نسخ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ونستعلیق کے بخط عرب وعجم تغرے کتبے قطعات فریم میں آویزاں ہیں۔جس سے فن خطاطی کی قدیم شان یادرہتی ہے۔داخلے کے دروازوں میں صوبہ برما کی بنی ہوئی خوشنما نقشی جوڑیاں ہیں جن کے بغلی پاکھوں میں بانی اماباڑہ اورنواب سرمحسن الدولہ اورنواب ممتاز الدولہ کی تصویریں فریم میں آویزاں ہیں۔

عمارت کاسنگ بنیاداس قطعہ سے واضح ہورہا ہے۔

باحسن عقیدت نجف اشرف را — فرمود نیابهند نواب وزیر
تاریخ مبارکش چوجستم ازنقل — ہاتف گفت عجب نجف شد تعمیر

دیواریں بکثرت خوشنما شیشہ آلات اورآئینوں سے مزین ہیں اور ہرقسم کے سوسوبتی والے عالیشان جھاڑوں کے درمیان زردونیلی سبزرنگ کی ہانڈیاں روشنی کی تڑپ کوحداعتدال پرقائم رکھتی ہیں اماباڑہ میں داخل ہوتے ہی بادشاہ کا مرقد سامنے نظر آتا ہے جس پر چاندی کا کٹہرا لگا ہے۔داہنی جانب مبارک محل کی آخری آرامگاہ ہے۔جس پرگنگا جمنی ہے اورتمام قبروں سے اس کا ساز وسامان زیادہ ہے بادشاہ کی قبر کے بائیں جانب نواب ممتازمحل بادشاہ کی دوسری نومسلم بیگم کی قبر ہے اس پر چاندی کا حظیرہ ہےاور بائیں جانب کے گوشے میں بادشاہ کی تیسری ملکہ سرفرازمحل کا مدفن ہے جس پرلکڑی کا کٹہرہ ہے۔

مبارک محل کے باپ یورپین اورماں انڈین تھیں۔

بادشاہ کاایک کروڑ روپیہ جس میں سے گیارہ سوسینتیس روپیہ دس آنہ آٹھ پائی ماہوارخرچ کے لیے جمع ہے مبارک محل کا قطعہ تاریخ وفات یہ ہے۔

افسوس مبارک محل ایں مریم عصر روکر — دسوئے گلشن رضوان اے ہائے
تاریخِ وفات خامہ رشک نوشت — ہشتم بودہ زماہ شعبان اے ہائے

۳جون ۱۸۴۹ءبعہدجان عالم موصوفہ نے موت کی چاشنی چکھی۔شاہ کی قبر پر یہ تاریخ ہے۔

چوں رفت شہ زمن زدنیا — ماتم دل خاص دعام بگرفت
ازروئے بکا وآوگفتم — حیدربہ نجف مقام بگرفت

۱۲۴۳ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بادشاہ غازی الدین حیدر کی تعمیر کردہ شبیہ روضۂ امیر المومنینؑ یعنی
شاہِ نجف کا امام باڑہ (لکھنؤ۔۱۲۳۲ھ)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۸۵۷ء کے بلوہ عظیم میں سپاہ وطنی نے سکندر باغ اور شاہ نجف میں بھی مورچہ لگایا اور ۱۷ نومبر ۱۲۴۳ھ میں انگریزی فوج زیر کمان SIR COLIN COMPBI محصورین بیلی گارد کی کمک کے لیے شاہ نجف سے گزری دونوں مقاموں پر گھمسان کی لڑائی ہوئی اس ہنگامے میں شاہ نجف کا بہت سا سامان تہس نہس ہو گیا اور بلور کا ولایتی تعزیہ ٹھنڈا ہو گیا۔

شاہ نجف میں چند تبرکات قابل تذکرہ ہیں (۱) چندن کی کل مکمل ضریح (۲) آئینہ جس میں آدمی منہ دیکھنے پر سبک سلائی دبلا معلوم ہوتا ہے اس کو کیوں آویزاں کیا گیا ہے کوئی بتانے والا نہیں ہے (۳) بھدی صورت والا دوسرا آئینہ آتشی شیشے کا اس میں نظر تو آتا ہے مگر بھیانک صورت سے مشہور ہے کہ بیمار کو آئینہ میں منہ دیکھنے سے صحت ہوتی ہے۔

غازی الدین حیدر پہلے شخص ہیں جنھوں نے حضرات کا نام دہی اور بالائی کا نام بالائی رکھا۔ شب دیگ، نان آفتاب اور نانِ کلاں جس کا وزن دو من ہوتا تھا میوہ اور قند سے تیار کی جاتی تھی ان کی ایجاد تھی۔

(تاریخ لکھنؤ جلد اول ص ۳۷۹، ۳۸۰)

نواب مبارک محل کا وثیقہ کربلا و نجف جاتا تھا

بادشاہ غازی الدین حیدر نواب مبارک محل سے بے حد مانوس تھے۔ چنانچہ انھوں نے ان کی سواری کے لیے جلوس، ڈنکہ، اور ماہی مراتب کا حکم بھی نافذ کر دیا تھا۔ دس ہزار روپیہ ماہوار وثیقہ مقرر کر دیا تھا جس کی بنیاد یوں پڑی کہ ۱۸۲۵ء میں جب جنگ برہما کے شعلے بلند ہوئے تو مولوی محمد خلیل الدین خاں نے جو سفیر شاہی کلکتہ تھے اور سرکار کمپنی نیز سرکار شاہی کے معتمد علیہ تھے، شاہ اودھ غازی الدین حیدر کو رضامند کر کے ایک کروڑ روپیہ بطور قرض دوام کمپنی کو دلوا دیا۔ یہ رقم کثیر بذریعہ ریذیڈنسی کشتیوں پر لدوا کر کلکتہ بھیجی گئی۔ جلیل القدر انگیز ریذیڈنسی میں روپیوں کے اس عظیم الشان پہاڑ کو بطور تماشا دیکھنے آئے تھے۔ اس میں مولوی صاحب کو بھی دس لاکھ روپے بحساب دس فیصدی بطور حق ملے۔

وثیقہ کی بابت طے پایا کہ شاہ اودھ غازی الدین حیدر نے ایک کروڑ روپیہ کی رقم جو عتیہ کے لیے کمپنی کے سپرد کی تھی اس کا منافع بحساب پانچ فی صد سالانہ مبلغ اکتالیس ہزار چھ سو چھیاسٹھ روپیہ دس آنہ آٹھ پائی ہوتا ہے۔ اس رقم منافع سے منجملہ دیگر اشخاص مبلغ دس ہزار روپیہ ماہوار نواب مبارک محل

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کو ۱۷ اگست ۱۸۲۵ء سے بہ حمایت سرکار کمپنی ملا کریں اور اپنے بعد وثیقہ کے ایک ثلث تک جو وہ وصیت کریں وہ جائز متصور کی جائے پوری رقم میں سے اور درصورت عدم وصیت باقی ماندہ دو تہائی میں سے نصف رقم نجف اشرف اور نصف کربلائے معلّٰی کے مجتہد صاحب اور مجاورین آستانہ کو ابداً و موبداً ارسال کی جائے اور اس کے ثواب کے مستحق شاہِ اودھ ہوں گے۔

(بیگمات اودھ ص ۷۴،۷۵)

مولانا مفتی سید طیب آغا جزائری نے لکھا ہے کہ آج بھی (یعنی ۱۳۸۱ھ میں) یہ رقم ان دونوں مقامات میں تقسیم کی جاتی ہے۔

(تاریخ کربلا و نجف ص ٦٧)

سرفراز محل کا وثیقہ بھی کربلا و نجف جاتا تھا

سرفراز محل کا وثیقہ شاہ غازی الدین حیدر نے بروئے عہد نامہ ۱۷ اگست ۱۸۲۵ء ایک ہزار روپیہ ماہوار مقرر کر دیا تھا ان کے ملازمین و متوسلین کے لیے بھی چھ سو انتالیس روپیہ ماہوار وثیقہ کے علاوہ مقرر تھے۔

وثیقہ کی ایک تہائی تین سو تینتیس روپیہ پانچ آنہ چار پائی کے لیے موصوفہ کو اختیار دیا تھا کہ جس کے حق میں چاہیں منتقل کر دیں مگر ان کی وفات پر باقی ماندہ ثلث میں سے نصف کربلائے معلّٰی اور نجف اشرف بھیجا جائے گا جس کا ثواب بادشاہ کو ملے گا۔

(بیگمات اودھ ص ۸۵)

غازی الدین حیدر کی ارسال کردہ رقوم

غازی الدین نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو جو رقم دی تھی اس میں سے ڈھائی لاکھ روپے نجف و کربلا جاتے تھے۔ اس کے علاوہ مدت تک تین لاکھ روپے سالانہ ''خریدہ اودھ'' کے نام عراق جاتے رہے اور مدارس و طلبائے نجف پر خرچ ہوتے رہے۔

(تاریخ شیعیانِ علی صفحہ ٦٨٨)

سید اولاد حسن تحریر فرماتے ہیں:

''غازی الدین حیدر جو شاہانِ اودھ میں سے تھے۔ ان کی طرف سے دس ہزار روپیہ سکہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہندوستانی ماہانہ علماء وطلبائے نجف اشرف کے لیے مقرر ہےاور بالیوس سرکار برطانیہ کے اہتمام سے بوساطت بعض علماء کربلائے معلّٰی ونجف اشرف فقراء باشندگان حرمین میں تقسیم ہوتا ہےلیکن مسٹر نیومرچ صاحب بہادر بالیوس بغداد نے بملاحظہ عبارت وثیقہ یہ انتظام موثق فرمایا ہے کہ مارچ ۱۹۰۲ء کے بعد سے مبلغ پانچ ہزارروپیہ ماہوار علماء نجف اشرف کا اور پانچ ہزار مبلغ ماہوار علماء کربلا کا وظیفہ مقرر فرمایا ہےاوراب تک علماء میں تقسیم ہوتا ہےاورزروثیقہ کے علاوہ زائروں کے ٹھہرنے کے لیے ایک عالی شان مکان بھی بنوایا ہے"۔

(تاریخ اعلیٰ ص ۱۴۰)

محمد علی شاہ کا تاج اور سونے کی تلوار نجف میں نذر ہوئی

نواب ملکہ جہاں اہلیہ محمد علی شاہ زیارت کے لیے (نجف) گئیں تو وہاں بہت بڑی سرا بنوائی، مکان خریدے اور وقف کیے۔ نجف میں انہوں نے اپنے شوہر کا تاج اور سونے کی تلوار نذر کی۔

(قدیم لکھنوء کی آخری بہار)

محمد علی شاہ نے نہر آصفی کی مرمت کروائی

سید حسین صاحب مجتہد سید العلماء (خلف غفرآنمآب) نے محمد علی شاہ کو نہر آصفی کے جا بجا سے پٹ جانے اور زائرین ومجاورین کربلا ونجف کی پانی کی تکلیف سے مطلع کیا اور اس کی درستی کا تخمینہ ڈیڑھ لاکھ بتایا۔ محمد علی شاہ نے وہ رقم فوراً ان کے حوالے کی جو رزیڈنٹ کے ذریعہ ہائی کمشنر بغداد کو بھیج دی گئی کہ وہ آقا سید ابراہیم صاحب ضوابط الاصول کو دیدیں اس وقت وہ عراق کے سب سے بڑے عالم تھے ان کو لکھا۔

ابو الفتح معین الدین محمد علی شاہ خلداللہ ملك
مقرونه بالعزوالجاه حیث ان رغبة الی خدمات المشاهد
الکریم سلام الله علی اعقابها وعلی من جل بترابها لما
سمع اخبراختلال النهر الحسینی الطف طباعه الی تتمیم
وتصفیه وترمیه دفعاً لمضرةالسائرین وحلیا لمسرة

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الزائرین نامرسدان خزانه العامره وانشارة بانامله
الهاصرة الی ارسال مائه وخمسین روبتیه لکهنویه وجعل
امراةوتولیة الیك بالتماس اقل البریه وهاهی مرسلة الیك
بوساطته الاکلسیه — (ظل ممدود، مفتی محمد عباس صاحب قبلہ)

ابوالفتح معین الدین محمد علی شاہ نے بہ سبب انتہائی رغبت کے جو انھیں مشاہد مشرفہ کی خدمت کے ساتھ ہے۔ جب نہر حسینی کے خلل پذیر ہونے کی خبر سنی تو اس کی درستی کے لیے خزانہ شاہی سے ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ بھیجنے کا حکم دیا اور میری التماس سے اس کی نگرانی آپ کے متعلق کی۔ انگریزی حکومت کی وساطت سے یہ رقم آپ کو بھیجی جاتی ہے۔

تیس ہزار روپیہ روزہ حضرت عباسؑ کے نقرئی دروازوں کی تجدید اور ایوان طلا کی تعمیر کے لیے بھیجے یہ روپے اور خط پہنچنے کے بعد آقا سید ابراہیم نے رسید کا جو خط بھیجا اس کا ایک ٹکڑا یہ ہے:

ثم لا یخفی علی جنابکم ان المبلغ الذی لعطف
باجماله وتلطف بارساله وتحمل بفضله وتحیل بیره وجوده و
طوله الملك الافخم والسطان الاحشم الاکرم امیر الامراء
العظام ظهیر العلماء النفحام حامی الشریعة الغراء ونصیر
الفرقة الحقة المحققة شیعه الائمه علیهم الالف التحیه
والثناء مدالله فی اطناب طلاله علی مفارق المسلمین وعمر
الله محمود ملکه الشریف مدارس علمائه الاطبین الاصلاح
ماانکسر من روضة مربی الناس الی الضقل العباس علیهم
السلام والخیه وهو ثلثون الف روبیه قد وصل وبمضی مدة
اشتغل باصلاح ذالك والحل کمارقم السطان الاجل ولعمر الله
لنعم مافعل وحبذا مااهتدیٰ فدل فانه اسم یبقی والسنین
والاعوا الی قیام القیام لازال فی توفیق الله وعنایته یفضی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

المنی بحمایته وقد تسلمت قبض وصول المبلغ المزبور فی
بغدا دالمستند الاخیار البایوز لعله ارسل ووصل ایضا
المبلغ الذی ارسلتموہ من باب اللطف والاحسان الاحسان
لاهل الفقه والایمان سیما الهندین الفاطنین فی هذه المطان
وهو ثلثه الاف وثلاثمائه وثمان وستون روفیة رائجته العراق
فجعلته نصفین وراعیت فی اداته علی الفریقین ما امرت قاصد
أمنه ابراء ذمته ذالك الموید الموفق زید مجدہ وتوفیقه من
المستحقین وستصل الی جنابکم مع هذه الذرلصنه فیوضة
کما وصل الیهم فیوضه والذی امربه سلطان الاعظم دام
الله احسانه للمومنة الهندیه المساة سکنة خاتم وهو مائة
واثنان واربعون روفیه برحبنا فقد وصل ایضاً واصله الیها
وسیصل الیکم قبض الوصول (ظلِ ممدود)

مخفی نہ رہے جناب پر کہ وہ رقم جو بنظر مرحمت و احسان روانہ کی بادشاہوں کے بادشاہ علماء کے پشت و پناہ شریعت غرا کے حامی فرقہ شیعہ کے مددگار خدا ان کا سایہ قائم رکھے روضہ حضرت عباسؑ کی شکست و ریخت اصلاح کے لیے وہ تیس ہزار روپے پر مشتمل تھی وصول ہوئی اور کچھ مدت سے میں حضور بادشاہ کی تحریر کے بموجب اپنی نگرانی میں اس کام کو انجام دلا رہا ہوں اور حقیقت یہ ہے کہ ممدوح نے یہ بہترین خدمت انجام دی ہے۔ جس سے ان کا نام قیامت تک باقی رہے گا۔ میں نے اسکی رسید بغداد میں بالیوز کے سپرد کر دی ہے۔ غالباً انھوں نے بھیجی ہوگی۔ نیز وہ رقم جو آپ نے از راہ لطف و احسان فقراء اور اہل ایمان کے لیے عموماً اور ہندوستانیوں کے لیے خصوصاً جو ان اطراف میں مقیم ہیں اور وہ تیس ہزار تین سو اڑسٹھ روپیہ سکہ رائج الوقت عراقی ہیں وہ بھی وصول ہوئے اور میں نے اس کو آپ کی ہدایت کے بموجب ہندوستانیوں اور غیر ہندوستانیوں کے لحاظ سے دو حصوں پر برابر تقسیم کر دیا ہے اور اس کی رسید بھی آپ کو پہنچے گی نیز بادشاہ معظم نے ایک ہندوستانی مومنہ سکینہ خانم کے لیے جو آٹھ سو بیالیس روپے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہمارے سکے سے روانہ کئے ہیں وہ بھی پہنچے۔ میں نے ان مومنہ تک اسے پہنچادیا اس کی رسید بھی آپ کو مل جائے گی۔

سامرہ میں محمد علی شاہ کی خدمات

سامرہ میں امام حسن عسکریؑ کے روضہ کی چہار دیواری بنوائی اور گنبد پر سونا چڑھوادیا اور ایک مسافر خانہ فردوسی کے نام سے بنوایا۔ حضرت حرؑ کی قبر پر ایک خوبصورت عمارت بنوائی۔

(تاریخ لکھنؤ)

ملکہ جہاں مدتوں کربلا و نجف میں رہیں

محمد علی شاہ بادشاہ کی باافتدار بیگم مدتوں عراق میں رہیں اور وہیں ان کا پیمانہ حیات لبریز ہوا۔ آغا محمد مرزا لکھنوی اپنے سفرنامہ عراق میں لکھتے ہیں کہ (یہاں یعنی کربلا میں) عورتوں کے واسطے مثل ہندوستان کے ڈولی میانہ یا فینس نہیں ہے بلکہ امیر و غریب عورتیں سب پیدل چلتی پھرتی ہیں۔ عربن، عجمن اور ہندی کی چال میں بھی فرق ہے۔ متمول اور غریب چادر سے معلوم ہوجاتی ہیں کہ غریب عورتوں کی چادر معمولی سیاہ رنگ اور امیر کی ریشمی سیاہ رنگ ہوتی ہے۔ ہندوستانی بڑی متمول اور معزز عورتیں بھی اسی طرح زیارت کو پیدل جاتی ہیں۔ سب سے بڑی اور متمول معزز ہندی معظمہ لکھنو کی نواب ملکہ جہاں تھیں جن کو بارہا میں نے اس طرح دیکھا کہ آگے آگے مسلح سپاہی ان کے بعد یہ ہیئت مذکورہ سیاہ ریشمی چادر پنجہ میں بوڑھی بیگم صاحبہ ممدوحہ جن کے قدم بہ سبب خلاف عادت وضعیفی کے بہت آہستہ آہستہ اٹھتے تھے ان کے داہنے بائیں دو بڈھے لمبے خواجہ سراء بغلوں میں ہاتھ دیئے اور پیچھے پیچھے خواص ولونڈیاں سب کے بعد پھر چند سپاہی ہوتے تھے اثناء راہ میں راہگیر اکثر سر کے اشارے سے سلام کرتے جاتے اور خاص کر ہندی لوگ تو جھک جھک کر اپنے ملکی طریقے پر تسلیم بجالاتے تھے"۔

(تاریخ لکھنوء جلد اول ص ۲۹۶، ۲۹۷)

ملکہ جہاں نے اپنے ہاتھ سے قرآن لکھ کر کربلا و نجف میں نذر کیا

مولانا آغا لکھنوی لکھتے ہیں کہ "ملکہ جہاں خط نسخ میں اپنا جواب نہ رکھتی تھیں سوانح عمری جناب فاطمہؑ اپنے ہاتھ سے ۲۵۰ صفحات پر لکھی تھی۔ جو ان کے پروتے پرنس عابد مرزا کے پاس موجود

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تھی اور ایک قرآن اپنے ہاتھ سے لکھا جس کے پندرہ پارے کربلا اور پندرہ پارے نجف میں روضوں پر چڑھائے۔ ملکہ جہاں نے خوشنویسی حسینا بیگم سے سیکھی تھی یہ محمد علی خوشنویس کی رفیقہ حیات تھیں۔ ملکہ جہاں نے ۹ جولائی ۱۸۸۱ء کو وطن آکر انتقال کیا اور لاش کربلا بھیجی گئی"۔

(تاریخ لکھنو جلد ۱ ص ۲۹۷)

امجد علی شاہ نے نہر آصفی کی مرمت کرائی

۱۲۶۳ھ میں امجد علی شاہ نے پندرہ ہزار روپے نجف بھجوائے اور نہر آصفی کی مرمت کروائی۔

(تاریخ شیعیان علی صفحہ ۶۸۸)

عہد امجد علی شاہ میں شبیہ روضہ نجف کی تعمیر

غازی الدین حیدر کی تعمیرات سے شاہ نجف کے امام باڑے کے بعد روضہ نجف کی دوسری شبیہ نواز گنج میں عہد امجد علی شاہ میں ایک مرد مومن قاری محمد علی نے بنوائی تھی۔ مولانا آغا مہدی لکھنوی لکھتے ہیں:

"یہ عہد امجد علی شاہ بہادر مرحوم کی عمارت ہے۔ جس کے بانی قاری محمد علی تھے۔ گرد روضہ کے شوالے اور پرانے مندر ہیں۔ نجف کی تیاری پر بادشاہ کی طرف سے بہت بڑی پیش کش دی جارہی تھی مگر پرخلوص بانی نے قبول نہ کیا اور جس قدر اپنی گاڑھی کمائی سے بنوا چکے تھے۔ اسی پر اکتفا کی۔ پھاٹک کے بعد چوڑی چکلی زمین درمیان میں نقل روضہ کا ایک کمرہ، مع رواق آگے بڑھ کر ایک چھوٹی سی خوبصورت مسجد، عمارت نے مقبولیت حاصل کی اور نوچندی اور ہر جمعرات کو زائروں کا ہجوم ہونے لگا۔ مجالس علم تعزیہ ایام غم میں یہاں آنے لگے۔ قاری صاحب تصنیف بھی تھے۔ تحفہ محمدی ان کی کتاب علم تجوید میں ۱۲۸۲ھ مطبع احمدی کی چھپی ہوئی ۲۲ / ۱۸ سائز صفحات پر میں نے دیکھی ہے۔ جو ان کے علم و عمل پر گواہ ہے"۔

(تاریخ لکھنوء جلد اول ص ۲۳۵)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ: "نجف اشرف میں گولہ باری کے موقع پر اسی زیارت گاہ میں یوم غم قرار پا کر احتجاجی جلوس پہنچا تھا"

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(العلی صفحہ ۱۷۱)

لکھنو میں روضہ نجف کی تیسری شبیہ

مولانا آغا مہدی تحریر فرماتے ہیں "تیسری شبیہ روضہ امیر المومنینؑ رستم نگر لکھنوء میں حاجی حسن مرزا مرحوم کی یادگار بزم غم مقبول تابوت ۲۱ ماہ صیام اٹھنے کی جگہ کانگرسی دور میں تعمیر ہوئی۔ جس کا جدید زیارت گاہ ہونے سے تاریخ لکھنو میں ذکر نہیں ہے، درگاہ حضرت عباسؑ سے قریب واقع ہے۔ گنبد رواق مجلس کرنے کا درجہ وسیع صحن آباد جگہ ہے۔

(العلی صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲)

امجد علی شاہ نے نہر حسینی، روضہ مسلمؑ وہانیؒ اور مسجد کوفہ کی مرمت کرائی

سید العلماء کی تحریک سے نجف میں نہر حسینی نکالی گئی۔ حضرت مسلمؑ وہانیؒ کی قبر مطہر پر عمارت نہ تھی۔ مسجد کوفہ خستہ ہوگئی تھی اور کوئی مینارنہ تھا ان سب کے لیے ایک کثیر رقم شیخ محمد حسن نجفی صاحب جواہر الکلام کو سید العلماء کی وساطت سے بھیجی۔ انہوں نے جب ان کی تعمیر شروع کی تو اپنے شاگرد اور باکمال شاعر شیخ ابراہیم قطفان آل یحییٰ العالی سے ایک قصیدہ کہلوایا۔ جو بادشاہ سلطان، سید العلماء کی مدح اور نہر و عمارت کی خصوصیات پر مشتمل تھا۔ قصیدہ بادشاہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔

ان سلطان السلاطین الوری فخر ارباب المعالی والدول
ذوالنهی امجد علی شاه الذی منح التاج وبالملك استقل
اصل كم من ملك سامي الذرئ في كمي ظل معاليه استظل
ومليك دين آل المصطفىٰ عزفي ايامه والكفر ذل
واعز لاح في افلاكه كوكب فضل بدامن غير كل
مولانا المولويان ومن كل فضل حريامن غير كل
اورداه منهل العلم الذي شربا من عذبه لهلاوعل
فجرى جريا اليه في العل والحيامن فيض كفه سهل
رمق الدنيا فلها ان راى رواح الفضل يكرفان امحل
مبذل الاموال لله وما راح الاوهو في من بذل

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خط نهرا بین اکناف الحمی — فان بالبشری لذبهل من نهل
کوثر فی جنتد جل بها — حیدر سادات الملل
وسبیل واضح للغیر بل — سلسبیل غلل الصادین بل
ماهتدئی یوما له خط امر — غیر سلطان اذا قال فعل
ای نهر عم نفعاً بالحمی — وحما من فیه فیه دارتحل
مان من کرفان الغاطا لما — کان صرفا کل حزف وحل
کم همام رمام ذاالصنع وما — من باها نحره حتی نکل
مانثنی عذنیل مرتدیا — حل العجزوایه اوالکسل
هکذا فلیعمل العامل لو — فلیقف من دون غایات العمل
شاد من ارکان اعلام الهدی — ودعامات المعالی مانزل
وبهی فی الکوفته العزاما — طال فخر اوعلی لشعری اطل
حضرةالقدس التی فی صمنها — مسلم بل مروحته الاسلام حصل
ناصر السبط ورافیه ومن — کان له حاما لایغل
واستناد الافق مذ مادنته — قد لتامت وبها الحسن الکمتل
کبر الذکر فیها واحداً — احد فرداً کبیر م یزل
وعذایلهج فی تاریجهاد — علنا حی علی خیر العمل

(ظلِ ممدود)

بادشاہ بادشاہان خلق، فخر ارباب بلندی و دولت دانشمند، امجد علی شاہ جنہیں قدرت نے تاج عطا کیا اور مستقل سلطنت کے مالک ہوئے۔ ایسے بلند مرتبہ کہ نہیں معلوم کتنے درجہ بادشاہ ان کے سایہ اقبال میں پناہ لیے ہوئے ہیں۔ ایسے بادشاہ جن کے زمانہ میں دین نبیؐ نے عزت پائی اور کفر ذلیل ہوا۔ ایسے چہرے والے کہ جن کے آسمان میں دوستارے علم و عمل کے چمکے۔ ہمارے مولا و آقا دونوں آقایان کرام جنہوں نے ہر فضلیت کو بغیر کسی مشقت کے حاصل کیا انھوں نے بادشاہ کو پہنچا دیا علم کے اس گھاٹ پر جس کے شیریں پانی سے وہ خود بارہا سیراب ہو چکے تھے۔ ان کا فیض بلندی میں جاری ہوا اور چشمے ان کے دست کرم سے ابل پڑے انھوں نے دنیا کی طرف نظر ڈالی اور دیکھا کہ فضلیت و شرف

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کا محل کوفہ میں کمزور ہوگیا ہے تو انھوں نے خدا کی خوشنودی کے لیے اموال صرف کئے اور ہر شخص سے زیادہ سخی ثابت ہوئے۔ انھوں نے بنیاد قائم کی ایک نہر کی نجف کے اطراف میں جو سیراب کرنے کی ضامن ہے۔ وہ ایک کوثر ہے اس جنت میں جہاں قیام کئے ہوئے ہیں۔ امیر المومنین سید السادات خلق اور وہ ایک راستہ ہے جو پیاسوں کی پیاس بجھانے والا ہے۔ یہ ایسی خدمت کی جو کسی کو نہ سوجھی سوائے اس بادشاہ کے جو اپنی بات پر عمل کرنے والا ہے۔ کیا کہنا اس نہر کا جس کا نفع اس شہر میں عام ہوگیا ہے۔ اس نے حفاظت کی حاضر و مسافر کی جان کے۔ اس نے محفوظ رکھا کوفہ کے ایسے محل کو جو خوف کا مرکز تھا۔ کتنے بلند مرتبہ لوگ ایسے تھے جنھوں نے اس کے بنوانے کا ارادہ کیا اور ہاتھ بڑھانے کے لیے پہلے ہی قدم پیچھے ہٹا لیا عاجزی کی چادریں اوڑھ کے۔ بے شک اس طرح کام کرنا چاہیئے کام کرنے والے کو نہیں تو ہوس ہی نہ کرے۔ انھوں نے مضبوط کیا ہدایت کے ارکان کو اور رفعت کے ستونوں میں سے اس کو جو نیچے گر گیا تھا۔ اور بنیاد قائم کی کوفہ میں اس عمارت کی جو فخر میں ستارہائے فلک سے بلند ہے۔ اوہ مقدس بارگاہ جس میں حضرت مسلمؑ دفن ہیں بلکہ اسلام کا دل۔ بلکہ سبط پیغبر کا مددگار وہ جو دین کے لیے نہ کند ہونے والی تلوار تھا اور افق آسمان روشن ہوگیا ایسے مینارے جو بلند ہوا اور اس سے حس کامل ہوگیا اس میں مؤذن عظمت کا اظہار کرتا ہے اس واحد کی جو فرد ہے اور ہمیشہ سے ہے اور وہ اس کی تاریخ میں کہتا ہے:

"علنا حی علی خیر العمل"

۱۲۶۰ھ

نجف اشرف اور ریاست رامپور

نواب حامد علی خاں روضہ امیر المومنینؑ میں دفن ہوئے

مولوی عبدالغنی رامپوری نے لکھا ہے "چونکہ نواب حامد علی خاں بہادر کی پرورش "منور بیگم" المخاطب بہ "جناب عالیہ" کے دامن شفقت میں ہوئی تھی وہ شیعہ عقیدہ رکھتی تھی اس لیے نواب صاحب نے بھی شیعہ عقیدہ پر پرورش پائی اور تا عمر اسی عقیدہ پر سختی سے قائم رہے۔

(اخبار الصنادید جلد دوم ص ۳۷۵، ۳۷۷)

نواب حامد علی خاں نے عزاداری کو فروغ دیا اور ان کے سرکاری امام باڑے میں بہت دھوم

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے عزاداری ہوتی تھی۔ رامپور کا شاہی عزاخانہ دیکھنے کے قابل ہے۔ خالص سونے کے قیمتی پنجے کہکشاں کی طرح چمکتے ہیں، رامپور کی مہندی بھی بہت مشہور ہے۔ نواب حامد علی خاں کو امیر المومنینؑ سے بے پناہ عقیدت تھی اس لیے اپنی وصیت کے مطابق حرم امیر المومنینؑ میں دفن کئے گئے۔ ہم نے خود ان کی قبر پر فاتحہ پڑھا ہے۔ صحن امیر المومنینؑ کے گرد موجود حجروں میں سے ایک حجرہ میں ان کی قبر ہے۔

اصغر علی شادانی نے محمود عثمان کے مشاہدات نقل کئے ہیں وہ لکھتے ہیں Next time: ''احاطہ حرم (حضرت علیؑ) کے دو کمروں کو جو تیس ہزار روپیہ میں خریدے گئے تھے ملا کر ایک کمرہ بنا دیا گیا ہے اس کے ایک گوشہ میں نواب حامد علی مسابق والی امپور کی قبر ہے۔ تمام کمرہ خوب آراستہ ہے اور شب کو برقی روشنی سے خوب جگمگاتا ہے۔ وہاں آنے جانے والوں کی تواضع سگریٹ اور الائچی سے کی جاتی ہے۔ قبر کے اوپر نواب موصوف اور ان کے والد مرحوم کے فوٹو لگے ہیں۔

(احوال ریاست رامپور ص ۱۹۸)

نواب حامد علی خاں ۲۹ رجب ۱۲۹۲ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۸۷۵ھ میں رامپور میں پیدا ہوئے اور ۳۰ جون ۱۹۳ء کو انتقال کیا۔

ریاست رامپور کی طرف سے سالانہ چھ ہزار تین روپے عراق جاتے تھے

سید اولاد حسن لکھتے ہیں ''ریاست دار الاسلام رامپور سے مبلغ چھ ہزار تین روپے (۶۳۰۰) سالانہ کربلا و نجف کے لیے مقرر ہے۔ اس کے علاوہ ایک مسافر خانہ کربلا میں بنوایا گیا ہے جو زائرین کے لیے مخصوص ہے اور اس زمانہ میں (یعنی ۱۳۲۲ھ میں) سلطان المعظم (یعنی نواب حامد علی خاں) کی طرف سے قرنطیہ مقرر ہے حالانکہ آج کل وبائے طاعون ہندوستان میں پھیل رہی ہے۔

(تاریخ اعلیٰ ص ۱۴۰، خلاصہ بیان)

نواب رضا علی خاں اور زیارت نجف اشرف

جعفر شیخ باقر آل محبوبہ نے ذکر کیا ہے کہ ''۲۵ رجب ۱۳۵۳ھ بروز اتوار نواب علی رضا خاں رامپوری نے روضہ امیر المومنینؑ کی زیارت کی یہاں دو گھنٹہ رہے پھر کربلا گئے اور زیارت کی۔ (ماضی النجف و حاضر جلد اول ص ۲۲۸)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

• ان کے نام کے حوالے سے فاضل مؤلف سے تسامح ہوا ہے نام ''علی رضا خاں'' نہیں ہے بلکہ ''رضا علی خاں'' ہے۔ جو نواب حامد علی خاں کے چھیتے فرزند تھے۔ ۱۹۶۶ء میں رامپور میں ان کا انتقال ہوا تو مجلس چہلم محفل شاہ خراسان کراچی میں ہوئی تھی۔ (احوال ریاست رامپور ص ۱۶۷)

چھوٹی مہارانی محمود آباد نے وادی السلام میں مقام امام جعفر صادقؑ کی تعمیر کروائی

عمدۃ الاطباء علی اختر لکھتے ہیں کہ چھوٹی مہارانی صاحبہ نے ۱۹۵۰ء کے قریب وادی السلام میں مقام امام جعفر صادقؑ پر کاشانی گنبد کی تعمیر کروائی تھی۔

(زائر حسینؑ کا روزنامچہ ص ۶۸)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۱۴

نجف اشرف غیر مسلموں کی نظر میں

مختلف وقتوں میں جرمنی، ڈنمارک، نیویارک، لندن، وغیرہ سے مختلف سیاح نجف سے گزرتے رہے اور انہوں نے اپنی کتابوں میں اپنے مشاہدات اور تاثرات کو درج کیا ہے۔ ایسے بہت سے غیر مسلم جن کے بیانات ہم کو مل سکے ہم انہیں یہاں درج کر رہے ہیں جو اردو میں اس سے پہلے کبھی پیش نہیں کیے گئے۔

Pedro Teixeira

نجف میں

۱۸ ستمبر ۱۶۰۴ء

jabir.abbas@yahoo.com

پیڈرو تکسیرا وہ مشہور ترین سیاح ہے جس نے اپنے زمانے میں نجف کو دیکھا تھا۔ اس نے اپنے سفر نامہ کو خلیج، بصرہ، نجف، کربلا، بغداد وغیرہ کے بارے میں پرتگالی زبان میں لکھا تھا۔ بعد میں یہ انگریزی میں ترجمہ ہو کر لندن سے ۱۹۰۲ء میں چھپا تھا۔

تکسیرا خلیج سے بصرہ کی طرف ۱۶ اگست ۱۶۰۴ء کو پہنچا تھا اور وہاں تقریباً ایک ماہ قیام کرنے کے بعد کسی کاروان کے ساتھ دیہات کے راستے سے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ یہ بصرہ سے سات دن کی مسافات طے کرنے کے بعد ایک گاؤں میں پہنچا جسے ''عیون السیّد'' کہا جاتا تھا۔

وہ کہتا ہے کہ ''وہ لوگ جب پہنچے تو انہوں نے یہاں ایک قدیم شہر کے آثار دیکھے جس میں چند کھجور کے درخت وغیرہ تھے اور یہاں سے مزید تین دن مسلسل چلنے کے بعد وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں ایک بڑی وسیع و عریض جھیل ہے جو دریائے فرات سے بنی تھی۔''

آج کل اس کو بحر النجف کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

تکسیر کہتا ہے کہ ''یہاں سے آگے مزید دو دن چلنے کے بعد یہ قافلہ ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں وافر مقدار میں پانی، بڑی بڑی گندم، جو، کپاس، سبزیوں کے کھیت تھے۔ یہاں سے آگے تھوڑا دور بحر النجف

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے کچھ بلندی پر شہر نجف نظر آ رہا تھا۔

پھر وہ اس جھیل کے سرہانے پر پہنچا اور وہاں کسی مناسب جگہ پر پڑاؤ ڈالا۔ اتنے میں اس علاقے کے ایک شیخ علاوی نامی بزرگ نے ان کی مہمانداری کی۔ تکسیرا کے بقول وہ ان کے گہرے دوست بن گئے اس لئے کہ وہ کہتا تھا کہ یہ بزرگ میرے ''عظیم دوست ہیں''۔ اس موقع پر وہ بحرالنجف کے حوالے سے یوں بتاتا ہے کہ یہاں پانی دریائے فرات سے آتا تھا۔ اس لئے جب دریائے فرات میں طغیانی آتی ہے تو یہاں بھی پانی کی سطح کافی بڑھ جاتی ہے۔ اس جھیل کی کوئی خاص شکل نہیں ہے۔ لیکن اس کی لمبائی ۳۰ سے ۴۰ فرسخ ہے۔ تقریباً اس کے درمیان ایک چھوٹی سی گزرگاہ ہے۔ جب پانی کی سطح کم ہوتی ہے تو جانور یہاں سے گزر سکتے ہیں۔ اس جھیل کا پانی حد سے زیادہ کھارا اور نمکین ہے اسی لئے یہاں سے نمک نکال کر بغداد اور قرب و جوار کے علاقوں میں فروخت کیا جاتا ہے۔ پانی اتنا کھارا ہونے کے باوجود یہاں مختلف انواع کی مچھلیاں کثیر تعداد میں پائی جاتی ہیں۔ اسی لئے وہاں کے لوگ اسے زرخیز جھیل کہتے ہیں۔''

تکسیرا کا قافلہ ہفتے کی شام ۱۸ ستمبر ۱۶۰۴ء بمطابق ۲۳ ربیع الثانی ۱۰۱۳ھ میں نجف پہنچا اور ایک بڑے سے سرائے میں قیام کیا۔ اس کے مطابق اس کی شکل یورپ میں موجود کلیسوں کی طرح تھی۔ اس کے بعد وہ اپنے سفرنامے میں اس جگہ کی تاریخی حیثیت اور حضرت علیؑ کے اس پہاڑ (بلندی) پر موجود روضہ مقدسہ کی تعمیر و تزئین کے حوالے سے بیان کرتا ہے۔ لیکن وہ اس کے گنبد اور میناروں کے بارے میں کچھ بھی تذکرہ نہیں کرتا بلکہ وہ کہتا ہے کہ یہ پورا شہر خراباں ہی خراباں ہے۔ اس لئے کہ اس کے وہاں جانے سے قبل تقریباً ۶ ہزار سے ۷ ہزار گھر تھے۔ لیکن جب وہ پہنچا تو بمشکل سے چھ سو گھر تھے اور اس حوالے سے اسے وہاں کے لوگوں کے ذریعے معلوم ہوا کہ یہ تمام خرابان و انہدام شاہ طہماسپ صفوی متوفی ۱۵۷۶ء بمطابق ۹۸۴ھ کی وفات کے بعد ہوا ہے کیونکہ موصوف اس شہر کو کچھ زیادہ ہی اہمیت دیتے تھے۔

اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ''اس شہر کے اطراف میں دیواریں تھیں لیکن اب وہ ختم ہوگئی ہیں اور بہت سارے مقامات میں رخنے پڑ گئے ہیں اور اس شہر کے لئے پانی کنوؤں سے نکالا جاتا ہے۔ لیکن وہ پینے کے قابل نہیں ہے لہٰذا جن کو دریائے فرات کے میٹھے پانی کی ضرورت ہوتی تھی وہ اس نہر سے لاتے تھے جسے شاہزادہ سلیم نے اس شہر کے لئے بنایا تھا یہ نہر جو دریائے فرات سے کاٹی گئی تھی۔ لیکن چونکہ یہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جگہ تھوڑی اونچی تھی تو یہ نہر تا حد نظر یہاں سے دور تھا۔ تکسیر کہتا ہے لیکن پھر شہر والوں کو صاف وشفاف پانی میسر نہیں تھا۔ اس شہر کی اہم ضروریات مثلاً لکڑی، جانور، مرغیاں، اناج، پھل، سبزیاں، وغیرہ تھیں جو کہ یہاں ہونے کی وجہ سے مسلسل باہر سے درآمد ہوتی تھیں۔ جو کہ ایک لحاظ سے مشکل بھی تھا۔ لہٰذا یہاں کے باسی زیادہ تر کھجور، دودھ، اناج روٹی وغیرہ سے اپنی زندگی گزارتے تھے۔ اگرچہ بحر النجف میں مچھلیاں زیادہ مقدار میں پائی جاتی تھیں تاہم بہت ہی کم لوگ اس سے استفادہ کرتے تھے۔

نجف کے بارے میں اس زمانے میں یہ بھی کہا جاتا تھا کہ یہاں کے باسی زیادہ سفید رنگ و روپ کے مالک تھے اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ میل ملاپ نہیں رکھتے تھے۔ تکسیر آگے کہتا ہے کہ بازاروں کے آثار کو اب بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ روضہ حیدریہ میں قیمتی نفیس اشیاء موجود تھیں۔ ان میں سے تین عدد فانوس سونے کے تھے اور یہ مسلمان امراء اور بادشاہوں نے روضہ مقدس کے لئے ہدیہ کی تھی جب ۱۳۲۵ء میں مشہور مغربی سیاح ابن بطوطہ نے دیکھا تھا ان کے مطابق یہاں بڑی رونق تھی اور یہاں کے بازار خوبصورت اور صاف ستھرا تھے اور روضہ مقدس کے دروازے کے سامنے عطاروں، نان بائیوں، کسان اور درزیوں کے بازار تھے۔ یہاں تک کہ وہاں پھلوں اور عطروں کے بازار بھی تھے۔

پھر تکسیرا اپنے اس سفرنامے میں یہاں کے حکمران کے بارے میں کہتا ہے:

''اس زمانے میں نجف ترکوں کے زیر نگیں تھا۔ جن کا دفاع ایک اجنبی عربی امیر کر رہا تھا اور شاید یہ وہی میر ناصر منہا ہوگا جو ایک شجاع اور بہادر تھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کربلا کے آس پاس قیام کرتا تھا۔ اسی طرح نجف میں ایک بہت بڑا احفاظی فوجی دستہ تھا جس میں پچاس ترکی فوجی ہوتے تھے لیکن تکسیرا جب وہاں پہنچا تو یہ دستہ موجود نہیں تھا کیونکہ ان کو بغداد بلایا گیا تھا اس لئے کہ وہاں ایرانیوں کے جنگ چل رہی تھی۔

اس دوران لوگوں کو کچھ آزادی مل گئی تھی تو اس سے کچھ لوگوں نے بلاخوف وخطر برے کام انجام دینا شروع کئے اور دوسروں پر ظلم کرنا شروع کیا اور اس بات کو مسٹر لونکر یک نے بھی اپنی کتاب میں ہو بہو ذکر کیا ہے۔

(اقتباس: W.F Sinclair and. by.Tr-The Travels of Pedro Teixeira

(1902, London, Ferguson

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تکسیرا کی باتوں کی تائید

جیسا کہ تکسیرا نے بیان کیا کہ اس زمانے میں نجف میں پانی کے حصول میں بڑی مشکلات تھیں اور وہاں کے خراب ہونے کے بارے میں کہا۔ مرحوم یعقوب سرکیس نے مجلہ اعتدل نجفیہ شمارہ دوم سال ۷ ۱۹۴۳ء میں ایک پرانا خط شائع کیا ہے۔ جسے والی بغداد سنان باشا جیگالزادہ نے ۱۶ ویں صدی کے اول میں سلطان مراد سوم کو لکھا تھا جس میں انہوں نے اہل نجف کو اس سے آگاہ کیا پانی کے حصول کی مشکلات جو کہ پانچ چھ کلومیٹر کے فاصلے سے لانا پڑتا تھا اور اس کو یہ بتایا تھا کہ اکثر اہل نجف اس وقت اپنے وطن سے نکلنے پر مجبور ہو گئے تھے اور والی اس خط میں یہ بھی لکھتا ہے کہ وہ نجف جہاں تین ہزار گھر تھے اس میں چند گھر باقی تھے جن کے لئے پینے کا انتہائی کڑوا پانی اور جو کی روٹی ان کا کھانا ہوتا تھا۔ ہجرت کی وجہ سے اب نجف میں سوائے خطیب، امام، خدام، صفائی والے اور آفیسرز کے ساتھ چند دوسرے لوگ کے علاوہ کوئی نہیں تھا اور ہجرت کی وجہ سے ہی یہ شہر ترقی سے دور رہا اور اس کی قدیم دیواریں گر چکی تھیں۔ اس وجہ سے ہر کوئی اپنی مرضی سے جہاں سے چاہے داخل ہوتا تھا اور ڈاکوؤں کی طرف سے کسی کو امن نہیں تھا وہ یہاں سے سونے چاندی کی قندیلیں اور قیمتی تحائف وغیرہ لوٹ کر لے گئے تھے۔

پھر سلطان سنان باشا نے نجف کو بچانے کے لئے ایک خاص نہر بنوائی۔ جیسا کہ اس سے قبل سلطان سلیمان قانونی نے کربلا کے لئے بنوائی تھی۔

اس حوالے سے ان کو بہت سارے ماہرین اور انجینئرز نے یہ مشورہ دیا کہ نہر کا کھودنا آسان ہے۔ بعدازاں یہاں بڑے بڑے کھیت بنائے جاسکتے ہیں۔ جن کی محصولات سے تین سال کے عرصے میں یہ اخراجات مکمل ہو جائیں گے۔

لیکن اس باشا کی محنتیں کامیاب نہ ہوئیں اس لئے کہ نجف کے پانی کا مسئلہ ۱۶۸۲ء تک حل نہیں ہوا اور بعض تاریخی اسناد اس شرعی دلیل کی طرف اشارہ کرتی ہیں جیسے یعقوب سرکیس نے مذکورہ مقالہ میں شائع کیا ہے جس کی تاریخ تحریر ۱۱ شعبان ۱۰۹۳ھ بمطابق ۱۶۸۲ء ہے۔ جس میں لکھا گیا ہے کہ ”امابعد۔۔۔۔۔ نہر شاہی کے بزرگان اور اہلیان قصبہ امام علیؑ نے بغیر کسی جبر کے کہا اس نہر کی زمین ان کے اموات کے بدلے میں ہے بدوی آکر یہاں لوگوں پر مسلط ہوئے نہر والوں کو ختم کیا اور نہر کو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خراب کرڈالا اور لوگوں کو یہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ بغداد کے والی ابراہیم باشا نے اس نہر کی کوفہ تک صفائی اور کھدائی کی جس کی مسافت ۱۲ گھنٹے ہے۔ پھر اپنے لوگوں کو لاکر یہاں بسایا اور سر اٹھانے والوں کو کاٹ دیا۔ اس میں بارہ ہزار پانچ سو چالیس روپے خرچ لیے۔ سو انہوں نے خلیفہ چہارم علی ابن ابی طالبؑ کے قصبے کو شدت پیاس سے بچایا اس کی اس کار پر اہل قصبہ امام علیؑ نے ان کو صبح و شام دعائیں دیتے ہیں۔

اس واقعے کے گواہان سید عبدالرسول آفندی، متولی قصبہ امام علیؑ، سید منصور آفندی بن سید حسین کمونہ، خطیب مسجد ملا حسین، کلیدار ملا محمود بن ملا طاہر، شیخ ابراہیم بن فرج اللہ، الحاج ابراہیم بن خیر اللہ، الخادم ملا حسین آفندی، موذن ملا علی رضا، محمد جلبی بن علی جلبی، سید کمال الدین ملا بن ملا علی ملا علی بن بن ملا محمود، الخادم الحاج حسن، سید ابراہیم بن کمال الدین وغیرہ ہیں۔

(مجلّہ، اعتدال نجفیہ شمارہ ۲، ۷، ۱۹۳ء)

Jean Babtiste Tavernier

نجف میں

۱۸ ستمبر ۱۶۰۴ء سے بیس دن بعد مشہور فرانسیسی سیاح جین بیپٹسٹ ٹیورنیر مختلف راستے طے کرتا ہوا حلب سے عراق پہنچا۔ یہاں سے وہ بصرہ کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں سے اس کو تین عرب بدو ملے اور ۱۰۰ اس مقصد کے لئے بھیجے گئے تھے تاکہ وہ حلب اور دیگر شہروں سے سلطان مراد کے لوگوں سے حمایت لے اور یہ سیاح دوران سفر نجف اشرف سے گزرا اور نجف سے قبل وہ ایک ایسی جگہ پہنچا جس کی انہوں نے خوب تعریف کی ہے یہ جگہ فرات سے بیس فرسخ سے زیادہ فاصلے پر واقع ہے۔

اور کہتا ہے یہ قافلہ وہاں سے شمال مشرق کی جانب پانچ روز چلنے کے بعد ایک چھوٹے شہر میں پہنچا جسے پرانے زمانے میں کوفہ کہا جاتا تھا لیکن آج کل یہ مشہد علیؑ کے نام سے مشہور ہے۔ اب یہاں پر ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے نجف اور کوفہ کو ملایا ہے۔ پھر وہ روضہ مطہر کے بارے میں بیان کرتا ہے کہ اس کے اطراف میں چار روشن شمعدانیں اور اس کے چھت پر چند قندیلیں ہیں کو دیکھا اور وہ یہ نہیں کہتا کہ وہ روضہ مطہر کے اندر جا بھی سکا یا نہیں۔ سوائے یہ کہ شمعدانیں اور قندیلیں دن رات روشن

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوتے تھے۔اس کے علاوہ وہاں دو قاری مسلسل قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ یہاں پینے کے پانی کے بارے میں وہ بیان کرتا ہے کہ پانی میٹھا نہیں تھا اور لوگ وہاں موجود چار کنوؤں سے پانی حاصل کرتے تھے پھر وہ ایک خشک نہر کے بارے میں کہتا ہے۔ ہوسکتا ہے یہ شاہ عباس صفوی نے فرات سے نجف تک بنوائی ہو۔ جبکہ بہت سارے ماخذ کے مطابق یہ نہر شروع میں شاہ اسماعیل صفوی کے حکم سے تعمیر ہوئی تھی بعد ازاں شاہ عباس صفوی نے اس کی صفائی کروائی تھی۔ تیور نیر یہ بھی کہتا ہے کہ یہاں غذا کا فقدان تھا۔ یہاں کے بازار میں کھجور، انگور، بادام کے علاوہ کچھ نہیں تھا اور وہ مہنگی قیمت میں ملتی تھیں اور جب زیارت کے موقع پر یہاں لوگوں کی تعداد زیادہ ہوتی تھی تو یہاں کے بزرگ ان کے درمیان ابلا ہوا چاول اور نمک تقسیم کرتے تھے اور اس کے ساتھ تھوڑا تھوڑا مکھن بھی دیتے تھے۔ پھر تیور نیر اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے جس پر دوسرے بہت سارے مورخوں اور سیاحوں نے اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ شاہ عباس صفوی نے ایرانی زائرین کے لیے عراق میں تمام مقامات مقدسہ کی زیارتوں پر پابندی لگادی تھی۔ اس لئے کہ زائرین کو نجف جاتے ہوئے بغداد سے گزرنا پڑتا تھا تو ہر ایک کے لئے وہاں پر آٹھ قروش ادا کرنا پڑتا تھا اور خراج شاہ عباس کی نظر میں باعث توہین سمجھا جاتا تھا لہٰذا انہوں نے خراسان مشہد میں روضہ امام علی رضاؑ کی تعمیر کی۔ تاکہ ایرانی عوام عراق کے مقامات مقدسہ کو جانے بجائے روضہ امام علی رضاؑ پر چلے جائیں۔ بعد ازاں ان کے بعد بہت سارے ایرانی بادشاہوں نے کافی عرصہ اس سلسلے کو جاری رکھا۔

بیری سائیکس تاریخ ایران میں لکھتا ہے کہ شاہ عباس کی ذہانت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے ایران میں بسنے والی تمام اقوام وقبائل کو متحد کیا ہوا تھا اور اکثر انہیں اس بات پر ابھارتے تھے کہ روضہ امام علی رضاؑ ہی دراصل ہمارا قومی مرکز ہے جہاں ہر ایرانی کو جانا چاہیے اور یہی تشیع کے لئے باعث فخر ہے اور آرزوؤں کا برآوردہ ہے اور وہ اپنی قول وفعل کو ثابت کرنے کے لئے خود یہاں زیارت کے لئے اکثر آتے رہتے تھے۔

یہاں تک کہ ایک مرتبہ وہ خود اصفہان سے مشہد خراسان ۸۰۰ میل پیدل چل کر آئے اور انہوں نے روضہ مقدس پر ہزاروں چراغوں کا انتظام کیا۔ جو تحائف شاہ عباس نے روضہ امام علی رضاؑ کو ہدیہ کیے تھے ان میں اپنے نام کا بنا ہوا کمان شامل تھا۔ یہ انتہائی قیمتی ہدیہ تھا۔ مذکورہ سیاح کے مطابق شاہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عباس نجف کی بھی زیارت کے لئے جاتے تھے اور روضہ اقدس کو چھوڑ دیتے تھے۔ (تاریخ ایران، جلد ۲، صفحہ ۱۱۸)

اس طرح تیور نیر بغداد کے حالات یوں بیان کرتے ہیں کہ اس شہر میں تجارت تو ہوتی تھی لیکن ایرانی بادشاہوں کے زمانے کی طرح نہیں تھی۔ کیونکہ جب یہاں ترک حکمران بنے تو انہوں نے بڑے بڑے تاجروں کو لوٹ لیا لیکن اس کے باوجود بغداد میں مختلف جگہوں سے لوگوں کے آنے کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ لوگ تجارت کے لئے آتے تھے یا عبادت کے لئے۔ (العراق فی القرن السابع عشر بحوالہ موسوعۃ، العتبات المقدسۃ، جلد ۹، صفحہ ۲۱۱،۲۱)

C. Neibur

کا نجف آنا اور اس کے مشاہدات

۲۲ دسمبر ۱۷۶۵ء

نجف کے بارے میں مغربی ممالک میں جو کچھ لکھا گیا ان میں زیادہ مشہور جرمن سیاح کرسٹن نیبور ہے۔ جس نے عرب ممالک اور سلطنت عثمانیہ کے زیر نگیں تمام علاقوں کے بارے میں اپنا سفرنامہ لکھا اور عراق میں براستہ خلیج ۱۷۶۵ء میں آیا۔ دراصل ڈنمارک کے بادشاہ نے چند اسکالرز کی ایک ٹیم تحقیق وریسرچ کی غرض سے بھیجی تھی۔ تو کرسٹن نیبور بھی ان میں شامل تھا۔

وہ بصرہ میں موسم خزاں میں پہنچا اور وہاں سے ایک کشتی میں بحری راستے سے حلہ کی جانب روانہ ہوا۔ جب وہاں سے لملوم پہنچا تو کشتی وہاں چھوڑ دی اس طرح نیبور گھوڑے پر سوار ہو کر ساڑھے سات گھنٹے کی مسافات طے کرنے کے بعد رماحیہ پہنچا جہاں سے اس کو نجف اشرف جانا تھا۔ رماحیہ ایک بڑا شہر تھا جس کے اطراف میں لمبی دیواریں بنی ہوئی تھیں جس کے اندر اینٹوں کے تقریباً چار سو گھر بنے ہوئے تھے اور وہاں ایک مسجد بھی تھی جس میں لوگ نماز پڑھتے تھے۔ ایک عوامی حمام بہتر حالت میں تھا یہ شہر اقتصادی حوالے سے بہتر تھا اس وجہ یہ ہے کہ شیخ خزاعل یہاں آنے والی تمام اشیاء وسامان پر تھوڑا کسٹم ٹیکس وصول تھا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پھر وہاں سے نیبور نجف اشرف کی جانب روانہ ہوا۔ جسے اس وقت مشہد علیؑ کہا جاتا تھا۔ گھوڑے پر سوار ہو کر کھیتوں سے گزرتے ہوئے سات گھنٹے کے مسافات کی مسافت طے کرنے کے بعد نیبور اپنے ایک نوکر اور وہاں کے ایک باشندے کے ساتھ ۲۲ دسمبر ۱۷۶۵ء کو وہاں پہنچا۔

وہ اپنے اس سفرنامے میں یہ بیان کرتا ہے کہ رماحیہ اور نجف کے سفر کے دوران چار جنازوں کو دیکھا۔ جو وادی اسلام میں دفن ہونے کے لئے لے جائے جا رہے تھے۔

اس طرح مختلف مناسبتوں سے کثیر تعداد میں مختلف اطراف و اکناف سے جنازے دفن کے لئے آتے تھے۔ اس کے اندازے کے مطابق سال میں دو ہزار جنازے آتے تھے اور روزانہ سات جنازے آتے تھے۔ وہ اس سے حوالے سے مزید کہتا ہے کہ جو کوئی اپنے مردکو روضہ پاک کے قریب دفن کروانا چاہتا تھا تو اس کی قیمت زیادہ ہوتی تھی اور جو اس سے کم پیسہ دے انہیں حدود شہر کے اندر اور جو اس سے بھی کم رقم ادا کرے تو ان کے مردے حدود شہر سے باہر دفن کرنے کی اجازت ہوتی تھی۔ یہ لوگ ایک جنازہ دفن کروانے کی قیمت چار سے آٹھ ستوفر لیتے تھے جو ایک تالیر جرمنی اور ایک تالیر ڈین مارک کے برابر ہوتا تھا۔

اس کے بعد نیبور روضہ پاک اور مسجد نیز شیعوں کا اس کے وابستگی و تعلق کو بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ روضہ مقدسہ ایک بے آب ٹیلے پر واقع ہے اور یہاں کے لوگ پکانے اور نہانے کے لئے پانی اس ٹنل سے لاتے تھے جو زیر زمین بنا ہوا تھا لیکن پینے کے لئے صاف پانی وہاں سے تین گھنٹے کی مسافات سے گدھوں پر لاد کر لاتے تھے۔

پھر وہ اس شہر کی آبادی کے بارے میں بیان کرتا ہے کہ یہاں ایک بڑی مقدار میں چونے کا راکھ پڑا ہوا تھا۔ جسے تعمیرات میں استعمال کرنے کے لئے جلایا جاتا تھا۔ یہاں لکڑی نہ ہونے کے برابر تھی جس کی وجہ سے وہ بہت مہنگی تھی۔ اس لئے یہاں کی اینٹوں اور چونے کی چھتوں کو گنبد کی شکل میں بنایا ہوا تھا اور عام طور پر یہ گھر مضبوط ہوتے تھے اور وہاں تھوڑا نیچے کی جانب ایک نہر تھی۔ جو کافی پھیلی ہوئی تھی جہاں نمک ہی نمک تھا۔ لوگ اسے بحر النجف کہتے تھے اور آج بھی یہ اسی نام سے جانا جاتا ہے۔

پھر نیبور یہاں رہنے والے باشندوں کے بارے میں بیان کرتا ہے کہ یہاں کچھ اہل سنت حضرات بھی رہتے تھے۔ ہاں نجف و کربلا میں اہل سنت اور شیعوں کے تعلقات بہت ہی اچھے تھے اس

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں ایک سبب یہ بھی ہے کہ شیعوں کو تھوڑا نرم دلی کا مظاہرہ کرنا پڑتا تھا تا کہ بغداد میں بادشاہ ناراض نہ ہو اور ایرانی زائروں پر مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے آنے سے نہ روکے یا ان کے اوپر زیادہ ٹیکسز نہ لگائے۔

نیبور کہتا ہے کہ اس زمانے میں نجف و کربلا میں آنے والے زائروں کی تعداد تقریباً پانچ ہزار سالانہ تھی اگرچہ آج کل کے قارئین کے لئے یہ تعداد قلیل لگے۔ اس کے پیچھے یہ حقیقت ہے کہ اس زمانے میں اتنے مشکل سفر طے کر کے آنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ ہاں یہ بھی قابل ذکر ہے کہ زیارتوں کے کوئی خاص وقت و موسم درکار نہیں تھا۔ جیسا کہ مکہ مکرمہ میں حج کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے کہ شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کی دعاؤں کی قبولیت کے لئے خاص اوقات و خاص آیام ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ لوگ زیادہ تر ماہ رمضان، دس محرم الحرام اور ۲۷ رجب وغیرہ کو نجف آتے ہیں۔

نیبور چونکہ ایک بابصیرت اسکالر تھا تو اس نے مشہد علیؑ کی خاص طور پر تصویر کشی کی ہے نیز اس شہر خاص کی اہم نشانیوں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے وہ کہتا ہے کہ اس زمانے میں اس شہر کے حدود میں کوئی خاص طور سے دیواریں نہیں تھیں تو زائرین مختلف اطراف سے داخل ہو سکتے تھے۔ اس حدود میں دو دروازے تھے ایک باب المشہد اور دوسرا باب النھر تھا لیکن ایک تیسرا دروازہ بھی تھا جسے باب الشام کہا جاتا تھا لیکن وہ کہتا ہے کہ یہ تیسرا دروازہ بغیر کسی وجہ کے بند کروا دیا گیا تھا۔ نیز وہ بھی کہتا ہے کہ اس کا شہر کی ظاہری شکل وصورت شہر القدس کی طرح تھی اور اس کی وسعت بھی القدس کی طرح تھی۔

نجف اشرف میں روضہ پاک کے ساتھ ایک بڑی مسجد تھی اس کے علاوہ تین مسجدیں اور تھیں اس بڑی مسجد کی ظاہری تصویر کشی نیبور یوں بیان کرتا ہے کہ اس کی چھت اندر سے تزئین و آرائش کی ہوئی تھی اور اس کے اوپر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا اور اس جیسا خوبصورت گنبد پوری دنیا میں نہیں دیکھا گیا۔

اس گنبد کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ نادر شاہ نے اس کی تعمیر میں کثیر تعداد میں پیشہ خرچ کیا تھا تا کہ ایران میں انہوں نے جو برے اعمال انجام دیئے تھے اس کا کفارہ ہو۔ اس کے چاروں اطراف میں پیتل کی لوحیں نصب تھیں ان پر سونے چڑھایا گیا تھا۔ جس کی قیمت دس تالیرہ جرمنیت تھی اور یہ دور سے دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ کرتی تھی۔ خاص طور سے جب اس پر سورج کی شعاعیں پڑتی تھیں۔

مزے کی بات یہ ہے کہ اس گنبد کے اوپر ہلال کے بجائے دست علیؑ بنایا گیا تھا جس طرح

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ترکی کی مسجدوں کے گنبدوں میں ہوتے ہیں۔

اور مزید ظاہری خدوخال بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جامع مسجد کے سامنے ایک وسیع و عریض صحن جہاں پر روزانہ بازار لگتا ہے اور باب بزرگ کے سامنے ایک بہت بڑا شمعدان بھی ہے جس پر کافی تعداد میں روشنیاں رکھی گئی ہیں اور اس صحن کے اطراف میں حرم مطہر کے خدام اور سادات کے گھر بنے ہوئے ہیں جن کی تعداد سو تک کہی جاتی ہے مگر جہاں تک حرم مطہر کے داخلی زینت و آرائش کا تعلق ہے اس حوالے سے وہ اتنی زیادہ معلومات نہیں رکھتا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اندر اتنا قریب نہیں جا سکا۔ اس لئے کہ وہ ایک غیر مسلم ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ ہاں اس حوالے سے ایک ملّا جو اس کا ہم سفر بھی تھا اور نجف کے چند شیعوں نے اس کو بتایا کہ حرم مطہر کے اندر انتہائی قیمتی اشیاء موجود ہیں جسے دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں۔

وہاں کے گنبد پر قرآنی سونے کے حروف سے کتابت کی گئی تھی اور سونے اور چاندی کے چراغ تھے ایک چیز کی طرف وہ خاص طور سے اشارہ کرتا ہے وہ یہ کہ وہاں پر ایک روضہ مطہر کی جالی میں ایک ہندی طرز کا بنا ہوا خنجر رکھا تھا۔

اور یہ قیمتی پتھروں سے سجا ہوا تھا اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ اسے ایک مغل بادشاہ اورنگ زیب نے تبرک کے طور پر روضہ مطہر پر نذر کیا ہے۔ لیکن تاریخ میں اورنگ زیب سے مراد وہی شاہجہان ہے جس نے ۱۶۵۹ء میں حکومت سنبھالی اور ۱۷۰۷ء میں وفات پائی جبکہ مغل سلطنت کی بنیاد بابر نے ہندوستان میں ۱۵۲۹ء میں رکھی تھی اور نیبور یہ بھی بتایا ہے کہ والی بغداد سالانہ ایک وفد نجف اشرف میں مقصد کے لئے بھیجتا تھا تاکہ جا کر ان قیمتی تحائف کے بارے میں تحقیق کر کے حاکم اعلیٰ کو مطلع کرے۔

اقتباس: C.Neibur-VoyageenArabieetend'autrespays cireonvoisins(Amesterdam1776)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

C.Neibur

کوفہ میں

نیبور کے سفرنامے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نجف میں قیام کے دوران کوفہ بھی آتا جاتا رہتا تھا وہ تاریخ اسلام میں قدیم کوفہ کی اہمیت کو بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب وہ وہاں پہنچا تو کوفہ تقریباً بالکل خالی تھا وہاں کے رہنے والے بھی نہیں تھے۔ اس نے راستے میں ایک خشک نالے کو دیکھا جسے عراق کے قدیم لوگوں نے کھودا تھا لیکن جس چیز نے اس کو متوجہ کیا وہ مسجد کوفہ تھی جہاں حضرت علیؑ کو قتل کیا گیا تھا۔ اس وقت اس بڑی مسجد کی دیواروں اور چند مشہور نشانیوں کے علاوہ کچھ باقی نہیں تھا وہ اس پر ایک خاص رسم الخط سے لکھے کتبات کو بیان کرتا ہے جسے اس کے نجفی ساتھی نے بتایا تھا اور بعد میں اپنے سفرنامے میں شائع بھی کیا تھا۔

مسجد کے مزید حصوں کو بھی بیان کرتا ہے مثلاً باب الفیل، سقا خانہ، اور وہ جگہ مقام جہاں امام حسنؑ اور امام حسینؑ نماز ادا کرتے تھے اور وہ محراب جس میں امام موسیٰ کاظمؑ نماز ادا کرتے تھے۔ ستونیں جہاں پر مقامات حضرت عیسیٰؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ ہیں۔ مقام امام سجادؑ جہاں آپ ہمیشہ نماز ادا کرتے تھے اور وہ مقام جسے حضرت نوحؑ نے کشتی سے اترنے کے بعد بنائے تھے۔ مقام امام جعفر صادقؑ مسلم ابن عقیلؑ اور ہانی ابن عروہ کے مزارات اور نیبور کو یہ بھی پتہ چلا کہ مسلمؑ و ہانیؒ کے مزاروں کے اوپر جس نقشے میں کتابت ہوئی ہے وہ محمد بن محمود الرازی اور ابوالمحاسن بن احمد تبریزی نے ۶۸۱ ھ میں تیار کروائے تھے۔

اس نے یہ بھی لکھا کہ ایک سیدہ خاتون بنت احمد باشا الحاج حسن باشا زوجہ والی سلیمان باشا ابی لیلہ جس کا انتقال نیبور کے وہاں پہنچنے سے چند سال قبل ہو چکا تھا انہوں نے مسجد کوفہ کے شمالی مغربی کی دیواروں کو بنوایا تھا اس کے علاوہ انہوں نے مسجد کے ساتھ مقام حضرت نوحؑ کے اوپر علیحدہ طور پر گنبد بنوایا تھا۔

پھر نیبور ۲۵ دسمبر ۱۷۶۵ء کو نجف میں تین دن قیام کرنے کے بعد الکفل کی جانب روانہ ہوا۔ مشہد علیؑ کو اس طریقے سے بیان کرنے والے نیبور ہی ہیں اس کے مطابق اس سے پہلے کسی یورپین سیاح

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے اس طریقے سے بیان نہیں کیا تھا۔ظاہر ہے یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ بہت سارے سفرنامے جو شائع بھی ہوئے ہیں اس سے واضح ہے کہ یورپین سیاح اس سے قبل بھی نجف آئے تھے اور یہاں سے گزرے تھے۔

ان میں سرفہرست تکسیر پرتگالی ۱۶ اگست ۱۶۰۴ء کو آیا تھا۔اٹلی کا بیٹرو ڈیل فال ۱۶۱۹ء میں آیا تھا۔فرانس کا ٹیسفر نی ۱۶۳۹ء میں آیا تھا۔جنہوں نے اپنے حساب سے معلومات جمع کیں۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان تمام کے علاوہ معلومات نیبور نے جو کچھ لکھا وہ زیادہ بہتر ہے۔

(اقتباس: **C.Neibur-Voyageen Arabieetend'autrespayscirconvoisIns**

(Amesterdam1776)

Fontanier.V

نجف: ۱۸۲۴ء سے ۱۸۵۲ء میں

سن ۱۸۲۴ء بمطابق ۱۲۴۰ھ میں فرانس کے نائب قونصلر بصرہ سے داؤد باشا سے ملنے کے لئے بغداد گیا۔اس نے نجف کے لئے حوالے سے بتایا۔

''جب میں ۱۸۲۴ء میں بغداد سے گزرا تھا تو یہ حالت نہیں تھی جو اب ہے دیکھو اب یہ مسلمانوں کا مرکز بن گیا ہے کیونکہ یہاں کچھ فاصلے پر روضہ حضرت علیؑ ہے۔لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی وجود کی وجہ سے شیعہ زیارات کے لئے آتے رہتے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ سال میں تقریباً ایک لاکھ افراد یہاں سے گزرتے ہیں اور نجف اشرف میں حضرت علیؑ کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔اس بھیڑ اور اجتماع کی وجہ سے یہاں بڑا تجارتی مرکز ہوتا ہے۔

ایک فرانسیسی سیاح ایڈیرین ڈوپر[1] نامی شخص بھی ۱۸۰۷ء بغداد آیا تھا اور کچھ عرصہ قیام بھی کیا تھا اور بہت ساری چیزوں کے بارے میں تفصیل سے لکھا تھا جس اہم بات کی طرف انہوں نے اشارہ کیا تھا وہ یہ تھی کہ یہاں سے نجف و کربلا کی جانب جانے والے زائروں کی تعداد پندرہ سے بیس لاکھ ہوتی ہے

---

[1] Adrine dupre vol.1 page174, Paris 1819

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس طرح سے بغداد کی تجارت کافی بڑھتی تھی۔

جب یہاں اور عراق کے وسطی اور جنوبی علاقوں میں ۱۸۳۱ء میں ایک بڑے پیمانے پر وبا پھیل گئی۔ جس کی وجہ سے یہاں زندگی ختم ہوگئی۔ اس دوران یعنی ۱۸۳۴ء میں ایک انگریز سیاح مسٹر بیلی فریزر° پہنچا۔ انہوں نے اس حالات کو خوفناک انداز میں بیان کیا ہے۔ فریزر مقاماتِ مقدسہ کے زائروں کی مشکلات اور بغداد اور نجف کے درمیان راستوں کی مشکلات کے بارے میں بیان کرتا ہے کہ ان تمام مشکلات کے باوجود زائرین اپنے منزل مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں مثلاً راستے بھر ڈاکوؤں کا خطرہ اور اس زمانے میں نجف کے اندرونی حالات بھی کچھ ٹھیک نہیں تھے۔ جس کی وجہ سے داؤد پاشا نے وہاں فوج بٹھائی ہوئی تھی۔

جب ۱۸۴۲ء میں بغداد کا حاکم نجیب پاشا بنا۔ تو اندرونی قبائلی کشمکش شروع ہوئی۔ اس کے دور حکومت کو قبائلی کشمکش کا دور کہا جاتا ہے۔ اس طرح نجف بھی ان مشکلات سے نہ بچ سکا۔ اس حوالے سے مسٹر لونکریک ایک واقعہ بیان کرتا ہے کہ اس وقت نجف کے حالات بھی کربلا سے کچھ کم نہیں تھے۔ کیونکہ متحارب گروپ جو زکرت اور شمرت تھی نہ پاشا کا حکم مانتے تھے اور نہ سلطان کے حکم کی تعمیل کرتے تھے اور ان میں سے ہر ایک شہر میں اپنے اپنے مجتہدین کے فتاویٰ اور سرداروں کے باتوں کو ترجیح دیتے تھے اس طرح ۱۸۵۲ء میں شہر میں ایک بڑا فساد و ظلم کا بازار گرم ہوا آخر میں جا کر ترک فوج نے اسے ٹھنڈا کیا۔

اقتباس: V.Fontanier-Yoyage dans L'inde et le Golfe persique

W.K,Loftus

کے مشاہدات

۱۸۵۳ء

سنہ ۱۸۵۳ء میں ایک انگریز سیاح لوفتس نجف اشرف آیا تھا۔ موصوف دراصل اس کمیٹی کے

°J.B Fraser-Travel in Kurdistion and Mesopotamia London 1840

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ایک رکن تھے جو ۱۸۴۹ء میں عراق وایران بارڈر پر تعینات تھی۔

لیکن ایک مرتبہ پھر یہ عراق میں علمی آثار کی تحقیق کی غرض سے گیا۔ تو باقاعدہ اس نے موصل کے بارے میں اپنا پورا سفرنامہ لکھا۔ جس میں موصل، بغداد، اوسط فرات، بصرہ اور عربستان شامل ہیں۔ وہ نجف اشرف میں ۱۸۵۳ء کے موسم گرما میں حلہ کی جانب سے داخل ہوا۔ اس کے ساتھ حلہ کے کمشنر اور درویش باشا اور وہاں کے فوجی سربراہ طاہر بک اور چند ترک فوجی بھی تھے۔

لہٰذا وہ نجف پہنچنے سے قبل کوفہ کے بارے میں لکھتا ہے:

''کوفہ وہ جگہ ہے جہاں جبرئیل نے زمین پر اتر کر اللہ عزوجل سے دعا کی اور یہ وہی مقام ہے جہاں سے حضرت نوحؑ کے زمانے میں پانی نے نکل کر طوفان کی شکل اختیار کی تھی۔ کشتی نوحؑ چلنے لگی۔ اس کے بارے میں اہل عرب یہ بھی کہتے ہیں کہ جناب حواؑ کو سانپ نے اسی مقام سے بڑھکایا تھا۔ اس لئے اہل کوفہ دھوکہ اور فریب میں آگے ہیں۔ اس کے بعد وہ زمانہ جاہلی میں کوفہ کے بارے میں بیان کرتا ہے اور خط کوفی کی اہمیت، خوارج کی حضرت علیؑ کو قتل کرنا وغیرہ کو بیان کرتا ہے۔

پھر وہ نجف کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''یہ دراصل قدیم حیرہ پر بنا ہے جسے چند عربی خاندانوں نے تعمیر کیا ہے۔ یہاں پر خاندانوں سے مراد اہل منازرہ ہیں۔

تقریباً تیسری صدی عیسوی میں بہت سارے یہودی یہاں حیرہ آنے لگے اور یہاں بس گئے اور کہا جاتا ہے کہ خالد بن ولید نے یہاں کے بادشاہ کو قتل کرنے کے بعد اسے آسانی سے فتح کر لیا تھا اس کے بعد ان سے جزیہ دینے کو کہا۔ جس کی مقدار سات ہزار سونا کا سکہ سالانہ تھا اور حیرہ مسلمانوں کا جزیرہ العرب سے باہر فتح ہونے والا پہلا شہر تھا۔ اس طرح جزیہ بھی یہاں سب سے پہلے انہی پر جاری کیا گیا۔

لوفتس نجف اشرف کو جغرافیائی حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ نجف ایک سرخ ریتلی ٹیلے پر واقع ہے اور سطح زمین سے چالیس قدم بلند ہے اور اس کے حدود نمایاں ہیں اس کے اطراف میں ایک گہری خندق ہے جو کہ پانی سے خالی ہے اس کے بعد وہ بحر النجف کے بارے میں بیان کرتا ہے کہ:

''یہ جنوب مشرق کی جانب چالیس میل تک پھیلا ہوا ہے اور اس کے نچلی جانب دو نہریں بنی ہوئی ہیں۔ ایک شط الخفیف ہے جبکہ دوسری شط العطشان ہے۔ جب دریائے فرات میں حسب عادت پانی بحر النجف میں گرتا ہے تو تا حد نظر پانی ہی پانی دکھائی دیتا ہے۔ اسے خود اللہ کہا جاتا ہے۔ جب

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دریائے فرات کے پانی اس میں شامل ہوتا ہے۔تو یہ پانی میٹھا اور پینے کے قابل ہو جاتا ہے لیکن جونہی یہ سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے تو سخت نمکین اور کھارا ہو جاتا ہے۔نیز یہاں کے باشندے کوفہ سے پانی لانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

لوفتس صحن روضہ حضرت علیؑ کے اندر درویش باشا طاہر بک اور ترک مسلح فوجی دستے کے ساتھ داخل ہوا۔وہ کہتا ہے کہ اس طرح شان وشوکت کے ساتھ مسلمانوں کے عبادت خانوں اور خاص طور پر مشہد امام علیؑ میں کسی عیسائی کے لئے نادر موقع تھا۔لیکن یہ ٹیم بازار کے سامنے سے گزرنے لگی تو لوگ حسب عادت انہیں سلام کرنے کے لئے اٹھنے لگے اور انہوں نے درویش اور طاہر بک کو تو سلام کیا اور جواب دیا لیکن اس یورپی انگریز کی طرف غصے سے دیکھنے لگے اور کچھ ان کے پیچھے جمع ہو گئے جب یہ لوگ صحن کے قریب پہنچنے لگے تو ان کو دھمکی آمیز طریقے سے اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ ان کو پسند نہیں کرتے ہیں۔لیکن فوجی دستے باب صحن میں جمع ہو گئے اس طرح ٹیم بغیر کسی خوف وتردد کے اندر داخل ہو گئی۔

پھر لوفتس کہتا ہے کہ اندر داخل ہونے کے بعد مسجد کی اندرونی خوبصورتی اور مختلف رنگوں کو دیکھنے کے بعد وہ انہیں بیان کرنے سے قاصر ہے۔کیونکہ جب وہ اسے دیکھتا ہے تو اس کے اندر کی تمام اشیاء ہمیشہ کے لئے منطبع ہو جاتی ہے۔لہٰذا وہ صحن مقدس اور روضہ مطہر جو کہ بالکل وسط میں تھا بیان کرتا ہے جو کہ کاشتکاری سے مزین ہے۔جس کے اوپر پرندے،بیل بوٹے،پتوں کی تصاویر بنی ہوئی ہیں اور سونے کے حروف سے کتابت کی ہوئی ہے۔پھر وہ یہ کہتا ہے کہ صحن کے تین کنوؤں میں تین منارے کھڑے ہیں ان میں اندر سے سیمنٹ اور اوپر طلائی ٹکڑے چڑے ہوئے ہیں جن میں سے ہر ایک کی قیمت ایک تومان ہے یا دو باون اسٹر یلوی ہے اور یہ اپنے گنبد کے ساتھ انتہائی خوبصورت منظر پیش کرتا ہے۔جو دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ کرتی ہے۔

اور جو بڑا گنبد ہے جس کے سونا چڑھا ہوا ہے جب اس کے اوپر سورج کی روشنی پڑتی ہے تو دیکھنے والے کو دور سے ایسا لگتا ہے جیسا ایک بڑے میدان کے درمیان سونے کا ٹیلہ ہو۔اس طرح روضہ مقدس کے سامنے پیتل کا ایک حوض بنا ہوا ہے اس کے اوپر جب سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں تو یہاں روشنی گنبد کی سطح تک جاتی ہے تو ایسا لگتا ہے جیسا کہ ان دونوں کی شعاعیں باہم ہمکلام ہوں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اگر چہ لوفٹس روضہ مقدس کے اندر تو داخل نہیں ہوئے تاہم اس کے اندرونی حالت سے اسے اندازہ ہوا کہ روضہ مقدس کی اندرونی خوبصورتی کچھ کم نہیں۔ کیونکہ اس نے دیکھا کہ اس کے فرش پر بڑے سلیقے کے ساتھ صاف ٹائلیں لگی ہوئی تھیں اور کافی تعداد میں نفیس چیزوں کو لٹکایا گیا تھا جسے مسلمانوں نے بطور ہدیہ روضہ مقدس کے لئے پیش کی تھی۔

پھر وہ یہ کہتا ہے کہ صحن علوی میں مختلف ضرورت کے تحت مختلف اشیاء کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ یہ تقریباً بیت المقدس کی طرح تھا۔ جب عیسائی اٹھارہ صدیاں قبل یہاں پہنچے تو دیکھا کہ لوگ یہاں بیلوں اور دنبوں کی خرید و فروخت کر رہے تھے اور رقوم تبدیل کرنے والے اپنے کاروبار کر رہے تھے اور اس طرح اس نے یہاں پر بڑی تعداد میں کبوتروں کی خرید و فروخت بھی دیکھی۔

جب آخر میں لوفٹس اپنی جماعت کے ساتھ باہر نکلنے لگے اور بازار کی طرف رخ کیا تو رات کی تاریکی چھا گئی تھی اور لائٹیں روشن تھیں اور طاہر بک نے مسلح فوجی دستے کو آنے کو کہا۔

نجف کی قدسیت کی حالت یہ تھی کہ دنیا کے کونے کونے سے شیعہ زائرین یہاں زیارت کے لئے آتے تھے اور ان کی وجہ سے یہ سارا شہر زندہ تھا اور یہاں آنے والے زائرین کی تعداد یوں بیان کرتے ہیں کہ سالانہ اسی ہزار افراد آتے تھے اور دفن کے لئے لانے والے جنازوں کی تعداد پانچ سے آٹھ ہزار تک سالانہ کے حساب سے تھی اور دور دور علاقوں سے مردوں کو بند صندوقوں میں ڈال کر خچر کے پیٹھ پر رکھ کر لایا جاتا تھا اور خاص طور سے ایران سے جو بھی قافلے بغداد آتے تھے تو ان میں چند صندوق والے جانور ضرور ہوتے تھے جنہیں نجف میں بغرض دفن لایا جاتا تھا۔

یہاں میتوں کو دفن کروانے کی اجرت دس سے دو سو تومان تک لی جاتی تھی جو کہ پانچ سو باون اسٹریلی بنتا ہے۔

پھر وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ کثرت زائرین کی وجہ سے شہر نجف پھیلنا شروع ہو گیا اور حدود کی دیواریں دوبارہ تعمیر ہوئیں اور دریائے فرات سے ایک نہر کو نکالا گیا تا کہ پانی کا مسئلہ حل ہو۔ یہاں تک کہ یہاں بعض اپنے اہل و عیال کے ساتھ تفریح کے لئے بھی آنے لگے۔

اقتباس:

Loftus, W.K-Travel and Researches in chaldeae and susiana, London 1857, pg46

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

Richard Coke

نجف اُنیسویں صدی کے وسط میں

چارڈ کوک اپنی کتاب "Baghdad the city of peace" میں نجف کے بارے میں بیان کرتا ہے کہ:

''اس زمانے میں ترک حکومت نے جب ٹیلیگراف کی لائن بچھانا شروع کی تو فرات کی طرف سے نجف اور کربلا کو شامل کیا تھا اور ۱۸۵۷ء میں حکومت برطانیہ کے ساتھ یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ٹیلیگراف کی لائن بچھانے کا کام انگریز انجینئر انجام دیں گے۔ لیکن اس پر خرچہ بہت آئے گا وہ حکومت ترکیہ برداشت کرے گی اس طرح چار سال کے عرصے میں بغداد کا رابطہ بیرونی دنیا کے ساتھ بذریعہ ٹیلیگراف ہو گیا۔ بعد ازاں اس کے بعد والے سالوں میں بغداد اور خلیج کے درمیان بھی لائنیں بچھائی گئیں اور چونکہ فاو فرات کے راستے میں گزرتا تھا تو وہاں سے ایک شاخ نجف اور کربلا کی طرف بھی لے جائی گئی۔

۱۸۵۵ء میں ایک جرمن سیاح H.Petermann رشید باشا کے دور حکومت میں بغداد پہنچا اور موصوف صاف طریقے سے عربی زبان بولتا تھا اور قواعد عربی سے اچھی طرح واقفیت رکھتا تھا۔ یہاں پر پانچ مہینے قیام کیا اور اپنے تمام مشاہدات کو قلمبند کیا اور بعد ازاں اسے اپنے سفرنامہ میں شامل کیا۔ جو کہ ۱۸۶۴ء میں جرمن زبان میں شائع بھی ہوا۔ وہ اپنے اس سفرنامے میں لکھتے ہیں کہ ''نجف اشرف وغیرہ میں روضہ مقدس کی زیارت کے لئے زائرین ایران سے بغداد کی جانب مسلسل کثیر تعداد میں آتے رہتے تھے یہاں تک کہ ان کی تعداد ساٹھ ہزار تک پہنچتی تھی اور ۱۸۶۹ء بمطابق ۱۲۸۶ھ میں بغداد کی زمام حکومت ایک اصلاح پسند والی مدحت باشا کے ہاتھ آ گئی۔ تو انہوں نے دوبارہ نظام حکومت کو زمانے کے مطابق چلانا شروع کیا لیکن بہت ساری ایسی رکاوٹیں آئیں جس کی وجہ سے وہ اپنے ملک کو زیادہ ترقی دینے میں کامیاب نہیں ہوا۔ ان میں پہلی مشکل یہ تھی کہ منصوبوں کو پایہ تکمیل پہنچانے کے لئے اتنا مال نہیں تھا اس لئے مختلف وسائل وذرائع کے بارے میں سوچ و بچار کی۔ تو اس نتیجے پر کہ نجف اشرف اور دیگر عتبات مقدسہ کے اندر رکھے ہوئے نفیس و قیمتی تحائف کو بیچا جائے اس حوالے سے حقیقت حال کو بھی وہ نہیں جان سکا۔

اس موقع پر مسٹر لونکریک کہتا ہے کہ وہ اس منصوبے کو حقیقت میں نہیں جان سکا اور یہ سوچنے لگا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کہ ان تحائف کو بیچ کر عامۃ الناس کی فلاح کے لئے خرچ کرے بہرحال ہم کسی اور مناسب موقع پر ان کی اصلاحات کا ذکر کریں گے۔

ترک حکومت نے اپنے دور حکومت میں محرم الحرام ۱۲۸۷ھ کے اوائل میں یہ اعلان کیا تھا کہ عزائے حسینیؑ کے موقع پر کوئی جلوس وغیرہ نہیں نکلے گا اور اس کا دائرہ محدود کیا جائے گا اور جب ۱۸۷۰ء بمطابق ۲۸ شعبان ۱۲۸۷ھ میں ناصر الدین بغداد کی طرف آئے اور راستے میں نجف اشرف اور تمام مقامات مقدسہ کی زیارت کی تو عراق میں تقریباً تین مہینے ٹھہرے۔

اس دوران ان کے اور مدحت باشا کے درمیان دونوں ملکوں کے بہت سارے مسائل پر بات چیت ہوئی۔ ان میں سے جن باتوں پر اتفاق قرار پائے وہ یہ کہ دور دراز علاقوں سے نجف اشرف میں دفن کرنے کے لئے لانے والے جنازے تھے۔ اس میں شرط یہ رکھی گئی صحت کے خطرات کے پیش نظر ان جنازوں کو اس وقت تک اجازت نہیں دی جائے گی جب تک اپنے علاقے میں دفن کر کے کم از کم ایک سال کا عرصہ نہ گزرا ہوا۔

یہاں پر جنازے اور زائرین کے حوالے سے مناسب یہ ہے کہ میں یہ بھی یہ بیان کروں جو مشہور فرانسیسی سیاح میڈم ڈیولیف کے یاداشات کو جو انہوں نے اپنے سفرنامے میں لکھا ہے۔

وہ عراق میں ۱۸۸۱ء میں تقی الدین باشاہ دوم کے حکومت میں اپنے شوہر مارشل ڈیولیف کے ہمراہ آئی تھی۔ تو مردوں کے بارے میں بتاتی ہے کہ: تقریباً غروب کے وقت دور سے ایک سرائے نظر آئی جسے نیک لوگوں نے اپنی کوشش سے بنایا تھا اور ان کے چند بڑے بڑے کمرے تھے جن میں زائرین رہتے تھے۔

لیکن جب موسم ٹھنڈ ہوتا تھا تو وہاں کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ لیکن ہوا یوں کہ ہمیں وہاں اتنی شدید بدبو آنے لگی جس کی وجہ سے زکام ہو گیا۔ جب جا کر میں نے وہاں دیکھا تو تمام چیزیں ایک دوسرے کے اوپر پڑی ہوئی تھیں تو میں نے وہاں اس بدبو کی تلاش شروع کر دی۔ جوں ہی میں نے اندر ہاتھ لگایا۔ ایسا لگا جیسا میرے ہاتھ بجلی کا کرنٹ لگ گیا ہو۔ سو میں بہت پریشان ہو گئی۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ چیزوں کا ڈھیر وہاں پڑا ہوا تھا۔ وہ تمام مردوں کی لاشیں تھیں۔ جن میں سے بعض کپڑوں اور بعض جائے نمازوں میں بند تھیں۔ جبکہ کچھ لکڑی کے صندوقوں میں رکھی ہوئی تھیں اور ان کے درمیان میں سے ان مُردوں کے لاشوں کے سڑے ٹکڑے باہر نکلے ہوئے تھے۔ اس وجہ سے ہم جلدی اس سرائے سے نکل گئے اور دور کسی اور جگہ رات گزاری۔ اس کے باوجود کہ جس جگہ ہم رہتے تھے وہ اتنا زیادہ دور نہیں تھا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لیکن جب ہوا چلتی تھی تو بدبو وہاں ہمارے سرائے میں آتی تھی۔ جس سے ہمیں بہت زیادہ تکلیف ہوتی تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نجف اشرف اور مقامات مقدسہ میں مُردوں کو دفنانے کا رواج مسلمانوں کے ایک فرقہ کی روایت رہی ہے پھر وہ زائرین کے بارے میں بیان کرتی ہے کہ زائرین چونکہ ایران سے زیادہ آتے تھے تو بغداد میں کاظمین، نجف، کربلا میں آتے تھے تو بغداد کے باب شرقی سے داخل ہوتے تھے۔ بسا اوقات یہ وہاں پر پتھر، کپڑے اور کوڑا کرکٹ پھینکتے تھے اس طرح کچروں کے ڈھیر بن جاتے تھے۔

ان تمام اذیتوں اور مشکلات کا انہوں نے کبھی بھی ترک حکومت کے سامنے یا وہاں کے کورٹ کچہری میں دعویٰ نہیں کیا۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ اس طرح سے کوئی خاص نتائج نکلنے والے نہیں ہیں تاکہ ان کی یہ مشکلات دفع ہوں اور حکومت کے افراد کسی حد تک ان کے مسائل حل کرنے کا کہتے تھے۔ لیکن زائرین کی طرف سے یہ شکایت تھی کہ حکومتی افراد ان کی شکایات کا مذاق اڑاتے تھے۔

(Baghdad the City of Peace, page 274, london, 1935)

John Petters

کے تاریخی بیانات

۱۸۹۰ء

نجف کے بارے میں یورپین قلمکاروں نے جو کتابیں لکھی ہیں ان میں ایک نام ایک امریکی پروفیسر جان پیٹرز کا بھی ہے۔ یہ آثار قدیمہ کے بارے میں تحقیق کرنے والی ایک ٹیم کی سربراہی کرنے کے لئے ۱۸۹۰ء میں آیا تھا۔ جو ایک مقام ''عفج'' میں کام کررہی تھی۔

یہ سماوہ سے نجف کی طرف آیا تھا۔ جب اس کو ایک یہودی صراف جو حلہ میں کام کررہے تھے، نے بلایا۔ وہ نجف جانے سے قبل ایک واقعہ بیان کرتا ہے۔ جو اس زمانے میں راستے میں زائروں کی حالات سے متعلق ہے۔ ایک دفعہ مسٹر پیٹرز سماوہ کے نائب رئیس خلیل بک سے دفتری کام کے حوالے سے ملنے گیا۔

تو ان کے پاس ہندوستان سے تعلق رکھنے والا نیم عریاں حالت میں ایک زائر آیا اور وہ بڑے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

راز و نیاز سے شکایت کرنے لگے کہ حکومت کے امن پر مامور افراد نے اس کو راستے میں پکڑ لیا اور اس سے سارا مال و متاع چھین لیا جن میں ضروریات لباس وسفر وغیرہ تھے۔

سماوہ اور نجف کے درمیان خشکی کے راستے میں پیش آنے والے خطرات کے پیش نظر مسٹر پیٹرز نے سمندری راستے کو ترجیح دی اگر چہ اس میں تھکن کی مشکلات کیوں نہ ہوں۔ لہٰذا وہ سماوہ سے اپنے نوکروں اور ٹیم کے ساتھ بحری جہاز میں سوار ہو گئے۔ جب وہ فرات میں چند گھنٹے چلے تھے تو انہوں نے شط عطشان والا راستہ انتخاب کیا اس طرح وہاں سے سیدھا مقام شافقیہ پہنچے۔ پھر وہاں بحر النجف میں داخل ہوئے اور دس گھنٹے کے بعد ایک چھوٹے سے جزیرے پر پہنچے جسے ام الرغلات کہا جاتا تھا۔ وہاں انہوں نے چند گروہوں کو دیکھا جن میں بہت سارے ایرانی زائرین تھے جو رات گزارنے کے لئے ٹھہرے تھے۔

پھر وہ بحر النجف کے ساحل کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پر ان کے ایک دوست جو مقام عفج کے شیخ تھے پہنچے۔ وہاں سے چند گھنٹے بعد مقام ابی صخیر پہنچ گئے۔ وہاں سے نجف جانے کے لئے جانوروں پر سوار ہو گئے اور راستے میں دو خراب شدہ، منہدم شہروں کو دیکھا ان میں سے ایک کا نام ''طعیر زات'' تھا۔ یہ شاید وہ قدیم حیرہ تھا۔

پیٹرز کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نجف کے دروازے غروب کے وقت بند ہو جاتے تھے۔ اس لئے وہ جلدی کر رہے تھے تا کہ دروازہ بند ہونے سے پہلے پہنچ جائیں۔

لیکن سواری کے مالک جوان کے ساتھ تھا اس نے تسلی دی تھی کہ زیادہ تاخیر ہونے کی صورت میں وہ انہیں دیوار شہر کے کسی سوراخ سے اندر لے جائے گا جو وہ جانتا ہے لہٰذا وہ پریشان نہیں تھے اور مسٹر شاول صراف سے بھی اس کو پتہ چلا تھا کہ دروازہ ان کے پہنچنے تک کھلا رہے گا جو اس دروازے پر ان کے منتظر تھا کیونکہ اسے ان کی ابی صخیر پہنچنے کی اطلاع مل چکی تھی اور اس نے نائب سے گزارش کی ہوئی تھی کہ ان کے نجف پہنچنے تک دروازہ کھلا رہے۔

مسٹر پیٹرز وہ پہلا شخص ہے جس نے یہ لکھا ہے کہ یہاں داخلہ مشکل ہے اور یہاں گھومنا پھرنا اتنا آسان ہے کیونکہ اس نے مسٹر لوفتس کا سفرنامہ پڑھا تھا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ یہاں لوگ زیادہ متعصب ہیں۔ لیکن جب وہ خود آیا تو اس نے معاملہ بالکل الٹ پایا۔ کیونکہ وہ اس شہر میں آزادی سے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گھوم پھر سکتا تھا اور مختلف مقامات کی تصویر کشی بھی کر سکتا تھا یہاں تک اس نے جامع مسجد بزرگ (یعنی روضہ حضرت علیؑ) کی کئی تصاویر کھینچیں۔

اور ان کے ساتھ دو آدمی تھے۔ ان کے نام بالترتیب آرتین اور نوریان اور یہ دونوں اپنا تعلق آرمینیا سے بتاتے تھے۔ عرب خدام نے ان دونوں کو مسٹر پیٹرز کی ٹیم کے ساتھ صحن اور روضہ مطہر کے اندر داخل ہونے کی اجازت دی۔ ان میں ایک ایرانی زائر جبکہ دوسرا ترکی کے استنبول سے تھا۔ پھر نوریان نے سب کچھ بتایا جو اس نے اندر دیکھا تھا اور اس نے یہ بھی بتایا کہ اسے اندر باب بزرگ (روضہ حضرت علیؑ) کے ساتھ ایک بڑی زنجیر کو چومنے پر مجبور کیا گیا۔ جب وہ صحن کے اندر داخل ہوا تو اندر رواق کی تمام دیواروں کو کاشی کاری سے مزین کیا گیا تھا اور خوبصورت انداز میں چاندی سے سجایا گیا تھا اور اس نے دو لمبے ایسے میناروں کو بھی دیکھا۔ جن کے اوپر سونا چڑھا ہوا تھا اسی روضہ اقدس کے اوپر ایک بڑا گنبد بنا ہوا تھا جس پر سونا چڑھا ہوا تھا اور آنکھوں کو خیرہ کرتا تھا۔ اس کے بعد وہ اور ان کے ساتھیوں نے جوتے اتارے اور کچھ پہرہ داروں کے ساتھ روضہ اقدس میں داخل ہو گئے اور ان کے آگے آگے ایک سید سبز عمامہ میں تھے۔ پھر سید ان کو اندرونی، خوبصورتی، کاشی کاری، چاندی کے آرائش کے بارے میں تفصیل سے بتاتا رہا۔ صاحب روضہ کی زیارت کی ادائیگی کے آداب اور روضہ کی جالی چھونے کے آداب کو بھی بتایا۔

لیکن وہ بتاتا ہے کہ وہ ان اعمال کو دیکھ کر کافی حد تک پریشانی اور خوف میں تھا اس لیے وہ مکمل طور پر تمام چیزوں کو نہیں دیکھ سکا اور اسی طرح دوسرے ساتھیوں نے بھی یہ فیصلہ کیا کہ زیارت کے لئے دوسرے دن دوبارہ آجائیں گے۔

لیکن اس کی ملاقات اچانک بازار میں بغداد کے ایک شخص سے ہوئی۔ جو اس کو اچھی طرح جانتا تھا تو اس کے سامنے اس نے کچھ نہیں بتایا۔ جو اس نے روضہ مقدس میں دیکھا تھا۔ اس خوف سے کہ کہیں یہ راز فاش نہ ہو جائے۔

پیٹرز یہ بھی بتاتے ہیں کہ شہر نجف کشادہ اور روشن تھا۔ جس کی آبادی بیس سے تیس ہزار نفوس پر مشتمل تھی اور چاروں اطراف میں دیواریں بنی ہوئی تھیں۔ لیکن دیواریں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر گرنا شروع ہوئیں تھیں اور وہاں کے گھر بھی دیوار کی طرح کوفہ کے کھنڈرات کی اینٹوں سے بنے ہوئے تھے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس لئے یہ بھی وہاں دیکھا گیا کہ یہ اینٹیں روزانہ کوفہ سے نجف کی جانب گدھوں کے ذریعے لائی جاتی تھیں۔ پیٹرز کے مطابق نجف کا پانی پینے کے لئے بہترین تھا اس لئے کہ زیر زمین ایک ٹنل لایا ہوا تھا اور کنویں سے جو پانی نکالا جاتا تھا اس میں سے چونے کا ذائقہ آتا تھا۔ نجف کے اس ریتلی چوٹی سے باہر ایک بہت بڑا قبرستان تھا اس کے ذکر کرنے کے بعد وہ وہاں لائے جانے والے مُردوں کے بارے میں بتاتا ہے۔

جنہیں دور مقامات سے وہاں دفن کرنے کے لئے لایا جاتا ہے اور اہل نجف مسلسل اپنے مردے دفن کرتے تھے اور انہیں اس بات کا خوف نہ تھا کہ کوئی بیماری نہ پھیل جائے۔ جیسا کہ ۱۸۷۹ء میں اس نے پورے عراق کو لپیٹ میں لیا تھا۔ لیکن نجف محفوظ رہا۔ اس کی وجہ ڈاکٹرز کے مطابق وہاں کے لئے گئے سیمپل تھے۔ لیکن پیٹرز یہ ثابت کرنے سے قاصر ہے۔ کیونکہ اس زمانے میں بیماریوں کا انفکیشن وغیرہ کو ثابت کرنے والے آلات دریافت نہیں ہوئی تھیں۔

پیٹرز ایک ماہر آثار قدیمہ کے اعتبار سے یہ جانتا تھا کہ عرب جنوبی علاقے میں رہتے تھے اور ان کے رہن سہن کافی حد تک آج سے چار ہزار سال قبل رہنے والے اہل بابل سے مشابہت رکھتے تھے اور وہ ان کے اور جدید دینی رسومات کے بارے میں موازنہ کرتے تھے تو یہ دیکھتے ہیں کہ اس وقت مقامات مقدسہ میں مُردوں کو دفن کے لیے لے جاتے ہیں اور صحن کے دروازے کے سامنے بہت سارے کیبن بنے ہوئے تھے جن میں بہت ساری ضروریات کی چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ جو اس کے قبل بابل کے عبادت خانوں میں نظر آتے تھے۔

پیٹرز کوفہ بھی چلے گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ بہت سارے سیاح جو انیسویں صدی کے اوائل میں یہاں آئے تھے انھوں نے قدیم عرب شہر کے آثار بتائے تھے اب ان میں ے سوائے کھنڈرات کے ڈھیروں کے کچھ بھی باقی نہیں ہے کیونکہ وہاں کی اینٹیں وغیرہ کو نجف کی تعمیر کی غرض سے ادھر لائے تھے اور بیان کرتے ہیں کہ کوفہ کے مغرب میں ایک بڑی خراباں نہر ہے۔ جس کا ''کری سعدہ'' ہے۔ اس کے نام کا وجہ تسمیہ یوں بتایا جاتا ہے کہ بصرہ کے ایک انتہائی امیر تاجر ایک عورت کی محبت میں گرفتار تھا جس کا نام ''سعدہ'' تھا جن کا تعلق شہر کے شمال میں مقام ھیت اور عانہ سے تھا اور اس تاجر نے جب رشتہ بھیجا تو اس عورت نے یہ شرط رکھی کہ اسے بصرہ کی طرف اسی نہر والے راستے سے لے جایا جائے۔ جس میں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

چھاؤں ہو۔ پھر یہ نہر بنائی گئی اور بعد ازاں شجر کاری ہوئی لیکن پیٹرز خیال ظاہر کرتے ہیں کہ اسے بنو خذ نصر نے بنایا تھا۔ پھر مقام ھیت کے قریب سے خلیج لایا گیا تا کہ وہاں بنجر زمین کو آباد کیا جائے۔

اس کے بعد پیٹرز کربلا کی طرف روانہ ہوئے اور جانے سے قبل سرایہ اور پینے کے پانی کے مشکیزوں کے پیسے وغیرہ ادا کیے۔ کیونکہ یہ تمام مشکیزیں نجس ہوگئی تھیں لہٰذا دوبارہ استعمال کے قابل نہ رہیں تو ان سب کو توڑا گیا۔ اس لئے کہ وہ غیر مسلم تھے۔

کربلا میں وہ سرایہ الحماد میں رہتے تھے۔ وہاں ان سے ایک نجفی آدمی ملا تھا۔ جو چند ایرانی زائرین کے ساتھ تھا۔ اس سے معلوم ہوا خزائن نجف کی قیمتیں کہیں زیادہ ہیں۔ دراصل وہ پانچ خزانوں پر مشتمل ہے ان میں پہلا خزانہ قیمتی جواہرات اور ہاروں پر مشتمل ہے۔ دوسرا اموال پر ہے تیسرے میں قالین، فرش و چٹائیاں ہیں۔ چوتھے میں قیمتی اسلحے ہیں۔ جبکہ پانچویں میں مختلف انواع و اقسام کی قیمتی چیزیں رکھی ہوئی ہیں۔

(اقتباس: Nippar or Exploration and Adventures on the Euphrates 1888 -1890, London and New York 1897, Vol. II)

Mrs. Roland Wilkins

نجف

بیسویں صدی کے اوائل میں

بیسویں صدی کے اوائل میں ان علاقوں کی طرف ایک انگریز خاتون سیاح آئی۔ جس کا نام مسز رونلڈ ویلکنس تھا۔ جب وہ بغداد سے حلہ کی طرف بابل کی چوٹیوں کی طرف سفر کر رہی تھی۔ اس وقت اس نے ایرانی زائروں کو دیکھا جو مختلف گروپ اور قافلوں میں جا رہے تھے۔ وہ اپنے سفرنامے میں بیان کرتی ہے کہ یہ ایرانی زائرین کربلا میں امام حسینؑ اور نجف میں امام علیؑ کی زیارات کے لئے آتے ہیں اور ان میں سے اکثر پیدل آتے ہیں لیکن بعض جانوروں خچر پر سوار ہو کر آتے ہیں اور سفری ضروریات بھی ان کے ساتھ ہوتی ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور وہ بھی بیان کرتی ہیں کہ ان کے ساتھ گدھے کے اوپر اپنے مردوں کے جنازے بھی رکھ کر لے آتے ہیں کیونکہ حقیقی مومن کی آرزو یہ ہوتی ہے کہ جب تک زندہ رہے آئمہؑ کی زیارت کرے اور مرنے کے بعد بھی ان کے ساتھ اس ارض مقدس میں ان کے جوار میں دفن ہو جہاں حسینؑ اور ان کے پدر بزرگوار (علیہ السلام) شہید ہوئے ہیں۔

ایک ملٹری رپورٹ برطانیہ کے جنرل اسٹاف نے ۱۹۱۱ء میں بغداد اور خلیج کے درمیانی علاقوں کے بارے میں تیار کی تھی اس رپورٹ میں نجف کے بارے میں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ جو کہ فوجی نقطہ نگاہ سے ہے۔ اس رپورٹ میں یہ ہے کہ نجف یا مشہد علیؑ۔ ایک ایسا شہر ہے جس کی آبادی تقریباً بارہ ہزار نفوس پر مشتمل ہے جن میں سے بعض ہند کے مسلمان ہیں اور تقریباً سالانہ چھ ہزار جنازے دفن ہونے کے لئے یہاں پہنچتے ہیں۔ اس کی جگہ تقدیس کی وجہ سے اور اس رپورٹ میں یہ بھی ہے کہ حلہ یہاں سے تیس میل کے فاصلے پر واقع ہے اور یہ سطح زمین سے تقریباً پچاس قدم کی بلندی پر ایک ریتیلی ٹیلہ ہے اور اس کے اطراف میں دیواریں ہیں جن کی لمبائی پچیس قدم لمبی ہے اور چوڑائی پانچ سے چھ قدم ہے۔ اس کے احاطے میں کوئی خندق وغیرہ نہیں ہے اور تمام دیواریں چوکور شکل میں بنی ہوئی ہیں۔ جن کے اندر بہت سارے گھر بنے ہوئے ہیں یہاں پانی کی قلت ہے اور پینے کا میٹھا پانی تقریباً چار میل کے فاصلے سے دریائے فرات سے ایک نہری شاخ کے ذریعے لایا جاتا ہے۔ کنوئیں کا پانی تو زیادہ کھارا اور نمکین ہے اس شہر میں قبیلہ بنی حسن کا اثر و رسوخ ہے اور اس کی حفاظت پر مامور ایک فوجی دستہ بھی ہے۔

مگر بغداد کے راستے اس رپورٹ کے مطابق نجف کی آمدنی زیادہ ہے کیونکہ یہاں آنے والے زائرین کی تعداد سالانہ موسم زیارت میں دو ہزار تک پہنچ جاتی ہے اور یہ سلسلہ سال میں چار مہینے تک ہوتا ہے اور اس رپورٹ میں کچھ تفصیلات نجف اور کربلا کے درمیانی راستے کے حوالے سے بھی ہے۔ خاص طور پر وہاں موجود مشہور سرایوں کے بارے میں اور جیسا کہ سرایہ النخیلہ جو کہ تین دوکانوں چھ قہوہ خانوں، میٹھے پانی کا ایک کنواں، اور چند چھوٹے چھوٹے کنوؤں پر مشتمل ہے۔

اور اسی طرح سرایہ الحماد کے اندر دس دوکانیں سو گھر اور ایک عدد میٹھے پانی کا کنواں ہے اور سرایہ المصلی میں تین دکانیں اور چھ قہوہ خانے ہیں اور کوئی گھر نہیں ہے۔

۶ مارچ ۱۹۱۱ء کو مسز گرٹرٹ طبیل نجف سے بغداد کی جانب جا رہی تھی اور یہ وہی مسز بیل ہے جو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کہ بعد میں بغداد کے اندر سرکار انگلیشیا کے سیکریٹری بن گئی تھی اور چند عرصہ عراق پر حکومت کی اور نجد، سوریا، شام اور عراق کے دیہاتوں میں بہت سفر کیا بعد ازاں ان سفری روداد کو خطوط کی شکل میں منظر عام پر لائیں۔ ایک مرتبہ جب یہ بغداد سے نجف کی جانب جارہی تھی تو اس کے ذہن میں اچانک آثار قدیمہ کے بارے میں کھوج لگانے کا خیال آیا اور وہاں اس نے چند غاروں کو دیکھا جن کے بارے میں بتایا جارہا ہے کہ یہ بحر النجف کے ساتھ ہے اور پھر وہاں سے قبیلہ بنی حسن کا ایک شیخ بھی ساتھ ہوگیا۔ لیکن اس بارے میں جو معلومات ہوئی وہ اس نے بیان نہیں کیں۔

وہ بحر النجف کے ٹیلوں سے گزرتی ہوئی نجف پہنچ گئی اور وہ اپنے ایک خط جو انہوں نے ۳ مارچ ۱۹۱۱ء کو لکھا تھا میں اس شہر کی تفصیلات بیان کرتی ہے کہ یہ شہر خشک بحر النجف کے کنارے میں ایک ٹیلے پر واقع ہے۔ پھر وہ وہاں کی قبروں اور اس شہر کی تقدیس کے بارے میں بیان کرتی ہے لیکن اس کی دوبارہ ضرورت تعمیر کے بارے میں کچھ بیان نہیں کرتی پھر اس نے حدود شہر سے باہر ایک خالی جگہ پر اپنا خیمہ نصب کیا اور ترک نائب رئیس سے ملنے گئی۔

جب وہ دوبارہ اپنے خیمے میں واپس لوٹ آئی تو چند عمامہ پوش اور بڑے بزرگان آئے ہوئے تھے ان سے ملاقات کی اور رات کو اس کے خیمے کی حفاظت کے لئے تیس محافظ تعینات کئے گئے تھے لیکن اس نے نہیں مانا اور سختی سے منع کیا تو حفاظت پر مامور دستے چلے گئے اور وہ اس حوالے سے بیان کرتی ہے کہ پے در پے ہونے والے واقعات کے پیش نظر خاص طور سے رات قبرستان میں حفاظت ضروری ہے کیونکہ بعض خاص قبائلی افراد جنازے لے کر آتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ رات کے اندھیرے میں دفن کیا جائے تاکہ حکومت کی طرف سے مقرر کردہ فیس سے بچ جائیں اور اس حوالے سے کئی بار فائرنگ کے واقعات بھی پیش آئے تھے اور ایک دفعہ یہ اس کی ٹیم نے باقاعدہ فائرنگ اور خواتین کی آہ و بکا کی آوازیں کچھ فاصلے پر سنی بھی تھیں۔

وہ دوسرے دن سیکوریٹی کے ایک آدمی کے ساتھ گئی جا کر خورنق کے خرابات کا مشاہدہ کیا۔ دیکھا تو وہاں سوائے چند ٹیلوں کے نشانات کے علاوہ کچھ نہیں تھا لیکن وہ اس جگہ دیکھ کر خوش ہوئی۔

۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو مس بیل ایک مرتبہ پھر آئی۔ جب وہ نجد سے بغداد کی طرف آرہی تھی لیکن وہ اس مقام پر نجف کے بارے میں بیان نہیں کرتی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

Sir Ronald Storrs

کے بیانات

۱۹ مارچ ۱۹۱۷ء

سر رونیلڈ ستورز سرکار انگلینڈ کی جانب تمام عرب ملکوں کے بارے میں مخبری امور کے اعلیٰ آفیسر تھے اور انہوں نے قاہرہ میں مکتب عربی بنایا تھا۔ موصوف وہی ہے جو قدس کا حاکم بھی بنا تھا۔ جب فلسطین پر انگریزوں نے قبضہ کیا تو اس نے ہربرٹ سموئیل کے ساتھ کام کیا تھا۔ اس کے بعد یہ قبرص کا حاکم بھی بنا جب وہاں کے بادشاہ حسین کو معزول کیا گیا۔

جنرل ستورز بہترین عربی جانتے تھے۔ ۱۹ مارچ ۱۹۱۷ء کو کربلا سے نجف کی جانب روانہ ہوئے۔ پھر وہاں کے بعض بزرگان اور علماء سے ملاقات کی اور انہوں نے اپنی مشہور "**Orientations**" میں اس شہر سے متعلق اہم چیزوں کو جمع کیا ہے۔

سو وہ کربلا اور نجف کے درمیانی راستے کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ راستہ بہت ہی آسان ہے اور جب اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نصف راہ طے کی تو دور سے نجف کے روضہ حضرت علیؑ کا طلائی گنبد ظاہر ہونے لگا۔ جو سورج کی شعاعیں پڑنے سے چمک رہا تھا۔ وہ ظہر کے بعد وہاں پہنچ گئے اور ان کے خیال کے مطابق ہزاروں لوگ ان کے استقبال کے لئے آنے لگے۔

خاص طور سے اس لئے بھی کیونکہ بازار روز بعثت کی وجہ سے بند تھا۔

بعد ازاں وہ اسی بازار سے عتبہ مقدسہ کی جانب نکلے اور وہاں کلیدار سید عباس کے گھر پہنچے۔ پھر وہ اس کے بارے میں بتانا شروع کرتے ہیں۔ کہ اس میں ایک بڑا سرداب ہے۔ جس کے اندر درجہ حرارت کا باہر کی نسبت دس سینٹی گریڈ کم ہے۔ مغرب کے وقت یہ چھت پر گئے اور وہاں سے روضہ مظہر کے گنبد اور گوشہائے اذان گھڑی جو صحن میں تھی اور وہاں سے ڈوبتے سورج کی روشنی میں چند تصاویر کھینچی۔ پھر تھوڑا آرام کیا۔ یہ گھڑی دیکھ کر انہیں کیمبرج کی بہت سی گھڑیاں یاد آگئیں۔ پھر شہری انتظامیہ کے ارکان اور دوسرے بزرگان سے ملاقات کرنے کے بعد ساڑھے نو بجے خواب فراش پر آئے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دوسرے دن ۱۲ اپریل کو ریشم اور قالین کے تاجروں کو بلایا ان سے بات چیت کی اور تھوڑا وقت جعارہ کے شیخ ہادی کے ساتھ گفتگو کی۔ اس کے بعد کوفہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ یہ سفر انہوں نے دار علوان الحاج سعدون جو کہ بنی حسن کے ایک شیخ تھے کی مصاحبت میں کیا تھا۔ کیونکہ نجف سے مسیب کے درمیانی راستے میں انہی لوگوں کا قبضہ تھا۔ دوران گفتگو بنی حسن کے اس آدمی نے قبیلہ ابن رشید کے ساتھ لڑائی کی اور دس ہزار اونٹ چھینے اور بعد میں ان کے درمیان مصالحت بھی ہوئی والے واقعے کو سنایا۔

ظہر کے کھانے کے بعد یہ ٹیم جامع مسجد کوفہ کو دیکھنے گئی اور وہاں کے آثار قدیمہ اور اہم مقامات کو دیکھا۔ ان کے ساتھ کلیدار سید عباس بھی تھے پھر یہ دوبارہ نجف واپس آگئے اور وہی ٹھنڈے سرداب میں آرام کیا اسی روز عصر کے وقت پانچ بجے سر رونیلڈ ستورز اپنے رفیق مسٹر گریٹود کے ساتھ علامہ بزرگوار آیت اللہ سید کاظم یزدی جن کی شہرت واثر ورسوخ عراق سے اصفہان تک تھا ملنے گئے۔

ستورز خاص طور سے یہ بیان کرتے ہیں کہ انگریز سید کے نظریات کے ساتھ اتفاق نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے جب ان کے سامنے ایک مرتبہ دوسو پاؤنڈ بطور ہدیہ پیش کئے تھے تو سید نے قبول نہیں کئے تھے اور اس مرتبہ مسٹر گریٹود بھی تھے۔ وہ بھی ہزار پاؤنڈ کا ایک بنڈل حکومت کی جانب سے بطور ہدیہ پیش کرنے کے لئے لائے تھے اور یہ کام خاصا مشکل تھا لیکن یہ ذمہ داری مسٹر رونیلڈ نے اپنے اوپر لی تھی اور پیسوں کا بنڈل اپنی جیب میں ڈالے سید کے گھر کی طرف چلے گئے۔ وہاں پہنچ کر ان کو حجرے کے باہر تھوڑا انتظار کرنا پڑا اور ان دونوں کی آمد کی خبر سید کو دی گئی۔ اتنے میں ایک عمر رسیدہ بزرگ سامنے آئے۔ جو ایک سفید سادہ عباء پہنے ہوئے تھے اور سر پر سیاہ عمامہ تھا داڑھی اور انگلیوں کے ناخنوں پر تیز کلر کی مہندی کا خضاب کیا ہوا تھا اور دور سے ان دونوں کو سلام کیا اور بیرون حجرہ ایک سادی سی چٹائی پر بٹھایا۔ مسٹر ستورز نے ایک مرتبہ ان کے چہرے کی طرف غور سے دیکھا تو ان کی شہرت اور اثر ورسوخ کا اندازہ ہوا اور روشن چہرے اور دونوں سیاہ آنکھوں سے ایک ہیبت ظاہر ہو رہی تھی۔ ان دونوں نے ان کی گفتگو میں وہ متانت دیکھی جو اس سے پہلے کہیں اور نہیں دیکھی تھی۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے موقف کی تعریف کرنے کے بعد پوچھنا شروع کیا کہ یہ دونوں چاہتے ہیں کہ انگریز ان کے لئے کچھ کریں۔ تو سید نے فوراً کہا: عتبات مقدسہ کی حفاظت کرو۔ عتبات مقدسہ کی حفاظت کرو۔ اس سے ستورز نے یہ سمجھا کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ عتبات مقدسہ اور ان کے اندر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جو علماء اور مجتہدین ہیں ان کی حفاظت کرے۔ پھر سید نے فوراً ایک جملہ اور کہہ دیا جس میں انہوں نے واضح کیا کہ شیعہ علاقوں میں جو روساء اور آفیسرز ہیں وہ مراد ہیں اور بعض حضرات جیسے ڈاکٹر مظفر بک وغیرہ قید میں ہیں انہیں آزاد کیا جائے اور میرزا محمد جو کہ اس وقت بصرہ میں ایک وکیل ہیں اور نجف کے نائب حاکم ہیں ان کے ساتھ تعاون کرے۔

سر رونلیڈ نے یہ وعدہ کیا کہ وہ سید کے ان تمام مشورے اور نظریات کو بغداد میں سر بیرسی کوکس تک پہنچائیں گیں اور سر رونیلڈ سے کچھ تردد کے ساتھ سید سے صرف تین منٹ تنہائی میں ملنے کی گزارش کی۔ پھر یہ کہا کہ بہت سارے ایسے غریب فقراء ہیں جن کی مسلسل نگاہ ان کی طرف ہے تا کہ ان کفالت ہوجائے اوران سے یہ کہا کہ انگریزوں کو ان کی مدد کرنا چاہیے۔ اس وقت سر ستورز نے پاؤنڈ بنڈل سید کی خدمت میں پیش کیا۔ پھر سید نے اس بنڈل کو سختی سے واپس کر دیا اور قبول کرنے سے معذرت کر لی۔ جب ستورز کو اسے قبول کروانے کا اور کوئی راستہ نہیں ملا تو اس نے جان بوجھ کر دوسرا موضوع چھیڑ دیا کہنے لگے کہ یہ سید ایک شریف النفس اور اس کے بہتر معاون ہیں۔ اس طرح پھر ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد سر رونیلڈ نے سید کو خدا حافظ کیا اور اپنے گھر واپس آ گئے۔ اس سے پہلے انہوں نے ایک مرتبہ ہزار پاؤنڈ پیش کرنے کی کوشش کی۔ لیکن انہوں نے بڑے ادب سے لینے سے انکار کیا۔

اس سے اس نے گمان کرلیا کہ سید کو عزت اور شرافت چاہیے نہ کہ مال و روپیہ اور آخر میں سید ضرور کوئی مناسب موقع پر جھک جائیں گے جب کوئی ایسی چیز دی جو باعث طعنہ نہ بنے۔ لیکن اس کا یہ موقف حقیقت سے کوسوں دور تھا کیونکہ اس طرح اس نے مصر اور حجاز وغیرہ میں انہی حالات میں دیکھا تھا۔

جب ستورز اپنے میزبان سید عباس کلیدار کے گھر واپس آ گئے اور سید سے کہا کہ آج وہ ان کے ساتھ شام کے کھانے میں ساتھ چلیں گے اور سید نے بڑی خوش اسلوبی سے قبول کیا۔ اس موقع پر حیرانگی سے بیان کرتے کہ سید عباس خود دستر خوان سے کھانا لاتے تھے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد گھر لوٹ آئے اور وہ رات ان کے گھر کے چھت پر بغیر ہوا کے گزار دی اور وہ لمحات اسے ہمیشہ یاد رہے گا کہ فجر سے پہلے دو سے چار تک کے رات کا وقت کتنا خاموش اور سکون پورے نجف پر چھایا ہوا تھا۔

دوسرے دن صبح ۲۱ اپریل ۱۹۱۷ء کو سر رونیلڈ نجف سے روانہ ہوئے اور نکلنے سے قبل وہ جن لوگوں نے اس کی خدمت کی تھی ان کے درمیان تقریباً ایک سو پچاس روپے تقسیم کئے۔ پھر کربلا کی طرف

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس راستے سے آئے جہاں قبرستان ہی قبرستان تھا۔ وہ نکلتے وقت بہت ہی خوش نظر آرہا تھا کیونکہ اس تنگ علاقے سے نکل رہے تھے جہاں پچاہزار نفوس پر مشتمل آبادی گنجائیت تھی اور دیواریں ملی ہوئی جس کی وجہ سے نہ کوئی سرسبز وشادیاں تھیں اور نہ ہی کہیں سے صاف ہوا کے نکلنے کی جگہ تھی۔

Lyelle نے عراق کے بارے میں ایک کتاب لکھی جس کا نام The Inns & Outs of Mesopotania تھا۔ اس میں انہوں نے خاص طور سے ایک باب نجف اور شیعوں کے مقاماتِ مقدسہ کے بارے میں شامل کیا ہے۔ اس میں زیادہ تر شیعہ اور ان کے عقائد اور عام زندگی کے بارے میں ہے۔ اب عراق کے بارے میں جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان سے زیادہ عراق کی حالت اور خاص طور سے شیعہ عقائد کے بارے میں لعن وطعن اور مغالطات سے بھری کتابیں نہیں دیکھیں۔

Lyelle Thomas

کے بیانات

ہم اس کے کتاب کے مقدمہ سے چند اقتباس پیش کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''میری ذاتی تحقیق کے مطابق مجھے یقین کامل ہے کہ عقیدہ اسلامی ترقی پسند نہیں ہے حوصلہ پست کرنے والا ہے۔ طبیعت کے حقائق سے دور ہے۔ لہٰذا میں نے کوشش کی ہے کہ اپنی اس کتاب میں یہ ثابت کروں کہ مسلمان اور شیعہ کبھی بھی صالح اور نیک نہیں ہوسکتے اور یہ اسی طرح ہی رہیں گے اور مسلم ہمیشہ یہ چاہتا ہے کہ کسی سے بھی طریقے سے حکومتی نظام وقانون سے فرار کرے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسلم ممالک میں جو ترقیاں اس وقت سے اب تک ہورہی ہیں یہی اس کی تنگ نظری کے لئے کافی ہے اور وہ گمان کرتا ہے کہ عراق میں چاروں عتبات مقدسات، نجف، کربلا، کاظمیہ اور سامراء کا تو اس معاملے میں زیادہ کردار ہے اور یہاں بسنے والوں کی کمزوری کا بین ثبوت ہے۔ وہ اپنی کتاب میں زیادہ تر ان مقدس مقامات اور یہاں رہنے والوں کا ذکر بار بار کرتے ہیں لیکن ان تمام عیوب ونقائص کو بیان کرنے کے باوجود بہت مواقع ومناسبات پر حقیقت سے چشم پوشی بھی نہیں کرتے۔

لائل نجف اور اس کے آثار کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں یہاں پینتالیس ہزار کی آبادی ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جب اس کی حدود کی لمبائی تین میل ہوگی یہاں رہنے والی گنجان آبادی کی حالت کیا ہوگی یہ دیکھنے والی آنکھ میں ہی پتہ ہوگا۔ یہاں آنے والے زائرین کی تعداد بڑی عیدوں اور دیگر مناسبات میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ ہے۔ زیارتوں کے ایام میں نجف ایک بہت بڑے اسفنج کی مانند ہوتا ہے اور جب یہ چار پانچ روز کے بعد باہر نکلتے ہیں تو ان کی جیبیں خالی ہوتی ہیں اور یہاں ایران، ہندوستان، حجاز، فلسطین سے زائرین آتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ نجف کے باشندے دو واضح طبقوں میں بٹے ہوئے تھے ایک اہم علم کا طبقہ جبکہ دوسرا عوام۔

تقریباً پورا نجف ایک دینی مدرسہ شمار ہوتا تھا۔ کیونکہ پڑھنے والے طالب علموں کی تعداد تقریباً چھ ہزار تھی۔ لائل کے نظر میں ایک عام نجفی تعصب سے بھرا ہوا تھا اور جو امیر ہے وہ ظاہر فقیر لگتا تھا اور جو زائر یا دیہاتی ان کے پاس کبھی خریداری کے لئے آتا تھا اپنے آپ کو اس پر غالب اور انتہائی فہم وفراست کا مظاہرہ کرتا تھا مگر نجف کے جو تاجر طبقہ ہیں وہ وہی پرانے طریقے پر چلتے تھے۔ جب سامان قافلوں کے ذریعے روانہ کیا جاتا تھا تو نفع ونقصان کا سالوں بعد پتہ چلتا تھا اور صد درصد سے انتہائی کم نفع ہوتا تھا۔ یہ ایک دینی دار ایرانی زائر اور بدوی جس کو اپنا گھر بھی پتہ ہو پر ہمیشہ رحم کرتے ہیں اور ان کی ایک عادت یہ تھی کہ ایک ٹین تیل تیس سال تک سرداب میں رکھتے تھے تاکہ ایک پیسہ اس کی قیمت بڑھ جائے پھر فروخت ہوتا تھا۔

لائل کے مطابق ہر حوالے سے ایک عام نجفی آدمی زندگی سے خالی تھا اس نے لوگوں کے نفسیات کے اوپر کنٹرول کیا ہوا تھا اور ان کے افکار واعمال پر کنٹرول کیا ہوا تھا اور لوگ ہمیشہ باطنی عقلی جذبات پر اعتماد کرتے ہیں۔''

پھر وہ وہاں کے اہلِ علم حضرات کے بارے اور ان کے علمی مشاغل کے بارے میں تفصیل سے بیان کرتے ہیں:

''اس اعتراف کے بعد کہ یہ شیعوں کے مقدس ترین شہر ہیں اور ہمیشہ سے یہ بزرگ مجتہدین کی جائے سکونت رہا ہے اور یہ بھی شیعہ اجتہاد اور دینی نصوص اور سنی چاروں مذاہب کے بارے میں موازنہ بھی کرتے ہیں کہ اسلامی دنیا میں کس کا اثر ورسوخ ہے۔

اس حوالے سے وہ یہاں ایک مجتہد کبیر علامہ میرزا حسین شیرازی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کہ انہوں نے تحریم تمبا کو کا ایک فتویٰ صادر کیا تھا جس کی وجہ سے پوری کمپنی تبدیل کرنے پر مجبور ہوئے۔ یہ واقعہ ایران میں پیش آیا تھا اور یہ کہتا ہے کہ اس ایک فتویٰ کی وجہ سے اس کمپنی کو کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ اس کے فوراً بعد وہ کہتا ہے کہ کوئی سنی عالم یہ کبھی بھی نہیں کر سکے گا اور شیعہ اجتہادی خوبیوں میں ایک یہ بھی ہے کہ مجتہد یہ فتویٰ دے سکتا ہے کہ شدت ضرورت کے تحت مریض کو بعض حالات میں الکحل وغیرہ دی جا سکتی ہے پھر وہ اجتہاد کی شرائط تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ مسٹر لائل نے وادی السلام جو حدود شہر سے باہر پھیلا ہوا ہے کا بھی ذکر کیا ہے۔ جہاں بڑے بڑے بزرگان دین، بادشاہان وقت، تاجران، وزراء وغیرہ ابدی نیند سوئے ہیں اور وہ یہ بھی اشارہ کرتے ہیں کہ اس قبرستان میں بہت سارے قاریان قرآن بھی تھے۔ جو تلاوت قرآن میں مشغول تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ شبہائے جمعہ ہر ہفتے یہاں تقریباً دو ہزار قاریان آتے ہیں اور تلاوت قرآن کر کے اپنے تقویٰ میں اضافے کرتے ہیں اس سے ان کو کچھ زیادہ حق زحمت نہیں ملتا لہٰذا پھر یہ صدقات میں سے اپنا حصہ مانگتے ہیں جو مجتہد اعلم ضرورت مندوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

اس کے بعد اس ٹیلہ پر موجود گنجان آباد اور تنگ گھروں کا ذکر کرتے ہیں۔

ان میں اس کی نظر میں جو زیادہ اہم ہے وہ نجف کے مشہور و معروف سرداب ہیں۔ نجف کی خصوصیت ہے کہ یہاں تمام گھر ایک منزلہ ہیں اور بھی بڑے گھروں کے تین، چار یا پانچ طبقے ان سردابوں کے ہوتے ہیں اور ان سردابوں کی خصوصیت یہ ہے کہ جب وہ دو تین منزل اندر چلے جاتے تھے تو کوٹ پہن کر جانا پڑتا تھا کیونکہ باہر کی نسبت اندر سردی زیادہ ہوتی ہے اور بہت سارے گھر ان سردابوں کی ذریعے متصل تھے تو لائل کے گمان کے مطابق جرائم زیادہ پیش آتے رہتے تھے۔ مسٹر لائل یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہر گھر میں ایک کنویں کا ہونا لازمی تھا جس کی گہرائی تقریباً سو قدم ہوتی تھی اور اس میں پانی انتہائی کھارا ہوتا تھا۔ جو بعض اوقات مختلف بیماریوں کا سبب بنتا تھا۔

مسٹر لائل ان تمام مغالطوں اور عیوب کو بیان کرنے کے بعد جب وہ نجف اہل نجف کی شخصیت، شیعہ سنی کے مابین تعلقات، عام جرائم، متعہ و حلالہ، قومی مسائل اور انگریز کا وہاں رہنا، روزے، محرم میں امام حسینؑ کا غم منانا اور شخصیت حضرت علیؑ کے بارے میں بیان کرتے ہیں تو تعصب اور تنگ نظری کے باوجود وہ قارئین کے نظر سے حقائق نہیں چھپا سکتے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کیونکہ حضرت علیؑ کی شخصیت اس کی نظر میں زیادہ روشن، واضح اور عظیم تر تھی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی جوانی میں جس دائمی رہنے والی شجاعت کا مظاہرہ کیا جس کی وجہ سے نبی اکرمؐ نے انہیں شجاع کا لقب دیا جیسا کہ بڑھاپے میں جس ورع وتقویٰ کا مظاہرہ کیا تو کوئی غیر متعصب ان کی شخصیت سے لولگائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ ان کے استاد نبی اکرمؐ تھے اور بعد از اں انہیں شدت عدل و امن کی وجہ سے مارا گیا۔

پھر لائل محرم الحرام اور امام حسینؑ کی شہادت کے بارے میں تقریباً بیس صفات لکھتا ہے۔ جس میں سینہ زنی، قمہ زنی، زنجیر زنی، ماتم، جو سالانہ نجف میں برپا ہوتے ہیں شامل بحث ہیں۔ وہ اس حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ محرم کے پہلے عشرے میں عربوں اور مسلمانوں کی زندگی روحانی اور پاک ہوتی ہے اور روز عاشورہ تو ویسے بھی مسلمانوں کے نزدیک مقدس ترین دن ہے۔ اس لئے کہ خداوند عالم نے اس دن حضرت آدمؑ و حضرت حواؑ کو پیدا کیا۔ نیز عرش و آسمان، جہنم، روز حساب کی خلقت بھی اسی روز ہوئی اور لوح، قلم، معاد، موت کو بھی اسی دن خلق کیا گیا۔ یہاں وہ ایک شب کا ذکر کرتے ہیں۔ جس میں ایک سینہ زنی کے ایک جلوس کے منظر کو بیان کرتے ہیں۔ ایک جمع غفیر بالکل خاموشی کے ساتھ آسمان کے نیچے ہے اور بادنسیم چل رہی ہے اور ایک بچوں کی رقت آمیز آواز بلند ہے جو ہر سننے والوں کے دل کو ہلا کر رکھ دیتی ہے۔ ان تمام صورتحال نے میرے ذہن کے اندر جو تصویر بنائی ہے اسے میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ اس کے بعد وہ ماتم کرنے والے مختلف جلوس کو بیان کرنے کے بعد ایک جلوس کو دیکھ کر اپنی حیرانگی کا مظاہرہ کرتے ہیں جو روضہ مطہر کے خداموں کا تھا۔ جس میں تمام کے تمام سادات تھے۔ اس جلوس کے اندر تقریباً دو سو پچاس افراد شامل تھے اور سینہ زنی کی جو آواز تھی وہ اپنی اہمیت کی حامل تھی۔ ایک دفعہ کسی شب کو وہ نجف سے تین میل کے فاصلے میں تھا وہ یہ آواز سن کر خوف زدہ ہو گیا تھا۔

وہاں کے تعزیے جو عاشورا کی یاد کو تازہ کرتے تھے۔ بہت ہی باعظمت اور پروقار تھے۔ عوام اس واقعے کو اس طرح پیش کرنے کی کوشش کرتی ہے جیسے ابھی ان کے سامنے واقع ہوا ہو۔ اس لئے یہ طریقے مرور ایام کے ساتھ نئے اذہان کے مطابق بڑھتے ہیں۔ ایک دفعہ کسی مناسبت کے موقع پر نجف کے کلیدار نے مسٹر لائل کو صحن کے اندر خدامِ روضہ مطہر کے جلوس میں ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ یہ رات ساڑھے دس بجے نو محرم الحرام کی بات ہے۔ پھر وہ روشنی کے نیچے ایک خالی جگہ میں بیٹھ گئے اور اس رات

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کو جگہ جگہ مختلف اقسام کی لائٹیں جلی ہوئی تھیں۔ کچھ لمحے خاموشی طاری ہونے کے بعد چار بڑے بڑے چراغوں کے ساتھ جلوس داخل ہوا۔ اس کے اندر تمام مشہور و معروف سادات شامل تھے اور ہر طبقے اور ہر عمر کے چھوٹے بچے۔ جوانوں، بزرگ اور یہاں تک وہ بھی تھے جن کی کمر بڑھاپے سے خم ہوگئی تھی اور ان کے کمر بند اور سروں پر سبز عمامے تھے اتنے میں اچانک ایک تیرہ سالہ لڑکا کھڑا ہوا اور منبر پر گیا امام حسینؑ شہید کی شہادت کے واقعات فصیح عربی میں پڑھنا شروع کئے اس سے مسٹر لائل بہت حیران ہوئے کیونکہ اب تک اس نے عربی کو ایک موسیقی کی زبان سمجھ رکھا تھا جس میں اذان ہوتی تھی۔ ظاہر ہے اس بچے کا انتخاب بھی اس کی خوبصورت آواز اور لہجے کی وجہ سے ہی کیا گیا تھا۔

اور دیکھنے والے کے لئے یہ منظر بڑا عجیب تھا کہ جس میں دھویں سے مخلوط روشنی میں سینکڑوں ہاتھ بلند ہوتے تھے اور پھر ساتھ نیچے آ کر سینوں پر بڑے جذبے کے ساتھ امام حسینؑ کے غم میں مارتے تھے۔ اس دوران خواتین کی آہ و بکاہ کی آواز ایک جمع غفیر سے آ رہی تھی۔ جو اس جلوس کے اوپر والی منزل میں تھی۔ لگتا ہے اس منظر نے مسٹر لائل کو سوچنے پر مجبور کیا ہے کیونکہ یہ بات ذکر کرنے سے متعلق ہے کہ وہاں پر نہ کوئی خوف تھا اور نہ ہی بدانتظامی اور لوگوں کے درمیان کوئی خلل نہ تھا۔ سو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اس موقع میں میں لحات میں پہنچا تھا یہ منظر زندہ اسلام کی خوبصورتی کا پیکر ہے۔

اور مجھے یقین کامل تھا کہ ان لوگوں کے اندر جو تقویٰ، دینی جذبہ ہے جس سے دنیا کے اندر انقلاب برپا کر سکتے ہیں اور نیک اور مضبوط راہوں کی طرف انہیں لے جا سکتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ ان لوگوں کے دین میں فطری عمدگی ہے۔

پھر لائل یہ کہتے ہیں کہ بزرگ مجتہد خود اس بارے میں حرمت کا فتویٰ لگاتے ہیں اس پر بڑا افسوس کرتے ہیں کہ لوگوں کو کنٹرول نہیں کیا جا سکتا۔ آدمی کے لئے سمندر کی اٹھتی امواج کو روکنا زیادہ آسان ہے بنسبت اس کے عوام کے جذبات خاص طور سے خدا کی عبادت اور اس کی سبیل میں فنا سے تعلق ہو۔ دراصل یہ بنیادی فارمولا ہے۔ جس سے محرم کے تمام رسوم و رواج کا واسطہ ہے اگرچہ اس کے بعد کسی اور مقام میں یہ کہا تھا۔ بہت سارے عرب خاص طور سے ان کے بچے کی دیانت زیادہ سچا ہے ان کی نسبت جو اتوار کو نماز پڑھنے کے لئے کلیساؤں میں جاتے ہیں۔

ماہِ رمضان کے بارے میں اس نے اپنی کتاب میں تقریباً بیس صفحات لکھے ہیں۔ جس میں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مسلمانوں کے نزدیک روزے کی اہمیت کے بارے میں چند قرآنی آیات کا انگریزی میں ترجمہ شامل کیا ہے۔ پھر مسلمانوں کا ر... اور عیسائیوں کے روزے کے درمیان موازنہ کر کے ان تمام اختلافات کو بیان کیا ہے۔

(Lyell, Thomas- The Inns and Duts of Mesopotamia, London 1923)

Freya Stark

کا نجف آنا

۱۹۳۷ء

ایک مشہور انگریز خاتون نجف میں آئیں تھیں اور یہ برطانوی مخبری کی ایک آفیسر تھیں۔ مس فرے ستارک ایک ہفتہ نائب حاکم کے ہاں Officer Pass میں بطور مہمان ٹھہریں اور خاص طور سے نجف کے بارے میں ایک مقالہ لکھا جس میں اس نے اپنے ملاحظات کو شامل کیا۔ جو کہ بعد میں ان کی مشہور BaghdadSketches میں شائع ہوا۔

وہ اپنے مشاہدات کو کوفہ سے شروع کرتی ہے ایک شام وہ ایک کشت دریائے فرات کے کنارے پر سٹی ناظم اور سات دیگر آفیسروں کے ساتھ کرتی ہے اور وقت ایام عزا کے اختتام یعنی ماہ صفر کے بعد ربیع الاول کے اوائل میں تھا۔ اسی لئے وہ کہتی ہے کہ دریا کے اندر وہ دور سے آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو دیکھتی ہے اور یہ شعلے پانی کی لہروں کے ساتھ نشیب و فراز سے گزر رہے تھے۔ کیونکہ دراصل یہ ایام عزا کے اختتام کی علامت تھی۔ یہ عموماً ماہ صفر کے اختتام پر ہوتا تھا کہ اب سالانہ غموں کو ختم کر کے خوشی شروع کرنے کی علامت گویا اس کے بعد لوگ اپنی خوشیوں کی ابتدا کر رہے تھے۔

پھر اس بات کو بھی بیان کرتی ہے کہ اس کے جتنے آفیسرز وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس آگ کو دیکھا اور ساتھ ہی ربیع الاول کے چاند کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خیر اور بھلائی کی تمنا کی اور ان کو یہ احساس نہیں تھا کہ یہ چاند کی پرستش شمار ہوتی تھی اور یہ کوئی عجیب بات بھی نہیں تھی یہ پرستش یہاں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے قریب شہروں میں الکفل قبر اور بابل میں ہوتی تھی جو قدیم زمانے سے چلا آرہا تھا۔

وہ کہتی ہیں کہ جب آدمی پل کوفہ سے گزرتا ہے تو وہ بابلی دنیا سے گزر کر اسلامی دنیا میں قدم رکھتا ہے اور وہ دیکھتی ہے کہ شہر حیرہ اس نجف اور کوفہ کے درمیان ریت کے نیچے دفن ہے اور کوفہ کے اطراف کے ریتلی ٹیلے خرابان کوفہ کے فاتحوں کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد فرے سٹارک جامع مسجد کوفہ اور دیگر نشاناتِ شہر وغیرہ کو بیان کرتی ہے وہ کہتی ہے کہ قصر امارہ کو عبدالملک بن مروان اموی نے مسمار کروایا تھا۔ کیونکہ وہ وہاں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک انتہائی بوڑھے آدمی نے کہا تھا کہ یہ پانچواں ہوگا۔ جب اس نے اس کے بارے میں ان سے دریافت کیا تو اس بوڑھے شخص نے جواب دیا۔ جب میں پہلی بار کوفہ آیا تو میں نے یہاں حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالبؑ کا سر مبارک ان کے قاتل عبیداللہ کے سامنے دیکھا۔ پھر وہ چلا گیا اور جب کچھ عرصے بعد دوسری بار لوٹا تو اسی مقام پر عبیداللہ کا سر مختار ثقفی کے سامنے دیکھا۔ جس نے اسے قتل کیا تھا۔ پھر یہاں سے نکل گیا اور تیسری بار یہاں پہنچا تو مختار کا سر مصعب بن زبیر کے سامنے دیکھا اور اسی مقام پر دیکھا۔ پھر چلا گیا اس مرتبہ جب آیا ہوں تو یہ مصعب کا سر تمہارے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ اس کے فوراً عبدالملک نے قصر امارہ کو منہدم کرنے کا حکم دیا۔

اس کے مطابق یہ وہ مقام ہے جہاں پر حضرت علیؑ نیک اور مثالی معاملات کے بارے میں حکم فرماتے تھے۔ بالآخر انہوں نے اپنے آپ کو فنا کیا۔ اس حالت میں کہ اہل کوفہ نے ان کو بہت ستایا۔ اس کے تھوڑے ہی فاصلے پر ان کے فرزند حسینؑ کا مقام سر مبارک ہے جو مسلسل سفر کرتے ہوئے کربلا پہنچے پھر انہیں اپنے خاندان کے ساتھ بھوکا پیاسا بڑی بے دردی کے ساتھ مارا گیا۔

فرے سٹارک ان کی شہادت کے واقعے کو زیادہ بیان نہیں کرتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دردناک واقعے کو زیادہ پڑھ نہیں سکی کیونکہ جب پڑھنے لگتی اسے رونا آتا تھا اور وہ یہ بھی کہتی ہے کہ ان کے قتل کے بعد تاریخ آکر کربلا اور نجف میں اسی دن سے رک گئی۔ کیونکہ یہاں کے لوگ دشمنان حسینؑ کو برے لفظوں اور نفرت سے یاد کرتے تھے اور نجف نے کوفہ کی جگہ لے لی۔ اگرچہ وہاں لوگ رہتے ہیں اور ابھی یہ قدیم شہروں میں شمار ہوتا ہے اور اس کے باقاعدے حدود میں دیواریں بنی ہوئی ہیں اور یہ اس کے اندر ایک بلند جگہ پر واقع ہے اور یہیں سے مکہ کی جانب سڑک بنی ہوئی ہے اور یہ قدیمی راستہ ہے جہاں لوگ حج کے لئے جاتے تھے اور نام اس راستے کا زبیدہ ہے۔ اس سڑک کو دیکھ کر فرے سٹارک کو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ایک خیال آتا ہے تو اس سڑک کے افق کو تا حد نظر اس کے مطابق ایمان و یقین کے ساتھ اس کی شان کو دیکھتی ہے تو وہ کہتی ہے کہ آدمی کو اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے سوائے یہ کہ انسان کے زہد و تقویٰ کے سامنے خشوع کے ساتھ جھکے اور اس بات پر تعجب کرتی ہے کہ انگریز سیاستدان ان لوگوں کے دلوں پر مادی وسائل کے ذریعے کیسے قبضہ کرتے ہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد نائب حاکم نے ان کے علامہ بزرگوار شیخ محمد حسین کاشف الغطاء جو کے پانچویں پشت زعمائے دین تھے سے ملاقات کا انتظام کیا۔

اس کی ملاقات شیخ سے ہو وہ بھی ایک عورت کے لئے تھوڑا باعث تشویک تھا۔ لہٰذا مختصر ملاقات کا انتظام کیا گیا اتنے میں شیخ ہادی نام کا آدمی اس کے پاس آیا جو ایک کاتب تھا۔ اس نے ذریعے شیخ بزرگوار کو خبر دی گئی اور یہ اس کو لے گئے دیکھا تو علامہ کاشف الغطاء اپنے اہل وعیال کے ساتھ ایک عام سے مکان میں رہتے تھے۔ یہاں پر وہ علامہ کے حُلیے میں بارے میں بتاتی ہے۔ کہ ان کی داڑھی مہندی سے خضاب شدہ تھی اور اس کی وقار اور ذہانت کا یہ عالم تھا کہ ان کے ساتھ بات کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ اس سے قبل مس بیل اور سر پیرسی کوکس کو بھی جانتے تھے اور ان دونوں کے بعد آنے والے انگریزوں کو اچھی طرح جانتے تھے اور جب ان کے ساتھ مشرقی دنیا کے بارے میں بات چھڑی تو علامہ نے اس کو برطانیہ اور اسلام کے بارے میں یہ بتایا کہ ہم اور انگریز کے درمیان دوستی اس وقت ہوگی جب فلسطین میں ہمارے مسلمان بھائیوں کے ساتھ ناروا سلوک چھوڑ دیں اور جب یہ ظلم و ستم جاری رہے گا ہمارے درمیان کبھی محبت اور دوستی کی فضا قائم نہیں ہو سکتی اور مجھے امید ہے کہ تم جا کر اپنی حکومت کو یہ بتا دو کہ یہ جو وہ وہاں سرزمین میں خون کی ہولی کھیل رہے ہیں وہ صرف تنہا نہیں ہے بلکہ پورے عالم اسلام ان کے ساتھ ہیں جس کی حکومت یہ بھی شامل ہے اور ان انگریز کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھانے کے خواہاں ہیں۔

اس مسئلہ میں علامہ بزرگوار کی رائے سے پورا اتفاق کیا اور اسے خوشی ہوئی کہ اس نے شیخ کے ساتھ یہ وعدہ کیا کہ وہ حتی المقدور ان کی اس بات کو حکام بالا تک پہنچائے گی۔

پھر اس نے چند مدارس اور شہر کے دیگر آثار کا مشاہدہ کیا اس نے وہاں ایک غسل خانہ دیکھا جہاں مردوں کو غسل دیا جاتا تھا۔ وہاں پر ایک آدمی اور اس کی بہن تھی جو ایک مردے کو غسل دینے کے بہت ہی معمولی اجرت لیتی تھی اور بعض اوقات راتوں کو قبرستان میں بھی گھومنے چلی جاتی تھی۔ ایک دفعہ شام کو تفریح کے لئے نکلی اور صحن کے باب کبیر کے پاس تھی۔ وہ شام اس کی زندگی کے خوبصورت لمحات

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں سے تھی۔ایک نہرہ تھا جو محافظوں کے لئے تھا اور اس کی بعض کھڑکیاں باب صحن کی جانب کھلتی تھیں۔ جبکہ بعض دوسری بازار کی جانب کھلتی تھی۔وہ اپنے مشاہدات کو بیان کرنے کے بعد کہتی ہے کہ بازار کی جانب بڑھی جہاں روشنی ہی روشنی تھی اور یہ منظر اسے پوری دنیا سے زیادہ اچھا لگ رہا تھا۔اتنے میں اس نے ایک جوتے کی دکان میں ایک آدمی کو دیکھا جو اس کی طرف شدید کراہت و نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔اسے بہت برا لگا کہ ایک آدمی بغیر کسی وجہ کے اس کی طرف یوں دیکھ رہا ہو۔وہ کہتی ہے اگر اس آدمی کے بس میں ہوتا تو ایک انگریز کے جسم کو اپنی نظروں سے اس طرح سوراخ کرے کہ وہ اس کے دل میں پہنچ جائے تو وہ ضرور کرتا۔لیکن روضہ اطہر کے احاطے میں اور اس احترام میں جہاں لوگوں کی روح بلند ہوتی ہے۔

اس کے بعد وہ اس باب یہی پر ختم کرتی ہے جس کے یہ بیان کرتی ہے کہ وہاں پر چند افغان گروہ جو غریب و فقیر تھے۔کپڑے بننے کا کام کرتے تھے۔پھر وہ اپنی مزدوری کا ایک ایک پیسہ حرم میں خرچ کرتے تھے۔اس کے بعد بڑی متانت کے ساتھ کہتی ہے ہم کون ہوسکتے ہیں ایسے عقیدے کے ساتھ دشمنی کرنے والے جو اس حد تک عطا کرتے ہیں؟

(Freya stark- Baghdad sketehes, London 1973)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۱۴

نجفیات

اس باب میں نجف کے مدرسوں، کتب خانوں، مسجدوں، نہروں، مطبعوں، محلوں، صحافت اور فصیلوں کے حوالے سے اہم معلومات لکھی جا رہی ہیں۔

نجف کے دینی مدارس

طلبہ کی رہائش کے لیے نجف اشرف میں ۵۰ سے زیادہ اعلیٰ طرز تعمیر کے وسیع مدارس موجود ہیں۔ جس میں طلبہ کے لیے بجلی، پانی اور دیگر ضروریات مہیا رہتی ہیں۔ ان مدارس کا نظم و نسق ان کے متولیان کے سپرد ہوتا ہے۔ طلبہ کے داخلہ و خارجہ میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور عیال دار طلبہ کرایہ پر مکان لے لیتے ہیں۔ نجف کے بعض مدارس کے نام پیش کیے جاتے ہیں۔

مدرسہ سلیمیہ

یہ نجف کا قدیم ترین مدرسہ ہے جو شرح باب حاوی عشر اور کنز الفرقان کے مؤلف فاضل علامہ شیخ مقداد سیوری (متوفی ۸۲۸ھ) نے بنوایا تھا اور ۱۳۰۰ء میں سلیم خاں شیرازی نے اس کی مرمت کرائی اور ان کے نام سے مدرسہ سلیمیہ مشہور ہو گیا۔ یہ مدرسہ سوق المشراق (بازار مشراق) میں واقع ہے۔

مدرسہ حرم مقدس

۱۰۴۷ھ میں یہ مدرسہ طلبہ و علماء کے لیے شاہ عباس اول نے شیخ بہائی کی نگرانی میں بنوایا۔ حرم کے چاروں طرف حجرے اور بالا خانے ہیں۔ کسی زمانہ میں یہاں طلبہ رہتے تھے۔ اب یہاں طلبہ کا رہنا متروک ہو چکا ہے اور ان کو مقابر علماء مومنین و زعمائے قوم کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مدرسہ قوام

یہ مدرسہ ۱۳۰۰ھ میں فتح علی خان شیرازی نے بنوایا تھا اور ۱۹۷۴ء سے قبل آقائے شیخ نصر اللہ خلخالی نے تجدید کرائی۔ یہ مسجد طوسی کے قریب ہے اور کافی وسیع اور خوبصورت مدرسہ ہے۔

مدرسہ آخوند

یہ مدرسہ ۱۳۲۱ھ میں آیۃ الشیخ محمد کاظم آخوند خراسانی صاحب کفایہ کے حکم سے ایرانی وزیر عبدالاحد بخاری نے بنوایا اور بعد میں اس کی تجدید کی گئی۔ نہایت ہی وسیع اور خوبصورت مدرسہ ہے۔ تین منزلہ عمارت ہے محلہ حویش میں واقع ہے۔

مدرسہ ہندی

۱۳۲۸ھ میں لاہور کے رئیس ناصر علی قزلباش نے بنوایا اور آقائے آیۃ اللہ العظمیٰ السید محسن الحکیم اعلی اللہ مقامہ کے حکم سے تجدید کی گئی۔ یہ مدرسہ محلہ مشراق میں واقع ہے۔

مدرسہ سیّد کاظم یزدی

یہ مدرسہ سرکار ایران آیۃ السیّد محمد کاظم یزدی مرجع تقلید کے حکم سے ایرانی وزیر (آستان قلی) نے ۱۳۲۷ھ میں تعمیر کرایا۔ یہ بھی کافی وسیع مدرسہ ہے۔

مدرسہ بروجردی

۱۳۷۳ھ میں آیۃ اللہ العظمیٰ مرحوم السیّد حسین بروجردی کے حکم سے آقائے الشیخ نصر اللہ خلخالی نے تعمیر کرایا۔ تین منزلہ شاندار عمارت ہے۔ حرم مبارک سے مشرقی جانب بالکل قریب واقع ہے۔

مدرسہ شبریہ

یہ مدرسہ آیۃ اللہ السیّد علی شبر اعلی اللہ مقامہ کے امر سے تعمیر کرایا گیا۔ جدید طرز تعمیر کا اعلیٰ شاہکار ہے۔ محلہ براق میں واقع ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مدرسہ شیخ مہدی

یہ مدرسہ ۱۲۸۴ھ میں آیۃ اللہ الشیخ مہدی کاشف الغطاء نے تعمیر کرایا۔ مسجد طوسی سے متصل ہے۔

مدرسہ دار الحکمت

یہ مدرسہ آیۃ اللہ العظمیٰ السید محسن الحکیم نے تعمیر کرایا نہایت ہی خوبصورت اور چار منزلہ عمارت ہے اور جدید فن تعمیر کا اعلیٰ شاہکار ہے۔

جامعۃ الکرفۃ

آقائے آیۃ اللہ العظمیٰ مرحوم سیّد محسن الحکیم طباطبائی نے عراق کے متعدد مخیر مومنین کے تعاون سے ایک عظیم منظم دانشگاہ قائم کرنے کا منصوبہ بنایا تھا جس میں جدید نہج پر علوم دینیہ کے علاوہ دیگر جدید علوم اور دور حاضر کے فنون پڑھائے جانے کا پروگرام تھا۔ کوفہ کے قریب بہت وسیع قطعہ زمین اس کی عمارت کے لیے خریدا جا چکا تھا اور تعمیری مصارف کے لیے کئی ہزار دینار جمع ہو چکے تھے مگر حکومت کے ناپاک عزائم نے ان مقدس منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔

مدرسۃ آیۃ اللہ السیّد خوئی

یہ مدرسۃ آیۃ اللہ العظمیٰ سرکار آقائے خوئی کی مساعی سے حرم مبارک سے مغربی سمت میں باب السلطان کے بالمقابل ہے۔ آقائے محترم نے اس مدرسہ کے لیے کافی مکانات خرید کر ان کو مسمار کرایا اور ان کی جگہ یہ عالیشان عمارت قائم کی۔ اس جلیل القدر مدرسہ کے نظام کے متعلق موثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے یہاں دینی علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم کا چار سالہ کورس ہوگا۔ طلبہ کی رہائش اور درسگاہ مدرسہ میں ہوگی۔ ہر فن کے ماہرین اساتذہ کی خدمات حاصل کیے جائیں گی ہر سہ ماہ کے بعد طلبہ کے باقاعدہ امتحانات ہوں گے اور استعداد طلبہ کو عمومی شہریہ کے ساتھ ساتھ خصوصی وظائف ملیں گے۔

عوام کی سہولت پر قدیم و جدید علوم کی لاکھوں کتابوں پر مشتمل ایک عظیم الشان دار المطالعہ بھی قائم کیا جائے گا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جامعۃ النجف

یہ مدرسہ شارع کوفہ جی السعد میں واقع ہے۔ایران کے ایک مخیر تاجر محمد تقی اتفاق نے اپنی ذاتی مالیت سے جو حقوق شریعہ کے علاوہ تھے۔ ڈیڑھ لاکھ عراقی دینار کی لاگت سے تعمیر کرایا اس میں دوسو آٹھ کمرے ہیں اور عمارت طرز جدید کا اعلیٰ نمونہ ہے چونکہ یہ مدرسہ نجف سے دور ہے اس لیے طلبہ کو شہر لانے کے لیے مدرسہ کی اپنی منی بس ہے جو طلبہ کو روزانہ شہر لے آتی ہے اور واپس لے جاتی ہے۔

کلیۃ الفقہ

یہ جدید نظم ونسق کے مطابق دینی مدرسہ حجۃ الاسلام آقائے شیخ محمد رضا مظفر مرحوم کی مساعی سے کھولا گیا اور حکومت عراق کی طرف سے اس کو کافی امداد مل رہی ہے۔اس کو گورنمنٹ کالج میں تبدیل کر دیا ہے اگر چہ فقہی اور دینی نصاب اب تک بحال ہے۔یہاں جدید قدیم علوم پڑھائے جاتے ہیں۔

نجف اشرف کے کتب خانے

نجف اشرف دنیا کے عالمی مراکز میں پہلا مرکز ہے۔جس میں بیش بہا نادرونایاب کتابیں کافی زیادہ تعداد میں موجود ہیں اور نجف اشرف اپنی گرانقدر اور قیمتی کتب خانوں کی بدولت دنیا بھر میں مشہور ہے۔

لبنان کے مسیحی مورخ جورجی زیدان نے عراق کے کتب خانوں کا تذکرہ کرتے ہوئے جہاں بغداد کے کتب خانوں کی فہرست دی ہے وہاں لکھتے ہیں۔

ھی ام المکتاب الا ان کتب النجف اقدم خطا و اندر وجودا و القن کتابۃ وموضوعاتھا مختلفۃ۔ ۞

بغداد کے کتب خانے مرکزی حیثیت رکھتے ہیں مگر نجف کی کتابیں تحریر کے لحاظ سے زیادہ قدیم اور نادر الوجود ہونے کے علاوہ اعلیٰ کتابت رکھتی ہیں اور ان کے موضوعات مختلف ہیں۔

جرمن کی مشہور یونیورسٹی کے لیزیج کے مشرقیات کے پروفیسر ڈاکٹر ہارفر نے نجف کے گرانقدر

۞ تاریخ الآداب الفقہ العربیۃ: ج ۴ صفحہ ۱۲۹ طبع بیروت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کتب خانوں کے متعلق کہا ہے۔

مازالت مكتباته تعج بأنفس الانسفار مما جعلها فی مقدمة المكتبات العالمية۔○

نجف کے کتب خانہ ہمیشہ قیمتی اور نفیس کتب سے مالا مال رہے ہیں۔ جنہوں نے ان کو عالمی کتب خانوں کی پہلی صف میں شمار کرا دیا ہے۔

یہاں ہم نجف کے مشہور کتب خانوں کی فہرست اور کتب کی تعداد پیش کرتے ہیں مگر مخفی نہ رہے کہ یہ تعداد ۱۹۵۶ء تک کی ہے اس کے بعد اب تک ان میں بے شمار کتابوں کا اضافہ ہو چکا ہے۔

کتب خانہ حرم امیرالمومنینؑ

جو خزانہ حیدریہ کے نام سے مشہور رہا ہے۔ یہ نجف کا قدیم ترین کتب خانہ ہے۔ جو شیخ طوسیؒ کے زمانہ سے کھولا گیا اور ہمیشہ علماء وکلیددار اس کے خازن رہے ہیں۔ استاد شرقی نے الاحام صفحہ ۵۸ میں لکھا ہے کہ ہند یمن اور دیگر اسلامی حکومتوں کے امراء اہل ذوق نے قرون سابقہ میں اس میں بے شمار قیمتی کتب جو فلسفہ ریاضیات، تاریخ اور فنون مختلفہ سے تعلق رکھتی تھیں داخل کیں۔

۷۲۶ھ میں نجفی عالم کمال الدین عبدالرحمان حتائقی نے اپنے سارا گراں قدر کتب خانہ جن میں اکثر کتب ان کی اپنی تصنیفات تھیں اس کتب خانہ کے لیے وقف کر دیا اور اب بھی خال خال طور پر ان کی بعض قلمی کتابیں موجود ہیں۔

اس کتب خانہ کے نوادر میں سے مندرجہ ذیل چیزوں کا تذکرہ جعفر خلیلی نے موسوعۃ العتبات المقدسہ قسم النجف جلد ثانی صفحہ ۲۳۰ طبع دار التعارف بغداد میں کیا ہے۔ ۴۰ ہجری کا لکھا ہوا ایک قرآن مجید جو امیرالمومنینؑ کے دست مبارک کا لکھا ہے اور اس کے آخر میں لکھا **کتبه علی بن ابی طالب ثم سنة اربعين من الهجرة**۔ ایک اور قرآن مجید امام حسنؑ کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے۔

ایک قرآن مجید ۳۰۱ھ کا تحریر کردہ ہے۔ کوفی خط میں ہے اور کئی سنہری حروف میں لکھے

○عراقی جریدہ کا شی بغداد ۲۵ اپریل ۱۹۶۶ء

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوئے اعلیٰ قسم کے قرآن مجید جو مختلف سلاطین و امراء نے ہدیۃً پیش کیے تھے موجود ہیں۔

ان کے علاوہ کافی کتب جو ساتویں اور آٹھویں صدی سے پہلے کی ہیں موجود ہیں۔ ۱۳۰۰ھ میں اس میں اس قدر نادر و نایاب قلمی نسخے موجود تھے۔ جو بادشاہوں کے کتب خانوں میں بھی نہ ملیں۔ مگر حکومت صدامی کی لاپرواہی سے اس کتب خانہ کی حالت ابتر ہوگئی۔ اب موجودہ انتظامیہ نے کام سنبھال لیا ہے اور کتب خانے کی حفاظت کی جارہی ہے۔

مکتبہ کاشف الغطاء

یہ مکتبہ علامہ شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء کے والد شیخ علی نے قائم کیا تھا اور انہوں نے خود استنبول، حجاز، ایران اور ہندوستان جا کر کافی کتب خود نقل کیں جو اب بھی موجود ہیں۔ آخر میں ان کے لائق فرزند کی خاص عنایت کے ساتھ کافی کتب کا اضافہ کیا گیا۔ ان کی زندگی میں ہی کتب کی تعداد بیس ہزار سے زیادہ تھی۔ ان میں سے اکثر کتب قلمی ہیں۔ جو تیسری، چوتھی اور چھٹی صدی کے مؤلفین کی اپنی تحریر کردہ ہیں۔ مسیحی مورخ جرجی زیدان نے تاریخ الادب جلد ۴ صفحہ ۱۳۸ میں اس کتب خانہ کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے۔:

هی مكتبة قديمة حوت امهات الكتب فی نفائس العلوم و الفنون اكثرها مكتوب فی العصبور الخالية دهی اكبر مكتبة فی النجف۔

یہ قدیمی کتب خانہ ہے جس میں مختلف علوم و فنون کی اہم ترین کتب موجود ہیں اور اکثر گزشتہ زمانوں کی تحریر کردہ ہیں یہ نجف میں بہت بڑا کتب خانہ ہے۔

مکتبہ شوستریہ

۱۳۱۹ھ میں نجف کے عالم جلیل مرزا علی محمد نجف آبادی نے کھولا تھا اور ایرانی تاجر محمد رضا شوستری نے دو ہزار قیمتی کتب اس میں داخل کیں۔ اس میں دس ہزار سے زیادہ کتابیں ہیں۔ جن میں ایک ہزار قلمی کتب ہیں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مکتبہ مدرسہ خلیلی

مرزا حسین خلیلی نے ۱۳۰۰ھ کے اوائل میں کھولا تھا۔ بڑا وسیع مکتبہ تھا مگر بعد میں ورثاء کی لاپرواہی سے کافی قیمتی کتب ضائع ہو گئیں۔ اب اس میں دو ہزار کے قریب کتابیں موجود ہیں اور کافی قلمی نسخے ہیں۔

مکتبہ مدرسہ اخوند

علامہ شیخ محمد کاظم خراسانی صاحب کفایہ متوفی ۱۳۲۹ھ نے قائم کیا تھا۔ اب اس میں دو ہزار کتب موجود ہیں۔

مکتبۃ الرابطۃ العلمیۃ

۱۳۵۱ھ میں اس کتب خانہ کی تاسیس ہوئی۔ اب اس میں ساڑھے تین ہزار سے زیادہ کتب موجود ہیں۔ اکثر ان میں قلمی نسخے ہیں۔

مکتبہ امیر المومنینؑ

سرکار علامہ شیخ عبدالحسین امینی مؤلف الغدیر نے کھولا تھا۔ اس میں تیس ہزار قیمتی کتب موجود ہیں جن میں ساڑھے تین ہزار سے زیادہ قلمی نسخے ہیں۔

مکتبہ منتدیٰ النشر

۱۳۵۴ھ میں قائم کیا گیا۔ اس میں تین ہزار کتب ہیں، جن میں پچاس عدد ضخیم قدیمی کتب کے قلمی نسخے موجود ہیں۔

مکتبۃ العامۃ

یہ عراقی وزارت تعلیم نے ۱۳۵۵ھ میں کھولا تھا۔ اس میں نو ہزار کتب مختلف علوم وفنون کی موجود ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مکتبہ جمعیۃ التحریر الثقافی

۱۳۵۲ھ میں اس کا افتتاح کیا گیا اس میں دو ہزار سے زیادہ کتب موجود ہیں۔

مکتبہ خلوش

یہ بصرہ کے ایک مومن کاظم حسون نے کھولا۔ جو خود بے علم تھے مگر علم کے شوق کی وجہ سے اپنے مقبرہ کی زمین خرید کر ساتھ یہ کتب خانہ وقف کر دیا۔ اس میں تین ہزار سے زیادہ مختلف علوم کی قیمتی کتب موجود ہیں۔

مکتبہ طہرانی

نجف کے شیخ المحدثین آقا بزرگ طہرانی نے کھولا اور مصر، حجاز، ایران سے بے شمار قلمی اور مطبوعہ کتب خریدیں۔ ان میں کل پانچ ہزار مطبوعات اور ایک سو نادر و نایاب قلمی نسخے موجود ہیں۔

مکتبہ آیۃ اللہ الحکیم

آیۃ العظمیٰ السیّد محسن الحکیم اعلیٰ اللہ مقامہ نے افتتاح فرمایا یہ وسیع اور اہم کتب خانہ ہے۔ جس میں پندرہ ہزار مطبوعات اور اڑھائی ہزار قلمی نسخے مختلف علوم و فنون پر موجود ہیں۔ ان میں قرون اولیٰ کے کافی قلمی قرآن مجید جو فن کتابت کے اعلیٰ نمونے ہیں موجود ہیں۔

مکتبہ بروجردی

آقا سیّد حسین بروجردی نے اپنے مدرسہ میں ۱۳۸۸ھ میں اس کا افتتاح کیا۔ اس میں آٹھ ہزار مطبوعات اور دو سو قلمی نسخے تھے۔

مکتبہ جامعۃ النجف

۱۳۱۸ھ میں ایرانی تاجر محمد تقی اتفاق نے قائم کیا۔ اس میں آٹھ ہزار مطبوعات اور چار سو مخطوطات ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مکتبہ شیخ علی کاشف الغطاء:

نجف کے مشہور عالم شیخ علی کاشف الغطاء دام ظلہ کے والد شیخ ہادی نے کھولا۔ جو جی زیدان نے تاریخ الادب جلد ۴ صفحہ ۱۲۸ میں لکھا ہے یہ پورے عراق میں بے نظیر کتب خانہ ہے۔ اس میں آٹھ ہزار مطبوعات اور ایک ہزار مخطوطات ہیں نیز اس میں اسلام سے قبل کی ایک کتاب ہرن کے چمڑے پر بختِ نصر کے زمانہ کی لکھی ہوئی ہے۔

مکتبہ آل بحر العلوم

علامہ کبیر السیّد محمد صادق آل بحر العلوم کا ذاتی کتب خانہ ہے۔ جس میں پندرہ ہزار کتب ہیں۔ ان میں ایک سو زائد قلمی نسخے ہیں۔

مکتبہ شبر

نجفی مشہور خطیب السیّد جواد شبر کا ذاتی کتب خانہ ہے۔ جس میں ساڑھے تین ہزار کتب ہیں۔ اکثر ان کے جد اعلیٰ السیّد عبداللہ شبر کاظمی کی تصنیفات ہیں۔

واضح رہے کہ یہ کتب خانے مشہور و معروف ہیں۔ ان کے علاوہ کافی کتب خانے جو دیگر علماء نجف کے ذاتی ہیں ان کی تعداد ہم کو معلوم نہ ہو سکی۔ نیز کافی کتب خانے جو آخر میں ختم کر دیئے گئے اور ان کی کتب یا فروخت کر دی گئیں یا دوسرے کتب خانوں میں منتقل کر دی گئیں۔ ان کا تذکرہ مسیحی مورخ جرجی زیدان نے تاریخ الادب الفقہ العربیہ جلد ۴ صفحہ ۱۲۹ میں کیا ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ نجف اشرف علوم و فنون کا ایک بحرِ بے کراں ہے۔ جہاں دنیا کی ہر قسم کی قدیم و جدید کتاب مل جائے گی۔

نجف کی مساجد

نجف کی شاید ہی کوئی گلی ایسی ہو جہاں مسجد موجود نہ ہو یا کوئی مسجد وہاں سے نزدیک نہ ہو۔ شیخ باقر آل محبوبہ نے لکھا ہے کہ نجف میں ۷۸ مساجد ہیں۔ جن میں سے ۲۵ مسجدیں محلہ عمارہ میں، ۲۱

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مسجدیں محلہ براق میں، ۱۴ مسجدیں محلہ مشرق میں اور ۱۸ مسجدیں محلہ جدیدہ میں ہیں۔

(ماضی النجف وحاضرھا جلد ا صفحہ ۹۸)

ذیل میں مشہور مسجدوں کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے:

ا۔ مسجد حنانہ:

یہ مسجد معروف ہے اور نجفِ کوفہ کے درمیان حضرت کمیل بن زیاد کے مرقد کے ساتھ ہی واقع ہے۔ مشہور ہے کہ جب امیرالمومنینؑ کا جنازہ اس کے سامنے سے گزرا تو یہ مسجد تعظیماً جھک گئی تھی اور جب اسیرانِ ستم کربلا سے اسیر ہو کر کوفہ کی طرف چلے تو ایک رات قبل لشکر یزید نے یہاں قیام کیا تھا اور اس مسجد میں امام حسینؑ کا سرِ اقدس رکھا گیا تھا۔ اس کی تصدیق امام جعفر صادقؑ نے کی ہے۔ تفصیل باب ۴ اور ۵ میں دیکھیے۔

۲۔ مسجد عمران بن شاہین:

یہ مسجد صحن امیرالمومنینؑ سے ملحق ہے۔ اس کا تفصیلی تذکرہ باب ۹ میں گزر چکا ہے۔

۳۔ مسجد خضراء:

یہ بھی حرم امیرالمومنینؑ میں واقع ہے۔ اس کا تذکرہ باب ۹ میں گزر چکا ہے۔

۴۔ مسجد راس:

اس مسجد کا تذکرہ بھی باب ۹ میں گزر چکا ہے۔ اس مسجد کی قدیم ترین محراب اور کتبہ کی تصویر اس کتاب میں شامل ہے۔

۵۔ مسجد شیخ طوسیؒ:

جب شیخ طوسیؒ ۴۴۸ھ میں بغداد سے نجف تشریف لائے تو حرم سے نزدیک ایک مکان میں سکونت اختیار کی اور وفات سے قبل وصیت کی کہ اسی میں دفن ہوں۔ بعد میں یہ گھر مسجد میں تبدیل ہو گیا۔ اسے مسجد طوسی کہتے ہیں اور یہ نجف کی قدیم ترین مساجد میں سے ایک ہے۔ یہاں سید محمد باقر الصدر درس خارج دیتے تھے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۶۔ مسجد شیخ جعفر شوستری:

شیخ جعفر شوستری عراق کے مشہور ترین خطباء میں سے تھے۔ حرم امام حسینؑ میں باقاعدگی سے تقریر کرتے تھے۔

''خصائص حسینیہ'' ان کی مشہور تصنیف ہے جس کا اب سے سو برس قبل اردو ترجمہ ہو چکا ہے اور چھپ بھی چکا ہے۔ اس مسجد کی تعمیر ۱۳۳۴ھ میں شیخ عبدالہدی آل مظفر نے کرائی تھی۔

۷۔ مسجد مراد:

یہ مسجد شارع شیخ طوسیؒ پر واقع ہے۔ ۱۳۷۷ھ میں ایک بغدادی تاجر ''حاج مراد جعفر'' نے اس کی تعمیر کرائی تھی۔

۸۔ مسجد آل کاشف الغطاء

اس مسجد کی بنیاد شیخ موسیٰ بن شیخ جعفر کاشف الغطا نے رکھی تھی۔ خاندان کاشف الغطاء کے جید علماء اس مسجد میں نماز پڑھاتے رہے ہیں۔

۹۔ مسجد شیخ صاحب الجواہر:

اس مسجد کی بنیاد ۱۲۶۴ھ میں شیخ محمد حسن صاحب جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام کے زمانے میں رکھی گئی۔

ان کے فرزند شیخ عبدالحسین یہاں نماز پڑھاتے تھے۔ یہ مسجد محلہ عمارۃ میں شارع عام پر واقع ہے۔ اسی میں شیخ صاحب جواہر کی قبر بھی ہے۔ اس مسجد میں امام حسینؑ کی مجالس بھی منعقد ہوتی ہیں اور ماتم ہوتا ہے۔

۱۰۔ مسجد ہندی:

اس مسجد کی بنیاد تیرہویں صدی ہجری میں شیخ حسین کے عہد میں رکھی گئی، اس کی دوسری تعمیر ۱۳۲۳ھ میں کی گئی جو اب تک باقی ہے۔ حرم امیر المومنینؑ کے بالمقابل واقع مکتبہ آیت اللہ محسن الحکیم اسی میں واقع ہے۔ انھوں نے ۱۵ شوال ۱۳۷۵ھ میں اس مسجد کا ایک حصہ سات ہزار دینار میں خرید اتھا اور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس پر تین منزلہ عظیم الشان کتب خانے کی تعمیر کی۔ اسی عمارت کے سرداب میں آیت اللہ محسن الحکیم اور ان کے صاحبزادگان اور خاندان کے دیگر علماء دفن ہیں۔ جن میں زیادہ تعداد ان کی ہے جو عہدِ صدام میں شہید کیے گئے۔ اس مسجد کی بنیاد کسی ہندی تاجر نے رکھی تھی وہ ہانگ کانگ میں تجارت کرتے تھے۔ مسجد کی تاسیس کے وقت انہوں نے کہا کہ میں نے نذر کی ہے کہ اس کی نیو ایسے متبرک شخص کے ہاتھوں پڑے گی جس کی نمازِ شب کبھی قضا نہ ہوئی ہو۔ یہ وہ معیار تھا جس پر بڑے بڑے مقدسین پورے نہ اتر سکے۔ بالآخر انہوں نے خود اس کی خشتِ اول رکھی۔ یہاں آیت اللہ محمود شاہرودی اور آیت اللہ محسن الحکیم درس دیا کرتے تھے۔

۱۱۔ مسجدِ شیخ طریحی

یہ مسجد محلہ براق کے مشہور محلے، محلہ آلِ طریحی میں واقع ہے۔ اس محلہ کا قدیم نام ''جبل النور'' ہے۔ اس مسجد کے ساتھ ہی شیخ فخر الدین طریحی نجفی کا مکان تھا جس میں آپ دفن ہوئے۔ اسی نسبت سے یہ مسجد، مسجدِ شیخ طریحی کہلاتی ہے۔

اس کے علاوہ نجف میں مندرجہ ذیل مساجد بھی مشہور ہیں:

۱۔ مسجد آلِ مشہدی.............. ۱۳۴۳ھ میں تعمیر کی گئی۔

۲۔ مسجد سوق المسابیح.............. ۱۲۳۱ھ میں تعمیر کی گئی۔

۳۔ مسجد آل سید سلمان.............. موجودہ عمارت ۱۳۴۰ کی ہے۔

۴۔ مسجد شیخ علی رفیش.............. ۱۳۲۳ھ سے قبل تعمیر ہوئی۔

۵۔ مسجد حاج حسن بہبہانی.............. موجود عمارت ۱۳۱۹ھ کی ہے۔

۶۔ مسجد شیخ مرتضیٰ انصاری.............. یہ مسجد محلہ حویش میں ہے۔

۷۔ مسجد شیخ مشکور.............. علامہ شیخ مشکور حولاوی نے ۱۲۷۲ھ میں قائم کی۔

۸۔ مسجد صافی صفا.............. مرقد صافی صفا یمانی کے ساتھ واقع ہے جہاں مقام امیر المومنینؑ ہے۔

۹۔ مسجد میرزا حسین خلیلی.............. شیخ احمد جزائری (متوفی ۱۱۵۱ھ) کا مکان تھا۔

۱۰۔ مسجد شیخ باقر قفطان.............. موجودہ عمارت ۱۲۶۱ھ کی ہے۔ اس مسجد میں علامہ تقی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سید محمد شبر نماز پڑھاتے تھے۔

۱۱۔ مسجد علامہ مجدد شیرازی ....اس مسجد میں سید میرزا محمد حسن شیرازی (متوفی: ۱۳۱۲ھ) درس دیا کرتے تے۔

۱۲۔ مسجد شیخ آغا رضا ہمدانی ....حاج ملا علی خلیلی (متوفی: ۱۲۹۰ھ) نے قائم کی۔

نجف کے محلے

محمد حسین حرز الدین نے ذکر کیا ہے کہ جیسے جیسے مختلف بادشاہوں نے اپنے عہد میں زائرین کی خدمت کیلئے نہریں جاری کرانا شروع کیں نجف کی آبادی میں اضافہ ہوتا چلا گیا، پانی کی قلت کے سبب لوگ پہلے یہاں زیادہ نہیں رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ نجف کی آبادی میں اضافہ ہوتا گیا اور خود بہ خود راستے اور گلیاں بنتی چلی گئیں۔ اس طرح نجف کی آبادی چھوٹے بڑے مختلف محلوں پر مشتمل ہوگئی تھی لیکن اس وقت تک یہاں شہر اور آبادی کے منظم اصول وضع نہیں کیے گئے تھے یعنی نہ پوری طرح واضح سڑکیں تھیں، نہ علاقہ کی حد بندی تھی، لہٰذا عہد عثمانی کے آخری دور میں ترکوں نے نجف میں چار محلوں کی بنیاد ڈالی، ان کی حدود متعین کیں، سڑکوں کی تعمیر ہوئی، بازار درست ہوئے۔ یہ سب ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۵۹ء میں ہوا۔ نجف کو چار محلوں میں تقسیم کیا گیا۔

۱۔ محلہ مشراق

۲۔ محلہ عمارة

۳۔ محلہ حویش

۴۔ محلہ براق

(تاریخ النجف الاشرف، جلد ۱، صفحہ ۲۴۹)

۱۔ محلہ مشراق

اسی محلہ میں عمران بن شاہین کا گھر تھا۔ اس کی وفات ۳۶۹ھ میں ہوئی۔ محمد حرز الدین نے لکھا ہے کہ انہوں نے تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں عمران بن شاہین کی قبر دیکھی تھی۔ جو اس کے گھر کے سر ادب میں تھی اور وہ صحن امیر المومنینؑ کی شمالی سمت میں باب طوسی سے نزدیک واقع تھا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(مرقد المعارف جلد ۲ صفحہ ۱۳۱)

اسی محلہ میں شیخ الطائفہ ابی جعفر طوسی کی مسجد ہے جو آپ کا گھر تھا وصیت کے مطابق اسی میں دفن کیے گئے۔ امیر تیمور نے نجف میں جو سرائے بنوائی تھی اس کے قدیم آثار بھی اسی محلہ میں باب طوسی سے تقریباً ۵۰ میٹر دور یعنی رواق عمران بن شاہین کے بالمقابل واقع تھے۔ شیخ علی شرقی نے لکھا ہے کہ:

''مسجدِ طوسی اور صحن امیر المومنینؑ کے درمیان جو سڑک ہے، وہاں یہ عمارت واقع تھی، اس میں خوبصورت کاشانی کام تھا، جو تیمور نے بنوائی تھی''۔

مشراق میں بہت سے محلہ ایسی بھی تھے جو اب نہیں ہیں ان کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا:

(الاحلام صفحہ ۵۶)

*محلہ علا

یہ محلہ ''العلاؒ'' سے منسوب ہے، جو شیخ طوسی کے زمانے میں مشہور علماء میں سے تھے۔

یہ نام تیرھویں صدی ہجری کے آخر تک باقی رہا۔ مسجد طوسی کے اطراف کا مخصوص علاقہ اس میں شمار کیا جاتا تھا۔

سوق العطور جو پہلے سوق الپاچیۃ کہلاتا تھا، وہ بھی اسی محلہ میں تھا۔ اسی محلہ میں آلِ یعقوبی کے مکان تھے۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۱ صفحہ ۲۵۱)

*محلہ حمام وہب

یہ محلہ ''حمام وہب'' کی نسبت سے مشہور تھا۔

*جبل الدیک

یہ مرقد امیر المومنینؑ کے شمال میں واقع تھا۔ نجف میں ایک شخص ''الدیک'' کے نام سے مشہور تھا، یہ محلہ اسی سے منسوب ہے، یہاں آلِ حسین النجم کے علاوہ آلِ مظفر اور آلِ قسام کے خاندان کے کچھ مکانات ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

*محلہ عجرم

یہ مشراق کا سب سے چھوٹا محلہ تھا۔

*محلہ مصبغۃ

یہ محلہ بھی بہت چھوٹا تھا۔ یہاں مشہور خطیب نجف شیخ محمد شریف کا گھر تھا۔

*محلہ خیابان

یہ محلہ آج بھی سوق الکبیر (بازارِ بزرگ) کی غربی سمت میں ہے، یہیں پر مشراق کا بازار اور مدرسہ سلیمانیہ ہے جس کی بنیاد مقداد سیوری نے رکھی تھی۔

(ماضی النجف وحاضرھا جلد ا صفحہ ۲۴)

۲۔ محلہ عمارہ

یہ محلہ "عمارۃ المومنین" بھی کہلاتا ہے۔ حرم کے شمال میں غربی سمت واقع ہے اور نجف کا سب سے بڑا محلہ ہے۔ اس کا نام "عمارۃ" صاحب جواہر الکلام شیخ محمد حسن کے مقبرے کی وجہ سے ہے۔ اس محلے میں جید علماء اور اہلِ فضل کے مکانات رہے ہیں اور علماء کی کثیر تعداد اس محلے میں دفن ہے۔ عمارۃ میں چند مختصر محلے میں بھی تھے جو تیرھویں صدی ہجری تک باقی تھے۔ اب ان کا نام لینے والا کوئی نہیں ہے۔

*جبلِ شرفشاہ

شرفشاہ، علی بن امام زین العابدینؑ کی اولاد سے عالم فاضل تھے اور مرقد امیر المومنینؑ کے مجاور تھے۔ یہ محلہ ان ہی کے نام پر تھا۔ یہ محلہ ۵۷۳ھ تک تھا۔ اہلِ سنت اسے جبلِ شریفان کہتے تھے۔ یہ محلہ حرم کے غرب اور جنوبِ غربی کے درمیان واقع تھا۔ (تاریخ النجف الاشرف، جلد ا، صفحہ ۲۵۴)

*محلہ رباط

عمارۃ کا بازار (سوق العمارۃ) اسی میں واقع ہے۔ یہاں پہلے آل رحیم کے مکانات بھی تھے۔ محمد حسین حرز الدین نے اس کے نام کی وجہ تسمیہ یہ لکھی ہے کہ اسی محلہ میں ایک قدیم محراب تھی۔ جو اس مقام پر تھی جو امام زین العابدینؑ سے منسوب تھا، جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ جب امام زین

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

العابدینؑ اپنے جدکی زیارت کے لیے آتے تھے تو آپ کا ناقہ یہیں ٹھہرتا تھا، اسی مناسبت سے اسے رباط کہا جانے لگا۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ا صفحہ ۲۵۳)

* رباط جوینی

جوینی سے مراد علاء الدین جوینی ہے جس نے ۶۶۶ھ میں نجف میں مرقدِ امیرالمومنینؑ سے نزدیک ایک سرائے بنوائی تھی اسے رباطِ جوینی کہتے تھے۔

(الحوادث الجامعۃ صفحہ ۴۲۳)

* محلہ مسیل

صغیر ترین محلوں میں سے ایک ہے۔ شہر نجف کی غربی سمت، بحر نجف کے پاس واقع تھا۔
۱۰۳۲ھ کے حوادث میں شارع مسیل کا ذکر ہے۔ جو شارع جزائری بھی کہی جاتی تھی۔
اس محلے میں شیخ راضی بن علی خلاوی متوفی ۱۲۹۹ھ، شیخ شاھر بن شیخ نون متوفی ۱۲۵۵ھ، شیخ موسیٰ بن شیخ عبداللہ حافظی متوفی ۱۲۸۷ھ، شیخ قاسم بن شیخ محمد قرش نجفی، شیخ عبدالعزیز بن شیخ خلف عقیلی نجفی متوفی ۱۲۵۰ھ کے مکانات تھے، مقام امام زین العابدین اور مقام صافی صفا یمانی بھی اسی محلے میں ہے۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ا صفحہ ۲۵۷)

* محلہ شیلان

نجف کی غربی سمت محلہ مسیل کے ساتھ تھا۔ شیلان وہ ہے جس نے شہر نجف کی چھٹی فصیل تعمیر کرائی تھی اور زائرین کی ضیافت اور استراحت کے لیے ۱۲۶۶ھ حجرے بنوائے تھے۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ا صفحہ ۲۵۸)

* الثلمۃ

جس زمانے میں نجف کے گرد فصیل تھی یہ محلہ فصیل سے باہر ایک کونے پر آباد تھا۔ مقام امام زین العابدینؑ اس محلے سے قریب تھا۔ یہاں کوئی ۵۰۰ کے قریب لوگ آباد تھے۔ یہ محلہ ۱۹۱۷ء میں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

انگریزوں کے ہاتھوں سے برباد ہو گیا۔

(تاریخ النجف الاشرف، جلد ا، صفحہ ۲۵۴)

۳۔محلہ حویش

یہ نجف کے چار بڑے محلوں میں سے ایک مشہور ترین محلہ ہے جو حرم کی غربی سمت واقع ہے۔ خاندانِ جبور جو آلِ حویش کہلاتا ہے۔ یہ محلہ ان ہی کے نام پر ہے۔ یہ محلہ بھی مختلف چھوٹے محلوں پر مشتمل ہے۔

*محلہ حوض شطیب

اس محلے میں آیت اللہ ابوالحسن اصفہانی کا مکان تھا۔

*محلہ عقد الذھب

۱۰۵۳ھ تک اس محلے کا ذکر ملتا ہے۔

*محلہ معجم

۱۰۴۸ھ تک اس محلے کا ذکر ملتا ہے۔

*محلہ باب النہر

اس محلے میں حضرت رقیہ بنتِ حسنؑ کا روضہ مشہور ہے اور گزشتہ برس ہم نے اس کی زیارت بھی کی تھی۔

*محلہ جنّیۃ

*محلہ مستقی

یہ محلہ حویش و محلہ براق کے درمیان واقع ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قدیم زمانے میں جب شہر کی نجف کی فصیلیں قائم تھیں، اس محلے سے ایک دروازہ فصیل میں کھلتا تھا۔ جس کے ساتھ پانی کی ایک چھوٹی نہر جو نہرِ آصفیہ سے نکلتی تھی۔ اسی لیے اس محلے کو "مستقی" کہتے تھے۔

(ماضی النجف وحاضرھا جلد ا صفحہ ۲۴)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۴۔محلہ براق

یہ محلہ بھی نجف کے مشہور ترین محلوں میں سے ایک ہے اور ۹ چھوٹے محلوں پر مشتمل ہے۔

*جبل النور

یہ حرم کے جنوب شرقی سمت واقع ہے۔اسی محلے میں شیخ فخر الدین طریحی کی مسجد اور قبر واقع ہے۔

*جبل الجمالۃ

یہ جبل النور کی شرقی سمت میں ہے۔

*بئر دہمدوش

*حارۃ آلِ جلال

یہاں مشہور بازار "سوق المسابک" واقع ہے۔اس محلے میں کعبیین خاندان کے لوگ رہتے تھے۔جو ۱۲۱۱ھ تک یہاں آباد تھے۔ان میں شیخ عبدالواحد بن محمد کعبی معروف ہیں۔

(ماضی النجف وحاضرھا جلد ۱ صفحہ ۲۴)

*محلہ سیلوہ

*محلہ آل طریح

یہ شیخ فخر الدین طریحی صاحب مقتل ولولوالمرجان کے خاندان کا محلہ ہے۔

*محلہ اہل صخیر

اس محلے میں جانوروں کے پانی پینے کے لیے ایک حوض تھا۔اسی لئے اسے صخیر کہتے تھے۔

*محلہ زنجیل

*محلہ عمید

ان تمام محلوں کے علاوہ جب ۱۹۳۱ء میں حکومتِ عراق نے شہر نجف کی تجدید کی تو دوسری سمت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نئی آبادی شروع کی گئی تھی۔اسی کو آج کل ''جدیدہ'' کہتے ہیں۔

(تاریخ النجف الاشرف، جلد ا، صفحہ ۲۵۴)

نجف کی نہریں

جیسا کہ لکھا جا چکا ہے کہ نجف ابتداء ہی سے بے آب وگیا شہر تھا۔لہذا مختلف وقتوں میں یہاں نہریں جاری کی گئیں۔جن کا ذکر ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

(۱) نہر حارث بن عمرو کندی

یہ نہر پشت کوفہ پر، نجف سے قریب بہتی تھی اور اسلام سے بہت پہلے قباذ بن فیروز ساسانی کے دور میں نکالی گئی تھی۔طبری نے لکھا ہے کہ حارث بن عمرو، قباذ بن فیروز کے زمانے میں حیرہ کا بادشاہ تھا، اس نے تبع ویمن کے اشارے پر یہ نہر جاری کرائی تھی۔

(تاریخ طبری جلد ا ص ۵۲۳)

(۲) نہر عذیر

یہ نہر بہت قدیم تھی۔اب نہیں ہے۔ماضی میں کبھی قصر ابوخصیب کی داہنی طرف اور قصر سدید کی باہنی طرف بہتی تھی۔

(معجم البلدان جلد ۲ ص ۴۹۸)

(۳) نہر سدید

سدید، حیرہ کا ایک قریہ تھا، اس قریہ کے قصر کو قصرِ سدید کہتے تھے، ایک نہر تھی جسے نہر سدید کہتے تھے، یہ نہر قصر خورنق کے پاس سے بہتی تھی۔

(معجم البلدان جلد ۳ ص ۲۰۱)

(۴) نہر سلمان بن اعین

یہ پہلی نہر ہے جو بعد اسلام نجف میں جاری کی گئی۔سلمان بن اعین، زرارہ بن اعین (مشہور محدث وثقہ جلیل) کا بھائی تھا۔جس کی وفات ۲۵۰ھ میں ہوئی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۵) نہر آل بویہ

یہ نہر بویہی خاندان کے بادشاہ عضد الدولہ نے ۳۶۹ھ میں جاری کروائی تھی۔ یہ پانی غزیرہ نامی چشمے سے کھینچا گیا تھا۔

(اعیان الشیعہ جلد ۱۱ ص ۱۵۴)

شیخ محمد حرز الدین نے اپنی کتاب ''النوادر'' میں ذکر کیا ہے کہ یہ نہر سوزراع لمبی تھی۔ یہ کل ۱۵ نہریں تھیں اور آگے جا کر ایک ہو جاتی تھیں۔

(کتاب النوادر جلد ۵ ص ۱)

(۶) نہر سلطان ملک شاہ سلجوقی

جب ابوفتح ملک شاہ سلجوقی زیارت کے لیے نجف آیا تو اس نے دیکھا کہ اہل نجف قلتِ آب کے سبب پریشان ہیں، اس کے حکم سے ۴۷۹ھ میں فرات سے نہر نکالی گئی جسے نہر سلطان ملک شاہ سلجوقی کہتے تھے۔

(المنتظم فی تاریخ الملوک والامم جلد ۹ ص ۲۹)

(۷) نہر سنجر سلجوقی

یہ نہر سید جلیل فخر الدین ابو القاسم علی بن زید کی رغبت پر، سلطان سنجر سلجوقی نے جاری کروائی تھی، سید جلیل کی وفات ۵۲۲ھ میں ہوئی، یعنی نہر ۵۲۲ھ سے پہلے جاری ہوئی تھی۔

(فرحۃ الغری، صفحہ ۱۵۸)

(۸) نہر کا نالی

۶۶۲ھ میں حاکم بغداد کا نالی جلائری نے فرات سے ایک نہر کاٹ کر نجف میں جاری کروائی اس نہر کو نہر ''ذہب'' بھی کہتے تھے۔

(تاریخ آل جلائری ص ۳۱۹)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۹) نہر علاء الدین جوینی (نہر تاجیہ)

۶۷۲ھ میں حاکم بغداد علاء الدین جوینی نے فرات سے نہر جاری کروائی، یہ کام تاج الدین بن امر علی دلقندی کے سپرد ہوا، اس کے نام پر اس نہر کو "نہر تاجیہ" بھی کہتے تھے، اس نہر کے بارے میں مزید تفصیل باب ۱۹ میں دیکھیے۔

(۱۰) نہر شاہ اسماعیل صفوی (نہر شاہی)

۹۱۴ھ میں جب شاہ اسماعیل صفوی، زیارت مرقد امیر المومنینؑ کے لیے نجف آیا، تو اس نہر کی کھدائی کا حکم دیا، یہ نہر دراصل نہر علاء الدین جوینی ہی تھی، گذشتہ نہر کی تجدید کر کے اسے دوبارہ جاری کیا گیا، بادشاہ نے یہ نہر محقق کرکی اور ان کی اولادوں کے نام وقف کی۔ ۱۰۹۳ھ میں ابراہیم پاشا والی بغداد نے اس کی مرمت کروائی۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۱ ص ۲۸۹)

(۱۱) نہر شاہ طہماسپ صفوی

یہ نہر شاہ طہماسپ نے جاری کروائی، جو فرات سے کاٹی گئی اور کوفہ کے نواح اور نجف کو سیراب کرتی تھی۔

(اعیان الشیعۃ جلد ۱۱ ص ۱۵۵)

(۱۲) نہر شاہ عباس صفوی

۱۰۳۳ھ یا ۱۰۳۲ھ میں شاہ عباس صفوی نے پہلی بار نجف کی زیارت کی۔ اس نے وہاں دس دن قیام کیا اور اپنے جد اعلیٰ شاہ طہماسپ صفوی کو نہر کی کھدائی کروائی، کیوں کہ یہ نہر بہت اہم تھی اور اسی کے ذریعہ اہل نجف تک پانی پہنچتا تھا اس کا بچا ہوا پانی بحر نجف میں گر جاتا تھا۔

(اعیان الشیعۃ جلد ۱۱ ص ۱۵۶)

(۱۳) نہر شاہ صفی

۱۰۴۲ھ میں شاہ صفی صفوی نے حلہ سے کوفہ کی طرف ایک نہر جاری کی، یہ بھی فرات سے لائی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گئی تھی، اہل نجف بھی اس سے سیراب ہوتے تھے۔

(اعیان الشیعۃ جلد ۱۱ ص ۱۵۸)

(۱۴) نہر آصفیہ (نہر ہندیہ)

یہ نہر ۱۲۰۸ھ میں نواب آصف الدولہ والی۔ اودھ کے حکم سے جاری کی گئی تھی، اس کی تفصیل باب ۱۲ میں گزر چکی ہے۔

(۱۵) نہر امین الدولہ

امین الدولہ (ایران) نے عبداللہ خان وزیر فتح علی شاہ قاچاری کو پچاس ہزار تومان دے کر بھیجا اور اہل نجف کے استغاثہ پر نہر جاری کروائی۔ یہ کام مرزا تقی نے انجام دیا۔

(اعیان الشیعۃ جلد ۱۱ ص ۱۵۸)

(۱۶) نہر شیخ صاحب الجواہر

یہ نہر ۱۲۶۳ھ میں شیخ محمد حسن باقر صاحب جواھر الکلام نے جاری کروائی۔ جس کے لیے والی۔ اودھ امجد علی شاہ نے اسی ہزار تومان بھیجے تھے۔ یہ نہر، نہر آصفیہ سے نکالی گئی تھی اور شہر نجف کی چار دیواری تک آتی تھی۔

(اعیان الشیعۃ جلد ۱۱ ص ۱۵۹)

شیخ علی آل کاشف الغطاء نے لکھا ہے کہ اس نہر کے لیے رقم سید حسین بن سید دلدار علی غفراں مآب کے توسط سے پہنچی تھی۔

(الحصون المنیعۃ فی طبقات الشیعۃ جلد ۲ ص ۳۴)

(۱۷) نہر اسد اللہ

سید اسد اللہ بن سید محمد باقر رشتی، جب مرقد امیر المومنینؑ کی زیارت کیلئے آئے، تو وہاں کے لوگوں نے کھارے پانی کی شکایت کی، ان کی تحریک سے نہر صاحب الجواھر کی دوبارہ صفائی کی گئی اس سے ایک نہر نکالی گئی۔

(تحفۃ العالم جلد ۱ ص ۲۹۲)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۱۸) نہر کروری

ایک ایرانی تاجر کروری نے جاری کروائی تھی۔ (الاحکام صفحہ ۱۰۵)

(۱۹) نہر حمیدیہ (نہر عبدالغنی)

یہ نہر ترکی بادشاہ سلطان عبدالحمید کی یادگار ہے۔ جو ۱۳۰۵ھ میں جاری کی گئی تھی۔ اس نہر کے اجراء میں والی بغداد عبدالغنی کی اعانت بھی شامل تھی۔ اسی لیے اسے ''نہر عبدالغنی'' بھی کہتے تھے۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۱ ص ۳۰۲)

شیخ محمد حسین حرز الدین نے نہر حمیدیہ (ثانی) اور نہر مرزا خلیلی کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۱ ص ۳۰۷، ۳۱۰)

نجف کے مطابع

شیخ باقر آل محبوبہ نے نجف کے ۱۳ قدیم مطبعوں کا تذکرہ کیا ہے جو اس طرح ہیں۔

(۱) مطبعۃ حبل المتین:

یہ سید جلال ایرانی اور ان کے بھائی سید محمد ایرانی نے قائم کیا۔ انھوں نے بہت سی عربی اور فارسی کتابیں شائع کیں۔ جن میں محمد علی هبۃ الدین شہرستانی کی کتابیں شامل ہیں۔ شیخ محمد حسین کاظمی کی کتاب ''هدایۃ الانام'' اسی پریس سے چھپی تھی۔

(۲) مطبعۃ العلویۃ (۱۳۲۹ تا ۱۳۳۶ھ)

(۳) مطبعۃ الحیدریۃ

(۴) مطبعۃ المرتضویۃ (۱۳۴۰ھ)

بہت سی کتب زیارت وادعیہ شائع کیں۔

(۵) مطبعۃ العلمیۃ

اس کے مالک شیخ محمد ابراہیم کتبی تھے۔ ۱۳۵۶ھ میں قائم ہوا۔ انہوں نے شیخ مفید، سید

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مرتضیٰ، شیخ طوسی کی کتابوں کے علاوہ بہت سی علمی کتب شائع کیں۔

(۶) مطبعۃ الغری الحدیثۃ

شیخ محمد علی صحاف کا مطبع تھا۔ ۱۳۳۹ھ میں کھلا۔ محدود پیمانے پر کتابیں شائع کیں۔

(۷) مطبعۃ دار النشر والتالیف

یہ آل کاشف الغطاء کا مطبع تھا لیکن قائم ہونے کے چند سال بعد بند ہو گیا۔

(۸) مطبعۃ الراعی

یہ مطبع جعفر خلیلی نے قائم کیا تھا۔ جو ۱۳۶۷ھ میں بغداد منتقل ہو گیا۔

(۹) مطبعۃ الزھراء

مرزا خلیلی کا بہت عمدہ پریس تھا۔ یہاں مصر اور ایران سے بھی کتابیں آتی تھیں۔ انھوں نے علوم دینیہ و شرعیہ کی کثیر کتابیں شائع کیں لیکن پھر بغداد منتقل ہو گئے۔

(۱۰) مطبعۃ النجف

۱۹۵۵ء میں قائم ہوا۔ ہادی اسدی اس کے مہتمم تھے، کثیر تعداد میں علمی اور فقہی کتابیں شائع کیں۔

(۱۱) مطبعۃ النعمان

۱۳۷۶ھ میں حسن شیخ ابراہیم کتبی نے قائم کیا اور علمی و ادبی کتابیں کثرت سے شائع کیں۔

(۱۲) مطبعۃ القضاء

۱۳۷۶ھ میں سید ابراہیم فاضلی نے قائم کیا۔

(۱۳) مطبعۃ الآداب

نجف کے قدیم مطابع میں آخری مطبع جو ۱۳۷۷ھ میں قائم ہوا۔ عبد العزیز بغدادی اس کے مہتمم تھے۔

(ماضی النجف و حاضرھا جلد ۱ ص ۱۷۴ تا ۱۷۸)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نجف کی صحافت

شیخ جعفر آل محبوبہ نے لکھا ہے کہ عراق میں صحافت کی ابتداء بغداد سے ہوئی۔۱۲۸۶ھ میں پہلا ادبی جریدہ جاری ہوا جس کا نام "الزوراء" تھا لیکن نجف میں پہلا ادبی اور علمی جریدہ ۱۳۲۸ھ میں نکلا جس کا نام "مجلۃ العلم" تھا۔اس کی اشاعت مطبعۃ حبل المتین سے ہوئی تھی اور یہ ھبۃ الدین شہرستانی کی ارادت میں نکلتا تھا۔اس کے زیر اثر نجف میں مندرجہ ذیل جریدے بھی نکلنے لگے:

(۱)۔درۃ نجف:

اس کا اجراء ۱۳۲۹ھ میں ہوا۔طباعت مطبعۃ العلویۃ میں ہوئی۔بعض شمارے مطبعۃ حبل المتین میں بھی چھپے۔اس کے مہتمم آغا محمد محلاتی اور شیخ حسین صحاف نخعی تھے۔

(۲)۔الغری:

فارسی مجلہ تھا۔شیخ محمد حسین صحاف نجفی کی ارادت میں نکلتا تھا۔یہ عراق کا پہلا فارسی مجلہ ہے۔

(۳)۔نجف:

۱۳۲۸ھ میں جاری ہوا۔اس کے مدیر سید مسلم آل زوین تھے۔فارسی مجلّہ تھا۔

(۴)۔الاستقلال

سید محمد عبدالحسین کی صدارت میں نکلتا تھا۔۱۳۳۸ھ میں جاری ہوا۔اس کی طباعت مطبعۃ الحیدریۃ سے ہوتی تھی۔

(۵)النجف

علمی اور ادبی جریدہ تھا۔یوسف رجیب کی ادارت میں ۱۳۴۳ھ میں نکلنا شروع ہوا۔مطبعۃ العلویۃ سے طبع ہوتا تھا۔مدیر محمد علی بلاغی تھے۔

(۶)الحیرۃ

۲۴رجب ۱۳۴۵ھ میں اجراء ہوا۔شیخ عبدالمولی طریحی، قسم مدرسی اور جعفر خلیلی اس کے لکھنے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

والے تھے،مطبعۃ العلویۃ سے طبع ہوتا تھا۔

(۷)الفجر الصادق

جعفر خلیلی کی ادارت میں نکلتا تھا۔اس میں ۸۰ صفحات ہوتے تھے۔۱۳۴۸ھ میں مطبعۃ العلویۃ سے جاری ہوا۔

(۸)الاعتدال

علمی، ادبی، اخلاقی، اجتماعی اور تاریخی مجلہ جس کا اجراء ۱۳۵۱ھ میں ہوااور محمد علی بلاغی کی ادارت میں نکلتا تھا۔

(۹)الراعی

جعفر خلیلی کی ادارت میں ۱۳۵۳ھ میں شروع ہوا۔

(۱۰)المصباح

علمی، ادبی اور تاریخی موضوعات پر مشتمل جریدہ ۱۳۵۳ھ میں محمد رضا حسان کی ادارت میں شروع ہوا۔شاعر سید صالح بحر العلوم نے اس کے ۸ شماروں کی ارادت کی پھر ۱۳۵۵ھ میں بند ہوگیا۔

(۱۱)الغری

۱۳۵۸ھ میں اجراء ہوا۔شیخ عبد الرضا کاشف الغطاء کی ارادت میں۔

(۱۲)العدل الاسلامی

۱۳۶۵ھ میں اجراء ہوا۔محمد رضا مطبعی مدیر تھے۔

(۱۳)البیان

علی خاقانی کی ارادت میں ۱۳۶۵ سے شروع ہوا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۱۴) الدلیل

شیخ عبدالہادی اسدی کی ارادت میں ۱۳۶۵ھ میں جاری ہوا اور صرف دو سال چلا پھر بند ہوگیا۔

(۱۵) العقیدۃ

۱۳۶۷ھ میں فاضل خاقانی کی ارادت میں نکلا۔ اس جریدہ کے موضوعات سیاسی اور ادبی تھے۔

(۱۶) البذرۃ

۱۳۶۷ھ میں جاری ہوا۔

(۱۷) النجف

سید ہادی فیاض کی ادارت میں ۱۳۷۶ھ میں جاری ہوا۔

(۱۸) النشاط الثقافی

سید مرتضیٰ حکمی کی ارادت میں ۱۳۷۷ھ میں جاری ہوا۔

(۱۹) الحوزۃ

۱۳۷۷ھ میں ریاض حمزہ اور شیر علی کی ارادت میں نکلا۔

(ماضی النجف وحاضر جلد ۱ ص ۱۷۸، ۱۸۳)

شہر نجف کی فصیلیں

فصیل ایسی چار دیواری کو کہتے ہیں جو کسی شہر یا عمارت وغیرہ کی حفاظت کے لیے بنائی جاتی ہے۔ شہر نجف کے تحفظ کے لیے مختلف وقتوں میں فصیلیں بنائی جاتی رہیں۔ کیونکہ نجف اس جنگل سے متصل تھا جس کا سلسلہ آگے بڑھ کر شام کے جنگلات سے مل گیا تھا اور ہر وقت عرب اور غیر عرب کی لوٹ مار کا خطرہ رہتا تھا اس لئے شیعہ سلاطین و امراء نے لٹیروں کی تاخت سے اسے محفوظ رکھنے کے لئے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فصیلوں کی تعمیر کی۔

پہلی فصیل

عضد الدولہ نے تعمیر کی۔

دوسری فصیل

سلطان الدولہ کے وزیر حسن بن سہلان نے ۴۰۰ھ میں بنائی۔ جیسا کہ ابن اثیر نے ذکر کیا ہے کہ حسن بن سہلان بیمار ہوا تو اس نے نذر کی کہ اگر بیماری سے مجھے شفا ہوگئی تو میں نجف کی فصیل بناؤں گا۔ خدا نے اسے شفا بخشی اور اس نے ایفائے نذر میں فصیل کی تعمیر کی۔

تیسری فصیل

بعض شاہان ہند نے بنوائی جیسا کہ بستان السیاحۃ میں مذکور ہے کہا جاتا ہے کہ یہ دوسری سے بھی وسیع تھی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نادر شاہ جب نجف آیا تو اسی نے شہر پناہ بنانے کا حکم دیا۔ نادر شاہ ۱۱۵۶ھ میں آیا تھا۔ غالباً اس نے سابقہ شہر پناہ ہی کی درستی کی تھی۔

چوتھی فصیل

فتح علی شاہ قاچاری کے وزیر نظام الدولہ محمد حسین خاں علاف اصفہانی نے تعمیر کی یہ سابقہ تمام شہر پناہوں سے بلند اور سب سے مضبوط تر تھی اس کے بہت سے حصے شاہ عراق کے حکم سے گرا وئے گئے حالانکہ کوئی ضرورت گرانے کی نہ تھی۔

(اعیان الشیعہ علامہ محسن عاملی جلد سوم)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۱۵

دُرِّ نجف وموئے نجف

دُرِّ نجف سے متعلق امیر المومنینؑ کی پیشنگوئی

حافظ رجب برسی علیہ الرحمہ امیر المومنینؑ کے اخبار بالغیب کے سلسلہ میں آپ کا ایک مقولہ بھی نذر قرطاس فرماتے ہیں توقعوا احول الفرج لا عظم و اقبالہ نوحا نوحا ازجعل اللہ حصاء التحمت جوھرا وجعلہ تحت اقدام المومنین.

(مشارق الانوار الیقین فی اسرار امیر المومنینؑ)

مسرت عظیم کی امید اس وقت کرو جب خداوند عالم نجف کے سنگریزوں کو گوہر بنا دے اور وہ اہل ایمان کے قدموں کے نیچے آئیں۔

اس سے واضح ہوا کہ دُرّ نجف کا وجود میں آنا بھی لسان امیر المومنینؑ سے ظاہر ہوا ہے اور ارض نجف میں دُر کی پیداوار دفنِ امیر المومنینؑ کے بعد سے ہے۔

دُرِّ نجف پہننے کا ثواب

بسند معتبر مفضل ابن عمرو سے منقول ہے کہ میں ایک دن حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں درنجف کی انگوٹھی پہنے ہوئے گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اے مفضل اس نگینے کے دیکھنے سے مومنین و مومنات کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور اور ان کی آنکھوں کا درد دور ہوتا ہے اور مجھے ہر مومن کے لیے یہ بات پسند ہے کہ پانچ انگوٹھیاں اپنے ہاتھ میں رکھے۔ اول یاقوت کی کہ وہ سب سے عمدہ ہے۔ دوسری عقیق کی کہ وہ خدائے تعالیٰ اور ہم اہل بیتؑ کے لیے خلوص رکھنے والا نگینہ ہے۔ تیسری فیروزے کی جو آنکھوں کو قوت دیتا ہے سینے کو کشادہ کرتا ہے۔ دل کو تقویت پہنچاتا ہے اور جب بندۂ مومن کسی کام کو جانے لگے اور اس کو پہن کر جائے تو وہ حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ چوتھی حدید چینی لیکن اس کے متعلق میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ اسے ہر وقت پہنے رہے بلکہ اگر کسی شخص کے شر سے ڈرتا ہو اور اس کی ملاقات کو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جائے اور اسے پہن کر جائے اس کے شر سے محفوظ رہے اور چونکہ حدید چینی شیطان کو دور کرتا ہے اس واسطے اس کا پاس رکھنا مناسب ہے پانچویں اس دُر کی جسے خدائے تعالیٰ نجف اشرف میں پیدا کرتا ہے جو شخص اس کو ہاتھ میں پہنے تو خداوند عالم ہر نگاہ کے عوض میں جو اس پر کی جائے زیارت حج اور عمرہ کا ثواب اس کے نامۂ عمل میں لکھے گا۔ اس کا ثواب انبیاء اور صالحین کے برابر ہوگا اور اگر خدا ہمارے شیعوں پر رحم نہ کرتا تو دُر نجف کا ایک ایک نگینہ بڑی بڑی قیمتیں رکھتا لیکن خدائے تعالیٰ نے ان کے لیے یہ نگینے سستے کر دیئے کہ امیر وغریب سب پہن سکیں۔

(حلیۃ المتقین صفحہ ۳۹، ۴۰)

دُر نجف کی خصوصیت

ازل سے ہے نام علیؑ نقش دل پر   وہ در نجف ہے نگینہ ہمارا (میر انیسؔ)

یہ پتھر سفید رنگ کا بلوری چمکدار ہوتا ہے۔ نجفِ اشرف میں پایا جاتا ہے۔ جو مقام عرف عام میں داخل نجف ہے۔ اس زمین کو اسی درِ بے بہا کے لیے افضیلت وشرف حاصل ہے۔ اس کی فضیلت کتب میں بہت مندرج ہے در نجف کی انگوٹھی خدائے تعالیٰ نے تحائف میں حضرت علیؑ کو عطا فرمائی۔ اس کی عظمت میں اور کوئی پتھر اس کے ہم رتبہ نہیں۔ قادر مطلق نے اس کی پیداوار بہت رکھی ہے۔ جس کی وجہ سے بہت ارزاں ہے تاکہ امیر وغریب ہر شخص اس سے مستفید ہو سکے۔ روایت صفوان جمال سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو آراضی مرقد منورہ کے قریب ہے اس حکم میں داخل ہے کہ اگر قریب روضۂ مطہر سے نہ ملے تو شہر میں جس مقام پر ملے اٹھا لے۔ بالائے زمین بھی دستیاب نہ ہو سکے تو زمین کھود کر حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ بلوری سخت اور اعلیٰ قسم کا ہے۔

زیر زمین یہ پتھر بہت دستیاب ہوتا ہے۔ نجفِ اشرف کے بازار میں نگینہ ساز دو قسم کے دُر نجف بری و بحری فروخت کرتے ہیں۔ بحری در نجف نہایت سفید و براق ہوتا ہے اور بری میں چمک کم ہوتی ہے۔ روایت ہے کہ ایک روز مفضل بن عمر جو در نجف کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے مفضل اس نگینہ کو دیکھنے سے خوشی حاصل ہوتی ہے اور درد چشم میں ہر مومن اور مومنہ کے لیے مفید ہے۔ در نجف کی انگوٹھی پر نظر کرنا اور ہاتھ میں پہننا، خدائے تعالیٰ ثواب زیارت و حج و پیغمبران و صالحان کا اس کے نامۂ اعمال میں لکھتا ہے اور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مزاج میں خوشی پیدا کرتا ہے۔

ابو طاہرؒ سے روایت ہے کہ میں نے اس حدیث کو امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث میرے جدِ بزرگوار حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ نگینہ ہر شخص کے لیے فائدہ رساں ہے۔

موئے نجف

بلوری چمک کا سفید، گرے، ہلکا پیازی رنگ کا دیدہ زیب قدرتی خوشنما شفاف پتھر ہے۔ اس میں قدرت نے مثل بال متوازی و غیر متوازی سیاہ، پیلی گولڈن لکیریں عطا کی ہیں۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کترے ہوئے بکھرے بال یا بالوں کا گچھا ہے۔

اس کے متعلق مشہور ہے کہ اس میں حضرت علیؑ کے بالوں کا عکس ہے۔ اس پتھر پر نظر رکھنا اس کا استعمال خداوند عالم کی طرف رجحان بڑھاتا ہے۔ صحت وتندرستی کے لیے کارآمد ہے۔ اس کے افعال و خواص اور اثرات دُرّ نجف سے مشابہ ہیں۔

موئے نجف کی انگوٹھی ولاکٹ صوفیائے کرام، درویش بڑی عقیدت سے استعمال کرتے تھے۔ نفسیاتی امراض میں مبتلا افراد کو بطور لاکٹ استعمال کرنا چاہیے۔

میر انیسؔ کے دُرّ نجف

دُرِ نجف کیونکہ مدفنِ امیر المومنینؑ سے نسبت رکھتا ہے اس لیے مجازاً اولادِ امیر المومنینؑ کو بھی درنجف کہتے ہیں۔ میر انیسؔ نے درنجف کو مختلف معنوں میں استعمال کیا ہے جیسے انہوں نے انصار امام حسینؑ کو بھی درنجف کہا ہے جو انصار حسینؑ کے منتخب اور نایاب ہونے کے معنوں میں ہے۔ ذیل میں عنوانات کے تحت مثالیں درج کی جا رہی ہیں:

ناقدری فن:

اندھیر یہ ہے چاند بتاتے ہیں کلف کو
کھو دیتے ہیں شیشے کے لیے دُرنجف کو

امام حسینؑ کے دندان مبارک:۔

جب مسکرا کے گوہر یکتا دکھاتے ہیں
سمرن دُرنجف کی مسیحا دکھاتے ہیں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امام حسینؑ ذوالجناح پر سوار ہوئے:

جب صدر زیں پہ دوشِ نبیؐ کا مکیں چڑھا — خاتم پہ جیسے دُرِ نجف کا نگیں چڑھا

حرؑ نے امام حسینؑ کو پالیا:

دل صفا ہوگیا سینے میں تو پائے یہ شرف — جبکہ آنکھیں ہوئیں حق بیں تو ملا دُرِ نجف

امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ:

جاں ان میں لگی ہے مرا دل ان کی طرف ہے — یہ لعل ہے زہراؑ کا تو یہ دُرِ نجف ہے

حضرت عباسؑ:

عباسِ علیؑ گوہر دریائے شرف ہے — سو لعل نہ پہنچیں جسے وہ دُرِ نجف ہے
وہ علمدار کہ جو شیر الٰہی کا خلف — گوہر بحرِ وفا نیر دیں دُرِ نجف
کس باپ نے آفاق میں پایا شرف ایسا — خاتم پہ جہاں کے نہیں دُرِ نجف ایسا
دیکھا نہیں جہان میں شیر اس جمال کا — دُرِ نجف ہے فاطمہ زہراؑ کے لعل کا

حضرت عباسؑ کے دندانِ مبارک:

حیرت ہے صفا دیکھ کے ان دانتوں کی صف کی — دو لعلوں میں تسبیح ہے اک دُرِ نجف کی

کمرِ حضرت عباسؑ کی مدح:

ہے بالِ سیہ دُرِ نجف میں نظر آتا — مثلِ رگِ گل تابِ نزاکت نہیں پاتا

حضرت عباسؑ کی آنکھیں:

سادہ نگیں حدید کا دُرِ نجف میں ہے — پتلی نہ جانیو دُرِ مکنوں صدف میں ہے

حضرت علی اکبرؑ کی آنکھیں:

موئے نگین درِ ثمین نجف ہے یہ — آنکھوں پہ جس کو رکھتے ہیں مردم شرف ہے یہ

کمرِ حضرت علی اکبرؑ:

یہ شور صدا رہتا تھا مشتاقوں کی صف میں — ہے موئے کمر بال ہے یا دُرِ نجف میں

حضرت علی اصغرؑ کا سینہ:

خوشبو میں یہ از عطرِ گلاب اس کا پسینہ — سینہ نہیں اک دُرِ نجف کا ہے نگینہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تدفین حضرت علی اصغرؑ:

یہ گوہر نایاب ہے پاکیزہ صدف کا
سونپا ہے تجھے میں نے نگیں دُرِ نجف کا

خاکِ کربلا کی چمک:

اور سنگ ریزے دُرِ نجف بن گئے تمام
صحرا کو مل گیا شرف وادی السلام

جوانانِ بنی ہاشم:

قاسمؑ سدھارے شیر خداؑ کے خلف گئے
سارے مرے چنے ہوئے دُرِ نجف گئے

امام حسینؑ کے انصارِ باوفا:

خورشید دیں کے فیض سے کیا کیا شرف ملے
روشن ہے جس سے عرش وہ دُرِ نجف ملے

خود وادی السلام جو چھانے نجف کی خاک
ایسے کبھی ملیں نہ گہر ہائے پاک و صاف

تسبیح ہاتھ آئی یہ کس نیک نام کو
دُرِ نجف تھے وہ جو ملے تھے امامؑ کو

مرزا دبیرؔ کے دُرّ نجف

جب ہم نے مرزا دبیرؔ کے مجموعہ کلام دفتر ماتم کی ۲۰ جلدوں کا مطالعہ کیا تو اندازہ ہوا کہ مرزا دبیرؔ نے مرثیوں میں دُرِ نجف کی تشبیہات کو بہت کم استعمال کیا ہے۔ سلام میں چند اشعار ہیں جن میں دُرِ نجف کا ذکر ہے لیکن کمالِ فن یہ ہے جو بھی تشبیہ استعمال کی ہے وہ نادر ہے۔

اس موضوع پر انھوں نے بہت عمدہ رباعیاں بھی کہی ہیں جو رباعیات کے باب میں شامل ہیں۔ یہاں مرثیوں سے مثالیں پیش کی جا رہی ہیں:

امام حسنؑ و امام حسینؑ کے آنسو:

شبنم کے کرتے پہنے تھے حیدرؑ کے گلبدن
دُرِ نجف تھے اشک رواں میں ضیا فگن

امام حسینؑ:

بہتر کوئی موتی نہیں اس دُرّ صدف سے
کونین کی ہے آبرو اس دُرّ نجف سے

امام زین العابدینؑ:

ہند نے دیکھ کے رانڈوں کی طرف دی یہ صدا
خاک پر دُرِ نجف ہائے پڑا ہے کس کا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حضرت عباسؑ:

آفاق میں ثانی نہیں اس دُر نجف کا — غل تھا یہ گہر ہے صدفِ عز و شرف کا
مضمون ہیں عباسؑ کے یہ عز و شرف کے — دیکھو تو سہی صاف یہ موتی ہیں نجف کے

حضرت عباسؑ دریا پر:

اس دُرنجف کا جو پڑا فوج میں سایا — دریا گہرِ صاف کے پانی میں نہایا
وہ دُرنجف کہہ کے یہ دریا میں در آیا — نذرانہ لیے آبرو اپنی گہر آیا

حضرت علی اکبرؑ:

خاک میں درنجف کوئی ملا دیتا ہے

اے خاکِ پاک دُرِّ نجف کی تلاش ہے — اے کربلا بتا کہاں اکبرؑ کی لاش ہے

حضرت قاسمؑ:

قبلے کی سمت سبحہ بکف ہیں کھڑے ہوئے — کنٹھے گلے میں دُرِ نجف کے پڑے ہوئے

جوانانِ بنی ہاشمؑ:

سب شیرِ حق کے لعل ہیں زہراؑ کے پیارے ہیں — دُرِ نجف ہیں عرشِ معلّی کے تارے ہیں
اب لعل لہو میں جو ہر اک دُرِّ نجف ہے — یہ کہتے ہیں کچھ غم نہیں حق اپنی طرف ہے

اسیرانِ حرمؑ:

جب شام کے بازار میں دُرِّ نجف آئے — سلطانِ نجف کے حرم آئے خلف آئے

انصارِ امام حسینؑ:

اور فوج ابنِ شاہِ نجف انتخاب تھی — دُرِ نجف یہ غازیوں کی آب و تاب تھی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۱۶

حوزہ علمیہ نجف کی اجمالی تاریخ

نجف کے حوزہ علمیہ کی بنیاد امیر المومنینؑ نے رکھی

۱۲ رجب المرجب ۳۶ھ روز دوشنبہ اسلامی تہذیب وتمدن کے گہوارہ کوفہ کی تاریخ کا ایک عظیم الشان دن تھا جو تاریخ کوفہ میں سنہری حروف کے ساتھ مرقوم ہونے کے لائق ہے، جس روز سرکار سید الاولیاء باب مدینۃ العلم حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ جنگِ جمل سے مظفر و منصور ہو کر سر زمینِ کوفہ میں تشریف لائے۔ امامؑ کی تشریف آوری کی خبر پہلے ہی کوفہ اور اس کے گردونواح میں پھیل چکی تھی اور اس روز کوفہ میں لوگوں کا بے حد ہجوم تھا، ہر طرف کے لوگ، مرد، عورتیں اور بچے جانشین پیغمبر اور عظیم اسلامی قائد کی زیارت کے لیے جمع تھے۔ ہر شخص کی نگاہ بصرہ کی طرف جانے والے راستہ کی جانب تھی اور بڑی بے تابی سے امیر المومنینؑ کی آمد کی منتظر تھی، آخر بصرہ کی جانب سے گرد اٹھی اور لوگوں نے ایک عظیم الشان قافلہ کو کوفہ کی جانب آتا ہوا دیکھا، جناب امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ جلیل القدر صحابہ، تابعین اور زہاد کی ہمرکابی میں کوفہ میں داخل ہوئے، یہ جلیل القدر قافلہ کوفہ کی شاہراہ کو عبور کرتا ہوا مسجد کی جنوبی طرف قصر الامارہ کے مغربی دروازہ کے سامنے کھلے میدان میں آ کر قیام پذیر ہو گیا۔ جہاں بے شمار عرب قبائل کے سردار، رؤساء اور اشرافِ شہنشاہ ولایت کے استقبال کے لیے منتظر تھے، امیر المومنین رہوار سے اترے اور جناب کا اسباب اتارا گیا، شریعت اسلامی کے عظیم الشان محافظ نے اترتے ہی مسجد کوفہ کا رخ کیا اور سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو کر نماز تحیۃ المسجد ادا فرمائی اور ضروری وظائف سے فراغت پا کر امام عالی مقام مسجد سے باہر تشریف لائے اور مسجد کی جنوبی جانب میں قصر الامارہ کے سامنے کھلے میدان میں امام نے اپنے کوفی میزبانوں اور قبائلی رؤساء سے ملاقات فرمائی، اور مختلف موضوعات پر گفتگو فرمائی۔

رؤساء کوفہ بار بار دریافت فرما رہے تھے۔ اے امیر المومنینؑ کیا آپ کی رہائش کا انتظام

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سرکاری قصر الامارہ میں کیا جائے؟ امام بڑی سنجیدگی سے ارشاد فرماتے ہیں کہ میں فتنہ وفساد کی آماج گاہ میں رہائش پذیر ہونا نہیں چاہتا، پس آپ کی رہائش کا انتظام آپ کے خواہر زادہ جعدہ بن ھبیرہ مخزومی کے مکان میں کیا گیا۔ جہاں امام ابتدائی ایام میں مقیم رہے، حتیٰ کہ قصر الامارہ کے سامنے آپ کے لیے ایک مختصر سا معمولی طرز کا مکان بنا دیا گیا۔

اور یہ عدل و مساوات کی ایک عظیم مثال تھی کہ دنیائے اسلام کا عظیم قائد اور تمام ممالک اسلامیہ کا حکمران قصر الامارہ کے سامنے ایک مختصر سی جھونپڑی میں مقیم ہو گیا۔

(کتاب الصفین نصر بن مزاحم صفحہ ۳، صفحہ ۵ طبع مصر بحار الانوار ج ۸ صفحہ ۴۶۶)

آج بھی مسجد کوفہ کی مغربی جانب قبلی دیوار کے پس پشت امیر المومنینؑ کا بیت الشرف امیر المومنینؑ کی پاکیزگی اور زہد و تقویٰ کی تصویر پیش کرنے کے علاوہ اسلام کے ایک سنہری دور کی یاد تازہ کر رہا ہے۔

اگرچہ آج کوفہ کی وہ آب و تاب نہیں رہی جو اس کے وقتِ شباب میں تھی، مورخ براقی نے لکھا ہے کہ ابتدائی دور میں کوفہ سولہ میل لمبا تھا جس میں ربیعہ، مضر اور دیگر بڑے عربی قبائل کے پندرہ ہزار مکانات تھے اور یمنی قبائل کے ساٹھ ہزار اور دیگر مختلف قبائل کے چوبیس ہزار گھر تھے۔

(تاریخ الکوفہ صفحہ ۱۱۰ نجف (۲) مرآۃ الزمان جلد ۸ صفحہ ۶۵ طبع دکن)

نصر بن مزاحم منقری کی کتاب "وقعۃ الصفین" کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوفہ کی آبادی باب النخیلہ سے کافی قریب ہو چکی تھی، باب النخیلہ کوفہ کا تجارتی مرکز اور فوجی چھاؤنی کی حیثیت رکھتا تھا۔

امیر المومنینؑ کی آمد سے قبل بھی کوفہ میں صحابہ مقیم تھے، ابن سعد نے طبقات جلد ۶ میں لکھا ہے کہ کوفہ میں ایک سو اڑتالیس صحابہ مقیم تھے۔ ابن الجوزی نے مرآۃ الزمان صفحہ ۲ دکن میں لکھا ہے کہ: کوفہ میں تین سو صحابہ نے وفات پائی، مگر امیر المومنینؑ کی تشریف آوری علمی تحریکات کی ترقی کیلئے نیک فال ثابت ہوئی اور آپ نے مسجد کوفہ میں عظیم الشان حلقہ درس کا آغاز فرمایا، آپ کے فصیح و بلیغ خطبوں اور آپ کے قیمتی درس کو سننے کیلئے ہزار ہا عرب قبائل، صحابہ، تابعین حاضر ہوتے تھے، اور کوفہ میں عدل و انصاف اور علم دوستی کا دور دورہ تھا، یہ آپ کی تربیت کا اثر تھا کہ آپ کے حلقۂ درس سے رشید ہجری اور میثم

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تمار جیسے خدا رسیدہ علماء اور اجلاء فارغ التحصیل ہوئے جن کے خون اور گوشت میں آپ کی مقدس تعلیمات کا اثر سرایت کر چکا تھا، حتیٰ کہ جب بعد کی جابر و ظالم حکومتوں نے حب علیؑ کے جرم میں ان کو تختۂ دار پر لٹکایا تو موت و حیات کی روح فرسا کشمکش میں ان کی قوتوں کو یہ احساس دلایا جا رہا تھا کہ امیر المومنینؑ کی مقدس صحبت سے صحیح معنی میں فیض پانے والے باطل کے سامنے سر نہیں جھکا سکتے۔

رشیدؒ ہجری تاریخ میں پہلے انسان ہیں جنہوں نے حق پرستی کی سزا میں ہاتھ پاؤں کٹ جانے کے بعد بھی اہل کوفہ کے سامنے تاریخی خطبہ دیا۔

ایتونی بصحیفة ودواة اذ کر لکم مایکون مما علمنیه مولای امیرالمومنین فاتوه بصحیفة ودواة فجعل یذ کرو یملی علیهم اخبار اطلاحم و ولیسندها ای امیرالمومنین۔

(بحارالانوار جلد ۹ صفحہ ۶۴۸ الاختصاص صفحہ ۷۲ اطبع نجف، اعیان الشیعہ جلد ا صفحہ ۲۴)

میرے پاس ایک دفتر اور قلم دوات لاؤ تا کہ میں تم کو وہ علوم لکھواؤں جو میں نے اپنے مولا امیر المومنینؑ سے پڑھے ہیں۔ جب ان کے پاس دفتر اور قلم دوات لائی گئی تو انہوں نے آئندہ درپیش ہونے والے واقعات اور حوادث لکھوانا شروع کر دیئے اور ان کی سند امیر المومنینؑ کی طرف فرمانا شروع کر دی حتیٰ کہ حکم دے دیا گیا کہ ان کی زبان قطع کر دی جائے۔ اسی طرح تاریخ میں حضرت میثم تمارؒ کے وہ فقرے موجود ہیں جو انہوں نے تختۂ دار پر آ جانے کے بعد اہل کوفہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمائے۔

سلونی قبل ان اقتل فر اللہ لا خبر تکم بما یکون الی ان یقوم الساعة و مایکون من الفتن۔

(بحارالانوار جلد ۹ صفحہ ۶۳۱)

اے اہلِ کوفہ قبل اس کے مجھ میں قتل کر دیا جائے مجھ سے سوال کرو میں تم کو قیامت تک واقع ہونے والے فتنوں کی خبر دے دوں۔ یہ امیر المومنینؑ کی تربیت کا اثر تھا کہ ان کے اجلاء تلامذہ علوم شرعیہ میں مہارت تامہ رکھنے کے باوجود قیامت تک آنے والے واقعات سے بھی آشنا تھے اور تختہ دار پر بلند آواز سے اعلانِ حق کرنا اور اپنے امام عالی مقام جیسے استاد عظیم سے حاصل کردہ اسباق بیان کرنا ان حضرات کا شیوہ تھا۔ امیر المومنینؑ کے تلامذہ میں سے آپ کے جلیل القدر صحابی ابورافع ملی ہیں۔ جنہوں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے کتاب السنن والاحکام والقضایا تصنیف کی

(رجال النجاشی صفحہ ۵ معجم الرجال آیۃ الرجال آقائے خوئی جلد اول صفحہ ۷ ۴ طبع نجف اشرف)

ان کے فرزند علی بن رافع امیر المومنینؑ کے کاتب دیوان تھے جنہوں نے فقہ پر ایک گرانقدر کتاب الجامع تصنیف کی صفحہ ۲ علامہ ابن شہر آشوب زندانی متوفی ۵۸۸ھ نے معالم العلماء صفحہ ۳ میں تحریر فرمایا ہے صحیح روایت یہ ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے تصنیف کا کام امیر المومنینؑ نے انجام دیا۔ ان کے بعد حضرت سلمان فارسیؓ ان کے بعد ابوذر غفاریؓ، اصبغ بن نباتہ، ان کے بعد عبید اللہ بن ابی رافع نے تصنیف کا عمل جاری فرمایا۔ حضرت ابن عباس امیر المومنینؑ کے تلمیذ رشید تھے اور آپ کو امیر المومنینؑ کے علم کی نسبت اس طرح ہے جس طرح سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ آپ امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد اس قدر روئے کہ نابینا ہو گئے۔ (الغدیر)

کوفہ میں حضرت زینب الکبریٰؑ کا حلقۂ درس

جناب امیر المومنینؑ کی دختر گوہر عصمت حضرت زینب الکبریٰؑ جن کے علم کی وجہ سے آپ کو امام زین العابدینؑ نے عالمۃ غیر معلمہ کے لقب سے یاد فرمایا۔ آپ کے علم کے متعلق شیخ صدوق فرماتے ہیں **کانت لھانیابة عن الحسین و کانت الشیعه ترجع الیھا فی الحلال والحرام حتی برزین العابدین** آپ کو امام حسینؑ کی نیابت کا شرف حاصل تھا اور امام زین العابدینؑ کے شفایاب ہونے تک حلال وحرام کے شرعی مسائل میں شیعہ ان کی طرف کی رجوع کرتے تھے۔ (شجرۂ طوبیٰ صفحہ ۳۹۲) فاضل علامہ جزائری فرماتے ہیں: **کان لھا مجلس فی بیتھا ایام اقامنھا فی الکوفه و کانت تفسر القرآن۔**

(خصائص زینبیہ صفحہ ۲۷ طبع نجف)

کوفہ میں قیام کے دوران اپنے مقام پر آپ علمی مجلس برپا کرتی تھیں اور قرآن مجید کی تفسیر بیان کرتی تھیں۔ علامہ مظفری نے الطراز المذہب میں فرمایا ہے کہ روساء کوفہ کی عورتیں ہر روز شہزادی کے حلقۂ درس میں شرکت کرتی تھیں اور کوفہ کی اکثر خواتین کو آپ ہی کا شرف تلمذ حاصل تھا۔

(الطراز المذہب صفحہ ۴۶۵، ریاحین الشریعہ جلد ۳ صفحہ ۵۷ طبع ایران)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کوفہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ کا حلقۂ درس

امیرالمومنینؑ کی وفات سے لے کر امام زین العابدینؑ کے زمانہ سے مختلف حوادث اور انقلابات کی وجہ سے کوفہ علمی مرکزیت سے خالی رہا۔ اگرچہ اس نازک دور میں بنی امیہ کی کڑی سے کڑی پابندیوں کے باوجود اشاعتِ علوم دینیہ کا سلسلہ جاری رہا۔

جب بنی امیہ کا آخری دور آیا اور بنی عباسیہ خلافت کے لیے جدوجہد کرنے لگے تو حکومت کی ذاتی الجھنوں کی وجہ سے اقتدار کی طاقتیں آل محمدؐ پر سابقہ پابندیوں سے غافل ہوگئیں، حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادقؑ نے اس زریں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے علوم دینیہ میں اپنی کوششیں تیز تر کردیں۔

مدینہ منورہ میں آپ کی علمی تبلیغات کا حلقۂ درس جاری ہوا اور ہزاروں تشنگاں فیض نے فائدہ اٹھایا۔

ابن حجر نے تسلیم کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید و ابن جریح، مالک بن سفیان ثوری، شعبہ، ایوب سجستانی جیسے اکابرامت نے ان ذوات مقدسہ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا۔

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۹ طبع مصر)

ابوحنیفہ اور امام مالک نے بھی امام جعفر صادقؑ کے دروس میں شرکت کی۔ امام مالک خود بیان کرتے ہیں:

''میں ایک زمانہ تک امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور میں نے اکثر ان کو عبادت میں مشغول پایا یا تلاوت کرتے ہوئے دیکھا۔ امام جعفر صادقؑ ان عابد و زاہد علماء میں سے ہیں جو کما حقہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ رکھتے ہیں۔

(شرح زرقانی جلد اول صفحہ ۲۲۳ طبع مصر)

ابوالعباس سفاح کے دور حکومت میں حضرت امام جعفر صادقؑ مدینہ سے کوفہ تشریف لے آئے اور دو سال وہاں قیام فرمایا۔ آپ کوفہ کے مشہور قبیلہ بنی عبدالقیس کے ہاں مقیم تھے۔

اس دوران میں آپ نے اپنے علمی فیوض و برکات کی نشر و اشاعت کیلئے مسجد کوفہ کو منتخب فرمایا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور وسیع پیمانہ پر حلقۂ درس وتدریس شروع ہو گیا۔ ابو العباس بن عقدہ کوفی متوفی ۳۳۲ھ نے اپنی کتاب الرجال میں چار ہزار محدثین کے حالات درج کیے ہیں جن کو امام سے شرف تلمذ حاصل ہوا اور انہوں نے آپ سے بے شمار احادیث نقل کیں۔

(معجم الرجال آقائے خوئی جلد اول صفحہ ۶۹ مناقب ابن شہر آشوب صفحہ ۱۷ تاریخ کوفہ براقی صفحہ ۵۴)

کوفہ کے مشہور محدث حسن بن علی بن الوشیاء کا قول ہے۔

انی ادرکت فی هذا المسجد تسع مائة شیخ کلهم یقول حدثنی جعفر بن محمد۔

(رجال نجاشی صفحہ ۲۱)

میں نے اس مسجد میں ۹۰۰ شیخ دیکھے جو سب یہی کہتے تھے کہ ہم نے جعفر بن محمدؑ سے حدیث نقل کی۔

نجف شیخ طوسیؒ کی ہجرت سے پہلے

مشہور یہی ہے کہ حوزہ میں علمی سرگرمیوں کے بانی شیخ الطائفہ ہیں جو ۴۴۹ھ میں بغداد سے ہجرت کر کے نجف اشرف تشریف لائے ان سے قبل نجف میں علماء موجود نہیں تھے مگر جلیل القدر محققین نے ثابت کیا ہے کہ شیخ کی آمد سے قبل بھی نجف علماء وفقہا ومحدثین کا مسکن تھا۔ علمائے رجال نے شیخ سے پہلے مندرجہ ذیل شخصیات کے نام لکھے ہیں۔

۱۔ احمد بن عبداللہ غروی امام جعفر صادقؑ کے صحابی ابان بن عثمان سے روایات نقل کرتے ہیں۔ ان کو غروی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

(رجال مامقانی جلد ۱ صفحہ ۴۲۲)

۲۔ شرف الدین نجفی متوفی ۳۰۸ھ نجف کے نقیب الاشراف اور زاہد ومتقی فاضل تھے۔

(رجال مامقانی جلد ۲ صفحہ ۸۳ تاریخ کوفہ صفحہ ۲۰۴)

۳۔ محمد بن علی بن فضل کوفی، شیخ صدوق متوفی ۳۸۰ھ کے شیخ تھے۔ جن سے ۳۵۴ھ میں شیخ صدوق نے مشہد امیر المومنین یعنی نجف اشرف میں احادیث کی روایات کی۔

(مقدمہ من لا یحضرہ الفقیہ صفحہ ۱۹)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۴۔ حسین بن جعفر مخزومی متوفی ۴۰۰ھ نجف کے نہایت ہی زاہد و عابد عالم تھے ان کا ذکر نجاشی نے کتاب الرجال صفحہ ۵۴ میں فرمایا ہے۔

ان بزرگواروں کے علاوہ چوتھی صدی میں حرم امیر المومنینؑ کے کلیددار آل شہر یار قمی خاندان کے علماء مشہور ہیں۔ جنہوں نے حرم اقدس کی خدمت کے ساتھ ساتھ علم و دین کی بھی کافی خدمات انجام دیں۔

(ماضی النجف وحاضرھا جلد دوم صفحہ ۴۰۸)

محدث جلیل السید عبدالکریم بن طاؤس نے لکھا ہے کہ ۳۷۱ھ میں عضد الدولہ بویہی حاکم عراق بغداد سے زیارت کے قصد سے نجف اشرف آیا۔ اس وقت یہاں ایک ہزار سات سو علوی سادات مقیم تھے اور ان کے علاوہ علماء وفقہا بھی تھے جن پر عضد الدولہ نے تین ہزار درہم تقسیم کیے۔

(فرحۃ الغریٰ صفحہ ۱۱۹)

شیخ طوسیؒ کی تشریف آوری سے قبل نجف اشرف میں علماء وفقہا کا وجود اس قدر مسلم ہے کہ شیخ المحدثین آغا بزرگ طہرانی نے تفسیر تبیان کے مقدمہ میں اس طرح اپنی تحقیق کو بیان فرمایا ہے۔

ان النجف كانت مادى العلماء و ناديا للمعارف قبل هجرة الشيخ اليها وان هذا الموضع الاقدس اصبح ملجاء اللشيعة منذ انشست فيه العمارة الا ولى على مرقد الامام امير المومنين على ولكن حيث لم تامن الشيعة على نفرسها من تحكمات الامريين والعباسيين ولم يستطيعرابث علومهم و و واياتهم كان الفقهاء والمحدثون لا يتجاهرون بشئى مما عندهم و كانو متبددين حتى عصر الشيخ الطوسى و بعد هجرة انتظم الوضع الدراسى و تشكلت الحلقات

نجف شیخ طوسیؒ کی ہجرت سے قبل ہی علماء کا مسکن اور علوم و معارف کا مرکز تھا اور یہ مقام مرقد امام امیر المومنینؑ پر پہلی عمارت تعمیر ہونے کے بعد ہی شیعہ کا ملجاء و ماویٰ قرار پایا مگر بنی امیہ و بنی عباسیہ کی ظالمانہ کارروائیوں کی وجہ سے یہ لوگ اپنے علوم اور احادیث کو نشر نہیں کر سکتے تھے اور فقہاء و محدثین اعلانیہ طور پر اپنے اسرار علیہ کو واضح کرنے سے معذور تھے اور اسی وجہ سے یہ شیخ کے زمانہ تک پراگندہ و منتشر رہے اور ان کی ہجرت کے بعد درسی وضع کا نظام مرتب ہوا اور علمی حلقات کی تشکیل قرار پائی۔

عراقی محقق ڈاکٹر مصطفیٰ جواد نے بھی اس حقیقت کا اس طرح اعتراف کیا ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ان فی النجف اعلاماً بشرا العلم قبل الشیخ الطوسی و یصعب التصدیق بان الشیخ اول من جعل النجف مرکزا علمیا۔

(مجلہ البیان ۱۳ ار ع ۶ / ۱۳۴۳ النجف)

نجف میں شیخ طوسیؒ سے قبل بھی علماء موجود تھے۔ جنہوں نے علم کو پھیلایا اور اس بات کی تصدیق کرنا مشکل ہے کہ سب سے پہلے شیخ طوسیؒ نے نجف کو علمی مرکز بنایا۔

ہمارے گزشتہ بیانات سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ نجف کی علمی تحریکات کا سنگ بنیاد رکھنے والے خود باب مدینۃ العلم امیر المومنینؑ ہیں اور آپ کے بعد امام جعفر صادقؑ نے اپنے جدِ امجد کی کوششوں کو چار چاند لگائے اور در حقیقت شیخ طوسیؒ کی ہجرت تک نجف کی علمی مرکزیت امیر المومنینؑ اور آپ کے تلامذہ ذی الدرکی مساعی مشکورہ کی مرہونِ منت ہے فاضل محقق الشیخ محمد رضا آل شمس الدین شہید اول صاحب اللمعہ الدمشقیہ عاملی حدیث جامعۃ النجف صفحہ ۳ میں یہی نتیجہ نکالتے ہیں۔

الامام علی ھو من شید رکھنا السیاسی ورفع حجرھا الذھبی

امام علیؑ اوّل وہ شخص ہیں جنہوں نے نجف کی سیاسی ستونوں کو مضبوط فرمایا اور اس کا سنہری سنگ بنیاد رکھا۔

شیخ طوسیؒ کی نجف میں آمد

ابو جعفر محمد بن حسن بن علی بن حسن طوسیؒ متوفی ۴۶۰ھ مذہب شیعہ کے مایۂ ناز فقیہ اجل محدث عظیم اور بلند پایہ روحانی قائد تھے۔ آپ کی ولادت با سعادت ماہِ رمضان ۳۸۵ھ میں ایران کے شہر طوس میں ہوئی ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی چونکہ طوس اس زمانہ میں عظیم الشان علمی گہوارہ تھا۔ جس سے بے شمار آئمہ فقہ و حدیث اور اہلِ علم پیدا ہوئے جیسا کہ حموی نے معجم البلدان مادہ طوس میں لکھا ہے۔

۴۰۸ھ میں تیئس سال کی عمر میں ثقافت اسلامیہ کے متعدد علوم و فنون میں دسترس حاصل کرنے کے بعد عراق تشریف لے گئے۔

اس زمانہ میں بغداد مذہب شیعہ کا عظیم حوزہ علمیہ تھا۔ مذہب جعفری کی زعامت کی باگ دوڑ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

استاذ الفقہاء شیخ الامۃ الاسلامیہ محمد بن محمد المعروف شیخ مفیدؒ کے ہاتھ میں تھی اور بغداد میں متعدد جلیل القدر شیعہ شیوخ فقہ و حدیث موجود تھے۔ آپ نے بغداد وارد ہونے کے بعد شیخ مفید کے سامنے زانوئے ادب تہہ فرمایا اور شیخ مذکور کی زندگی تک آپ ان کی خدمت میں رہے حتیٰ کہ تین رمضان ۴۱۳ھ میں شیخ مفیدؒ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

شیخ پورے بغداد میں عمومی طور پر بلا تفریق مذہب عظیم اسلامی مفکر اور جلیل القدر علامہ تھے جن کی مجلس درس میں ہر مذہب و ملت کے علماء کافی تعداد میں شرکت کرتے تھے۔

ابن جوزی نے تاریخ المنتظم جلد ۸ صفحہ ۱۱ مطبوعہ دکن میں لکھا ہے۔

کان لا بن المعلم مجلس نظر بدارہ بدرب ریاح یحضرہ افۃ العلماء و کانت لہ منزلۃ عند امراء الاظراف بمیلھم الی مذھبہ

شیخ مفید (کنیت ابنِ معلم) کے لیے ان کے مکان میں ایک علمی مذاکرہ کی مجلس ہوتی تھی۔ یہ مکان درب الریاح میں واقع تھا اور اس مجلس میں تمام بغدادی علماء شریک ہوتے تھے اور گرد و نواح کے امراء کے نزدیک شیخ کی بڑی قدر و منزلت تھی اور یہ امراء کو اپنے مذہب شیعہ کی طرف مائل کر دیتے تھے۔

ابن کثیر دمشقی نے تاریخ البدایہ والنہایہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۵ طبع مصر میں شیخ کی علمی مجلس کے لیے لکھا ہے **کان یحضر مجلسہ خلق عظیم من العلماء من جمیع الطوائف والملل** ان کی مجلس درس میں یہ مختلف مذہب و ملت کے علماء کا ایک جم غفیر حاضر ہوتا تھا۔

امام یافعی مرآۃ الجنان حوادث ۴۱۳ھ کے میں شیخ مفید کی علمی بلندیوں کا اعتراف کرتے ہوئے اور ان کے جلیل القدر مناظر ہونے کو تسلیم کرنے کے بعد لکھا ہے کہ شیخ بہت صدقات دینے والے اور بڑے اعلیٰ درجے کے باخضوع و خشوع پورے پورے نماز گزار روزہ دار اور خوش لباس عالم تھے۔

ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان جلد ۵ صفحہ ۳۶۸ میں لکھا ہے کہ ہر امام پر شیخ مفید کا احسان ہے۔ آگے چل کر نقل کرتے ہیں کہ شیخ مفید رات کو بہت تھوڑا سا وقت سوتے تھے اور پھر اٹھ کر یا نماز پڑھتے تھے یا مطالعہ فرماتے تھے یا درس دیتے تھے یا تلاوت کلام پاک کرتے تھے۔ اہل سنت کے ان عظیم علماء کی عبارات سے واضح ہے کہ علمائے شیعہ کس قدر صاحب علم و فضل اور اہل زہد و تقویٰ ہوا کرتے تھے آپ کی وفات کے دن ہر دوست دشمن رویا اور اسی ہزار (80 ہزار) شیعان عراق نے جنازہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی مشایعت فرمائی اور آپ کاظمین میں امام موسیٰ کاظمؑ کے روضہ مطہرہ سے جنوب کی طرف دونوں دروازوں کے درمیان میں رواق کے اندر دفن ہوئے۔ شیخ مفید کے بعد عراق میں شیعہ دین زعامت کی ذمہ داریاں شیخ مذکور کے فاضل تلمیذ علم الہدیٰ السید المرتضیٰ کے کندھوں پر ڈالی گئیں اور شیخ طوسیؒ نے ان کے درس سے استفادہ شروع کر دیا۔ آپ کی ذہنی لیاقت اور استعداد کی خوبی کا یہ عالم تھا کہ سید مرتضیٰ نے ان کا خصوصی شہریہ بارہ دینار مقرر کر دیا اور یہ تیئیس سال تک سید مرتضیٰ کے درس سے مستفید ہوتے رہے حتیٰ کہ ۲۵ ربیع الاول ۴۳۶ھ میں سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کا انتقال ہو گیا۔

سید مرتضیٰ بھی شیخ مفیدؒ کے بعد بغداد کے عظیم الشان عالم دین اور نقیب الاشراف محدث مفسر فقیہ ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کے عربی ادیب اور شاعر تھے ان کے معاصر مورخ ثقالبی نے یتیمیہ الدھر جلد اول صفحہ ۵۳ میں ان کا اس طرح ذکر کیا ہے۔

انتهت الرساة اليوم ببغداد الى المرضىٰ فى المجد والشرف والعلم والادب والفضل والكرم وله شعر فى غاية احسن۔

"آج بغداد میں بزرگی، شرف، علم، ادب، فضیلت، سخاوت کی زعامت سید مرتضیٰ کی طرف منتقل ہوئی ہے اور ان کے اشعار اعلیٰ درجہ کے خوبصورت ہیں۔

سید مرتضیٰ کے ذاتی کتب خانہ میں اسی ہزار کتابیں تھیں جن میں خود ان کی ذاتی تصنیفات اور تحریر کردہ کتب بھی تھیں۔ باخرزی نے دمیۃ القصر صفحہ ۷۵ میں لکھا ہے کہ ان کی وفات کے بعد ان کے کتب خانہ کی کافی قیمتی اور نایاب کتب امراء رؤسا نے لے لیں اور جو بچ گئیں ان کی کل قیمت تیس ہزار دینار تھی۔

شیخ الطائفہ کی بلند پایہ ذہانت کی تعمیر میں شیخ مفید اور سید مرتضیٰ کی ثقافت نے بے حد اثر کیا۔ حتیٰ کہ آپ سید مرتضیٰ کی زندگی میں ہی علم و فضل کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئے اور سید موصوف کی وفات کے بعد آپ کو بلاتر دید مذہب شیعہ کا رئیس اور مرجع اعلیٰ تسلیم کر لیا گیا۔

شیخ الطائفہ کا عظیم کتب خانہ

محلہ کرخ بغداد میں شیخ نے ایک عظیم الشان مکتبہ کا افتتاح کیا تھا جس میں بغداد کے دو عظیم کتب خانوں کی قیمتی کتب کو جمع کر دیا تھا۔ ایک ان کے استاد السید مرتضیٰ کا کتب خانہ جو اسی ہزار کتب پر

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مشتمل تھا۔

ایک دوسرا کتب خانہ جو (دارالعلم) کے نام سے معروف تھا اور بہاء الدولہ بویہی کے وزیر ابونصر سابور بن اردشیر نے ۳۱۸ھ میں کرخ میں کھولا تھا۔ محمد کرد علی دمشقی نے خطط الشام جلد ۶ صفحہ ۱۸۵ میں لکھا ہے کہ اس کتب خانہ میں دس ہزار سے زیادہ قیمتی کتب تھیں جو مختلف علماء نے وزیر مذکورہ کی خدمت میں ہدیۃً پیش کی تھیں۔

یاقوت حموی نے لکھا ہے کہ پوری دنیا میں ابونصر بن اردشیر کے کتب خانہ کی مثال نہیں تھی۔

یہ دونوں کتب خانے شیخ الطائفہ کی تحویل میں تھے اور تصنیف و تالیف میں آپ نے اُن سے کافی فائدہ اٹھایا۔

نجف کی طرف ہجرت

شیخ الطائفہ مسلسل بغداد میں علمی خدمات انجام دیتے رہے اور آپ کے وسیع حلقہ درس سے ہزارہا علماء و فقہاء فائدہ اٹھاتے رہے۔

سوءِ اتفاق سے بعض نااہل لوگوں کی شرارت کے باعث کرخ بغداد میں سنی اور شیعہ کے درمیان ایک عظیم فتنہ اٹھا۔

اور شیخ الطائفہ کے گھر کو آگ لگادی گئی اور ان کا قیمتی ساز وسامان لوٹ لیا گیا اور ان کے اس عظیم الشان کتب خانہ کو نذرِ آتش کر دیا گیا اور شیخ مع اہل و عیال و تلامذہ بغداد چھوڑ کر نجف اشرف تشریف لے آئے۔

ابن جوزی نے المنتظم جلد ۸ صفحہ ۱۷۳ میں ۴۴۹ھ کے حوادث بیان کرتے ہوئے اس فتنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ **فی صفر هذه السنة كبست دار ابی جعفر الطوسی متكلم الشيعة بالكرخ واخذ ماوجد من دفاره و كرسی كان مجلسين عليه للكلام واخرج الی الكرخ** اس سال صفر میں ابوجعفر طوسی کے گھر کا محاصرہ کیا گیا جو کرخ میں شیعہ عالم تھے اور ان کے مخطوطات کو لوٹ لیا گیا اور وہ کرسی بھی لوٹ لی گئی جس پر بیٹھ کر وہ علمی درس دیا کرتے تھے۔ شیخ کے کتب خانے کو آگ لگانے کے متعلق کافی مورخین نے لکھا ہے جن میں ابن حجر عسقلانی، ابن کثیر، ابن امیر بھی ہیں انہوں نے ۴۴۹ھ کے حوادث کو اس طرح تحریر کیا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شیخ الطائفہ پوشیدہ طور پر نجف اشرف تشریف لے آئے اور جوار امیر المومنینؑ میں آ کر پناہ لی اور آپ کی آمد کی وجہ سے نجف جہاں پہلے بھی فقہاء موجود تھے۔ مرکزی طور پر تمام عالم اسلام کا عاصمہ دینی اور فقہی دانش گاہ بن گیا اور مختلف گردونواح کے ہزار ہا طلبہ نے نجف اشرف کا رخ کیا اور علمی تنظیمات قائم کی گئیں اور باقاعدہ وسیع پیمانہ پر درس وتدریس کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

کلیۃ الفقہ کے موسس علامہ شیخ محمد رضا المظفر فرماتے ہیں۔

منذ ان حل الشیخ فی النجف وارد علیها علی ما یظهر کثیر من طلاب العلم الاستفادة من غیر علمه حتی قیل ان تلامیذه المجتهدین بلغوا الثمانئة او اکثر کما قصدها کثیر من الشیعة بقصد مجاورة المرقد الطاهر

(مجلۃ النجف ص ۱۰۵ عدد ۸، ۹

ذی الحج ۱۳۸۶ھ)

جونہی شیخ نجف میں وارد ہوئے تو جیسا کہ کتب سے ظاہر ہے بہت سے طلبہ نجف اُن کے سرچشمہ فیض سے مستفیض ہونے کے لیے نجف کی طرف چلے حتیٰ کہ کہا جاتا ہے کہ ان کے وہ شاگرد جو درجہ اجتہاد تک پہنچے ہوئے تھے ان کی تعداد تین سو سے زائد تھی اور اسی طرح مختلف گردونواح کے شیعہ مرقد مقدس میں مجاورت کے قصد سے نجف اشرف میں آ گئے۔

علامہ السید صادق بحر العلوم نے مقدمہ امالی صفحہ ۲۴ میں عامہ وخاصہ علماء کی ایک فہرست پیش کی ہے جن کو شیخ سے شرف تلمذ حاصل ہوا اور انہوں نے ۳۵ جلیل القدر علماء شیعہ کے مختصر حالات نقل کیے ہیں جو نجف اشرف میں شیخ الطائفہ کے درس سے فارغ التحصیل ہوئے۔

وفات

۱۲ سال تک مسلسل شیخ الطائفہ حوزہ علمیہ کی ترقی اور سلسلہ درس وتدریس تصنیف وتالیف اور احکام شریعہ کی نشر واشاعت میں مشغول رہے حتیٰ کہ دوشنبہ ۲۲ محرم ۴۶۰ھ کی شب کو آپ نے انتقال فرمایا اور تجہیز وتکفین اور لحد میں اتارنے کے فرائض ان کے فاضل شاگرد شیخ حسن بن مہدی سلیقی اور شیخ ابو محمد حسن بن عبد الواحد العین نصابی اور شیخ ابو الحسن لولوی نے انجام دیئے اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو اپنے مکان میں دفن کیا گیا اور اس کے بعد مکان کو مسجد میں تحویل کر دیا گیا اور آپ کا مزار مطہر اور

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مسجد نجف شرف میں صحن مبارک کی شمالی جانب محلہ مشراق میں واقع ہے۔ یہ مسجد پہلے کافی وسیع تھی حکومت عراق نے شارع طوسی کی تعمیر سے مسجد کافی حصہ منہدم کر کے سڑک میں داخل کر دیا۔

اور آخر میں بحر العلوم خاندان کے علماء کے اہتمام سے ۱۳۸۳ھ میں مسجد اور آپ کے مقبرہ کی از سر نو تعمیر کی گئی۔ آپ کا مزار مقدس ہمیشہ خواص وعوام کی توجیہات کا مرکز اور اور محل برکت واستجابت دعا رہا ہے اور اس کی برکات سے علماء ومجتہدین نے ہر دور میں مشکلات علوم اور غوامض مسائل کو حل کر لیا۔

مقدس اردبیلی کی نجف میں آمد

حوزہ علمیہ کی علمی تحریکات کی ترقی اور سر بلندی کا تیسرا دور فقیہ اجل الشیخ احمد بن محمد مقدس اردبیلی متوفی ۹۹۳ھ سے شروع ہوتا ہے۔ آپ آذربائیجان کے علاقہ اردبیل کے باشندے تھے اور مجاورت کے قصد سے آپ نجف اشرف تشریف لے آئے۔

آپ نہایت ہی جلیل القدر عالم اور عابد وزاہد صاحب کرامات تھے۔ عہدِ سلاطین صفویہ میں آپ کی بے حد قدر ومنزلت تھی۔ جب آپ کی نجف میں تشریف لانے کی خبر مشہور ہوئی تو ہزار ہا تشنگان علوم دینیہ نے نجف کا رخ کیا۔

فاضل مورخ الشیخ محمد رضا آل شمس الدین فرماتے ہیں۔

مقدس اردبیلی کے زمانہ میں نجف میں علم کا آفتاب روشن ہوا اور ہر طرف کے طلبہ علم نے ان کی طرف ہجرت کی حتیٰ کہ ایک بڑا علمی ادارہ قائم ہو گیا اور صفوی بادشاہوں نے کافی امداد کی اور مدارس و مساجد بنوائیں اور اموال کے ساتھ ان کی کمک کی۔

(حدیث الجامعۃ النجفیہ، صفحہ ۳)

مورخ جلیل علامہ السید حسن الصدر لکھتے ہیں۔

ہر طرف کے لوگوں نے ان کی طرف رخ کیا اور نجف ایک عظیم علمی مرکز بن گیا۔ آپ کے زمانہ میں فقہ واصول، حدیث، کلام، علوم عقلیہ کا بازار گرم ہو گیا۔

ہر طرف کے ماہر مدرسین اُمڈ کر آ گئے اور درس وتدریس کا ایک وسیع سلسلہ قائم ہوا۔

(حدیث الجامعۃ النجفیہ، صفحہ ۵۸۵)

اسی دور میں شاہ عباس صفوی آقا شہاب الدین عبداللہ یزدی صاحب شرح تہذیب المنطق کو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ایران سے ہمراہ لائے اور حرم مقدس کی کلیدداری کا منصب ان کے سپرد کیا۔ آپ نجف کے جلیل القدر مدرس تھے۔ اس دوران میں کافی مجتہدین وعلماء یہاں سے فارغ التحصیل ہوئے جن میں شہید ثانی کے فاضل فرزند حسن بن زین الدین متوفی ۱۰۱۱ھ تھے جو معالم الاصول کے مؤلف ہیں۔

نیز ان کے خواہرزادہ آقا السید محمد عاملی صاحب المدارک نے علم کلام فقہ واصول میں کافی دسترس حاصل کی۔

۹۹۳ھ میں آقائے مقدس اردبیلیؒ کا انتقال ہوگیا اور حرم مقدس میں اپنے مخصوص مقبرہ میں دفن کیے گئے۔ ۱۰۴۷ھ میں شاہ عباس نے شیخ بہاء الدین عاملی کی نگرانی میں حرم امیر المومنین کی نئی عمارت تعمیر کرائی جو ہندسی اصول کے مطابق تیار ہوئی۔

۱۰۸۵ھ میں نجف کے معروف عالم جلیل الشیخ فخر الدین طریحی نے انتقال کیا۔ جن کی کتاب لغت مجمع البحرین بہت معروف ومقبول ہے۔

۱۰۶۰ھ میں حوزہ کے جید عالم شیخ المحدثین السید شرف الدین علی بن حجۃ شہرستانی نے انتقال فرمایا۔ آپ مجلسیؒ کے شیخ الحدیث تھے۔

۱۱۵۶ھ میں نادرشاہ نے حرم مقدس کے گنبد اور ایوان اور میناروں کو خالص سونے سے مزید کیا اور علماء نجف کی کافی مالی امداد کی۔

(منتظم ناصری جلد ۲ صفحہ ۳۸۸)

۱۱۳۸ھ میں نجف اشرف کے معروف متکلم، مفسر، محدث فقیہ اجل السید ابوالحسن الشریف فتونی عاملی نے انتقال فرمایا آپ اپنے دور کے جید محقق تھے اور علامہ مجلسیؒ کے شاگرد تھے۔

مرآۃ الانوار، الفوائد الغرویہ، ضیاء العالمین ان کی مشہور تصنیفات ہیں۔ غرضیکہ اس دور میں نجف نے کافی علمی منازل کو طے کیا اور بے شمار کتب تصنیف کی گئی۔

سید مہدی بحرالعلوم کی نجف میں آمد

محقق مورخ الشیخ محمد رضا آل شمس الدین عاملی نے حوزہ علمیہ کا چوتھا دور حجۃ الاسلام والمسلمین محدث جلیل فقیہ اکبر صاحب کرامات السید محمد مہدی بحرالعلوم متوفی ۱۲۱۲ھ کے زمانہ سے قرار دیا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپ کربلائے معلیٰ کے مشہور اصول محقق آقا محمد باقر وحید بہبہانی متوفی ۱۲۰۶ھ کے اجلا تلامذہ میں سے تھے۔ آپ کے زمانہ میں فقہ واصول کو بہت ترقی ہوئی اور نجف اشرف میں ان مقدس علوم پر گھر میں تحقیقات اور توسیع فردعات کی گئیں اور اجلہ فقہاء پیدا ہوئے۔

آپ کے تلامذہ میں سے شیخ الاکبر جعفر بن خضر کاشف الغطاء متوفی ۱۲۲۷ھ تھے جو اپنے دور کے زبردست اصولی محقق اور پایہ کے فقیہ تھے اور آل کاشف الغطاء خاندان کے مورث اعلیٰ تھے۔ اس خاندان میں اب بھی جید علماء موجود ہیں۔

نیز فقیہ کبیر شیخ احمد نراقی متوفی ۱۲۴۵ھ صاحب مستند الشیعہ شیخ محمد حسن صاحب جواہر الکلام متوفی ۱۲۶۶ھ جن کی استدلالی فقہ پر ضخیم کتاب جواہر الکلام فقہاء میں بلند پایہ کی تصنیف ہے۔

فقیہ اجل السید محمد جواد عاملی متوفی ۱۲۲۶ھ جو نجف کے پایہ کے فقیہ اور اصولی تھے ان کی کتاب مفتاح الکرامہ فی شرح قواعد العلامہ ایران، دمشق، مصر اور لبنان سے طبع ہو چکی ہے۔

یہ سب اجلاء فقہاء بحر العلوم کے شاگرد تھے ان کے زمانہ میں نجف اشرف نے علمی ترقی کی گراں قدر منازل طے کیں۔

شیخ مرتضیٰ انصاری کی نجف میں آمد

حوزہ علمیہ نجف کی علمی سرگرمیوں کی آخری منزل شیخ اجل شیخ مرتضیٰ انصاری متوفی ۱۲۸۱ھ سے شروع ہوتی ہے آپ پہلے محقق ہیں جنہوں نے اصول فقہ کے قدیمی قواعد کی تحقیق و تنقیح اور تحقیق بنیادوں پر اس کو محکم کرنے میں اور استنباط میں پوری پوری تطبیق کرنے میں عظیم الشان شاہکار انجام دیا اور آج کے اصول فقہ کی ترقی اور اس کو پوری طرح نکھارنے میں آپ ہی کی کوششیں بار آور ہوئیں اور آج حوزہائے علمیہ میں آپ کی ہی کتب اصول فقہ رائج ہیں آپ شریف العلماء متوفی ۱۲۴۵ھ کے شاگرد تھے۔

ان کے بعد حوزہ علمیہ کی علمی سرگرمیاں بڑی تیزی سے بڑھنے لگیں اور ان کے بعد فقیہ جلیل شیخ محمد حسین کاظمی متوفی ۱۳۰۸ھ، آیت اللہ سید کاظم یزدی، اخوند محمد کاظم خراسانی صاحب کفایہ نے اصول فقہ پر گرانقدر خدمات انجام دیں اور درس خارج دیتے رہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور ان ہی ں علمی تحریکات کی وسعت کی بدولت حوزہ علمیہ میں ہمہ گیر قابلیت کے مالک اساتذہ اصول وفقہ آقا ضیاء عراقی، مرزا علی آغا شیرازی، آیۃ اللہ شیخ الشریعہ الشیخ محمد حسین کمپانی آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نائینی، آقا شیخ جواد ابلاغی اور آیۃ الشیخ آقا محمد حسین اصفہانی پیدا ہوئے جو موجودہ فقہاء عظام ومجتہدین کرام کے اساتذہ تھے اور حوزہ علمیہ کی موجودہ علمی چہل پہل اور اصول فقہ کو معراج الکمال تک پہنچانے میں تمام مساعی ان حضرات کی بے لوث اور گراں مایہ خدمات کا ثمرہ ہے اور ان کے بعد آج اصول وفقہ کو ترقی کی آخری منازل تک لے جانے میں آپ کے تلامذہ کرام نے بہت شاندار کارنامہ انجام دیئے۔

پھر وہ زمانہ آیا جب آسمان علوم آل محمدؐ پر آیت اللہ بروجردی، آیت اللہ ابوالحسن اصفہانی، آیت اللہ محمد حسین کاشف الغطاء، آیت اللہ محسن الحکیم، آیت اللہ مرزا عبدالہادی شیرازی، آیت اللہ خوئی، آیت اللہ محمود شاہرودی، آیت اللہ محمد جواد تبریزی، شیخ عبدالکریم زنجانی، آقائے بزرگ تہرانی اور شیخ عبدالحسین امینی تبریزی جیسے درخشاں ستارے اپنی مکمل آب وتاب کے ساتھ چمکتے رہے اور اب خدا نے یہ دن دکھایا کہ نجف اپنی علمی حالت پر واپس پلٹ رہا ہے۔

ہم نے حوزہ علمیہ کی تاریخ انتہائی مجمل لکھی ہے۔ نجف کے علما پر کئی جلدوں میں ضخیم کتابیں موجود ہیں اہل ذوق اس کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۱۷

نجف کے مقاماتِ مقدسہ

زیارتِ نجف کا ثواب

محمد بن یعقوب نے بیان کیا انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے حمان بن سلیمان نیشاپوری سے انہوں نے عبداللہ بن محمد یمانی سے انہوں نے منیع بن حجاج سے انہوں نے یونس سے اور انہوں نے ابووہب بصری سے روایت کی ہے، بصری کا کہنا ہے کہ میں مدینہ آیا اور امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ پر فدا ہو جاؤں میں آپ کی خدمت میں آیا مگر زیارت قبر امیرالمومنینؑ کے لیے نہیں گیا، حضرتؑ نے فرمایا تم نے اچھا کام نہیں کیا اگر تم میرے شیعہ نہ ہوتے تو تمہاری طرف دیکھتا بھی نہیں، کیوں کر اس کی زیارت نہیں کی جس کی ملائکہ کے ہمراہ خدا زیارت کرتا ہے، انبیاء زیارت کرتے ہیں اور مومنین زیارت کرتے ہیں، میں نے عرض کیا آپ پر فدا ہو جاؤں اس بات سے واقف نہیں تھا۔

حضرتؑ نے فرمایا: خدا کے نزدیک آئمہ میں سب سے افضل امیرالمومنینؑ ہیں اور ان (آئمہؑ) کے اعمال کے ثواب کی بازگشت بھی آپ کی طرف ہوتی ہے، البتہ (آئمہؑ) کے اعمال کی وجہ سے ان کو فضیلت ہوتی ہے۔

(کافی، ج ۴، ص ۵۷۹، تہذیب، ج ۶، ص ۲۰، مصباح الزائر، ص ۲۴)

محمد بن یعقوب نے بیان کیا انہوں نے ابوعلی اشعری سے انہوں نے اس سے جس کا انہوں نے نام نہیں لیا تھا اور انہوں نے محمد بن سنان سے روایت کی ہے:

اسی طرح ابن قولویہ سے محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری نے بیان کیا انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے انہوں نے ابن سنان سے اور انہوں نے مفضل بن عمر سے روایت کی ہے، مفضل کا کہنا ہے کہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''غریٰ'' جانا چاہتا ہوں، حضرتؑ نے فرمایا: کس لیے جانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا امیرالمومنینؑ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں، امامؑ نے فرمایا کہ تم حضرتؑ کی زیارت کی فضیلت سے واقف ہو؟ عرض کیا یا ابن رسول اللہ نہیں، آپ ہی اس کی فضیلت بیان فرمایئے، حضرتؑ نے فرمایا جب امیرالمومنینؑ کی زیارت کرنا چاہو تو یہ سمجھو کہ تم آدم کی ہڈیوں، نوح کے بدن اور علی بن ابی طالبؑ کے جسم کی زیارت کر رہے ہو، میں نے عرض کی آدمؑ تو سرندیپ میں جہاں سے آفتاب طلوع کرتا ہے (چونکہ وہ مشرق میں ہے اس لیے اسے طلوع کی جگہ کہا) اترے تھے اور عام طور سے لوگوں کا خیال ہے کہ ان ہڈیاں بیت اللہ الحرام میں دفن ہیں پس کس طرح آپ نے فرمایا کہ وہ کوفہ میں ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا: جب نوحؑ کشتی میں تھے تو ان پر وحی نازل ہوئی کہ خانۂ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کرو، نوحؑ نے تعمیل کی پھر کشتی سے اترے اور اپنے زانو تک پانی میں گئے اور جس تابوت میں آدمؑ کی ہڈیاں تھیں اس کو پانی سے نکال کر اپنی کشتی میں رکھا اور مرضی الٰہی کے مطابق اس کو خانۂ کعبہ کا طواف کرایا اور پھر دروازۂ کوفہ میں جو مسجد کوفہ کے وسط میں ہے آئے اور اس وقت زمین کو حکم ہوا اپنا پانی جذب کرے ''ابلعی مائک'' (هود، ۴۴) پس زمین نے مسجد کوفہ کے پانی کو جذب کر لیا جب کہ چشمہ اسی مسجد سے پھوٹا تھا اور جو لوگ نوحؑ کے ہمراہ کشتی میں تھے وہ متفرق ہو گئے اور نوحؑ نے اس تابوت کو ''غریٰ'' میں دفن کیا، اور غریٰ پہاڑ کی وہ چوٹی ہے جس پر جا کر موسیٰؑ نے خدا سے کلام کیا، عیسیٰؑ منزل تقدیس کو پہنچے، ابراہیمؑ منصب خلعت پر فائز ہوئے، محمدؐ حبیب خدا ہوئے اور یہی پہاڑ انبیاءؑ کا مسکن رہا۔ مگر خدا کی قسم پیغمبر اسلامؐ کے آباء و اجداد یعنی آدمؑ و نوحؑ کے بعد کوئی بھی امیرالمومنینؑ سے زیادہ مکرم و معزز یہاں نہیں آیا۔

لہٰذا جب نجف جاؤ تو آدمؑ کی ہڈیوں، نوحؑ کے بدن اور علی بن ابی طالبؑ کے جسم کی زیارت کرو تا کہ تم آباء اولین (آدمؑ و نوحؑ) اور محمد خاتم النبیینؐ اور علی سید الوصیین کے زائر ہو جاؤ، اور اس بات کا خیال رکھنا کہ آنحضرتؑ کے زائر کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، پس اس خیر عظیم سے غافل نہ رہنا۔

تہذیب، ج ۶، ص ۲۲، مصباح الزائر، ص ۴۱، وسائل الشیعہ، ج ۱۴، ص ۳۸۴)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امیر المومنینؑ اپنے زائروں کے محافظ ہیں

بحار الانوار کی جلد نمبر ۹ میں بڑی تفصیل سے ایک روایت وارد ہوئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے،

زید نصاج بیان کرتا ہے کہ میرا ہمسایہ ایک بوڑھا شخص تھا اور میں اسے اپنے شہر میں بہت کم دیکھا کرتا تھا، جمعۃ المبارک کا دن تھا غسل جمعہ کرنے کے لیے اس نے لباس اتارا ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ اس کی پشت پر ایک بڑا زخم ہے جو تقریباً ایک بالشت لمبا ہے اور زخم کی جگہ سوختہ تھی، میں اپنے ہمسایہ بوڑھے شخص کے پاس گیا اور اس سے زخم کے متعلق پوچھا،

پہلے تو اس نے کچھ نہ کہا، لیکن میرے اصرار پر اس نے بادل نخواستہ اپنے اس سوختہ زخم کا قصہ یوں بیان کیا، میں عالمِ شباب میں تھا اور میرے چند اور ہمعصر ساتھی بھی تھے، ہم سب اس عمر میں ہمہ قسم کے فسق و فجور میں مبتلا تھے۔

ایک روز ہم اپنے دوستوں کے ہمراہ اپنے کسی دوست کے گھر جمع تھے، میری باری تھی کہ سامانِ عیش و عشرت باہم پہنچاؤں، لیکن میرے پاس نقدی نہ تھی میں نے گھر سے تلوار اٹھائی اور کوفہ سے باہر ایک چوراہے پر کھڑا ہو گیا، تا کہ کسی راہ گذر کو لوٹوں اور اپنے ساتھیوں کیلئے سامانِ عیش و عشرت فراہم کروں کافی دیر چوراہے پر کھڑا رہا لیکن کسی کا وہاں سے گذر نہ ہوا۔

اسی اثناء میں بادل امنڈ آئے، کافی تاریکی چھا گئی، اچانک بجلی چمکی، میں نے اس بجلی میں دو عورتوں کو دیکھا، جو نجف اشرف کی جانب بڑھ رہی تھیں وہ بزرگ کہتا ہے کہ میں جلدی سے ان کے پاس پہنچا، دور سے ہی بلند آواز میں ان سے یہ کہا کہ جو کچھ بھی تمہارے پاس نقدی اور زیورات کی صورت میں ہے میرے حوالے کر دو، ورنہ تم دونوں کو جان سے مار دوں گا، میرے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر ان بے چاری دونوں عورتوں نے اپنے تمام زیورات میرے حوالے کر دیئے۔

ایک بار پھر بجلی چمکی، میں نے دیکھا کہ ان دونوں عورتوں میں سے ایک بوڑھی ہے، جبکہ دوسری جوان اور خوبرو لڑکی ہے، میری شہوت نے مجھے مجنوں بنا دیا اور میں نے اس لڑکی کی عصمت میں ہاتھ ڈالنے کا عزم کیا، لیکن بوڑھی عورت نے مجھے روتے ہوئے یہ کہہ کر منع کیا کہ اس بچی پر ہاتھ نہ ڈالو یہ بچی یتیم ہے اور میں اس کی خالہ ہوں اور اس کے چچازاد بھائی سے کل اس کی شادی طے پا چکی ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور اس بچی نے مجھ سے استدعا کی کہ مجھے قبر مولا علیؑ کی زیارت کرائی جائے شاید شوہر کے گھر جانے کے بعد مجھے یہ سعادت نصیب نہ ہو سکے، یا شوہر مجھے اجازت نہ دے اور اے شخص تو مولا علیؑ کے واسطے اس بچی سے ہاتھ اٹھا لے زیور ہم نے تجھے دے دیئے ہیں اس کی عصمت میں دست درازی نہ کر بوڑھا کہتا ہے کہ میں نے اس عورت اور لڑکی کی آہ و بکا کی پرواہ نہ کی اور اس یتیم بچی سے دست درازی کرنے لگا، اس یتیم بچی نے بے کسی کے عالم میں مولا امیر المومنینؑ کو پکارا، اور کہا یا علیؑ میں تیری زیارت کے لیے گھر سے نکلی ہوں، اس ظالم کے مقابلے میں میری مدد کر۔

بچی کی یا علیؑ مدد کی پکار کے بعد میں نے پیچھے سے ایک آواز سنی۔ کیا دیکھتا ہوں، ایک سوار ہے جس نے مجھے آواز دے کر کہا۔ کہ یہاں کیا کر رہا ہے، اٹھ کھڑا ہو یہاں سے، میں نے تلوار لہراتے ہوئے بڑے غرور سے کہا، کہ تو اپنے آپ کو مجھ سے نہیں بچا سکتا، اس عورت کو کیسے بچائے گا جب میں یہاں تک جسارت کی تو اس سوار نے میری پشت کی طرف تلوار کی طرف اشارہ کیا مارا نہیں، میں گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

ان دونوں عورتوں نے سوار سے کہا کہ تیری بڑی مہربانی کہ تو نے ہم کو اس ظالم کے چنگل سے نجات دلائی ہماری تم سے ایک خواہش ہے کہ ہم کو قبر مولا علیؑ تک پہنچا دے اور وہاں پہنچنے تک ہمارے ساتھ رہ۔

سوار نے مہربانی کے لہجے میں انھیں کہا کہ تمہاری زیارت قبول ہو چکی ہے میں ہی علی ابن ابی طالبؑ ہوں، بوڑھا کہتا ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ مجھے ہوش آیا۔ میں نے اپنے اوپر ضبط کرتے ہوئے۔ جرأت کی اور مولا علیؑ سے عرض کی، یا علیؑ مجھے معاف فرما دیجئے میں نے آج سے توبہ کا عہد کیا ہے، حضرت علیؑ نے فرمایا اگر تو نے توبہ کا قصد کیا ہے تو اللہ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

میں نے عرض کی مولا، مجھے زخم بہت تکلیف دے رہا ہے جس پر مولا علیؑ نے ہاتھ میں مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور میری پشت، کے زخم پر ڈالی اور میرا زخم بالکل ٹھیک ہو گیا۔

اور یہ جو تو دیکھ رہا ہے یہ اس زخم کا اثر ہے۔

(امامت، صفحہ ۱۳۵ تا ۱۴۷ آیت اللہ، دستغیب)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

زائر امیر المومنینؑ پر جنت واجب ہے

ابن شہر آشوب نے روایت نقل کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

من زاد علیاً بعد وفاته فله الجنة

جس نے علیؑ کی زیارت ان کی وفات کے بعد کی اس کے لیے جنت ہے۔

(مناقب ابن شہر آشوب جلد ا صفحہ ۵۳۲)

ایک زائرِ نجف کا معجزہ

سید صادق اپنے مجموعہ میں یہ حکایت لکھتے ہیں کہ ایک قافلہ زائروں کا عجم سے نجف اشرف کو جاتا تھا اس میں ایک مومن عجمی مع اپنے زن و فرزند کے ہمراہ تھا جب وہ قافلہ وارِد صحرائے وادی السلام ہوا اتفاق سے فرزند اس کا غائب ہو گیا بعد تجسس ماں اس کی بہت بے قرار ہوئی مومن خوش اعتقاد نے کہا تو کیوں اپنی تئیں ہلاک کرتی ہے صبر کر کچھ تر ددو اضطراب کر انشاء اللہ تعالٰی روضۂ حضرت جناب امیرؑ میں چل کر اپنے فرزند کو آقا حسینؑ سے لیں گے الغرض جب وہ دونوں روضے میں داخل ہوئے تو بعد فراغت آداب زیارت کے اس مومن نے اپنی زوجہ کو ایک مکان میں بٹھا کر آپ متصل ضریح اقدس آیا اور ضریح منور کو ہاتھوں سے تھام کر رو رو کے فریاد کرنے لگا اے مولائے بیکساں واے دادرس غریباں میں ملک عجم سے حضور کی زیارت کے اشتیاق میں زن و فرزند لے کر چلا تھا مگر وادی السلام میں میرا نور عین گم ہو گیا اور اس کی جدائی میں اس کی ماں کا حال غیر ہے اور میں نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ اپنے آقا سے تیرے فرزند کو لوں گا پس آپ کو واسطہ دیتا ہوں آپ کے فرزند مظلوم حسینؑ کا جو صحرائے کربلا میں تین دن کا بھوکا پیاسا شہید ہوا کہ مجھ میں میرے فرزند سے ملا دیجیے فریاد و نالہ میں اس کو روتے روتے ایک عالم غشی کا ہو گیا اسی بے ہوشی میں کیا دیکھتا ہے کہ جناب امیر المومنینؑ آ کر ارشاد فرماتے ہیں اے محب میرے اٹھ اور جا پسر تیرا در نجف پر کھڑا ہے یہ سنتے ہی میں ہوش میں آیا اور جا کر دیکھا تو فی الحقیقت وہ لڑکا وہاں کھڑا ہے میں نے پوچھا اے فرزند تو کہاں تھا اس نے کہا میں پیاسا تھا ایک جانب تلاش آب میں جو چلا تو دیکھا صحرا میں خیمے استادہ ہیں، اس میں کچھ لوگ نورانی صورت رونق افروز ہیں جب میں ایک خیمہ میں گیا دیکھا ایک میت کو چند بزرگوار غسل دیتے ہیں بعد استفسار حال معلوم ہوا کہ یہ زائر حسینؑ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے اس صحرا میں قضا کر گیا اور کوئی اس کی تجہیز و تکفین کو نہ تھا یہ خود جناب امیرؑ اپنے فرزند کے زائر کو غسل دیتے ہیں ناگاہ ایک شخص میرا ہاتھ تھام کر ایک جگہ لے گیا دیکھا کہ ایک بزرگوار کرسی پر رونق افروز ہیں انہوں نے مجھے دیکھ کر کرارشاد فرمایا اے فرزند جا تیرے ماں باپ تیرے غم میں بیتاب ہیں اور تیرا باپ میری ضریح تھامے تجھ میں مجھ سے طلب کر رہا ہے پھر مجھے آنکھ بند کرنے کا حکم دیا جب آنکھ کھولی تو میں نے اپنے تئیں در نجف پر پایا۔

(بحور الغمہ جلد ۲ صفحہ ۱۷۸،۱۷۹)

نجف میں دفن ہونے والے کا حساب و کتاب نہیں ہوتا

حسن بن ابی الحسن دیلمی لکھتے ہیں کہ تربتِ علیؑ کے خواص میں سے ایک خاصیت یہ ہے کہ وہاں دفن ہونے والا عذاب قبر اور منکر نکیر کی باز پرس سے محفوظ رہتا ہے۔ اس سلسلہ میں اہل بیتؑ سے کئی احادیث صحیحہ مروی ہیں۔

(مدینۃ المعاجز جلد ۱ صفحہ ۴۵۰)

قبرِ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ

قبر امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کے دائیں طرف حضرت آدمؑ کی قبر ہے اور بائیں طرف حضرت نوحؑ کی قبر ہے۔ حضرت آدمؑ مکہ میں دفن ہوئے تھے لیکن جب کوفہ سے طوفان نوحؑ کا آغاز ہوا اور حضرت نوحؑ کی کشتی بہتی ہوئی مکہ کی سرزمین تک پہنچی تو وحی الٰہی آئی کہ حضرت آدمؑ کے جسد مبارک کو نکال کر کشتی میں رکھ لیا جائے پھر جب کشتی کوہِ جودی پر رکی جو نجف ہی کے مضافات میں واقع تھا تو حضرت نوحؑ نے حکم خدا سے حضرت آدمؑ کو نجف میں دفن کیا اور ان کے برابر دو قبریں اور کھودیں۔ ایک قبرِ امیر المومنینؑ کی تھی اور دوسری حضرت نوحؑ کی۔ اس حساب سے آدم اولؑ اور آدم ثانی دونوں ابوترابؑ کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔ امیر المومنینؑ کی زیارت کے ساتھ حضرت آدمؑ و حضرت نوحؑ کی زیارت بھی پڑھنی چاہیے۔

مقام امام زین العابدینؑ

یہ مقام روضہ امیر المومنینؑ کی داہنی جانب بحر نجف کے قریب واقع ہے۔ جب امام زین

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

العابدینؑ بعدِ کربلا زیارت کے لئے کربلا اور نجف تشریف لاتے تھے تو اسی مقام پر قیام کیا کرتے تھے۔ نجف میں امام زین العابدینؑ کا دوسرا مقام مدرسہ آیت اللہ بروجردی میں بھی تھا۔ جواب باقی نہیں ہے۔

مقام امیرالمومنینؑ

یہ مقام، مقام امام زین العابدینؑ کے برابر میں ہے۔ اس مقام کے اندر ایک تہہ خانہ ہے جس میں عاشقانِ معصومینؑ کی قبریں بنی ہوئی ہیں۔ یہ مقام صافی صفایمانی میں ہے۔

نجف کا پہلا مدفون..........صافی صفایمانی:

حافظ برسی لکھتے ہیں کہ اصبغ بن نباتہ کا بیان ہے کہ امیرالمومنینؑ کبھی کبھی کوفہ سے نجف کے کنارے آکر بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دن آپ خشک جھیل کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا:

جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں کیا تم بھی وہ دیکھ رہے ہو؟

آپؑ کے اصحاب نے کہا: عین اللہ! آپ کیا دیکھ رہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک اونٹ پر جنازہ لدا ہوا ہے اور ایک شخص اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے ہے اور ایک شخص پیچھے اونٹ کو ہانک رہا ہے اور تین دن کے بعد وہ اونٹ یہاں پہنچے گا۔

تیسرے دن آپؑ وہاں جاکر بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد ایک اونٹ آیا جس پر جنازہ لدا ہوا تھا اور ایک اور شخص اس کی مہار تھامے ہوئے تھا اور ایک شخص اونٹ کو ہانک رہا تھا۔ پھر انہوں نے حضرتؑ کی جماعت پر سلام کیا۔

امیرالمومنینؑ نے جوابِ سلام کے بعد فرمایا: تم کون ہو اور کہاں سے آرہے ہو اور یہ جنازہ کس کا ہے اور تم یہاں کس غرض سے اس جنازہ کو لائے ہو؟

انہوں نے کہا کہ ہم یمن کے رہنے والے ہیں۔ یہ جنازہ ہمارے والد کا ہے۔ ہمارے والد نے مرتے وقت ہمیں وصیت کی تھی کہ جب میں مرجاؤں تو تم مجھے غسل وکفن دینا اور میری نماز جنازہ پڑھنا۔ نماز جنازہ سے فارغ ہوکر میری لاش کو اونٹ پر سوار کرانا اور تم میرے اونٹ کو عراق لے جانا۔ پھر کوفہ کے قریب خشک جھیل (نجف) کے کنارے مجھے دفن کردینا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امیرالمومنینؑ نے فرمایا:

تم نے اپنے والد سے یہ کیوں نہ پوچھا کہ اتنی دور دفن ہونے کا کیا فائدہ ہے؟

جوانوں نے کہا کہ ہم نے اپنے والد سے یہ بات بھی پوچھی تھی۔ ہمارے والد نے ہمیں بتایا تھا کہ وہاں ایک ایسا مرد دفن ہوگا اگر وہ پورے اہلِ حشر کی شفاعت بھی کرے تو بھی اللہ اس کی شفاعت کو رد نہیں کرے گا۔

امیرالمومنینؑ نے فرمایا:

بے شک اس نے سچ کہا۔ وہ شفاعت کرنے والا مرد میں ہوں۔ وہ شفاعت کرنے والا مرد میں ہوں۔

(مدینۃ المعاجز، جلد ا، صفحہ ۴۵۰، ۴۵۱)

قبرستان وادی السلام

''وادی السلام'' کا نام حضرت ابراہیمؑ نے رکھا تھا۔ یہاں زلزلے بہت آیا کرتے تھے۔ ایک رات حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ کے ساتھ اس سرزمین سے گزر رہے تھے۔ اس رات یہاں زلزلہ نہیں آیا یہاں کے رہنے والوں کو جب معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کے قدموں کی برکت سے اس رات زلزلہ نہیں آیا تو انھوں نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ ہی قیام کریں ہم آپ کو ساری سہولیات مہیا کریں گے تاکہ آپ کی برکت سے یہاں دوبارہ کبھی زلزلہ نہ آئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ اب یہاں کبھی زلزلہ نہیں آئے گا آج سے یہ مقام ''وادی السلام'' ہے یعنی اب یہ امن اور سلامتی کی وادی ہے اور پھر آپ نے یہ زمین خرید لی۔

پھر جب امیرالمومنینؑ نے کوفہ کو پایہ تخت بنایا تو نجف کی مکمل سرزمین چالیس ہزار درہم میں خرید لی تھی۔ جب آپ کے اصحاب نے پوچھا یہاں نہ کھیتی باڑی ہوسکتی ہے اور نہ رہائش کیونکہ یہاں پانی بالکل نہیں ہے تو آپ نے یہ زمین کیوں خریدی۔ تو امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ جو ہم دیکھ رہے ہیں وہ تم نہیں دیکھ رہے۔ لوگوں نے کہا آپ کیا دیکھ رہے ہیں تو فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے چاہنے والوں کی روحیں یہاں موجود ہیں اور گروہ بنا کر ایک دوسرے سے باتیں کرنے میں مصروف ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ امیرالمومنینؑ کا چاہنے والا مشرق میں مرے یا مغرب میں اس کی روح نجف

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اشرف جاتی ہے۔

قبریں بنانا اور دُرِ نجف کی تلاش

وادی السلام میں انگشت شہادت سے قبریں بنائی جاتی ہیں۔ جب روزِ حشر سب زمین سے اٹھائے جائیں گے تو امیر المومنینؑ کے محب اسی مقام سے اٹھیں گے جن کے نام کی قبریں وادی اسلام میں بنائیں گئیں ہوں گی۔

یہ سرزمین نجف کا معجزہ ہے کہ یہاں بارش کے قطرے "دُر" بن جاتے ہیں۔ انھیں درِ نجف کہتے ہیں۔ زائرین وادی السلام میں درِ نجف تلاش کرتے ہیں اور وطن واپس آ کر اسے تحفے میں پیش کرتے ہیں اور انگوٹھی میں جڑوا کر پہنتے ہیں۔ امام جعفر صادقؑ کا فرمان ہے کہ درِ نجف پر ایک بار نظر کرنا پانچ سو سال کی عبادت کے برابر ہے۔

کیا فیض علیؑ کے قدم پاک سے ہے | روضے کی زمیں بلند افلاک سے ہے
بنتا ہے وہاں دُرِ نجف قطرۂ آب | پانی کی بھی آبرو اسی خاک سے ہے

(مرزا دبیرؔ)

مقام حضرت ہودؑ و حضرت صالحؑ

نجف اشرف کی تاریخ میں قبر حضرت آدمؑ و نوحؑ کے بعد یہ سب سے قدیم مقام ہے۔ یہاں دو نبی خدا حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ کی قبریں ہیں۔ یہ دونوں نبی قوم عاد و ثمود پر مبعوث کئے گئے تھے۔ حضرت صالحؑ کی اونٹنی کا قصہ قرآن میں بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

مقام امام جعفر صادقؑ

یہ مقامی وادی السلام ہی میں موجود ہے اور پوچھنے پر راستہ بھی بتا دیا جاتا ہے۔ جب امام جعفر صادقؑ نجف اشرف تشریف لاتے تھے تو اسی مقام پر قیام فرمایا کرتے تھے۔

نجف میں امام جعفر صادقؑ کا دوسرا مقام روضہ امیر المومنینؑ میں بابِ السلطانی اور مسجد الراس کے درمیان واقع تھا جو اب نہیں ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

مقام امام زمانہؑ

مقام امام جعفر صادقؑ کے برابر میں مقام امام زمانہؑ ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ امام حسن عسکریؑ کا مکان تھا۔ امام حسن عسکریؑ جب نجف آتے تھے تو آپ کا قیام یہیں ہوتا تھا بہت سے زائرین نے اس مقام پر امام زمانہؑ سے ملاقات کی ہے۔ اس لیے یہ مقام امام زمانہ کا بھی کہلاتا ہے۔ یہاں ایک کنواں بھی ہے جو امام زمانہؑ سے منسوب ہے۔

روضہ حضرت کمیلؓ

آپ امیر المومنینؑ کے عظیم ترین اصحاب میں سے تھے اور ان کے راز داں بھی تھے۔ اپنے مولاؑ کے ساتھ جنگ جمل و صفین میں شریک رہے۔ آپ کا وطن کوفہ ہی تھا۔ واقعہ کربلا کے وقت آپ زندان کوفہ میں قید تھے ورنہ امام حسینؑ کی نصرت ضرور کرتے۔ دعائے کمیل آپ ہی سے منسوب ہے جو آپ کو امیر المومنینؑ نے تعلیم کی تھی۔ آپ نے تقریباً ۹۰ برس کی عمر پائی۔ حجاج بن یوسف محبان علیؑ کو چن چن کر قتل کر رہا تھا۔ اس کی نظر آپ پر بھی تھی۔ اس نے چاہا کہ آپ کو قتل کرے لیکن آپ روپوش ہوگئے۔ جب حجاج نے دیکھا کہ آپ تلاش کے باوجود نہیں ملتے تو اس نے حضرت کمیلؓ کے خاندان والوں کا وظیفہ بند کر دیا اور انھیں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچانے لگا۔ جب یہ خبر حضرت کمیلؓ کو پہنچی تو کہنے لگے کہ میری عمر زیادہ نہیں رہی کہ جس کی وجہ سے ایک گروہ کی روزی کے منقطع ہونے کا سبب بنوں۔ یہ کہہ کر حجاج کے سامنے آ گئے۔ وہ معلون کہنے لگا کہ میں تیری تلاش میں تھا تاکہ تجھے قتل کردوں۔ آپ نے کہا جو تیرا دل چاہے کرلے کیونکہ اب میری عمر تھوڑی رہ گئی ہے اور عنقریب میری بازگشت خدا کی طرف ہے اور مجھے میرے مولاؑ نے خبر دی ہے کہ تو ہی میرا قاتل ہوگا، حجاج کہنے لگا تمہارا شمار قاتلانِ عثمان میں ہے۔ اس نے حکم دیا کہ کمیلؓ کا سر قلم کر دیا جائے۔ آپ کی شہادت کے بعد آپ کو مقام ثویہ جو مسجد حنانہ کی پشت پر ہے دفن کر دیا گیا۔ ثویہ نعمان بن منذر کے زمانے میں زندان تھا جہاں قیدیوں پر طرح طرح کے ظلم ہوتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں امیر المومنینؑ کے اصحاب کی کثیر جماعت دفن ہے جن کی قبروں کا علم کسی کو نہیں ہے۔

حضرت کمیلؓ کا روضہ بہت شاندار ہے اور روضے کے اطراف میں بڑے بڑے علماء اور

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مجتہدین کی قبریں بنی ہوئی ہیں۔ حضرت کمیلؑ کے روضے سے نزدیک حضرت رشید ہجریؒ اور حضرت احنف بن قیس صحابیِ امیرالمومنینؑ کی قبریں بھی موجود تھیں جواب نہیں ہیں۔

مسجد حنانہ

اس مسجد سے دو خصوصیات مخصوص ہیں۔ پہلی یہ کہ جب ۲۱ر رمضان ۴۰ھ کی صبح امیرالمومنینؑ کا تابوت نجف اشرف جارہا تھا تو اس مقام پر ایک سنگ میل تھا جو احتراما جھک گیا تھا اس کے بعد یہاں مسجد بنادی گئی۔ بعض کا کہنا ہے کہ مسجد پہلے ہی موجود تھی اس کی دیواریں خم ہوگئیں تھیں اور دوسری خصوصیت یہ ہے کہ جب اسیران کربلا کا قافلہ کوفے کی طرف جارہا تھا تو قافلے نے اس مسجد میں قیام کیا تھا اور امام حسینؑ کا سرِ مبارک اس مسجد میں رکھا گیا تھا۔ یہ مقام آج بھی باقی ہے اور اس پر اب ضریح بنادی گئی ہے۔ یہاں جاکر بہت زیادہ رقت طاری ہوتی ہے۔

(ناصرالزائرین، صفحہ ۴۵ تا ۴۹، سید ارتضیٰ عباس نقوی)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۱۸

نجف پر لکھی گئی کتابیں

عربی اور فارسی میں نجف پر کثرت سے کتابیں لکھی گئی ہیں۔ جو کتابیں ہماری نظر سے گزریں ہیں یا ہمارے کتب خانے میں موجود ہیں۔ ان کی فہرست یہ ہے:۔

۱۔ فرحۃ الغری فی تعین قبر علی ابن ابی طالب فی النجف

عبدالکریم ابن طاؤس (۶۴۸ھ۔ ۶۹۳ھ)

۲۔ اسماء النجف فی الحدیث واللغۃ والتاریخ

شیخ ہادی امینی نجفی مطبوعہ ۱۹۹۳ء جلد اول، موسوعۃ النجف الاشرف۔

۳۔ تاریخ النجف الاشرف (۳ جلدیں)

شیخ محمد حسین حرزالدین، مطبوعہ ۱۴۲۷ھ، منشوراتِ دلیلِ ما، قم، ایران۔

۴۔ قبر الامام علی وضریحہ

صلاح مہدی فرطوسی

۵۔ المفصل فی تاریخ النجف الاشرف

حسن عیسیٰ الحکیم، مطبوعہ ۱۴۲۷ھ مکتبہ حیدریہ، قم، ایران

۶۔ ماضی النجف وحاضرھا (۳ جلدیں)

جعفر شیخ باقر آل محبوبہ۔

۷۔ تاریخ مقام الامام المھدی فی وادی السلام

احمد علی مجید۔

۸۔ اضواء علی تاریخ النجف

شیخ کاظم حلفی۔

۹۔ شعراء الغری (۱۲ جلدیں)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علی الخاقانی مطبوعہ ۱۳۷۳ھ مکتبہ حیدریہ، نجف اشرف۔

۱۰۔ عنوان اشرف فی وشی النجف

محمد ساوی مطبوعہ ۱۳۶۰ھ نجف اشرف۔

۱۱۔ موسوعۃ النجف الاشرف (۲۲ جلدیں)

جعفر دجیلی مطبوعہ ۱۴۱۲ھ بیروت، لبنان۔

۱۲۔ نجف بین الماضی والحاضر

حیدر سعید مرجانی، مطبوعہ ۱۴۱۵ھ نجف اشرف۔

۱۳۔ النجف الاشرف ومقتل الکاتبین مارشال

کامل سلمان جبوری۔

۱۴۔ وادی السلام

محسن المظفر ،مطبوعہ ۱۴۱۳ھ، دارالاضواء بیروت لبنان۔

۱۵۔ موسوعۃ العتبات المقدسۃ (نجف پر ۲ جلدیں)

جعفر خلیلی، مطبوعہ ۱۴۰۷ھ، بیروت، لبنان۔

۱۶۔ الدراسۃ وتاریخھا فی النجف

سید محمد بحر العلوم۔

۱۷۔ مکتبات النجف القدیمۃ والحدیثۃ

جعفر خلیلی۔

۱۸۔ معجم رجال الفکر والادب فی النجف (۳ جلدیں)

شیخ محمد ہادی امینی مطبوعہ ۱۴۱۳ھ۔

۱۹۔ التحفۃ الغرویۃ

شیخ خضر بن شلال نجفی۔

۲۰۔ مصادر الدراسۃ عن النجف الطوسی

شیخ محمد ہادی امینی، عبدالرحیم محمد علی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۱۔معجم المطبوعات النجفیۃ

شیخ محمد ہادی امینی، مطبوعہ ۱۹۶۶ء نجف اشرف۔

۲۲۔مساجد ومعالم فی الروضۃ الحیدریۃ المطہرۃ

سید عبدالمطلب موسوی خرسان مطبوعہ ۱۴۳۰ھ، دیوانیہ، عراق

۲۳۔مشاہیر مدفون در نجف اشرف (۲ جلدیں)

ابراہیم زنگہ، مشہد مقدس، ایران۔

۲۴۔تاریخ کربلا و نجف

علامہ طیب جزائری، مطبوعہ ۱۹۶۲ء، ادارہ علوم آل محمدؐ، لاہور، پاکستان۔

۲۵۔مشاہیر المدفونین فی الصحن العلوی الشریف

کاظم عبود فتلاوی، مطبوعہ ۲۰۱۰ء، مکتبہ حیدریہ، نجف اشرف۔

۲۶۔شعراء النجف الشعبیون

کاظم عبود فتلاوی، نجف اشرف۔

۲۷۔مستدرک شعراء الغری

کاظم عبود فتلاوی، مطبوعہ ۱۴۲۳ھ، دارالاضواء بیروت، لبنان۔

۲۸۔مشہد الامامؑ

محمد علی جعفر تیمی مطبوعہ ۱۳۷۴ھ، مکتبہ حیدریہ، نجف اشرف۔

۲۹۔مع علماء النجف

محمد جواد مغنیہ، مطبوعہ ۱۹۹۲ء، درالاضواء، بیروت، لبنان۔

۳۰۔تاریخ نجف وحیرہ (فارسی)

عبدالحجۃ بلاغی، ۱۳۶۸ھ مطبعۃ مظاہری، طہران، ایران۔

۳۱۔ثورۃ النجف بعد مقتل حاکمہا الکاتبین مارشل

عبدالرزاق حسنی، مطبوعہ ۱۴۰۰ھ طہران، ایران۔

۳۲۔دار السلام فیما یتعلق بالرؤیا والمنام

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حسین بن محمد تقی نوری طبرسی مطبوعہ منشورات شرکۃ المعارف، قم، ایران

۳۳۔ رسالۃ موجزۃ فی النجف الاشرف

محمد حسین بن علی کاشف الغطا، قلمی نسخہ مکتبہ آلِ کاشف الغطاء، نجف اشرف میں موجود ہے۔

۳۴۔ نزھۃ الغری فی تاریخ النجف

محمد بن عبود کوفی مطبوعہ ۱۹۵۲ء مطبعۃ الغری، نجف اشرف۔

۳۵۔ الیتیمۃ الغرویۃ والتحفۃ النجفیۃ

سید حسین بن احمد حسنی براقی، اس کتاب کا قلمی نسخہ آیت اللہ محسن الحکیم کے کتب خانے میں محفوظ ہے اور مخطوطے کا نمبر ''۱۰۶ اف'' ہے۔

۳۶۔ مرقد وضریح امیرالمومنینؑ

صلاح مھدی فرطوسی مطبوعہ ۲۰۱۰ء قسم الشوون والفکریۃ ودالثقافیۃ نجف اشرف۔

۳۷۔ ارض النجف

موسیٰ جعفر العطیۃ، مطبوعہ ۲۰۰۶ء، موسسۃ النبراس، نجف اشرف۔

۳۸۔ بحر النجف

شیخ موسیٰ ساعدی مطبوعہ ۱۹۹۳ء جلد اول موسوعۃ النجف الاشرف۔

۳۹۔ تاریخ النجف حتی نھایۃ العصر العباسی

محمد جواد فخر الدین، نجف اشرف۔

۴۰۔ الحیاۃ الفکریۃ فی النجف الاشرف

محمد باقر بھادلی، مطبوعہ ۲۰۰۴ء، مطبع ستارہ بغداد عراق۔

۴۱۔ لمحۃ تاریخیۃ عن مشھد الامام علی بن ابی طالبؑ

شیخ کاظم حلفی، مطبوعہ ۱۹۹۳ء، جلد ۳، موسوعۃ النجف الاشرف۔

۴۲۔ مشھد الامام علی فی النجف وما بہ من الھدایا والتحف

سعاد ماہر محمد، مطبوعہ دار المعارف، مصر۔

۴۳۔ من دفن فی النجف من الصحابۃ الرسول الاکرم

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

محمد ہادی امینی، مطبوعہ ۱۹۹۳ء جلد ۱ موسوعۃ النجف الاشرف۔

۴۴۔ النجف الاشرف مدینۃ العلم والعمران

شیخ محمد کاظم طریحی، مطبوعہ ۲۰۰۲ء دار الہادی، بیروت، لبنان۔

۴۵۔ النجف القدیماً

مصطفیٰ جواد، مطبوعہ ۱۹۸۷ء۔

۴۶۔ دلیل النجف الاشرف

عبد الہادی فضلی، مطبوعہ مطبعۃ الآداب، نجف اشرف۔

۴۷۔ النجف فی المراجع الغربیۃ

حسین علی محفوظ، مطبوعہ ۱۹۸۷ء جلد ۶، موسوعۃ العتبات المقدسۃ، بیروت۔

۴۸۔ النجف فی المراجع الغربیۃ

جعفر خیاط، مطبوعہ ۱۹۸۷ء، جلد ۶ موسوعۃ العتبات المقدسۃ، بیروت۔

۴۹۔ النجف قبل العصر الاسلامی

سعاد ماہر محمد، مطبوعہ ۱۹۹۳ء جلد ۱ موسوعۃ النجف الاشرف۔

۵۰۔ موقع النجف الطبیعی

شیخ محمد ہادی امینی، مطبوعہ ۱۹۹۳ء جلد ۱ موسوعۃ نجف الاشرف۔

۵۱۔ اول من دفن فی النجف علی عہد الامام امیر المومنینؑ

شیخ محمد ہادی امینی مطبوعہ ۱۹۹۳ء جلد ۲ موسوعۃ النجف اشرف۔

۵۲۔ من دفن فی النجف من صحابۃ الرسول الاکرم

شیخ ہادی ایمنی، مطبوعہ ۱۹۹۳ء جلد ۲ موسوعۃ النجف الاشرف۔

۵۳۔ الغری مشہد سیدنا الامام علیؑ

سید ھبۃ الدین شہرستانی، مطبوعہ ۱۹۹۳ء جلد ۲ موسوعۃ النجف الاشرف۔

۵۴۔ مشہد الامام علیؑ

سعاد ماہر محمد، مطبوعہ ۱۹۹۳ء جلد ۲ موسوعۃ النجف الاشرف۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۵۵۔النجف الاشرف مدینۃ القیم الخالدۃ، ڈاکٹر ابراہیم عاتی

۵۶۔المتقطف من التاریخ الحضاری والفکری والروحی لمدینۃ النجف الاشرف، ڈاکٹر جلیل عطیہ

۵۷۔التنوع الحضاری لمدینۃ النجف الاشرف، شیخ احمد وائلی

۵۸۔مدینۃ النجف فی کتابات المورخین والجغرافیین

۵۹۔العرب والمسلمین، ڈاکٹر رباب حسین

۶۰۔النجف والتقریب بین المذاہب الاسلامیۃ، ڈاکٹر عباس مہاجرانی

۶۱۔الملوک والروسا الذین زاروا النجف الاشرف، سید عامر حلو

۶۲۔المرجعیۃ الدینیۃ تاریخاً و آفاقاً، سید غیاث جواد آل طعمۃ

۶۳۔کیف حافظ النجف علی اصالتہ، ڈاکٹر محمد بحر العلوم

۶۴۔العلاقۃ الفکریۃ بین النجف وجبل عامل، ڈاکٹر مہدی شحادۃ

۶۵۔علماء جبل عامل وتجدید الدراسات الدینیۃ فی النجف (1960-1870)، ڈاکٹر صابرینا میر خان

۶۶۔ارتباط الھند بالنجف الاشرف، محمد سعید طریحی

۶۷۔فی مواجھۃ العزلۃ القدس والنجف فی الموتمر الاسلامی (عام ۱۹۳۱ء)، ڈاکٹر محمد حافظ یعقوب

۶۸۔النجف بین ثقافتین، ڈاکٹر علی کریم سعید

۶۹۔من اعلام الشعراء النجفی، ڈاکٹر ابراہیم عاتی

۷۰۔تاریخ مرقد الامام علیؑ والاطوار المبکرۃ للنجف الاشرف، کریم مرزہ اسدی

۷۱۔حاضرۃ النجف الاشرف فی ذاکرۃ الزمان والمکان، عبدالھادی حکیم

۷۲۔نشاۃ مدرسۃ النجف الکبریٰ، عبدالجبار رفاعی

۷۳۔حوزۃ العلمیۃ فی النجف الاشرف، سید محمد غروی

۷۴۔دور النجف فی الثورۃ العراقیۃ الکبریٰ (عام ۱۹۲۰)، سید محمد صادق بحر العلوم

۷۵۔دور النجف فی الثورۃ العراقیۃ الکبریٰ (عام ۱۹۲۰)، علی بابا خان

۷۶۔حرکۃ الجہاد وموقف النجف ضد الغزو الاجنبی للعراق، کامل سلمان جبری

۷۷۔النجف......والحرکۃ الدستوریۃ، سید سلمان ہادی آل طعمۃ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۷۸۔النجف.........نظر قد الی وقائع التفاضۃ شعبان عام ۱۴۱۱ھ، ولید شھیب حلی

۷۹۔النجف الاشرف.................مدینۃ الاسلامیۃ عریقۃ دراسۃ لابرز معالمھا العمرانیۃ، رؤوف محمد علی الانصاری

۸۰۔اعلام نجفیون، نعمۃ رحیم عزاوی

۸۱۔آفاق نجفیۃ، (۶ حصے)، کامل سلمان جبوری

۸۲۔فی الادب النجفی قضایا ورجال، محمد رضا قاموسی

۸۳۔الصحافۃ النجفیۃ فی عہد الاحتلال، جہاد ھادی ابو صبیح

۸۴۔صحافۃ النجف، محمد عباس دراجی

۸۵۔لوحۃ الشرف لرجال العمال الاوائل فی النجف، عبود طفیلی

۸۶۔تاریخ الاسر الخاقانیۃ فی النجف، محمد جمال ہاشمی

۸۷۔مجتمع مدینۃ النجف، جمیل موسیٰ نجار

۸۸۔رجال المقاومۃ العربیۃ فی النجف، محمد علی رشید

۸۹۔صور من الحیاۃ الشعبیۃ النجفیۃ، حامد مومن

۹۰۔النجف والمرقد الطاہر، حسین سید سعید احمد براقی نجفی

۹۱۔مخطوطات مکتبۃ امیر المومنینؑ، سید عبد العزیز طباطبائی

۹۲۔مقام المہدیؑ فی النجف، احمد علی مجید حلی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۱۹

نجف اشرف چودہ صدیوں کے آئینے میں

یہ باب خالص تحقیقی ہے اور اس باب میں ہم یہ دیکھیں گے کہ چودہ صدیوں کے دوران نجف اشرف میں کیا کیا مشہور واقعات وحادثات پیش آتے رہے۔ زمانے نے کیا کیا سازشیں نہیں کیں لیکن لاکھ نشیب وفراز کے باوجود آج بھی شاہ ولایتؑ کا روضہ مسلسل اپنی تابانیاں دکھلا رہا ہے۔ آئے دن روضے پر معجزات ہوتے ہیں اور زائرین اپنی مرادیں پاتے ہیں۔ ہم نے ہر صدی کے حالات کے لیے الگ الگ فصلیں مقرر کی ہیں، تاکہ تفصیلی جائزہ لیا جا سکے اور قارئین پڑھنے کے دوران کسی قسم کی الجھن کا شکار نہ ہوں۔

فصل ا

نجفِ اشرف پہلی صدی ہجری میں

۳۷ھ..................امیر المومنینؑ کا نجف خریدنا

امیر المومنینؑ نے نجف کی سرزمین چالیس ہزار درہم میں کسانوں سے خریدی تھی۔ تفصیل ابتدائی ابواب میں گزر چکی ہے۔

۳۷ھ..................خباب بن ارت کی تدفین:۔

اس سال صحابی رسول خباب بن ارت کی وفات ہوئی اور پشتِ کوفہ پر دفن ہوئے۔

حاکم نیشاپوری نے عبداللہ بن خباب بن ارت سے نقل کیا ہے کہ پہلے لوگ اپنے مردوں کو کوفہ میں دفن کرتے تھے لیکن خباب نے اپنے بیٹے عبداللہ کو وصیت کی تھی کہ انھیں ''ظہر الکوفہ'' پر دفن کیا جائے۔ اس کے بعد سے لوگ اپنے مردے کوفہ سے باہر دفنانے لگے۔

(المستدرک علی الصحیحین جلد ۲ صفحہ ۳۸۲)

خباب بن ارت امیر المومنینؑ کے اصحاب میں سے تھے۔ شیخ ابوجعفر طوسی کا بیان ہے کہ انھوں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے کوفہ میں رحلت کی اور ان کی نماز جنازہ امیر المومنینؑ نے پڑھائی تھی۔

(مجالس المومنین صفحہ ۴۵۰،۴۵۱)

عبدالرحمن بن جندب سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں صفین کے سفر میں امیر المومنینؑ کے ساتھ تھا۔ ہم ایسے راستے سے گزر رہے تھے جسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہاں تک کہ ہم بنی عوف کے علاقہ سے گزرے۔ وہاں پر سات یا آٹھ قبریں بنی ہوئی تھیں، امیر المومنینؑ نے پوچھا یہ کس کی قبر ہے؟ تو قدامہ بن عجلان ازدی نے کہا کہ یا امیر المومنینؑ یہ خباب بن ارت کی قبر ہے جنھوں نے یہاں دفن ہونے کی وصیت کی تھی۔ اس کے بعد سے لوگ ان کے پہلو میں اپنے مردے دفن کرنے لگے۔ باقی قبریں ان کی ہیں۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا:

اللہ خباب پر رحم کرے، وہ رضا و رغبت سے اسلام لائے اور شوق ارادے سے ہجرت کی اور مجاہد بن کر زندگی بسر کی۔ اسے جسمانی طور پر کئی بار تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور اللہ نیک عمل کرنے والوں کا اجر ہرگز ضائع نہیں کرتا۔

(مجالس المومنین صفحہ ۴۵۰، وقعہ صفین صفحہ ۵۲۸)

۴۰ھ..........امیر المومنینؑ کی شہادت اور نجف میں تدفین

۲۱ رمضان ۴۰ھ میں امیر المومنینؑ کی شہادت ہوئی۔ امام حسنؑ، امام حسینؑ اور عبداللہ بن جعفرؑ نے آپ کو غسل دیا۔ امام حسنؑ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو نجف میں دفن کیا گیا، تفصیلات ابتدائی ابواب میں گزر چکی ہیں۔

۶۱ھ..........سر امام حسینؑ کی نجف میں آمد

مخدرات عصمت و طہارت کو بعد شہادت امام حسینؑ اسیر کر کے کوفہ کی طرف لے جایا گیا۔ ایک رات اہل حرمؑ نے کوفہ سے باہر گزاری۔ اس کے لیے مسجد حنانہ کا انتخاب ہوا جو نجف اشرف کی قدیم ترین مسجد ہے۔ اس مسجد میں سر امام حسینؑ رکھا گیا تھا۔ جو آج بھی موجود ہے۔ مکمل تفصیل باب میں درج ہو چکی ہے۔ شکر خدا کہ ہم متعدد بار اس کی زیارت کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔

۸۲ھ..........حضرت کمیل بن زیاد نخعی کی شہادت اور نجف میں تدفین

آپ امیر المومنینؑ کے اصحاب خاص اور رازداروں میں سے تھے۔ امیر المومنینؑ نے آپ کو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دعا تعلیم فرمائی تھی جو دعائے کمیل کے نام سے مشہور ہے۔

فصل ۲

نجف اشرف دوسری صدی ہجری میں

۱۳۳ھ..........قبرِ اقدس کا ظہور اور پہلے صندوق قبر کی بنیاد

باب میں لکھا جا چکا ہے کہ داؤد بن علی عباسی نے قبرِ اقدس کی بے ادبی کا ارادہ کیا اور اس سے کرامات دیکھنے میں آئیں جس سے متاثر ہو کر داؤد عباسی شیعہ ہو گیا اور اس نے قبر امیر المومنینؑ پر پہلا صندوق رکھوایا۔

(فرحۃ الغری صفحہ ٦١)

۱۴۳ھ..........امام جعفر صادقؑ نے قبرِ امیر المومنینؑ کی مرمت کروائی

اس سال امام جعفر صادقؑ کوفہ تشریف لائے تو آپؑ نے اپنے جد امیر المومنینؑ کی قبر کی زیارت بھی کی۔ محمد بن مشہدی کا بیان ہے کہ اس روز ۱۷ ربیع الاول کی تاریخ تھی۔

(فرحۃ الغری صفحہ ۷۲)

محمد بن مشہدی نے روایت کی ہے کہ صفوانِ جمال نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کے ساتھ قبر امیر المومنینؑ کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا صفوان ناقہ کو بٹھا دو۔ یہ میرے جد امیر المومنینؑ کی قبر ہے۔ رضوان نے کہا اے میرے سید کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے اصحاب کو اس سے باخبر کروں آپؑ نے فرمایا ہاں۔ اس کے بعد قبر کے لیے صفوان کو درہم دیئے۔

(فرحۃ الغری صفحہ ۷۹)

امام جعفر صادقؑ کئی بار قبر امیر المومنینؑ کی زیارت کو تشریف لائے ہیں۔ ہم نے باب ۷ میں تمام روایات کو یکجا کر دیا ہے۔

۱۷۵ھ..........ہارون رشید کی نجف میں آمد

اس سال ہارون رشید کو قبر امیر المومنینؑ کا علم ہوا۔ مکمل تفصیل باب ۹ میں دیکھیے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فصل ۳

نجف اشرف تیسری صدی ہجری میں

۲۳۶ھ.................قبرِ امیرالمومنینؑ کا انہدام

اس سال متوکل کے حکم سے کربلا میں روضہ امام حسینؑ اور نجف میں روضہ امیرالمومنینؑ کو منہدم کیا گیا۔

(تاریخ طبرستان جلد ۱ صفحہ ۹۵)

ابن تغری کا قول ہے کہ متوکل کے دربار میں ایک مغنیہ تھی جس کا نام ام الفضل تھا۔ ایک روز متوکل نے اپنا آدمی اس کے گھر بھیجا وہ گھر پر نہ ملی۔ کچھ دن کے بعد وہ متوکل کے پاس حاضر ہوئی۔ متوکل نے پوچھا اب تک کہاں تھیں؟ اس نے کہا حج پر گئی ہوئی تھی۔ اس نے کہا یہ زمانہ حج کا تو نہیں ہے۔ اس نے کہا میں حج بیت اللہ کے لیے نہیں گئی تھی بلکہ حج مشہد علیؑ کو گئی تھی۔ یہ سنتے ہی متوکل کے غضب کی آگ بھڑک اٹھی اور اس نے مشہد علیؑ کے مسمار کرنے کا حکم جاری کیا۔

(النجوم الزاہرۃ جلد ۲ صفحہ ۲۸۳، ۲۸۴)

یہی روایات کچھ ردوبدل کے ساتھ قبر امام حسینؑ کے لیے بھی وارد ہوئی ہے۔ ظاہر ہے دونوں کی زیارت کا ثواب حج کے برابر ہے اور متوکل نے ہر دو امامؑ کے مدفن کو تاراج کر کے جہنم میں اپنے لیے آگ کا ایندھن فراہم کیا۔

۲۴۱ھ.................منتصر بن متوکل نے قبر امیرالمومنینؑ کی زیارت کی

اس سال متوکل کا بیٹا منتصر نجف آیا اور قبر امیرالمومنینؑ کی زیارت کی۔ پھر کوفہ گیا اور اولادِ ابو طالبؑ میں ہزار درہم تقسیم کیے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو پانچ سو درہم دیے۔

(تاریخ طبری جلد ۷ صفحہ ۳۶۶، شذرات الذھب فی اخبار من ذھب جلد ۱ صفحہ ۸۵)

۲۴۸ھ.................زیارتِ امیرالمومنینؑ کی اجازت مل گئی

۲۴۷ھ میں منتصر نے اپنے باپ متوکل کو قتل کر دیا۔ ۲۴۸ھ میں اس نے شیعیان علیؑ کو قبرِ علیؑ و قبر امام حسینؑ کی زیارت کی اجازت دی اور اولادِ حسنؑ و حسینؑ کو فدک واپس کیا۔

(تاریخ الکامل جلد ۶ صفحہ ۱۴۸)

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۶۴ھ.........قبر امیر المومنینؑ پر شیر کی آمد

محمد بن علی بن رحیم شیبانی کا بیان ہے کہ میں اور میرے والد علی بن رحیم اور میرا چچا حسین بن رحیم ایک جماعت کے ساتھ پوشیدہ طور پر امیر المومنینؑ کی قبر کی طرف روانہ ہوئے میں اس وقت لڑکا تھا۔ یہ کوئی ۲۶۰ھ سے کچھ اوپر کا واقعہ ہے، ہم لوگ قبر مبارک پر حاضر ہوئے ان ایام میں قبر کے اردگرد صرف پتھر نصب تھے، عمارت وغیرہ نہیں تھی، راستہ میں صرف قائم الغریٰ کا علاقہ تھا۔ ہم لوگ مزار مقدس کی زیارت میں مشغول تھے، کچھ لوگ تلاوت کلام پاک کر رہے تھے بعض لوگ نماز میں مصروف تھے بعض زیارت کر رہے تھے، اچانک ہم نے دیکھا کہ ایک شیر ہماری طرف آ رہا ہے، جب مقدار نیزے کے قریب رہ گئی تو ہم اس سے دور ہو گئے، وہ قبر پر اپنے بازو رگڑ تا تھا، ہم میں سے ایک آدمی نے جا کر نظارہ دیکھا اور اس نے آ کر ہم کو اس بات سے آگاہ کیا تب ہمارا خوف جاتا رہا ہم سب لوگ مل کر آئے تو دیکھا کہ وہ اپنے بازو قبر پر رگڑتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد شیر چلا گیا، ہم دوبارہ آ کر نماز، زیارت اور تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو گئے۔ محمد حسین حرز الدین کا قول ہے کہ یہ واقعہ ۲۶۴ھ کا ہے۔

(تاریخ النجف الاشرف، جلد ۲، صفحہ ۷۵، فرحۃ الغری صفحہ ۹۱)

۲۸۳ھ.................حرم امیر المومنینؑ کی دوسری تعمیر

اس سال محمد بن زید الداعی بادشاہ طبرستان نے روضہ امیر المومنینؑ کی تعمیر کرائی، روضہ پر قبہ، چاردیواری اور ستر طاقوں کی تعمیر کی۔ جس میں کل تین ہزار درہم سرخ خرچ ہوئے۔

(تاریخ طبرستان جلد ۱ صفحہ ۹۵)

بعض نے یہ واقعہ ۲۷۹ھ کا بیان کیا ہے۔ اس عمارت کی تفصیل باب میں درج کی جا چکی ہے۔

۲۸۶ھ.........محمد بن یحییٰ شیبانی نے زیارت قبر امیر المومنینؑ کی

اس سال محدث فاضل محمد بن یحییٰ شیبانی نے حج بیت اللہ کی فراغت کے بعد نجف میں قبر امیر المومنینؑ کی زیارت کی۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۷۸)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فصل ۴

نجف اشرف چوتھی صدی ہجری میں

۳۱۷ھ..........محمد بن زید الداعی نے روضے کی تیسری تعمیر کروائی

اس سال محمد بن زید الداعی نے روضہ امیر المومنینؑ کی تعمیر کرائی جو کہ تیسری تعمیر تھی۔

(خطط الکوفہ صفحہ ۱۳۴)

اس عمارت کی مکمل تفصیل باب میں گزر چکی ہے۔

۳۳۸ھ..............قبر امیر المومنینؑ پر گنبد سفید کی تعمیر

اس سال ابو علی عمر بن یحییٰ علوی نے مالِ خالص سے روضہ امیر المومنینؑ پر سفید گنبد بنوایا۔ ان کا شجرہ امام زین العابدینؑ سے ملتا ہے۔

ابو علی محمد بن یحییٰ بن حسین بن احمد بن عمر بن یحییٰ بن حسین ذی الدمعہ بن زید شہید بن امام زینِ العابدینؑ۔ ان کے اجداد میں یحییٰ بن حسین ذی الدمعہ امام موسیٰ کاظمؑ کے اصحاب میں سے تھے جنہیں ۲۵۰ھ میں شہید کیا گیا اور ان کا سر مستعین عباسی کے پاس بھجوا دیا گیا۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۸۸، مستدرک الوسائل جلد ۳ صفحہ ۴۳۵)

ابو علی عمر بن یحییٰ علوی دو فضیلتوں کے مالک ہوئے۔ ایک تو یہ کہ اس نے حرم امیر المومنینؑ پر گنبد بنوایا اور دوسرا یہ کہ اس زمانے میں حجر اسود کو کعبہ سے نکال کر مسجد کوفہ کے ساتویں ستون پر لٹکایا گیا تھا۔ انہوں نے اسے وہاں سے نکلوا کر واپس خانہ کعبہ میں لگوایا۔

(شہداء الفضیلۃ صفحہ ۱۹۵)

۳۶۴ھ..........عز الدولہ زیارتِ نجف کو آیا

اس سال عز الدولہ ابو منصور بختیار بن معز الدولہ بن علی بن بویہ، جو کہ سلطنتِ بویہ کا بادشاہ تھا۔ زیارت امیر المومنینؑ کے لیے نجف آیا، اس موقع پر سید رضی اور سید مرتضیٰ کے والد حسین بن موسیٰ اور محمد بن عمر العلوی الرجحی الزینبی بھی اس کے ساتھ تھے۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۹۱، تجارب الامم جلد ۶ صفحہ ۳۵۵)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۳۶۶ھ.................روضہ امیر المومنین کی چوتھی تعمیر

اس سال عضد الدولہ نے اپنے والد رکن الدولہ کی وفات کے بعد روضہ امیر المومنینؑ کی تعمیر شروع کروائی۔ اسی سال بغداد اور شیراز میں شفاخانے بنوائے گئے۔ اس عمارت کی مکمل تفصیل باب ۹ میں گزر چکی ہے۔

۳۶۹ھ.................فرات سے نجف تک نہریں جاری کی گئیں

اس سال عضد الدولہ نے نجف میں پانی کی تنگی دیکھ کر فرات سے ایک نہر نجف میں جاری کروائی تاکہ اہلِ نجف کی مشکلات میں کمی ہو۔

(اعیان الشیعۃ جلد ا صفحہ ۱۵۴)

شیخ محمد حرز الدین نے نجف کے بعض قدیم اہلِ ثقہ سے سنا تھا کہ کل نہریں جو جاری کی گئیں ان کی تعداد پندرہ تھی اور یہ سب کی سب آلِ بویہ کی نہریں کہلاتی تھیں۔

(کتاب النوادر جلد ۵ صفحہ ۳)

۳۶۹ھ...........عمران بن شاہین کی وفات ہوئی اور نجف میں دفن ہوئے

اس سال محرم میں عمران بن شاہین نے کوفہ میں وفات کی۔ اس کا جنازہ نجف لایا گیا اور حرمِ اقدس کے ایک دروازے کے پاس دفن کیا گیا جو آج کل محلہ مشراق کی طرف کھلتا ہے اور باب طرسی سے سوزراع کے فاصلے پر واقع ہے۔

(مراقد المعارف جلد ۲ صفحہ ۱۳۱)

عمران بن شاہین کا تعلق ''جامدہ'' سے تھا جو عراق کے شہر واسط میں ہے۔ حرم امیر المومنینؑ کا ایک رواق اس کے نام پر ہے۔ عضد الدولہ نے اسے اپنا وزیر بنا لیا تھا۔ اس واقعہ کے پس منظر میں امیر المومنینؑ کا معجزہ ہے جسے ابن طاؤس نے اس طرح نقل کیا ہے کہ:

عمران بن شاہین عراق کے امراء میں سے تھا۔ اس نے عضد الدولہ کی نافرمانی کی، عضد الدولہ نے اسے گرفتار کرنا چاہا، وہ بھاگ کر امیر المومنینؑ کے مزار کے اندر چھپ گیا، خواب میں امیر المومنینؑ کو دیکھا، آپ فرما رہے تھے کہ کل یہاں فناخسرو آئے گا، جو لوگ یہاں ہیں ان کو نکال دے گا، تم فلاں جگہ چلے جاؤ قبہ کے ایک کونہ کی طرف اشارہ فرمایا، وہ تمہیں نہیں دیکھ سکے گا اور گڑگڑا کر محمدؐ و

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آل محمدؐ کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے گا۔ تاکہ تم اس کے ہاتھوں میں گرفتار ہو جاؤ، اس وقت اس کے قریب ہو جانا، اور کہنا اے بادشاہ محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے کس کی گرفتاری کی دعا مانگ رہے ہو وہ کہے گا ایک شخص نے میری نافرمانی کی ہے اور میری سلطنت میں دخل دینا چاہتا ہے اس سے کہنا اگر کوئی شخص اس کو گرفتار کرا دے، تو اس کو کیا صلہ دو گے، کہا اگر وہ مجھے اس سے درگزر کرنے کو کہے تو میں اس سے درگزر کروں گا، اس وقت تم اس کو اپنے متعلق آگاہ کرنا۔ تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا۔

حضرت کے فرمان کے مطابق عمران بن شاہین نے اس کو اپنے بارے میں آگاہ کر دیا۔

بادشاہ نے کہا تمہیں کس نے یہاں رکھا ہوا ہے؟ عرض کیا کہ آقا امیر المومنینؑ نے مجھے خواب میں بتایا کہ کل یہاں فناخسرو آئے گا، اس بات کو دہرایا، بادشاہ نے کہا تمہیں حضرت کی قسم آپ نے تمہیں فناخسرو کہا تھا۔ میں نے عرض کیا خدا کی قسم اور حضرت کی قسم، مجھے حضرت نے فناخسرو ہی کہا تھا۔ عضد الدولہ نے کہا میرے نام فناخسرو کو صرف میری ماں یا میری دایہ جانتی ہے، اور کوئی شخص نہیں جانتا۔ پھر عضد الدولہ نے عمران کو وزارت کا لباس پہنایا، وہ اس کے سامنے کوفہ چلا گیا، عمران بن شاہین نے نذر مانی ہوئی تھی، اور عضد الدولہ اس کو معاف کر دے گا تو وہ ننگے پاؤں ننگے سر حضرت امیر المومنینؑ کی زیارت کو آئے گا جب رات ہو گئی تو وہ اکیلا کوفہ سے امیر المومنینؑ کی زیارت کے لیے روانہ ہوا۔

میرے دادا علی بن طحال نے آقا امیر المومنینؑ کو خواب میں دیکھا آپ فرماتے تھے اٹھو اور میرے دوست عمران بن شاہین کے لیے دروازہ کھول دو۔ میرے دادا اٹھے انہوں نے دروازہ کھولا، دروازے پر ایک بزرگ کو آتے ہوئے دیکھا، جب قریب آ گئے تو بسم اللہ پڑھی اور مولانا کا لفظ کہا اور کہا میں کون ہوں؟

علی بن طحال:۔ آپ عمران بن شاہین ہیں،

عمران:۔ میں عمران بن شاہین نہیں ہوں

علی بن طحال:۔ آپ عمران بن شاہین ہیں، امیر المومنینؑ نے خواب میں مجھے بتایا ہے کہ میرے دوست عمران بن شاہین کے لیے دروازہ کھول دو،

عمران:۔ حضرت کی قسم آپ کو ایسے ہی کہا تھا؟

علی بن طحال: خدا کی قسم اور حضرت کی ذات کی قسم آپ نے ایسے ہی فرمایا تھا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عمران یہ سن کر حضرت کے مزار کے دروازے پر گر پڑا اور اس کو چومنے لگا۔

(فرحۃ الغری صفحہ ۹۴ تا ۹۶)

حرمِ اقدس میں اس کے نام سے مسجد بھی ہے اور رواق بھی جس کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر گزر چکی ہے۔

۳۷۱ھ..........عضد الدولہ زیارت امیر المومنینؑ کے لیے نجف آیا:

اس سال عضد والدولہ نے روضہ امیر المومنینؑ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

مکمل تفصیل باب میں دیکھیے۔

عضد الدولہ نے صرف اسی سخاوت پر قناعت نہیں کی بلکہ پورے سال تمام مقامات مقدسہ پر تحفے اور ہدیے نذر کیے۔

(تاریخ دیالمۃ وغزنویان، فارسی، صفحہ ۸۹)

۳۷۲ھ..........عضد الدولہ کی وفات اور نجف میں تدفین

زیارت کے اگلے برس اور بقولے دو برس بعد شوال کو عضد الدولہ نے بغداد میں وفات کی اور اسے روضہ امیر المومنینؑ میں دفن کیا گیا۔ اس نے تقریباً ساڑھے پانچ برس عراق پر حکومت کی۔

(الکامل فی التاریخ جلد ۷ صفحہ ۴۰۴)

۳۷۹ھ..........شرف الدولہ کی وفات اور نجف میں تدفین

جمادی الآخر میں شرف الدولہ ابوفوارس شیر ذیل بن عضد الدولہ نے وفات کی اور لاش روضہ امیر المومنینؑ میں دفن کی گئی۔

(الکامل فی التاریخ جلد ۷ صفحہ ۴۳۶)

۴۰۰ھ..................فصیلِ نجف کی تعمیر

ابو محمد حسن بن مفضل بن سھلان رامھر مزی، جو ابن سھلان کہلاتا تھا اور سلطان الدولہ بن بویہ کا وزیر تھا۔ شعبان ۳۶۱ھ میں پیدا ہوا اور ۴۱۴ھ میں بنکیر بن عیاض نے اسے قتل کیا۔

(الکامل فی التاریخ جلد ۸ صفحہ ۵۹)

یہ ایک سال شدید بیمار ہوا۔ اس نے نذر مانی کہ اگر شفا ہوئی تو امیر المومنینؑ کے روضے کے گرد

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فصیل تعمیر کرواؤں گا۔ اسے شفا ہوئی اور اس نے مرقد علیؑ کے گرد فصیل بنوائی۔ اس کے علاوہ کربلا میں حائر کے گرد بھی فصیل بنوائی۔

(اعیان الشیعۃ جلد ۲۳ صفحہ ۳۱۲۔۳۱۷)

۴۰۰ھ..........احمد بن علی نجاشی نے زیارتِ نجف کی

اس سال بروز یوم غدیر شیخ علامہ ابو عباس احمد بن علی نجاشی اسدی مرقد امیر المومنینؑ کی زیارت کے لیے نجف آئے۔ نجاشی نے ذکر کیا ہے کہ آپ صاحبِ کثیر الزیارات تھے، میں نے ان کے ساتھ آخری زیارت ۴۰۰ھ میں مشہد امیر المومنینؑ میں کی تھی"۔

(رجال النجاشی صفحہ ۴۴۰)

شیخ طہرانی نے ذکر کیا ہے کہ آپ شیخ مفید کے مشائخ میں سے تھے۔ ۴۱۳ھ میں وفات کی۔

(طبقات اعلام الشیعۃ صفحہ ۱۰۷)

فصل ۵

نجف اشرف پانچویں صدی ہجری میں

۴۰۳ھ..............بہاء الدولہ کی وفات اور نجف میں تدفین

اس اسل ۵ رجمادی ال آخر کو بہاء الدولہ بن عضد الدولہ کی وفات ہوئی۔ اس کی لاش ارجان (ایران کا شہر) سے نجف لائی گئی اور اسے اس کے باپ عضد الدولہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ اس نے چودہ برس عراق پر حکومت کی۔ مرتے وقت اس کی عمر ۴۲ برس تھی۔

(الکامل فی التاریخ جلد ۸ صفحہ ۷۷)

۴۳۱ھ..............جلال الدولہ بویہی نجف آیا

اس سال جلال الدولہ بن شرف الدولہ بن عضد الدولہ زائر نجف اشرف ہوا۔ یہ زیارت کے لیے بغداد سے نجف آیا پھر کربلا گیا اور مرقد حسینؑ کی زیارت کی۔

(المنتظم فی تاریخ الملوک والامم جلد ۸ صفحہ ۱۰۵)

۴۴۸ھ..........شیخ طوسی نے نجف کی طرف ہجرت فرمائی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن حسن بن علی الطوسی، اس سال بغداد سے ہجرت فرما کر نجف اشرف میں وارد ہوئے اور یہیں رہے یہاں تک کہ یہیں وفات کی۔ ان کے حالات کی تفصیل باب میں لکھی جا چکی ہے۔

۴۶۰ھ..............شیخ طوسی کی وفات اور نجف میں تدفین

۲۲ رجمادی الثانی کی رات شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد جن حسن طوسی نے وفات کی۔ وصیت کے مطابق اپنے ہی گھر میں دفن کیے گئے جو صحنِ روضہ امیر المومنینؑ سے قریب تھا۔

(رجال ابن داؤد صفحہ ۱۷۰)

بعد میں شیخ طوسی کا گھر مسجد میں تبدیل ہو گیا آج بھی یہ مسجد موجود ہے اور ہم نے دیکھی ہے۔ تفصیل مسجد شیخ طوسی کے ذکر میں باب میں ملاحظہ کیجئے۔

۴۶۶ھ..........ابن سنان خفاجی نے پورے سال قندیلیں نذر کیں

ابومحمد عبداللہ بن محمد سعید بن سنان خفاجی حلی بہت عمدہ شاعر تھا۔ اس نے ابی العلاء المعری سے ادب سیکھا تھا۔ پورے سال اس نے روضہ امیر المومنینؑ پر سونے کی قندیل اور شمعدان نذر کیے۔ اس وقت امیر المومنینؑ کے خزانے میں چالیس قندیلیں ایسی ہیں جن پر اس کا نام کندہ ہے۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۱۳۰)

۴۷۹ھ..........ملک شاہ سلجوقی زائر نجف اشرف ہوا

اس سال سلطان ملک شاہ سلجوقی اور اس کا وزیر نظام الملک زائر نجف اشرف ہوا۔

یہ سلطنتِ سلجوقیہ کا بانی ہے۔ اس کا نام ارسلان بن داؤد بن میکائیکل بن سلجوق ہے اور لقب جلال الدولہ ہے۔

ابن اثیر جزری لکھتا ہے کہ:

''ذی الحجہ میں ابوفتح ملک شاہ (سلجوقی) بغداد آیا، ابوحنیفہ کی قبر پر گیا، اس کے بعد قبرِ موسیٰ بن جعفرؑ (امام موسیٰ کاظمؑ) کی زیارت کی، مدائن میں کسریٰ کا محل دیکھا پھر کربلا میں مرقد امام حسینؑ کی زیارت کی، اس کے گرد چار دیواری بنوائی پھر مرقدِ علیؑ کی طرف چلا، وہاں تین سو دینار نذر کیے، اس کے حکم پر اس سال فرات سے نہر کھنچوائی گئی جو نجف آتی تھی اور شہر کو سیراب کرتی تھی''۔

(الکامل فی التاریخ جلد ۸ صفحہ ۴۴۹)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فصل ۶

نجف اشرف چھٹی صدی ہجری میں

۵۰۱ھ.............مرقدِ مطہر سے کرامت کا ظہور

ابن طاؤوس نے ذکر کیا ہے کہ:

"۵۰۱ھ کی بات ہے کہ نجف اشرف میں سخت کال پڑ گیا، لوگ بھوک کی وجہ سے نجف کو چھوڑ کر چلے گئے، ان چھوڑنے والوں میں ایک شخص جس کا نام ابو لبقاء بن سویقہ تھا۔ جس کی عمر ایک سو دس سال تھی۔ صرف یہی نجف میں باقی رہ گیا۔ باقی سب لوگ چلے گئے، جب یہ بھوک کے ہاتھوں بے بس ہو گیا تو اس کی بیوی اور لڑکیاں کہنے لگیں کہ آپ بھی نجف کو چھوڑ کر کہیں چلے جائیں شاید اللہ تعالیٰ کہیں سے رزق کا سامان پیدا کر دے اور ہم اپنی زندگی بچا سکیں، وہ نجف چھوڑنے سے پہلے حضرت کے مزار اقدس پر حاضر ہوا۔ زیارت اور نماز پڑھنے کے بعد حضرت کی قبر کے سرہانے بیٹھ گیا اور عرض کیا یا امیر المومنینؑ، میں نے مسلسل ایک سو سال آپ کی مجاورت کی ہے اب مجھے حالات نے مجبور کر دیا ہے میں خود اور میرے بچے بھوک سے مر رہے ہیں، اب میں آپ کے مزار کو چھوڑ کر جا رہا ہوں اگرچہ آپ کی جدائی مجھ پر بہت مشاق ہے، میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اور آپ سے رخصت ہوتا ہوں، نجف سے چل پڑا اس کے ساتھ ذھبان سلمی ابو کردی اور کچھ اور لوگ تھے۔

جب مزار سے روانہ ہو کر ابو ھنیس کی طرف روانہ ہوئے ایک شخص نے کہا وقت کافی ہے یہاں آرام کر لیں۔ ابو البقاء نے خواب میں امیر المومنینؑ کو فرماتے ہوئے سنا یا ابا البقاء فارجتنی بعد طول سنده المدة عد ابی بیت کنت اے ابو البقاء اتنی مدت رہنے کے بعد تم نے چھوڑ دیا ہے واپس چلے آؤ، اس کے بعد وہ خواب سے بیدار ہو گیا، رونے لگ گیا، لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا، اس نے پورا خواب بیان کیا، گھر واپس آ گیا، بیوی اور لڑکیاں واویلا کرنے لگیں اس نے انہیں پورا قصہ سنایا، وہ ابو عبداللہ بن شہر یار قمی خازن مزار امیر المومنینؑ سے کنجی لے کر مزار کو کھول کر اندر چلا گیا۔ حسب عادت جہاں بیٹھا کرتا تھا وہ بیٹھ گیا، تیسرے روز ایک شخص مزار کے اندر داخل ہوا جس کے کندھوں پر تھیلا تھا۔ اس نے اسے کھولا کپڑے نکال کر پہنے، زیارت کی نماز پڑھی، مجھے پیسے دیئے کہ میرے لیے کھانا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لے آؤ، ابوالبقاء قیم روٹی دودھ اور کھجوریں لایا، اس نے کہا میں یہ چیزیں نہیں کھا سکتا، اور اپنی اولاد کو دے دو اسے وہ کھائیں گے۔ یہ دوسرا دینار لو ہمارے لیے مرغی اور روٹی لے آؤ میں نے یہ چیزیں اس کے لیے خرید لیں، ظہرین کی نماز پڑھنے کے بعد ابوالبقاء اس شخص کو لے کر گھر آ گیا، کھانا پیش کیا دونوں نے مل کر کھایا، اس شخص نے ہاتھ دھوئے اور مجھے کہا کہ سونا تولنے کے سارے پیمانے لے آؤ، میں زاہد بن واقعہ کے پاس آیا، جو تقی بن اسامہ کے گھر کے دروازے پر بیٹھا کرتا تھا، اس سے سونے اور چاندی کے اوزان کو لیا اور اس کو دے دیئے اس نے تمام اوزان ترازو میں ڈال دیئے، اس نے سونے کا ایک بھرا ہوا تھیلا نکالا اس سے سونا نکال کر ترازو میں تولا، اور البقاء قیم کو دے دیا، اٹھ کھڑا ہوا، لباس بدلا، البقاء نے پوچھا یہ کیوں کیا، کہا یہ سونا تمھارا ہے مجھے اس شخص نے حکم دیا ہے، جس نے تمہیں کہا تھا کہ اپنے گھر چلے جاؤ، کہ میں تمہیں اوزان کے مطابق سونا دے دوں اگر تم زیادہ اوزان لاتے تو میں اور تمہیں دیتا، یہ سن کر ابوالبقاء قیم بے ہوش ہو۔ وہ شخص چلا گیا البقاء نے اپنی لڑکیوں کی شادیاں کیں اور اپنا گھر بنوایا، اس کی مالی حالت بہت بہتر ہوگئی۔"

(فرحۃ الغری صفحہ ۹۶ تا ۹۸)

۵۱۳ھ.........حرم اقدس کا منبر توڑا گیا

اس سال کے واقعات میں وارد ہوا ہے کہ دُبیس بن صدقہ بن منصور بن دُبیس بن علی بن مزید، نے حرمِ علویؑ اور حرم حسینیؑ میں موجود منبروں کو توڑا۔

(المنتظم فی تاریخ الملوک والامم جلد ۹ صفحہ ۲۰۷)

یہ عراق کے کسی شہر کا امیر تھا۔ فتنہ پھیلانے اور شر کے ارتکاب میں بے مثل تھا۔ ۵۰۱ھ میں اس کا باپ قتل ہوا اور اسے قیدی بنا کر بغداد لے جایا گیا پھر آزاد کر دیا گیا۔ ۵۱۲ھ میں یہ حلہ آیا اور اپنے باپ کی جگہ امیر بنایا گیا۔

(الاعلام جلد ۲ صفحہ ۳۳۶)

۵۴۷ھ.........مقتفی عباسی نجف آیا

اس سال مقتفی عباسی نے واسط کی طرف توجہ کی، پھر حلہ و کوفہ گیا، یہ ابن طاؤس نے ابن جوزی سے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ تعجب کہ اس نے زیارتِ مرقدِ امیرالمومنینؑ کا تذکرہ نہیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کیا۔ جسے جماعت کثیر نے نقل کیا ہے۔

(فرحۃ الغری صفحہ ۱۴۴)

۵۵۰ھ............سلطان سلیمان سلجوقی نجف آیا

سلطان سلیمان شاہ بن سلطان محمد بن ملک شاہ سلجوقی نجف آیا اور مرقد امیر المومنینؑ کی زیارت کی۔

(البدایۃ والنھایۃ جلد ۱۲ صفحہ ۲۹۰)

۵۷۸ھ..................شیخ احمد رفائی نجف آیا:

ابوالعباس احمد بن علی بن یحییٰ رفاعی حسینی جو شیخ احمد رفائی کے نام سے مشہور ہے، نجف آیا اور مرقد علیؑ کا زائر ہوا۔ اسی سال کی وفات ہوئی۔

''رفاعہ'' ایک شیخ صالح شافعی مذہب کا تھا اور قریہ ''ام عبیدہ'' میں رہتا تھا۔ جو واسطہ اور بصرہ کے درمیان واقع ہے۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۱۵۰۔۱۵۱)

۵۷۹ھ............ابن جبیر اندلسی نجف آیا

۱۸ محرم کی صبح مشہور سیاح ابن جبیر نجف میں وارد ہوا۔ جس کا سفر نامہ مشہور ہے اور عربی کے قدیم سفر ناموں میں سے ہے۔

۵۸۴ھ............مرقدِ اقدس سے کرامت کا ظہور

ابن طاؤس نے ذکر کیا ہے کہ:

''۵۸۴ھ ماہ رمضان کا واقعہ ہے کہ کوفہ کے مشائخ زیدیہ ہر رات امامؑ کی زیارت کو آتے تھے ان میں ایک شخص تھا جس کا نام عباس امعص تھا۔ ابن طحال کا بیان ہے کہ ایک رات حضرت کے مزار پر پہرہ کی میری ڈیوٹی تھی۔ حسب معمول بزرگان زیدیہ رات کو آئے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے دروازہ کھول دیا۔ عباس کے پاس تلوار تھی اس نے مجھے کہا اس کو کہاں رکھ دوں۔ میں نے کہا فلاں کونے میں رکھ دو، اس نے رکھ دی، میں نے مزار مقدس کے چراغ روشن کیے انہوں نے نماز پڑھی، صبح کو عباسی نے تلوار طلب کی میں نے کہا جہاں رکھی تھی۔ وہاں ہو گی۔ اس نے کہا وہاں نہیں ہے، کافی تلاش کے باوجود تلوار نہ ملی۔ یہ معمول ہے کہ مزار کے اندر پہرہ دار کے سوا اور کسی کو سونے کی اجازت نہیں ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جب عباس تلوار کے نہ ملنے سے مایوس ہوگیا تو وہ حضرت امیرالمومنینؑ کے مزار پر آ کر سر کی جانب بیٹھ کر عرض کرنے لگا اے امیرالمومنینؑ میں آپ کا خادم عباس ہوں، جس کو ہر رات ماہ رجب، ماہ شعبان اور ماہ رمضان میں زیارت کرتے ہوئے پچاس سال ہوگئے ہیں، میرے پاس جو تلوار تھی وہ کسی کی مانگی ہوئی تھی آپ کی ذات کی قسم اگر آپ نے واپس نہ کرائی تو میں کبھی پھر آپ کی زیارت کو نہیں آؤں گا۔

میں نے صبح کو نقیب شمس الدین علی بن مختار کو آگاہ کیا، اس نے مجھے بہت برا بھلا کہا، اور کہا میں نے تمہیں کہا ہے کہ تم لوگوں کے سوا مزار کے اندر کوئی شخص سویا نہ کرے، تین روز کے بعد میں نے تکبیر اور تعطیل کی، دروازہ کھولا، عباس موجود تھے، اس کے پاس تلوار تھی۔ کہا اے حسن یہ وہی تلوار ہے، میں اس کو لپٹ گیا۔ کہا بتاؤ کیسے اور کہاں سے ملی۔ کہا میں نے امیرالمومنینؑ کو خواب میں دیکھا فرمایا عباس ناراض نہ ہو، فلاں بن فلاں شخص کے گھر چلے جاؤ۔ بالا خانہ پر جہاں بھوسہ پڑا ہے، وہاں تلوار موجود ہے لیکن میری ذات کی قسم اس شخص کو رسوا نہ کرنا، کسی کو نہ بتانا، صبح کو نقیب شمس الدین کو آگاہ کیا وہ مزار پر آئے عباس سے تلوار لے کر کہا میں اس وقت نہیں دوں گا، جب تک یہ نہ بتاؤ کہ تم نے کس سے لی ہے، عباس نے کہا تمہارے جد نے قسم دے کر کہا ہے، کہ اس شخص کو رسوا نہ کرنا اور کسی کو نہ بتانا۔ بعینہٖ یہی واقعہ ہے، قاضی عالم فاضل مدرسی الدین ربیع بن محمد کوفی نے قاضی زاہد علی بن بدر ہمدانی کے حوالے سے وہ عباس مذکور کے حوالے سے بروز منگل ۱۵۔ ربیع الثانی ۶۸۸ کو بتاتے ہیں۔"

(فرحۃ الغری صفحہ ۹۸ تا ۱۰۰)

۵۸۷ھ..........کرامت کا مشاہدہ کیا گیا

"۵۸۷ھ کا واقعہ ہے، میری (ابن طحال) اور شیخ صباح بن موبائی کی باری تھی۔ وہ گھر چلا گیا، میرے ساتھ صرف ایک شخص تھا۔ جس کا نام ابوالغنائم بن کدونا تھا۔ میں مزار مقدس بند کر چکا تھا۔ ناگاہ میرے کانوں میں مزار کے کسی دروازے سے آواز آئی یہ سن کر میں کانپ گیا، میں نے پہلا دروازہ کھولا، باب وداع پر پہنچا دیکھا تمام تالے ٹھیک لگے ہوئے تھے۔ تمام دروازے پڑتال کیے۔ دل میں کہتا تھا اگر کسی کو پایا تو اس کو ضرور سزا دیتا واپس لوٹا، ضریح کی جالی کے پاس پہنچا تو چراغ کی روشنی میں ضریح کی پشت پر ایک شخص کو دیکھا دیکھتے ہی مجھے ڈر اور سخت کپکپی طاری ہوگئی، زبان بند ہوگئی، میں نے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

صحن کے فرش پر ایک شخص کے آہستہ بولنے اور چلنے کی آواز سنی، جب مجھے ہوش آیا، تو میں نے دیکھا کہ باب النساء ایک بالشت کھلا ہے، میں نے اس کو اندر سے بند کر دیا میں نے اس واقعہ کا خود مشاہدہ کیا“

(فرحۃ الغری صفحہ ۱۰۰،۱۰۱)

۵۹۰ھ.................زلزلہ آیا مگر نجف محفوظ رہا

ابن اثیر نے ذکر کیا ہے کہ اس سال عراق کے کثیر شہروں اور جزیروں میں شدید زلزلہ آیا لیکن مرقدِ علیؑ اور اس کے اطراف کے علاقے محفوظ رہے۔

(الکامل التاریخ جلد ۱۰ صفحہ ۲۳۴)

۵۹۲ھ.................فخر الدین نوقانی نجف میں دفن ہوا

۳ر صفر کو فخر الدین ابو عبداللہ محمد بن ابی علی بن ابی نصر نوقانی شافعی کی وفات ہوئی۔ اس نے کوفہ میں بیماری میں وفات کی پھر نجف لایا گیا اور حرم امیر المومنینؑ میں دفن کیا گیا۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۱۵۴)

سیوطی نے ذکر کیا ہے کہ اسے تفسیر وفقہ میں ید طولیٰ حاصل تھا۔

(طبقات المفسرین صفحہ ۱۰۰)

فصل ۷

نجف اشرف ساتویں صدی ہجری میں

۶۰۲ھ.................امیر طاشتکین امیر خوزستان کی نجف میں تدفین

۲ر جمادی الثانی کو امیر مجید الدین طاشتکین مستنجدی امیرِ خوزستان کی وفات ہوئی۔ اس کی وصیت کے مطابق اس کا جنازہ نجف لایا گیا اور حرم امیر المومنینؑ میں دفن کیا گیا۔

(البدایۃ والنھایۃ جلد ۱۳ صفحہ ۵۴)

۶۰۶ھ.................ناصر الدین عباسی نجف آیا

خلیفہ ناصر الدین اللہ احمد بن مستنقضی نے بنی عباس کے سب سے زیادہ عرصہ حکومت کرنے والے ہیبت ناک خلیفہ حسن بن مستنقضی عباسی کے حکم پر روضہ مقدس کی زیارت کی اور شیعہ ہو گیا اور اس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے روضہ امام موسیٰ کاظمؑ کو جائے امن قرار دیا اور فضائلِ امیر المومنینؑ پر ایک کتاب بھی لکھی۔

(ضریح و مرقد امیر المومنینؑ)

۶۰۸ھ..........ابن ساعی نے صندوق پر چادر نذر کی

شیخ تاج الدین ابو طالب علی بن انجب بن عثمان بن عبید اللہ بن عبد الرحیم معروف بہ ابنِ ساعی بغدادی مستنصر عباسی کے کتب خانے کا خازن تھا۔ شعبان ۵۹۳ھ میں پیدا ہوا اور رمضان ۶۷۴ھ میں وفات پائی۔

۶۰۸ھ میں اس نے حرم امیر المومنینؑ میں ایک چادر نذر کی تھی جو صندوق اقدس پر بچھائی گئی۔

(طبقات اعلام الشیعۃ صفحہ ۱۰۱)

۶۱۰..........ابن حدیدہ نجف میں دفن ہوا۔

ابن حدیدہ کا نام معز الدین سعید بن علی بن احمد ہے، یہ صحابی رسول قطبہ بن عامر بن حدیدہ انصاری کی نسل سے تھا۔ اس سال جمادی الاول میں اس کی وفات ہوئی۔ جنازہ نجف لایا گیا اور حرم امیر المومنینؑ میں تدفین ہوئی۔ یہ اپنے عہد کا وزیر تھا۔

(مختصر تاریخ ابن الدبیثی صفحہ ۱۹۳)

۶۲۴ھ..........سلطان میافارقین نجف آیا

ملک مظفر شہاب الدین غازی بن ملک عادل بی بکر بن ایوب، جو میافارقین کا بادشاہ تھا، اس سال کربلا آیا، پھر نجف گیا اور مرقد امیر المومنینؑ کی زیارت کی۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۱۶۹)

۶۳۳ھ..........منتصر عباسی نے ساداتِ نجف میں دینا تقسیم کئے

خلیفہ مستنصر عباسی نے نجف میں فقرائے آلِ علیؑ کے درمیان دو ہزار دینار تقسیم کرنے کا حکم دیا، روضہ مقدس کی ترمیم اور اس کے حجروں کی اصلاح بھی کروائی۔ سید جعفر بحر العلوم کے مطابق مستنصر وہی ہے جس نے روضہ مقدس کے جلنے کے بعد دوبارہ تعمیر کروائی تھی لیکن یہ ان سے تسامح ہوا ہے کیونکہ حرم میں آگ لگنے کا واقعہ مستنصر کی وفات کے کئی سال بعد پیش آیا تھا۔

(العراق فی عہد المغول صفحہ ۲۵۷)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۶۴۳ھ ....حرم کے کلید بردار ابن کتیلہ نے کرامت دیکھی

ابن کتیلہ حرم امیر المومنینؑ کے کلید دار تھے اور حضرت زید شہیدؒ کی اولاد سے تھے۔ اس سال حرم اقدس سے ایک کرامت ظاہر ہوئی جسے ابن طاوس نے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں:

''ایک شخص نے ابوجعفر کتاتیمی سے مال مانگا اور اصرار کیا۔ اس نے ساٹھ دینار دیئے اور کہا اس کا گواہ امیر المومنینؑ کو بنا دینا اس نے امیر المومنینؑ کو مال وصول کرنے کا گواہ بنایا، مال لیا لیکن تین سال کے اندر کچھ بھی واپس نہ کیا۔ مرزا مبارک پر ایک نیک شخص رہا کرتا تھا۔ جس کا نام ابن قدح تھا اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ شخص مر گیا ہے، حسبِ دستور اس کو حضرت کے مزار پر طواف کے لیے لائے، تو امیر المومنینؑ نمودار ہوئے فرمایا اس کو ہمارے پاس نہ لاؤ اس کی نماز جنازہ کوئی نہ پڑھے، اس شخص کے بیٹے یحییٰ نے عرض کی یا امیر المومنینؑ یہ شخص تو آپ کو دوست رکھتا تھا۔ فرمایا یہ ٹھیک ہے لیکن اس نے مجھے ابوجعفر کتاتیمی کے مال پر گواہ بنایا تھا۔ اس نے اس کا مال نہیں دیا ابن قدح نے صبح کو ہمیں بتایا۔ ہم نے ابوجعفر کو بلایا۔ اس نے پوچھا فلاں شخص کے پاس آپ کا کون سا مال ہے، اس نے کہا کچھ بھی نہیں ہے، ہم نے کہا تمہارے لیے ہلاکت ہو تمہارا گواہ امام ہے اور تم کہتے ہو کچھ نہیں، اس نے کہا میرا گواہ کون ہے، ہم نے کہا امیر المومنینؑ یہ سن کر منہ کے بل گر پڑا، اور رونے لگا ہم نے مال لینے والے کو بلایا اور کہا تم ہلاک ہونے والے ہو، پورا خواب کہہ سنایا، اس نے چالیس دینار لا کر ابوجعفر کو دیئے باقی رقم بھی ادا کر دی''۔

(فرحۃ الغری صفحہ ۱۰۱،۱۰۲)

۶۴۱ھ ....مستعصم عباسی نجف آیا:

خلیفہ مستعصم عباسی اپنی والدہ کے ہمراہ حج کے لیے نکلا، حلہ سے ہوتا ہوا نجف پہنچا۔ یہاں اس نے مرقد امیر المومنین کی زیارت کی اور بہت سا مال تقسیم کیا۔

(الحوادث الجامعۃ صفحہ ۱۸۸)

۶۵۶ھ ....ہلاکو خان نے اہل نجف کو امان دی

سید اولاد حسن لکھتے ہیں کہ اس سال ہلاکو خان بغداد میں پہنچا تو شیخ سدید الدین اور دیگر اکابر و افاضل علماء نے ہلاکو خان سے امان طلب کی اور ہلاکو خان نے خط امان اہل نجف، کوفہ اور حلہ کو عنایت کیا۔ اس طرح نجف تباہی سے محفوظ رہا۔

(تاریخ اعلیٰ ص ۱۴۳)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۶۶۱ھ..........علاء الدین جوینی معجزہ نجف سے شیعہ ہوا اور حاکم بغداد ہوا

اس سال علاء الدین بغداد کا حاکم بنا اور شیعہ ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے شیعہ ہونے کی وجہ سے یہ تھی کہ وہ اپنے بھائی شمس الدین جو کہ صاحب دیوان بھی تھا اس کے بیٹے ہارون کے ساتھ مشہد مقدس زیارت کے لیے آیا اور زیارت کے دوران ان کے درمیان مذہب کے بارے میں بات چھڑی تو ہارون نے کہا میرا مذہب اس مصحف میں سے نکلے گا جو صندوق مرقد امام علی رضاؑ پر رکھا ہوا ہے۔ قرآن کو کھولا گیا تو اس میں ایک ورق رکھا ہوا تھا جس پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی۔ قال یهرون ما منعك.....فتشيعو

۶۶۲ھ..........نجف میں نہر شہب جاری کی گئی

اس سال سابق حاکم بغداد کا نالی جلائری نے فرات سے نہر نکال کر نجف میں جاری کی جسے نہر شہب کہا گیا۔

(تاریخ آل جلائر صفحہ ۳۱۹)

۶۶۶ھ..........علاء الدین جوینی نے نجف میں مکانات بنوائے

حاکم بغداد علاء الدین جوینی نے حرم امیر المومنینؑ کے پاس ایک مسافر خانہ بنوایا اور حرم کیلئے کثیر اموال وقف کیا اور نجف کے محتاجوں اور فقراء میں کثیر رقم تقسیم کی۔ اس نے وہاں مکانات بنوائے تھے جہاں کسی زمانے میں تکیہ بکتاشیہ تھا اور آج جہاں مسجد بالا سر ہے۔

(الحوادث الجامعة صفحہ ۳۵۸)

۶۷۲ھ..........علاء الدین جوینی نے نہر تاجیہ جاری کروائی

اس سال علاء الدین جوینی نے دریائے فرات قدیم جو کہ کوفہ کی جانب سے مسیب کی طرف جاتی ہے، اس سے ایک نہر کھودنے کا حکم دیا جس پر اس نے ایک لاکھ سونے کے دینار خرچ کیے اور اس نہر کا نام نہر تاجیہ رکھا گیا بعد میں یہ نہر سید تاج الدین سے منسوب ہوئی جسے جوینی نے اس کام پر مامور کیا تھا اس نہر کی تکمیل کے بعد کافی تعداد میں لوگ کوفہ سے نجف منتقل ہوئے، کثیر تعداد میں گاؤں اور محلے بنے اور اس نہر سے مزید شاخیں نکالی گئیں۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۱۹۸، ۱۹۹)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۶۷۶ھ.............نجف میں ایک اور نہر جاری ہوئی

عطاالملک بن محمد جوینی کے حکم سے نجف سے پانی پہنچانے کے لیے نہر جاری کی گئی جو ۲۵ میٹر گہری تھی۔ شیخ محمد حسین کا بیان ہے کہ یہ نہر، نہر تاجیہ سے نکالی گئی تھی۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۲۰۱)

۶۹۸ھ.............سلطان غازان نجف آیا

سلطان غازان عراق آیا، اس کی فوج نے واسط کی سیر کی، کچھ فوج اہلِ واسط کی ملازمت کیلئے مخصوص کی، پھر حلہ گیا، وہاں سے نجف آیا، پھر نجف آیا اور مرقد امیر المومنینؑ کی زیارت سے مشرف ہوا اور حکم جاری کیا کہ حلہ سے نہر جاری کی جائے، جس کا نام "نہر غازانی" رکھا گیا۔

(الحوادث الجامعۃ صفحہ ۴۹۷)

فصل ۸

نجف اشرف آٹھویں صدی ہجری میں

۷۰۹ھ.............سلطان محمد خدابندہ نجف آیا

اس سال سلطان محمد بن ارغون بن لغا بن بن ہلاکو بن تولی بن چنگیز خان جو خدابندہ کے نام سے مشہور ہے۔ نجف اشرف آیا اور مرقد امیر المومنینؑ کا زائر ہوا۔

(تاریخ مغل جلد ۱ صفحہ ۳۱۵)

یہ شیعہ ہو گیا تھا اس کی وجہ محسن الامین عاملی نے علامہ مجلسی کی کتاب "شرح الفقیہ" سے نقل کی ہے کہ اس نے ایک ہی دن میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں لیکن بعد میں اسے پشیمانی ہوئی اور اس نے رجوع کا ارادہ کیا۔ تو علماء نے اس سے کہا کہ حلالہ کروانا پڑے گا۔ وہ اسی پریشانی میں تھا کہ اس کے وزیر نے کہا حلہ میں ایک عالم ہے جو اس طلاق کو باطل قرار دیتا ہے۔ حلالہ کی بھی ضرورت نہیں تیری بیوی تجھ پر حلال ہے۔ یہ سن کر دربار کے تمام علماء نے کہا وہ عالم باطل ہے اور اس کا مذہب بھی باطل ہے لیکن بادشاہ نے اس عالم کو حاضر ہونے کا حکم دیا، جب اسے لایا گیا اور ان کے درمیان طلاق کے مسئلہ پر کافی بحث و مباحثہ ہوا تو بالآخر ان علماء نے اس کی فضیلت کا اعتراف کیا اور بادشاہ کی طلاق کو باطل قرا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دیا اس لیے کہ بادشاہ نے بغیر گواہوں کے طلاق دی تھی۔ یہ عالم بزرگ علامہ حلی تھے۔

(مرقد وضریح امیر المومنین)

۷۲۶ھ..............وفات علامہ حلّی

۲۱ محرم بروز ہفتہ شیخ جمال الدین حسن بن سدید الدین بن یوسف بن زین الدین علی بن محمد بن مطہر معروف بہ علامہ حلّی کی وفات ہوئی۔ آپ کے جنازے کو نجف لایا گیا اور حرم امیر المومنینؑ کے رواق میں دائیں جانب مینار کے پاس دفن ہوئے۔

۷۲۶ھ.......ابن بطوطہ نجف آیا

اسی سال ابنِ بطوطہ نجف آیا تھا اور اس نے اپنے سفر نامہ میں نجف کا حال تفصیل سے لکھا ہے وہ لکھتا ہے:

۷۳۴ھ..........سلطان ابوسعید بہادر نجف آیا

سلطان ابوسعید (۷۱۸ھ۔۷۶۵ھ) محمد خدابندہ کا بیٹا تھا اور مغلوں کا بادشاہ تھا۔ اس سال زائر نجف اشرف ہوا۔

(تاریخ مغول جلا صفحہ ۴۱۵)

۷۳۷ھ..........غیاث الدین زائر نجف اشرف ہوا

سلطان غیاث الدین محمد بن رشید الدین فضل اللہ، ابوسعید بہادر بن محمد خدابندہ کا وزیر تھا۔ اس سال نجف آیا اور مرقد کی زیارت کی۔

(تاریخ آل جلائر صفحہ ۳۰۵)

۷۳۸ھ..........بکتاش صوفی:

اس سال بکتاشِ صوفی کی وفات ہوئی جو نجف میں تکیہ بکتاشیہ کے بانی تھے۔ جس کی تفصیل باب میں گزر چکی ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ رضوی سید تھے بعض نے موسوی سید بھی لکھا ہے۔ ترکی میں شہرِ قیساریہ اور قونیہ کے درمیان دفن ہوئے۔

(مراقد المعارف جلد ا صفحہ ۱۹۵۔۱۹۶)

۷۵۹ھ..........مرقد صافی صفا یمانی کی تجدید ہوئی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس کی نشاندہی اس قدیم کتبہ سے ہوتی ہے جو اس کی زمین سے برآمد ہوا تھا۔ تفصیل باب میں گزر چکی ہے۔

۷۵۵ھ.........حرم اقدس میں آگ کے شعلے

اس سال روضہ میں آگ لگنے کے سبب بہت نقصان ہوا۔ اسے محسن امین عاملی نے اعیان الشیعہ میں عبدالرحمن عتائقی کے حوالے سے نقل کیا جس نے اپنی آنکھوں سے روضے کی آگ دیکھی تھی۔ اس کی کتاب ''الایماقی فی شرح الایلاقی'' امیر المومنینؑ کے کتب خانے میں موجود ہے۔

(اعیان الشیعہ جلد ا صفحہ ۵۳۷)

۷۵۶ھ.........شیخ حسن جلائری نے حرم کی تجدید کی:

سید محسن الامین عاملی ذکر کرتے ہیں کہ عتائقی نے کہا ہے کہ ۷۶۰ھ میں مرقد مطہر پہلے سے بہتر حالت میں موجود تھا۔

(اعیان الشیعہ جلد ا صفحہ ۵۳۷)

لیکن یہ ذکر نہیں کیا کہ یہ تجدید کس نے کروائی۔ ڈاکٹر حسن حکیم کے مطابق شیخ حسن جلائری نے عمارت کی اصلاح کی جنہوں نے ۷۵۷ھ میں بغاوت میں وفات پائی اور حرم امیر المومنینؑ میں دفن ہوئے۔

فصل ۹

نجف اشرف نویں صدی ہجری میں

۸۰۳ھ.................امیر تیمور نجف آیا

امیر تیمور بغداد سے ہوتا ہوا حلہ گیا، پھر نجف آیا۔ شیخ محمد حسین نے لکھا ہے کہ تیمور نے بیس دن نجف و کربلا میں قیام کیا اور وہاں کی تعمیرات میں حصہ بھی لیا۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ا صفحہ ۲۴۷)

۸۵۷ھ...........مشعشع نے حرم کو لوٹ لیا

اس سال حاکم بصرہ و جزائر، علی بن محمد بن ملاح ملقب بہ مشعشع دوبارہ نجف آیا۔ اس نے نجف

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کو دوبارہ تاراج کیا، شیخ محمد حسین نے لکھا ہے کہ اس نے مشہد امیر المومنینؑ اور مشہد حسینی دونوں کو لوٹ لیا تھا اور مرقد امیر المومنینؑ کے گنبد کو چھ مہینے تک باورچی خانہ بنا کر رکھا وہ اس حرم کے احترام کا اس لیے قائل نہیں تھا کہ وہ امیر المومنینؑ کی شہادت کا منکر تھا اور ان کی ذات اقدس کے بارے میں غلو کرتا تھا اور یہاں تک کہتا تھا کہ امیر المومنینؑ اللہ ہیں اور اللہ مرتا نہیں ہے۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ا صفحہ ۲۵۳)

فصل ۱۰

نجف اشرف دسویں صدی ہجری میں

۹۱۴ھ..........شاہ اسماعیل صفوی نجف آیا

اس سال سلطنتِ صفوی (ایران) کا بادشاہ شاہ اسماعیل صفوی نجف آ کر زائر امیر المومنینؑ ہوا۔ اسی سال یہ کربلا بھی گیا تھا۔ نجف میں اس نے بہت سے ہدیے اور تحائف نذر کیے اور زائرین کی سہولت کے لیے نہر بھی جاری کروائی تھی۔

(تاریخ الدولۃ الفارسیۃ صفحہ ۱۰۱)

۹۲۶ھ..........نہر شاہی کا اجراء

اس سال شاہ اسماعیل صفوی کے حکم سے نہر جاری کی گئی تاکہ زائرانِ امیر المومنینؑ کو پانی کی دشواری نہ ہو۔ اس نہر کو نہر شاہی کہا گیا۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ا صفحہ ۲۶۵)

۹۴۱ھ..........سلطان سلیمان قانونی نجف آیا

اس سال عثمانی خلیفہ (ترکی) سلمان قانونی زائر امیر المومنینؑ ہوا۔ اس نے عراق کو قانونی اعتبار سے ایرانیوں سے واپس لیا تھا اور پھر اصلاحی کام کیے تھے، نجف و کربلا کی زیارت کی اور اب تک کی صفویوں کی خدمات سے زیادہ اصلاحات کیں۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ا صفحہ ۲۶۸)

۹۴۲ھ..........شاہ طہماسپ صفوی نجف آیا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس سال شاہ طہماسپ بن اسماعیل صفوی (ایران) زائرِ امیر المومنینؑ ہوا۔ اس نے نجف میں "نہرِ طہماسیہ" جاری کرائی جو چھ فرسخ لمبی تھی۔

(تحفۃ العالم جلد ا صفحہ ۲۹۲)

۹۴۶ھ............شہید ثانی نجف آئے

اس سال شہیدِ ثانی شیخ زین الدین بن علی عاملی نجف اشرف تشریف لائے اور مرقد امیر المومنینؑ کی زیارت کی۔ اس کے بعد ۹۵۲ھ میں آپ دوبارہ نجف آئے تھے۔

(اعیان الشیعۃ جلد ۳۶ صفحہ ۴۹)

۹۵۳ھ............الیاس پاشا زائر نجف ہوا

اس سال والی بغداد الیاس پاشا عثمانی نے مرقد امیر المومنینؑ کی زیارت کی۔

(تاریخ العراق بین احتلالین جلد ۴ صفحہ ۴۹)

۹۸۴ھ............نجف میں گھروں کی تعمیریں

اس سال شاہ طہماسپ صفوی کی وفات ہوئی۔ وفات سے پہلے اس نے نجف اشرف کی خراب عمارتوں کی مرمت کروائی اور اپنے ذاتی مصارف سے شہر نجف میں چھ سے سات ہزار گھر بنوائے۔

(مباحث عراقیۃ جلد ا صفحہ ۹۰۳)

۹۹۲ھ............مقدس اردبیلی حرم میں دفن ہوئے

اس سال ماہِ صفر میں شیخ احمد بن محمد اردبیلی کی وفات ہوئی اور حرم امیر المومنینؑ کے جنوبی مینار کے حجرے میں دفن کیے گئے۔

۹۹۹ھ............عرفی شیرازی نجف میں دفن ہوئے

عرفی شیرازی عہد اکبر میں لاہور آئے تھے۔ مرنے سے پہلے رباعی کہی جس میں نجف میں دفن ہونے کی تمنا ظاہر کی گئی تھی۔ نجف تو نہ جا سکے، لاہور میں وفات ہوگئی۔ کسی قبرستان میں دفن کیے گئے۔ ان کے برابر میں ایک ایرانی تاجر کی قبر بنی۔ کچھ عرصہ بعد اس ایرانی تاجر کے اہل خانہ آئے اور اس کی جگہ عرفی کی میت نکال کر نجف لے گئے اور وہیں دفن کیا۔ اس طرح ان کی دعا قبول ہوگئی۔

(رسالہ النجف)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

محسن امین عاملی نے لکھا ہے کہ مدح امیر المومنینؑ میں عرفی کے اشعار حرم میں سونے کے پانی سے مشرقی ایوان کی دیواروں پر لکھے ہیں۔

(اعیان الشیعۃ جلد ۴۵ صفحہ ۲۲۵)

فصل ۱۱

نجف اشرف گیارھویں صدی ہجری میں

۱۰۳۳ھ.........اہم واقعات ہوئے

اس سال شاہ عباس صفوی بن شاہ محمد خدا بندہ بن طہماسپ بن شاہ اسماعیل دو مرتبہ نجف آیا۔ پہلی مرتبہ اس نے وہاں دس دن قیام کیا اور اس دوران اس نے اپنے جد طہماسپ صفوی کی کھدوائی ہوئی نہر ''نہر طہماسیہ'' کی صفائی کروائی کیونکہ یہ نہر نہایت اہم تھی اس لیے کہ اس کے ذریعے نجف تک پانی پہنچتا تھا اور اضافی پانی یہاں سے گزر کر بحر نجف میں جاتا تھا۔

جب یہ دوسری مرتبہ نجف آیا تو اس دوران اس نے گنبد حرم کی تعمیر اور توسیع کروائی۔ اس تعمیر میں تین سال لگے۔ اس میں رواقِ عمران بن شاہین کا تھوڑا حصہ گرا کر صحن میں شامل کیا گیا تا کہ عمارت کا زاویہ مربع اور شکل خوبصورت ہو جائے۔

(نزہۃ الغری صفحہ ۵۴)

اسی سال دوسری مرتبہ شہر نجف کی فصیل تعمیر کی گئی۔

(نزہۃ الغری صفحہ ۵۴)

اسی سال شیخ بہائی کے شاگرد نظام الدین محمد بن حسین قرشی ساوجی نے نجف کی زیارت کی۔

۱۰۳۴ھ.................سلطان مراد عثمانی نجف آیا

اس سال والی بغداد سلطان مراد عثمانی اول زائر امیر المومنینؑ ہوا۔

۱۰۴۲ھ...........شاہ صفی نجف آیا، گنبد حرم کی تجدید ہوئی

اس کی تفصیل باب میں دیکھیے۔

۱۰۴۸ھ...........سلطان مراد رابع عثمانی نجف آیا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

محمد ہاشم مشہدی لکھتے ہیں:

"سلطان مراد عثمانی جب نجف اشرف کی زیارت سے مشرف ہوا ابھی چار فرسخ نجف سے دور تھا کہ مزار مقدس کے قبہ پر جونہی نظر پڑی گھوڑے سے اتر پڑا۔ امراء سلطنت نے اس کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا جب میری نگاہ مزار مقدس کے قبہ پر پڑی تو میرا جسم کانپنے لگا، سواری پر بیٹھنے کی قدرت نہ رہی اس لیے پیدل چلنے لگا۔ کہنے لگے ابھی تو سفر بہت دور رہے اچھا ہوگا آپ قرآن سے فال لیجئے آپ نے قرآن مجید تو کھولا تو پہلے صفحے پر یہ آیت ظاہر ہوئی۔

فاخلع نعليك انك بالواد المقدس طوى جوتے اتار دو تم پاک وادی طویٰ میں موجود ہو" چنانچہ پیادہ پابرہنہ پاؤں جا کر حرم مطہر حضرت امیر المومنینؑ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ جب اس کی نظر جگہ دو انگشت مبارک پڑی تو اس کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے مرہ بن قیس کا واقعہ بیان کیا حضرتؑ کے ایک دشمن نے کہا یہ سب روافض کے من گھڑت قصے ہیں اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

سلطان مراد نے کہا میں خود حضرتؑ سے اس کے صدق اور کذب کے بارے میں پوچھوں گا۔

دوسرے روز سلطان مراد پر گویا مطلب واضح ہو گیا اس نے اس شخص کی زبان قلم کرنے کا حکم دیا۔"

(منتخب التواریخ جلد ا صفحہ ۱۶۷، ۱۶۸)

۱۰۶۶ھ..................مرقد ہودؑ و صالحؑ کی تعمیر

اس سال سید علاء الدین حسین بن رفیع الدین محمد مرعشی آملی اصفہانی (۱۰۰۱ھ۔ ۱۰۶۶ھ) معروف بہ سلطان العلماء کی وفات ہوئی۔ انہیں وادی السلام میں مرقد ہودؑ و صالحؑ کے خارجی دروازے کے پاس سے دفن کیا گیا۔ آلِ وزیر نے جب ان کی قبر کو پختہ کیا تو اس کے ساتھ ہی حضرت ہودؑ و صالحؑ کے روضے کی بھی تعمیر کروائی۔

(مراقد المعارف جلد ۲ صفحہ ۳۶۵)

۱۰۷۰ھ..................حرم میں پہلا مینار تعمیر ہوا

یہ سال محمد پاشا والی بغداد کی حکومت کا آخری سال تھا۔ اس سال اس نے روضہ رسولؐ کے قبہ کی اصلاح و تزئین کروائی اور حرم امیر المومنینؑ میں ایک مینار کا اضافہ کیا۔ اس سے پہلے یہاں کوئی مینار نہیں تھا۔

(اربعۃ قرون من تاریخ العراق الحدیث صفحہ ۲۹۲)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۰۷۸ھ.................مصطفی پاشا نجف آیا

اس سال عثمانی بادشاہ مصطفی پاشا نجف آیا اور مرقد امیر المومنینؑ کا زائر ہوا۔

(روضۃ الحسینؑ فی خلاصۃ اخبار الخافقین جلد ۲ صفحہ ۳۵۴)

۱۰۹۳ھ...........نہر شاہی کی صفائی کی گئی

اس سال سلطان عثمانی نے نہرِ شاہی کی صفائی کروائی اور اہلِ نجف کو صاف اور شفاف پانی سے سیراب کیا۔

(مباحث عراقیۃ جلد ۴ صفحہ ۶۱)

فصل ۱۲

نجف اشرف بارہویں صدی ہجری میں

۱۱۱۷ھ.................حسن پاشا نجف آیا

اس سال شوال میں والیِ بغداد حسن پاشا کربلا سے زیارت کرتا ہوا نجف آیا۔ روضہ میں عود و عنبر سلگائے گئے، سورہ فتح و یسین کی تلاوت کی گئی، فقراء و مساکین میں اموال تقسیم کیے گئے، پھر وہ مسجد کوفہ سے ہوتے ہوئے الکفل گئے وہاں سے حلہ گئے"۔

دوسرے سال ۱۱۱۸ھ میں حسن پاشا پھر نجف آیا تھا۔

(اعیان الشیعہ جلد ۱۶ صفحہ ۳،۴)

۱۱۲۶ھ.................صندوق قبر کی تبدیلی

اس سال حسن پاشا نے امیر المومنینؑ کے صندوق کی تجدید کروائی۔ یہ صندوق یوسف عزیز نے بنایا تھا جو ترکی النسل تھے۔

(موسوعۃ العتبات المقدسۃ قسم نجف جلد ۱ صفحہ ۱۶۳)

۱۱۲۹ھ.................گنبدِ حرم میں ترمیم کی گئی

اس سال حسن پاشا نے گنبد امیر المومنینؑ میں ترامیم کروائیں اور زائرین کے لیے پانی کی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سہولیات کو مضبوط کیا اور روضہ امام حسینؑ اور روضہ امام موسیٰ کاظمؑ کے لیے بھی خدمات انجام دیں۔

(حدیقۃ الزوراء فی سیرۃ الوزراء جلد ا صفحہ ۶۹)

۱۱۴۲ھ.................مرقد صافی صفا یمانی کی تعمیر

اس سال محمد تقی عصیدہ (متوفی: ۱۱۶۵ھ) نے مرقد صافی صفا یمانی اور مقام امیر المومنینؑ کی تعمیر کروائی۔ جو نجف میں مشہور و معروف ہے۔

(تاریخ النجف الاشرف جلد ۲ صفحہ ۳۲۶)

۱۱۴۹ھ.................بازارِ نجف کی تعمیر

اس سال شیخ عبدالواحد بن محمد کعبی (متوفی: ۱۱۵۰ھ) نے نجف کے قدیم محلے "حارۃ آلِ جلال" میں بازار تعمیر کروایا جو آج کل "سوق المسابک" کہلاتا ہے اور بازارِ کبیر سے متصل ہے۔

(ماضی النجف وحاضرھا جلد ا صفحہ ۲۴)

۱۱۵۱ھ.................بغداد سے نجف تک سڑک بنائی گئی

اس سال سلطان عثمانی والیِ بغداد نے نادر شاہ درانی کی طرف اپنی فوج بھیجی اور مصطفی پاشا کو طلب کیا۔ اس زمانے میں ایران کے بعض حاجی نجف سے مکہ جاتے تھے۔ سلطان عثمانی نے اس سال مکمل سڑک کو پختہ کروایا تاکہ حجاج و زائرین کو آسانی ہو۔

(نادر نامہ، صفحہ ۳۸۱)

۱۱۵۶ھ.................نادر شاہ نے عراق پر حملہ کیا

اس سال نادر شاہ نے شوال میں عراق پر حملہ کر دیا اور ۱۳ رشوال کو اس نے علمائے کربلا و نجف کو حرم امیر المومنینؑ میں جمع کیا اور سنی علماء سے مناظرہ کیا گیا، شیعوں کی طرف سے سید نصر اللہ حائری مناظر تھے۔ مناظرے میں شیعوں کو فتح ہوئی اور ثابت ہو گیا کہ امام جعفر صادقؑ کیونکہ آلِ رسولؐ ہیں ان ہی کا مذہب حق ہے۔ نادر شاہ بھی شیعہ ہو گیا اور پھر اس نے جم کر حرم امیر المومنینؑ کی تعمیر کی۔ جس کی تفصیل باب میں درج کی جا چکی ہے۔

نادر شاہ کی زوجہ گوہر شاہ بیگم نے حرم کی دیوار کی مرمت کروائی اور صحن میں کاشانی کام کروایا۔

۱۱۵۷ھ میں نادر شاہ نے دوبارہ نجف کی زیارت کی تھی۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۱۷۹ھ..............مرقد صافی صفا کی تعمیر

صافی صفایمانی کی قبر پر ایک قدیم کتبہ نصب تھا جس پر ایک طویل قصیدہ درج تھا۔ آخری مصرعے سے تاریخ تعمیر نکلتی ہے۔

مقام الصفا قد شاد ارکانہ علی

۱۱۷۹ھ

یعنی اس سال اس مرقد کی عمارت کی تجدید کی گئی۔

۱۱۷۹ھ..............غیر مسلم سیاح C.Neibur نجف آیا اس سال ڈنمارک کی سیاح C.Neibur نے مرقد امیر المومنینؑ کی زیارت کی۔ اس نے اپنے سفرنامے میں اس کا تفصیلاً ذکر کیا ہے جس کا اقتباس ہم باب میں درج کر چکے ہیں۔

۱۱۹۷ھ..........تعمیر صحن و گنبد اقدس

اس سال نواب احمد خان (متوفی:۱۱۹۹ھ) نے سلطان علی مراد خان کے حکم سے گنبد اور صحن اقدس میں تعمیر و ترمیم کا کام کیا۔ صحنِ حرم میں سقاخانہ بنوایا۔

(احسن السیر صفحہ ۱۳۳)

۱۱۹۸ھ..........مسجدِ طوسی کی تعمیر

مہدی بحر العلوم نے لکھا ہے کہ اس سال بعض اہلِ سعادت کے تعاون سے مسجدِ شیخ طوسی کی تعمیر کی گئی تھی۔

(فوائد الرجالیہ جلد ۳ صفحہ ۲۴)

مسجدِ طوسی شیخ طوسی کا گھر تھا۔ جسے بعد میں مسجد میں تبدیل کر دیا گیا۔

فصل ۱۳

نجف اشرف تیرہویں صدی ہجری میں

۱۲۰۲ھ..............چاندی کی ضریح نصب کی گئی

اس سال حرم میں چاندی کی ضریح لگوائی گئی۔ اسی سال صندوق کو بھی بدلہ گیا جو شاہِ زند

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(ایران) نے نذر کیا تھا اس پر لکھا تھا ''کلب عتبۃ علی امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ، محمد جعفر بن محمد صادق النرند اودام اللہ تایید ہ، فی سنۃ ۱۲۰۲ھ'' اس صندوق کی تفصیل باب میں گزر چکی ہے۔

۱۲۰۳ھ............فصیلِ شہر نجف کی تعمیر

اس سال شہر نجف کو چوری اور دوسرے خطرات سے محفوظ رکھنے کے لیے شہر کے بار فصیل بنائی گئی۔ جو وزیرِ سلیمان پاشا کے حکم سے بنی۔

(تاریخ العراق بین احتلالین جلد ۶ صفحہ ۱۰۶)

۱۲۰۴ھ............چاندی کی ضریح

اس سال شوال میں محمد خان بن حسن خاں قاچاری نے چاندی کی ضریح حرم امیر المومنینؑ میں نذر کی۔

(تاریخ العراق بین احتلالین جلد ۶ صفحہ ۱۰۸)

۱۲۰۸ھ............نہر آصف الدولہ کا اجراء

اودھ کے بادشاہ آصف الدولہ نے ۱۲۰۵ میں غفراں مآب کے تعاون سے فرات سے نہر نکالی جو نجف تک جاتی تھی۔ ۱۲۰۸ھ میں اس کی تعمیر مکمل ہوئی۔ اسے نہر ہندیہ اور نہر آصفی بھی کہتے ہیں۔ جس کا ذکر باب میں گزر چکا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

۱۲۱۶ھ............نجف و کربلا پر سعودیوں کا حملہ، امیر المومنینؑ کی آمد

اس سال ابن سعود نے عید غدیر کے دن کربلا و نجف میں زائروں کا قتلِ عام کیا۔ قبر حبیب ابن مظاہرؑ کے صندوق کو تاراج کیا۔ کئی ہزار زائرین قتل ہوئے۔ شیخ جعفر بن محمد نے اپنی کتاب ''انوار العلویۃ'' میں اس واقعہ کے بعد ظاہر ہونے والی ایک کرامت کا ذکر کیا ہے جسے ہم یہاں درج کر رہے ہیں:

علامہ جلیل شیخ جعفر بن محمد نجفیؒ الانوار العلویہ ص ۳۰۶ میں رقمطراز ہیں کہ یہ واقعہ مجھ سے علماء کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ جب سعودیوں نے نجف اشرف پر حملہ کیا اور اہل نجف تین دن دیوار شہر میں محصور رہے۔ تیسرے روز ایک شہسوار ظاہر ہوا جو کہ بہترین گھوڑے پر سوار تھا تلوار میان سے نکلی ہوئی تھی نورانی چہرہ نقاب کے بادل میں پنہاں تھا جس کے نور کی شعاعیں آسمان کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جانب اُٹھ کر فضا کو منور کر رہی تھیں۔ پس انہوں نے وہابیوں کے لشکر پر حملہ کر دیا اور سوائے ایک کے سب کو مولی گاجر کی طرح کاٹ کر رکھ دیا اور اس ایک سے کہا جاؤ اہل شہر کو بتلا دو چنانچہ وہ شخص شہر میں آیا اور لوگوں سے کہا اے لوگو ہم کو علی بن ابی طالبؑ نے قتل کر دیا لوگوں نے پوچھا تم کو کیسے معلوم ہوا اس نے کہا کہ انہوں نے خود بتلایا ہے بعض ضعیف العقیدہ لوگوں نے نہ مانا تو کسی عالم دین نے کہا جا کر دیکھو اگر لاشوں پر ایک ایک ہی وار کا نشان ہے تو وہ علیؑ کے قتل کیے ہوئے ہیں ورنہ نہیں جب لوگوں نے جا کر دیکھا تو واقعی ہر لاش پر صرف ایک ہی وار کا نشان تھا پھر اس عالم نے کہا جا کر یہ بھی دیکھو کہ ہر لاش کے دو دو ٹکڑے برابر ہیں یا کم وبیش اگر برابر ہوں تو یقین کر لینا کہ وہ علیؑ کے مارے ہوئے ہیں جب لاشوں کے ٹکڑوں کو تولا گیا تو ہر لاش کے دونوں ٹکڑے برابر نکلے۔ پس لوگوں نے یقین کر لیا ہم سے بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ ان کے والد نے اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ دیکھا ہے۔

۱۲۱۷ھ............خزانہ امیر المومنینؑ کی منتقلی

اس سال ۱۰ رمحرم کو سلیمان پاشا کا وزیر نجف آیا اور حرم کے خزانہ سے قیمتی تبرکات روضہ کاظمین لے گیا اور وہاں انہیں تجوری میں محفوظ کر دیا گیا کیونکہ خطرہ تھا کہ گزشتہ برس کی طرح اس سال بھی وہابی روضے پر حملہ نہ کر دیں۔

(مباحثِ عراقیہ جدل ا صفحہ ۵۱)

اس سال شہر نجف کی چھٹی اور آخری فصیل کی تعمیر کی گئی تھی۔

۱۲۱۸ھ، ۱۲۲۰ھ..................وہابیوں نے نجف پر دوبارہ حملہ کیا

ان دونوں سالوں میں وہابیوں نے نجف میں خوب قتل و غارت گری کی۔ اس سے پہلے ہم امیر المومنینؑ کی جس کرامت کا ذکر کر چکے ہیں بعض اہلِ علم نے اسے ۱۲۱۸ھ کا واقعہ لکھا ہے۔

اس کے بعد جمادی الثانی ۱۲۲۲ھ میں پھر حملہ کیا گیا اور پھر رمضان ۱۲۲۵ھ میں کربلا میں پانچ ہزار زائروں کا قتل عام کیا گیا۔

(موسوعۃ العتبات المقدسۃ، جلد ۶، صفحہ ۲۳۲)

۱۲۳۶ھ.........میناروں کی تجدید

نادر شاہ نے حرم امیر المومنینؑ کے میناروں پر جو سونا چڑھایا تھا وہ وقت کے ساتھ ساتھ خراب

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوتا گیا اور بعض مقامات سے تختیاں اکھڑنے لگیں۔ یہاں تک کہ ترمیم واضافے کی ضرورت پڑی تو اس سال سلطان فتح علی شاہ قاچاری کے مصاحب خاص محمد حسین خان صدر اعظم نے میناروں کی اصلاح کروائی۔

(نزھۃ المحبین فی فضائل امیر المومنین، صفحہ ۲۲۷)

۱۲۵۲ھ..........باب مسلم ابن عقیلؑ

اس سال رجب میں صحن میں سیدھے ہاتھ کی طرف ایک دروازے کا اضافہ کیا گیا جس کا نام ''باب قیساریہ'' تھا۔ جسے ۱۳۶۸ھ میں ترمیم واضافے کے بعد ''باب مسلم ابن عقیلؑ'' کہا گیا۔

(تاریخ النجف الاشرف، جلد ۲، صفحہ ۴۴۵)

۱۲۶۱ھ..........صحن میں پانی کا حوض بنایا گیا

اس سال محمد نجیب پاشا عثمانی نے حرم کے صحن میں پانی کا حوض بنوایا۔ عبدالباقی عمری شاعر نے اس حوض کی مدح میں قصیدہ بھی کہا تھا۔

(تاریخ النجف الاشرف، جلد ۲، صفحہ ۴۵۵)

۱۲۶۲ھ..........چاندی کی ضریح

اس سال محمد شاہ بن عباس مرزہ بن فتح علی شاہ نے حرم میں چاندی کی ضریح نذر کی۔

(نزھۃ الغری، صفحہ ۷۳)

۱۲۷۰ھ..........Loftus نجف آیا

اس سال انگریز سیاح Loftus نجف آیا تھا۔ نجف میں اس نے جو کچھ دیکھا اسے باب میں درج کر دیا گیا۔

۱۲۷۶ھ..........باب قبلہ کی تجدید

اس سال باب قبلہ کی تجدید کی گئی، مادہ تاریخ اس مصرعہ سے برآمد ہوتا ہے۔

''اشرالشبل علی باب الاسد''

۱۲۷۶ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۲۷۷ھ..........حرم میں شیر کا آنا

اس سال ایک عجیب واقعہ دیکھنے میں آیا کہ نجف کے نواحی جنگل میں ایک شیر حرم میں داخل ہوا۔ اس دن اتفاق سے "نوروز" تھا اور حرم علویؑ زائرین سے بھرا ہوا تھا۔ سب نے دیکھا کہ شیر باب کبیر (باب امام رضاؑ) پر آیا اور واضح الفاظ میں کہا:

"اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن طالبؑ"

اور پھر جہاں سے آیا تھا وہاں واپس چلا گیا۔ سید جعفر آل بحر العلوم نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ میں نے ان سے سنا ہے جو اس روز حرم میں موجود تھے۔

(تحفۃ العالم، جلد ا، صفحہ ۲۸۶)

۱۲۷۹ھ..............باب فرج کا اضافہ

اس سال صحن کی غربی سمت نئے دروازے کا اضافہ ہوا جس کا نام "باب فرج" رکھا گیا۔ جو پہلے حرم کا ایک حجرہ تھا۔

۱۲۸۷ھ..............سلطان ناصر الدین قاچار نجف آیا

رمضان میں سلطان ناصر الدین قاچار نے نجف کی زیارت کی۔

(معارف الرجال، جلد ۳، صفحہ ۳۳)

۱۲۹۱ھ.........باب قبلہ کی تجدید

اس سال شبلی پاشا نے باب قبلہ کی تجدید کروائی۔

(تاریخ النجف الاشرف، جلد ۲، صفحہ ۵۳۴)

فصل ۱۴

نجف اشرف چودہویں صدی ہجری میں

۱۳۰۲ھ..............مجاور قبر حضرت زینبؑ نجف میں

اس سال روضہ زینبیہؑ (دمشق) کے متولی سید سلیم نجف آئے۔ جو آل ابن زھرۃ سے تھے۔ جو کاظمین کا سید خاندان تھا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(مراقد المعارف، جلد ا، صفحہ ۳۴۳)

۱۳۰۴ھ.................گنبد کی تجدید

زیعقد کے مہینے میں گنبد کی تجدید کی گئی اور پرانے سونے کی مرمت کی گئی۔

(تحفۃ العالم، جلد ا، صفحہ ۲۸۸)

۱۳۰۵ھ...........نہر حمیدیہ

اس سال نہر حمیدیہ جو خشک ہو چکی تھی، اس میں دوبارہ پانی کا اجرا کیا گیا۔ اسے نہر عبدالغنی بھی لکھتے ہیں۔ تفصیل باب میں گزر چکی ہے۔

۱۳۰۵ھ..........حرم میں نئی گھڑی کی تنصیب

اس سال امین الملک وزیر ناصرالدین شاہ قاچار نے حرم میں نئی گھڑی ہدیہ کی جو باب کبیر کے اوپر نصب کی گئی۔

(تحفۃ العالم، جلد ا، صفحہ ۲۸۸)

۱۳۱۰ھ.................مقام امام مہدیؑ کی تجدید

سید جعفر آل بحر العلوم نے لکھا ہے کہ اس سال ہندوستان کا ایک بادشاہ سید محمد خان (غالباً تالپور) نجف آئے اور مقام امام مہدیؑ کی تعمیر کروائی اور اس پر قاشانی قبہ تعمیر کرایا۔

(تحفۃ العالم، جلد ا، صفحہ ۲۹۳)

۱۳۱۵ھ.................شمالی مینار کی تجدید

اس سال شوال میں حرم امیر المومنینؑ کے صحن کی تجدید ہوئی تو شمالی مینار میں بھی ترمیم ہوئی۔ یہ کام سلطان عبدالحمید خان نے کیا تھا۔

(تحفۃ العالم، جلد ا، صفحہ ۲۸۷)

۱۳۱۶ھ.................صحن کی تجدید

شیخ محمد حسین حرز الدین نے اپنے دادا شیخ محمد حرز الدین کے کاغذات سے نقل کیا ہے کہ اس سال سلطان عبدالحمید عثمانی نے صحن کی پختہ پتھروں سے مرمت کروائی اور زیرِ زمین موجود سردابوں کی بھی مرمت کی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(تاریخ النجف الاشرف، جلد ۳، صفحہ ۴۲)

۱۳۲۶ھ..........میر فیض محمد خاں تالپر نجف آئے

شیخ جعفر آل محبوبہ نے لکھا ہے کہ اس سال میر فیض محمد خاں تالپر ہندی خیر پور سندھ سے نجف تشریف لائے، یہ بڑے امیر و کبیر تھے اور اپنے ساتھ غلام و فوج لے کر آئے تھے اور سید علی آل کمونہ کی سرائے میں قیام کیا تھا اور ہر خدام کی حیثیت کے مطابق اموال بھی تقسیم کیے۔

(ماضی النجف وحاضرھا، جلد ۱، صفحہ ۲۲۷)

۱۳۲۷ھ..........نجف کا پہلا مطبع

شیخ محمد ھادی امینی لکھتے ہیں کہ اس سال نجف میں سب سے پہلے مطبعے کا قیام عمل میں آیا جس کا نام "حبل المتین" تھا۔ اس کے بانی سید جلال الدین حسینی ہندوستان سے آئے تھے۔ ان کے بھائی محمد علی حبل المتین نجف میں رہتے تھے۔ اس سے پہلے ہندوستان میں کلکتہ میں ان کا پریس تھا۔

(معجم المطبوعات النجفیۃ، صفحہ ۳۴)

۱۳۳۸ھ..........شاہ ایران کی نجف میں آمد

اس سال رمضان میں سلطان احمد شاہ قاچاری نجف آیا اور ایک رات حرم میں گزاری۔

(تحفۃ العالم، جلد ۱، صفحہ ۲۸۶)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۲۰

فارسی اور اردو قصائد میں نجف اشرف کی مدح

صالح کشفی ترمذی حنفیؒ

سرمایۂ زندگانیم حُبِ علیؑ است — پیرائیہ شاد مانیم حُبِ علیؑ است
حاجی سوئے کعبہ رفت و من سوئے نجف — چوں کعبہ جاودانیم حُبِ علیؑ است

خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ

یا رب بحق شاہِ نجف آں کہ آمدہ — درشانِ اوتبارک و یاسین و ھل اتی

اے خدا! شاہِ نجف کے طفیل (میری مدد کر) جن کی شان میں سورۂ تبارک یعنی سورہ ملک، سورۂ یٰسین اور سورۂ ھل اتی آئی ہیں۔

خاکِ نجف کہ خواہر خلد بریں بدیدہ — آفاق شد معطر از نکہتِ شمائلش

حضرت لعل شہباز قلندرؒ

بہ از خُلدِ بریں رہِ نجف است — جانِ من عازم رہ نجف است
چشمۂ کوثر آں شہِ نجفؑ است — میر سم۔ رہبرم شہِ نجف است

نجف اشرف کا راستہ بہشت سے بہتر ہے اور میری جان نجف کی طرف گامزن ہے۔ شاہِ نجفؑ وہ چشمہ کوثر ہے جس کی جانب میں جانا چاہتا ہوں اور میرا رہبر بھی شہِ نجفؑ ہے۔

یا علیؑ ولی شہِ مرداں — بہ حق مصطفیٰ و عترتِ آں
کہ بجانب بندی ہندوستاں — بہ نجف زود تر مرا برساں

یا علیؑ آپ اللہ کے ولی ہیں اور خلقِ خدا کے بادشاہ ہیں۔ آپ کو نبیؐ پاک اور ان کی آل کا واسطہ مجھے ہندوستان کی قید سے جلد نجف پہنچا دیجیے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شیخ نورالدین آذریؒ: (متوفی:۔۹۹۹ھ)

شاہِ نجف، امیر ولایت علیؑ　　که هست بر سرز فخر خاک رہِ اُو چو افسرم

نجف کا بادشاہ ولیوں کا امیر علیؑ ہے۔ میں اس کے راستے کی خاک کو فخر کے ساتھ اپنے سر کا تاج جانتا ہوں۔

حسانِ اہلبیت ملا حسن کاشانیؒ

ملا کاشانی نے اپنے ہفت بند کے آخری بند میں نجف اشرف کی مدح کی ہے۔

تا نجف شد آفتابِ دین و دنیا را مقام　　خاکِ او دارد شرف بر زمزم و بیت الحرام

جب سے نجف اشرف دین و دنیا کے آفتاب کی قیام گاہ بنا ہے وہاں کی مٹی کو زمزم و بیت الحرام پر شرف حاصل ہوگیا ہے۔

دیر شہؑ پر کروں تکیہ غبارِ آستاں ہو کر　　زانکہ دارد عروۃ الوثقائے دروے مقام

اربابِ یقیں کے نزدیک بلاشبہ نجف اشرف کعبہ ہے کیونکہ دین کے مضبوط سہارے کی قیام گاہ یہیں ہے۔

کردہ ام ایں نذر مولائے نجف　　گر قبول اُفتد زہے عزو شرف

یہ قصیدہ میں نے مولائے نجفؑ کی نذر کیا ہے اگر وہ قبول فرمائیں تو میرے لیے عزت اور شرف کا مقام ہے۔

مرزا غالبؔ

مرزا غالب نے وصیت کی تھی کہ وہ نجف میں دفن کیے جائیں لیکن ان کی وصیت پہ عمل نہیں کیا گیا۔ انہوں نے نجف کی مدح میں بہت سے اشعار کہے ہیں۔

شاہ نجف، وصی نبیؐ، مرتضی علیؑ　　آں از آئمہ اول و ثانی ز پنجتنؑ

وہ نجف کا بادشاہ نبیؐ کا جانشین جو علی مرتضیؑ ہے بارہ اماموں میں سے پہلا اور پنجتنؑ میں سے دوسرا ہے۔

شمع ہوں، تو بزم میں، جا پاؤ غالبؔ کی طرح　　بے محل، اے مجلس آرائے نجف جلتا ہوں میں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اگر میں شمع ہوں تو نجف کی بزم میں جگہ پاؤں، میں اسی خواہش میں جل رہا ہوں۔

در نجف وقت نماز ارم لبنوئے کعبہ روئے ۔۔۔ قید خاتونِ شریعت برتنابم پیش ازیں

مولانا حسرت موہانی

مسرت ہے شاہِ نجفؑ کی غلامی ۔۔۔ زہے کامرانی زہے کامرانی

علامہ اقبال

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانش فرنگ ۔۔۔ سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

نازش رضوی

عمر بھر یا رب نجف کا آنا جانا کم نہ ہو ۔۔۔ بس یہی ہے آرزو دل کی مدام ایسا تو ہو

خاتمہ بالخیر نازش کا نجف میں ہو گیا ۔۔۔ جان دی آقا کے قدموں میں غلام ایسا تو ہو

جا رہا تھا دوستوں سوئے نجف ۔۔۔ راہ میں بیت الحرام آہی گیا

حافظ شیرازی

درج ولایت راصدف برج کرامت راشرف ۔۔۔ شاہِ عرب ماہِ نجف چابک سوارِ لافتا

وہ علیؑ جو درج ولایت کے صدف، برجِ کرامت کے شرف، عرب کے بادشاہ، نجف کے چاند اور شہسوار لافتا ہیں۔

عرفی شیرازی۔ عرفی کی لاش نجف پہنچ گئی

جب عرفی کا طائر روح قفس جسم سے پرواز کر رہا تھا اس وقت یہ شعر ان کی زبان پر تھا۔

بکاوش مژہ از گور تا نجف بروم ۔۔۔ اگر بہ ہند ہلاکم کنی وگر بہ تتار

پلک جھپکتے ہی میری لاش قبر سے نجف میں پہنچ جائے چاہے میں ہند میں مروں یا تتار میں۔

عرفی کو لاہور میں دفن کیا گیا چند دنوں بعد کسی ایرانی تاجر کا انتقال ہو گیا۔ جسے عرفی شیرازی کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس ایرانی تاجر کے ورثا لاہور آئے شبہ میں تاجر کے بجائے عرفی شیرازی کی لاش نکال کر عراق لے گئے اور وادی السلام (نجف) میں عرفی کو دفن کر دیا گیا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

چنانچہ ملا رونقی ہمدانی کہتے ہیں۔

یگانہ گوہرِ دریائے معرفت عرفی — کہ آسماں پے پرور ونعش صدف آمد
چو عمر او بسر آمد ز گردش گردوں شکست — برصفِ دلہائے پر شغف آمد
رقم زواز پے تاریخ رونقی کلکم
بکاوشِ مژہ از گور تا نجف آمد

خواجہ حیدر علی آتشؔ

مومن کا مددگار ہے شاہ نجفؑ اے دل — حامی ہے ترا شیر خدا لاتخف اے دل
خاک نجف اکسیر ہے مومن کی نظر میں — شفاف ہے الماس سے دُرِ نجف اے دل

آغا حسن امانتؔ لکھنوی

کیا آبرو ہے دشتِ نجف کے غبار کی — گردوں پہ جا کے بنتا ہے لکہ سحاب کا
باغِ نجف کو دیکھ کے برگزاں کی طرح — منہ زرد ہو گیا ہے گل آفتاب کا
یارب نجف میں پہنچے امانتؔ کی مشتِ خاک — الفت اسے بہت ہے شہِ بوترابؑ کی

مرزا رفیع سوداؔ

جلد پہنچا بہ زمین نجف اس عاصی کو — کہ اسے عمرِ ابد ہے جو وہاں آئے اجل

مرزا محمد علی صائبؔ تبریزی

صائبؔ از ہند جگر باربروں می آید — دستگیر من اگر شاہ نجف خواہد شد

صائبؔ از عمر ہمیں کام تمنا دارد — کہ ز ہند آمد و در خاکِ نجف وا افتد

زین درد جانستاں کہ مسیحاست عاجزش — صائبؔ مگر بہ شاہِ نجف التجا برد

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آفتاب الدولہ قلقؔ لکھنوی

یہ مانگتا ہوں دعا ہاتھ اٹھا کے سوئے نجف
مرا غبار الٰہی ہو خاک کوئے نجف

چلا ہوں لے کے میں دنیا سے آرزوئے نجف
رہے گی مجھ میں جناں میں بھی جستجوئے نجف

نگین دل میں تصور ہے زلفِ حیدرؑ کا
ہمارا در نجف ہو گیا ہے موئے نجف

جسے سمجھتے ہیں سب لوگ کوثر و تسنیم
خزانہ بامِ فلک کا ہے بحر جوئے نجف

فرشتے کرتے ہیں طوافِ مزارِ شیر خدا
بہ از غزال حرم ہیں سگانِ کوئے نجف

زبسکہ شوق زیارت میں محو ہوں ہمہ تن
کھڑا ہوں روز تصور میں روبروئے نجف

بیاں ہو مرتبہ کیا زائرانِ حیدرؑ کا
فزوں ہیں قدسیوں سے پاسبانِ کوئے نجف

یہاں جو دفن ہو وہ بے حساب اٹھے گا
ندا یہ کرتے ہیں جبرئیلؑ چار سوئے نجف

لحد میں پھیر دو منہ اپنا سوئے قبر علیؑ
ہمارا کعبہ ادھر ہے جدھر ہے روئے نجف

قلقؔ ہے کشتۂ عشقِ زیارت حیدرؑ
پڑھو نماز جنازہ بھی اس کی سوئے نجف

نجف کو اڑ کے چلا اے قلقؔ غبار اپنا
یہ خاک اڑنے پہ بھی عشق بوتراب رہا

خواجہ مستان شاہ کابلیؒ

ہم در مدینہ ہم نجف بلخ از تو یا بیدہ شرف
مظہر عجائب ہر طرف مستان سلامت میکند

اے ابوالبشر را تو خلفِ کعبہ گرفت از تو شرف
سلطان دین شاہِ نجف مستان سلامت میکند

نواب کلب علی خاں والئی رامپور

آبرو پائے گا جو اے نوابؔ
خاکِ پائے شہِ نجفؑ ہو گا

نورالدین عبدالرحمن جامیؔ: (متوفی ۸۹۸ھ)

بسوئے کعبہ رود شیخ و من براہِ نجف
بہ رب کعبہ کہ ایں جائے است حق بہ طرف

شیخ تو کی طرف روانہ ہوا جبکہ میں نے نجف اشرف کی راہ لی اور مجھے قسم ہے رب کعبہ کی کہ یہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

راستہ اللہ کی طرف لے جاتا ہے۔

شمس تبریز

نعرہ ہائے ہو کم سوئے نجف رواں شوم بوسہ برآستاں نم دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

میر محمد علی شفیق لکھنوی

نجف کے شوق میں اک دم نہیں آرام ملتا ہے
نہ تڑپوں کس طرح کہ درد دل مضطر ہوا پیدا

انشاء اللہ خاں انشاء

لو بلا بھیجو ہمیں سوئے نجف بہر خدا کہ جدائی کی تمہاری ہے بہت شاق آتش

ناصر علی علی

گویند نبیؐ ذوجہتیں ازیست روئے نجفی دارد روئے بجلسیت

راجہ محمد علی شاہ بیدل

بدر برج اولیاء شاہ نجف شیر خدا نور حق مہر وفا صل علی پیدا ہوا

علی اختر جونپوری

زائران روضۂ شاہِ نجف میں ہے شمار یہ شرف حال مری آنکھوں کو اختر ہو گیا

میر محمد علی مسرور حیدر آبادی

امیرالمومنین، شاہ نجف، قسام نار و خلد معین و ناصر و یاور شہنشاہ رسالتؐ کا
انہیں فرصت کہاں جو حال پوچھیں مجھ بلاکش کا نجف ہے آپ ہیں، کوثر کی مے، حوروں کی محفل
ہے

میر محمد حسین فاضل حیدر آبادی

کعبہ است ترا مولد مدفن نجف اشرف آل بجز بجور مایں بہر جبیں سائی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کاظم حسین محشر لکھنوی

مسلک شیخ و برہمن سے الگ ہیں محشر ۔۔۔ کہ نجف ہم کو ملا بہر عبادت کعبہ

نعیم سہیلی

نجف کہتے ہو تو جس کو وہ ہم رندوں کی بستی ہے ۔۔۔ وہاں ہے اپنا ساقی اور وہی اپنا ہے میخانہ
بنانا ہے مجھے باغ نجف میں آشیاں اپنا ۔۔۔ چہکتا ہوں گلشن ولا میں عندلیبانہ

آثم شکارپوری

جس کا میخانہ نجف اشرف ہے آثم خلق میں ۔۔۔ مست پیکر اس کا ہر دم حیدر میخوار ہے

شمس ہلوری

کہہ دو رضواں سے کہ پھر جنت کی کچھ پرواہ نہیں ۔۔۔ گر گلستانِ نجف میں اپنا کاشانہ بنے

جعفر عشقی سیالکوٹی

ذی حسب، والا نسب، میر عرب، شاہِ نجف ۔۔۔ بابِ حکمت، خواجۂ حسانؓ و قنبرؓ دیکھیے

افقر موہانی (مدیر رسالہ "جام جہاں نما" لکھنؤ)

لگی ہے میکشوں کو رٹ علی علیؑ کے نام کی ۔۔۔ پلا دے ساقیا وہ مے جو ہو نجف کے جام کی

سید محمد جعفر قدسی جائسی

رتبے میں عرش سے بھی ارضِ نجف ہے اشرف ۔۔۔ اک جلوہ گاہ ہے وہ انوارِ کبریا کی

مولوی سیّد وجاہت حسین ناظم

بنایا سنگریزوں کو جواہر دست سائل میں ۔۔۔ سخا اپنے زمانے میں جو یوں احمدؐ نے فرمائی
تو اس بحر کرمؑ نے بعدِ مردن یہ سخاوت کی ۔۔۔ کہ دُرہائے نجف سے بھر دیا دامانِ صحرائی

تعشق لکھنوی

جناں سے ہے اعلیٰ بہارِ نجف ۔۔۔ الجھتے ہیں رضواں سے خارِ نجف

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بنے گل چراغِ دیارِ نجف — بندھی ہے ہوائے بہارِ نجف
زہے وسعت و اقتدارِ نجف — پڑے ہیں فلک بھی کنارِ نجف
یہ آدمؑ پہ ہے اختیارِ نجف — اٹھائے بٹھائے غبارِ نجف
کرم اے ہوائے دیارِ نجف — ہمیں بھی ذرا سا غبارِ نجف
ہے دنیا کی رونق دیارِ نجف — گلِ سر سبد ہے بہارِ نجف
جو مشتاقِ نظارہ ہو برقِ طور — کہے لن ترانی غبارِ نجف
یہاں سے نظر آتی ہے شکلِ خلد — صفائی ہے آئینہ دارِ نجف
نہ آتی کبھی جسم آدمؑ میں جاں — نہ ملتی جو خاک دیارِ نجف
فرشتوں کے بھی ہاتھ آیا نہیں — جب اونچا ہوا ہے غبارِ نجف
فلک عرش و کعبہ ریاضِ جناں — یہ ہیں گوشہ ہائے دیارِ نجف
وہی پھول حوروں کے عارض بنے — ہوا خشک جب لالہ زارِ نجف
نسیمِ جناں لاکھ منت کرے — جگہ سے نہ اٹھے غبارِ نجف
سنا شورِ کوثر تو سمجھا یہ میں — گری خلد میں آبشارِ نجف
سلیمانؑ سے لے باج مورِ ضعیف — اگر حکم دے تاجدارِ نجف
بھلا خلد سے کیوں نہ ہو خوب تر — کہ نقشِ دوم ہے دیارِ نجف
سفید و سیہ کے ہیں مختار ہم — یہ کہتے ہیں لیل و نہارِ نجف
شفق کو ہمیشہ یہ حسرت رہی — بنوں تختۂ لالہ زارِ نجف
زمیں کعبہ کی اور زمینِ جناں — یہ دونوں ہیں گرد و غبارِ نجف
جو حق نے دیئے ہوتے کعبہ کو پا — تو ہر سال ہوتا نثارِ نجف
نہ کیوں پھول جنت کے خوش رنگ ہوں — بھرا رنگِ نقش و نگارِ نجف
گلستانِ جنت ہے طرہ کی شکل — نثارِ سرِ اعتبارِ نجف
رخِ حور کے واسطے حسن سبز — بنا سایۂ سبزہ زارِ نجف

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دلِ باغِ جنت میں کانٹے کی شکل ۔۔۔ کھٹکتی ہے کیا یاد خارِ نجف
زرِ گل کے انبار ہوں تا فلک ۔۔۔ جھٹک دیں اگر ہاتھ خارِ نجف
خضرؑ کو سدا شیوۂ رہبری ۔۔۔ بتایا کرے سبزہ زارِ نجف
مقامِ ولادت ترا یا علیؑ ۔۔۔ پئے کعبہ ہے یادگارِ نجف
نہیں زلف و رخسار حورانِ خلد ۔۔۔ مجسم ہیں لیل و نہارِ نجف
رہے گی تری بات کیا اے بہشت ۔۔۔ زبانیں جو کھولیں گے خارِ نجف
جو دیکھیں تو ہو خضر کا منہ سفید ۔۔۔ زہے سبزیِ سبزہ زارِ نجف
نسیمِ جناں پائے اقدس دبائے ۔۔۔ جو خوابیدہ ہو سبزہ زارِ نجف
ہوا تھا جو موسیٰ کے غش کا سبب ۔۔۔ وہی نور ہے ہمکنارِ نجف
یہ مٹی کے پتلے ہوں آگاہ خاک ۔۔۔ خدا جانتا ہے وقارِ نجف
نہ ہے چاہ زمزم نہ نہر لبن ۔۔۔ یہ ہیں شعبۂ آبشارِ نجف
جو پوچھیں خضرؑ راہِ باغ جناں ۔۔۔ ابھی بول اٹھے سبزہ زارِ نجف
کسی سے سنا حوضِ کوثر کا وصف ۔۔۔ ہے چیں بر جبیں آبشارِ نجف
کئی کعبہ بنتے کئی کوہِ طور ۔۔۔ جو تقسیم ہوتا وقارِ نجف
خدا سے جو ہوں طالب فوج خضر ۔۔۔ ہر اول بنے سبزہ زارِ نجف
کہاں ہیں پڑھیں آ کے مریم نماز ۔۔۔ سرِ دامن آبشار نجف
جگہ اپنی رکھتی ہیں آٹھوں بہشت ۔۔۔ تہِ گلبنِ سایہ دارِ نجف
عجب برگ ہوں میں رگوں سے مرے ۔۔۔ ٹپکتا ہے خونِ بہارِ نجف
یہ ہے اعتقادِ زمینِ بہشت ۔۔۔ کہ میں بھی ہوں اک خاکسارِ نجف
نہیں چشمِ یعقوبؑ کا کچھ علاج ۔۔۔ سوائے سوادِ دیارِ نجف
نہ اٹھے فلک صورتِ نقش پا ۔۔۔ جہاں لے کے بیٹھے غبارِ نجف

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ملک دیکھ لیں بوترابی ہوں میں — کفن میں بھرا ہے غبارِ نجف
لپٹتا ہے کیا ہر گنہ گار سے — عجب صاف دل ہے غبارِ نجف
نہ آباد ہو کس طرح ملکِ دیں — کہ ہے منتظم شہریارِ نجف
گذر جائے خاموش صبحِ نشور — جو سوتے ہوں شب زندہ دارِ نجف
اگر آسماں کے قفس میں ہو بند — تو اڑ جائے لے کے ہزارِ نجف
ہے چرخ اور مہتاب فانوس و شمع — پئے بزم اہلِ دیارِ نجف
خدا سے تعشق کی ہے یہ دعا — کہ ہو جسمِ خاکی غبارِ نجف

باب

زاہدؔ سہارنپوری

نظر سے دور ہو ہر چند اور ہزار نجف — ہمارے دل سے نہیں دور زینہار نجف
بلند کیوں نہ کرے فرقِ افتخار نجف — زمیں پہ عرش کی صورت ہے باوقار نجف
ضیا و نور و صفا کا وہاں یہ عالم ہے — کہ چاندنی سے بھی ہوتا ہے پُر غبار نجف
وفورِ دُرِ نجف سے لیے ہے دامن میں — عجب جواہر و دُربہائے آبدار نجف
عزیز جان ہے لیکن اجل کی خواہش ہو — جو دے زمیں مجھے تھوڑی پئے مزار نجف
بہارِ خلد کو بھی دیکھ کے نہ خوش ہوں گا — مری زبان سے نکلے گا بار بار نجف
نشانِ میکدہ جب ان سے پوچھتا ہے کوئی — پکار اٹھتے ہیں مستانِ بادہ خوار نجف
عذابِ قبر کا دھڑکا نہ واں حساب کا ڈر — بنا ہوا ہے عجب امن کا حصار نجف
کشائشیں ہیں اور عقدہ کشائیاں ہیں وہاں — عجب مقام ہے بہر کشود کار نجف
یہ قدر و شانِ فضائے بہشت پھر نہ رہی — نہ دے بہار اگر اپنی مستعار نجف
پسندِ خلد و نجف کا جو اختیار ملے — رضا و شوق سے کرلوں میں اختیار نجف
بہارِ خلد تصور میں بھی نہ آسکتی — زمیں پہ خلق نہ کرتا جو کردگار نجف
ہوا ہے مدفن باب علوم جس دن سے — بنا ہے منبع فیضانِ بے شمار نجف

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہی نہیں ہے کہ زائر ہی اس کے شائق ہیں — خود ان کے واسطے رہتا ہے بے قرار نجف
مری نگاہ کو ہر پل نگاہ رکھ یا رب — کہ دیکھ لوں میں ان آنکھوں سے ایک بار نجف
شراب ہوتی ہے سرکہ گناہ ڈھلتے ہیں — بنا دیا ہے خدا نے عجب دیار نجف
اگر پہنچ نہ سکا جیتے جی تو بن کے غبار — ضرور پہنچے گا مر کر یہ خاکسار نجف
بسا ہے دل میں جو ہر دم تو کچھ بعید نہیں — مری زبان پہ ہو وقت احتضار نجف
تھپک تھپک کے فشارِ لحد سلاتا ہے — یہ واں کے دفن شدوں کا ہے غمگسار نجف
کیا ہے تیغ حوادث نے بے طرح گھائل — بلائیے مجھے یا شاہِ ذوالفقار نجف
کرے گا مدح سرائی مزار پر زاہدؔ — اگر پہنچ گیا یہ منقبت نگار نجف

مولانا سیّد شاہ علی حسن جائسی

بیاؤ برگ کاہے کن زصحرائے نجف حاصل — کہ اندر خوابگاہ قبر گردو دستۂ گلہا

حامد حسین حامدؔ شکار پوری

تجھ میں کیا معلوم رضواں لطف گلزارِ نجف — اپنی جنت دیکھ کر حامدؔ کی جنت دیکھنا

جمیل مظہری

کشش زرّات کی دل کو سوئے خاک نجف کھینچے

فاضلؔ حیدرآبادی

کعبہ میں چلے آتے یا سوئے نجف جاتے

مرزا محمد ہادی عزیزؔ لکھنوی

بہ عزم دشتِ نجف چل زمینِ ہند سے اب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قصیدہ

خواجہ اسد اللہ اسدؔ ایڈیٹر ''سرفراز'' لکھنؤ

فیض سے تیرے ہے اب تک ایک عالم باریاب
جانجف کو دیکھ دامن میں ہے جس کے بوترابؑ

ہاں قسم شاہ نجفؑ کی اے نجف کی سرزمیں
جس کو ہم سمجھے ہوئے ہیں دوسرا عرشِ بریں

ایک بوسہ آستانِ پاک کا ہو پھر قبول
اے مری دنیا کی جنت اے مرے عرش زمیں

رحم کر اس معصیت آلود مشتِ خاک پر
جس کا اب دنیا میں کوئی پوچھنے والا نہیں

اپنے دامن میں جگہ دے اس گنہ کے بوجھ میں
شرم سے چھپنے کو دنیا میں جگہ ملتی نہیں

تو اگر چاہے تو ذرہ جلوہ خورشید دے
تو اگر چاہے ابھی ہو آسماں میری زمیں

ہاں جلا دے ہاں جلا دے میری قسمت کا چراغ
آستاں بوسی کی اب مشتاق ہے میری جبیں

پھر اسی باغ امامت کی سونگھا خوشبو مجھے
اپنی آغوشِ محبت میں جگہ دے تو مجھے٭

٭ سرفراز لکھنو رجب نمبر ۵۲ ۱۳ھ صفحہ ۱

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۲۱

شعرائے اردو اور مدحِ نجف اشرف

رباعیات در مدح نجف اشرف

میر انیسؔ

خورشیدِ شرف برجِ شرف میں ہوگا — جوہر معدن، دُر صدف میں ہوگا
مشرق میں کہ مغرب میں کرو دفن اُسے — جو عاشقِ حیدرؑ ہے نجف میں ہوگا

....

گھر میں ڈھونڈو نہ انجمن میں ڈھونڈو — مرقد میں ڈھونڈو نہ کفن میں ڈھونڈو
گلزارِ نجف میں مدح خواں ہوگا انیسؔ — بلبل کو جو ڈھونڈو تو چمن میں ڈھونڈو

....

اے بخت رسا سوئے نجف راہی کر — مجھ زار کو زائرِ ید اللّٰہی کر
لے جا سوئے کربلا مری مُشتِ غبار — اے بادِ صبا اتنی ہوا خواہی کر

....

کس شہر میں دُر مدعا ملتا ہے — سنتے ہیں نجف میں بارہا ملتا ہے
سرکارِ علیؑ وہ ہے کہ ہر بندے کو — دولت کیا مآل ملتا ہے

....

جو روضۂ حیدرؑ پہ مکیں ہوتا ہے — وہ داخلِ فردوسِ بریں ہوتا ہے
یوں ہوگا بہشت میں نجف کا طبقہ — جس طرح کہ خاتم پہ نگیں ہوتا ہے

....

کیا فیض علیؑ کے قدم پاک سے ہے — روضہ کی زمیں بلند افلاک سے ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بنتا ہے وہاں درِ نجف قطرۂ آب
پانی کی بھی آبرو اسی خاک سے ہے

....

کیا قدر بھلا وہاں کی جانے کوئی
مختار ہے مانے کہ نہ مانے کوئی
ملتا ہے قدم قدم پر درِ مقصود
چھانے تو نجف کی خاک چھانے کوئی

....

سرمہ ہے غبارِ رہ گزارِ حیدرؑ
مردم نہ ہوں کس طرح نثارِ حیدرؑ
ہو جاتی ہیں کور کی بھی آنکھیں روشن
آئینۂ نور ہے مزارِ حیدرؑ

....

ظلمت کدۂ ہند میں کیا ملتا ہے
نہ دوست کوئی نہ آشنا ملتا ہے
صحرائے نجف کو چل کے دیکھو تو انیسؔ
دُر ایک طرف، نورِ خدا ملتا ہے

....

میر مونسؔ

ایوانِ فلک جناب دیکھا ہم نے
فردوس بریں کا باب دیکھا ہم نے
جا پہنچی نجف میں خاک ہو کر صد شکر
دربارِ ابوترابؑ دیکھا ہم نے

....

ہر شخص کو فیض یاب دیکھا ہم نے
ہر ذرّہ کو آفتاب دیکھا ہم نے
آخر کام آئی خاکساری مونسؔ
دربارِ ابو ترابؑ دیکھا ہم نے

مرزا دبیرؔ

خورشید سر شام کہاں جاتا ہے
روشن ہے دبیرؔ پہ جہاں جاتا ہے
مغرب ہی کی جانب تو ہے قبرِ حیدرؑ
یہ شمع جلانے کو وہاں جاتا ہے

....

جاروب کشِ نجف ہیں پر سے جبرئیلؑ
ملتے ہیں جبیں علیؑ کے در سے جبرئیلؑ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

افلاک پہ جاتے ہیں تو بال و پر سے
اور سوئے نجف جاتے ہیں سر سے جبرئیلؑ

....

ہم شانِ نجف نہ عرشِ انور ٹھہرا
میزاں میں یہ بھاری وہ سبک تر ٹھہرا
اک پلے میں تھا نجف اوراک پلے میں عرش
پہنچا وہ فلک پہ یہ زمیں پر ٹھہرا

....

ہمسر نجف پاک کا کب عرش ہوا
برتر ہے وہ پہلے سے یہ اب عرش ہوا
تعمیرِ نجف سے بچ رہا تھا اک سنگ
گردوں نے دھرا سر پہ لقب عرش ہوا

....

بے شک جو ہوا نجف کی کھاتے آدمؑ
گندم کو کبھی منہ نہ لگاتے آدمؑ
پہلوئے علیؑ میں جو نہ بنتے مدفن
دنیا میں بہشت سے نہ آتے آدمؑ

....

یکتا ہے نجف کل کے شفا خانوں میں
فردوسِ بریں جیسے گلستانوں میں
یوں مجمع اوصیا میں ہیں پیش علیؑ
جس طرح امام تسبیح کے دانوں میں

....

ہے درِ نجف کہیں قمر سے روشن
بال اس کا ہے رشتۂ نظر سے روشن
شاہد ہیں یہ دونوں کہ رہِ عشق علیؑ
مُو سے باریک ہے گہر سے روشن

....

جیسے فلک ہفت صدف پیدا ہیں
انوارِ نجف چار طرف پیدا ہیں
عشقِ رُخ گیسوئے علیؑ میں دل سے
در نجف و موئے نجف پیدا ہیں

....

سائے میں نجف کے آسماں بستے ہیں
خوشبو وہ ہے جو باغِ جناں بستے ہیں
تائید خدا جو خضرِ منزل ہو دبیرؔ
چل بسئے وہاں جہاں علیؑ بستے ہیں

....

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

محبوسِ بلا جا کے نجف میں حُر ہو — گل باغ، ستارہ بدر ذرّہ حُر ہو
غم عیش، مرض شفا، جراحت مرہم — مے سرکہ، گنہ ثواب، قطرہ دُر ہو

....

گر دشت نجف کا نہ بلا گرداں ہو — تو خاک ابھی یہ گنبدِ گرداں ہو
ابرو کی طرح آنکھوں پہ مردم بٹھلائیں — جو صاحب ایوانِ شہِ مرداںؑ ہو

....

بے پاؤں مہم نجف کی یا رب سر ہو — بے نطق بیاں مدحِ علیؑ فر فر ہو
آنکھیں نہ ہوں پر نگاہ مولاؑ پہ رہے — دل ہو کہ نہ ہو پر الفتِ حیدرؑ ہو

....

پوچھے جو کوئی نجف میں کیا ملتا ہے — کچھ دل ہی کو خوب اس کا مزہ ملتا ہے
لاکھوں حسنات ہیں کہاں تک کہیے — بندے کا ہے یہ قول خدا ملتا ہے

....

جو زائرِ ابو ترابؑ ہو جاتا ہے وہ — پاک مثالِ آب ہو جاتا ہے
بنتی ہے شراب تو نجف میں سرکہ — عصیاں بالکل ثواب ہو جاتا ہے

....

قطرہ دُرِ انتخاب ہو جاتا ہے — ہر خارِ گل خوشاب ہو جاتا ہے
گر ذرۂ صحرائے نجف بخشے قدر — سایا بھی آفتاب ہو جاتا ہے

....

گر بارشِ اشک ہر طرف ہو جائے — نو روز کا نیساں کا شرف ہو جائے
نکلیں صدفِ چشم سے یہ دُر نجف — بزم شہ کربلاؑ نجف ہو جائے

....

انساں یہاں آئے تو ملک بن جائے — مجلس کی زمیں رشک فلک بن جائے
مردم گہر علیؑ کو روئیں جو یہاں — تسبیحِ در نجف پلک بن جائے

....

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فردوس نشاں نجف کی ہر منزل ہے
معراجِ فلک قدم قدم حاصل ہے
کہتی ہے زمیں رہگزروں سے ہشیار
ہر ذرّہ گرد قدسیوں کا دل ہے

....

کیا اوجِ نجف علیؑ کے اقبال سے ہے
ہر ذرّے کی آبرو سوالعل سے ہے
پرِ دُرِ نجف کے مُو سے روشن ہے یہ رمز
باریک رہِ عشقِ علیؑ بال سے ہے

....

کعبہ کی طرح نجف بھی نورانی ہے
مضمون بھی ایک شرحِ طولانی ہے
مدفن ہے نجف علیؑ کا کعبہ مولد
یہ بیتِ خدا کا مصرعِ ثانی ہے

....

قندیل درِ علیؑ پہ نورانی ہے
سب ارضِ نجف عرش کی پیشانی ہے
انجم یہ نہیں شعاعِ قندیل سے بس
گردوں کا ورق ورق سب افشانی ہے

....

کہلاؤں تیرا گدا امیری یہ ہے
یا شاہِ نجفؑ فخر فقیری یہ ہے
لے جاؤ نجف ہاتھ پکڑ کر میرا
اس بے سرو پا کی دستگیری یہ ہے

....

ہر شہر گدائے نجفِ اشرف ہے
ہر لطف برائے نجف اشرف ہے
سر چشمۂ خضر دوم جاں بخش مسیح
کیا آب و ہوائے نجف اشرف ہے

....

طالع جو سر بلند ہونا ہوگا
تو بعد فنا نجف میں سونا ہوگا
تکیہ کیے بیٹھے ہیں درِ حیدرؑ پہ
اب مسندِ عرش اپنا بچھونا ہوگا

....

خالص زرِ ایماں کو جو ہونا ہوگا
تو خاکِ درِ علیؑ بچھونا ہوگا
گر خواب اجل نجف میں آئے گا دبیرؔ
اکسیر میرے حق میں یہ سونا ہوگا

....

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مشتاقِ کربلا کا چارا نہ کیا　　مسکن ہو نجف یہ بھی گوارا نہ کیا
سب کام کیے جہاں کے تو نے اے چرخ　　افسوس کوئی کام ہمارا نہ کیا

....

کونین سے دل سیر ہے یا رب اپنا　　ہو درِ نجف شرف میں کوکب اپنا
رویا میں ہو یا نزع میں یا تربت میں　　دیدار علیؑ ہے عینِ مطلب اپنا

....

کیا خاکِ نجف میں نور آمیز ہوا　　ہر ذرّے کا بازارِ شرف تیز ہوا
اُس خاک سے اک صبح یتیم جو کیا　　سو پنجۂ آفتاب زر ریز ہوا

....

جب فضل ابوتراب ہو جاتا ہے　　زائر کا گنہ ثواب ہو جاتا ہے
جلتا ہے جو شب کو قبرِ حیدرؑ پہ چراغ　　وہ صبح کو آفتاب ہو جاتا ہے

....

بے مثل نجف کو ہر شرف میں پایا　　ہر گوہر پاک اس صدف میں پایا
پیدا جو ہوا تھا صدف کعبہ سے　　وہ گوہرِ یکتا بھی نجف میں پایا

....

رخسارۂ حیدرؑ کو گلستاں لکھا　　خورشیدِ نجف قبلۂ ایماں لکھا
پر خوبیٔ خط سے ہوئی رخ کی صحت　　ہے آپ مصنف نے یہ قرآں لکھا

....

ہے خاکِ نجف سے آبروئے خورشید　　ہر دم ہے نظارہ آرزوئے خورشید
جاتا ہے جو مغرب کو نجف سے سرِ شام　　مُڑ مُڑ کے قضا بنتا ہے روئے خورشید

....

جز باغِ نجف خواب میں بھی سیر نہ کر　　اے ساکنِ کعبہ ہوسِ دیر نہ کر
ہیں یارِ نبی چار مگر خویش ہے ایک جز　　خویشِ نبی منہ طرف غیر نہ کر

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　　http://fb.com/ranajabirabbas

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

مردان علی رعنؔا مراد آبادی

گوہر سے زمانے میں صدف کو ہے شرف — بے مغز ہے استخواں جو بے دُر ہو صدف
پیدا ہوئے کعبہ میں علیؑ نامِ خدا — کعبہ جو صدف ہے تو علیؑ دُرِ نجف

صفیرؔ بلگرامی

ہر چند کہ خانۂ خدا ہے کعبہ — پر مولدِ خاصِ مرتضیٰؑ ہے کعبہ
ہنگامِ طواف یادِ حیدر ہے صفیرؔ — قبلہ ہے نجف قبلہ نما ہے کعبہ

ثابتؔ لکھنوی

سامرہ نجف ہے بہرِ دیندار بہشت — ہے حائر و کاظمین بے خار بہشت
دنیا ہے نمونہ آخرت کا ثابتؔ — ہیں آٹھ بہشتوں کے عوض چار بہشت

....

ممتاز درِ علیؑ ہے درگاہوں میں — ہیں بندۂ در شور یہ ہے شاہوں میں
کہتا ہوا ثابتؔ بھی نجف میں پہنچا — ہم ہیں اسی گلشن کے ہوا خواہوں میں

....

رہبر جو ہوا طالعِ یاور اپنا — چوکھٹ درِ حیدرؑ کی ہے اور سر اپنا
سجدہ کیا بابِ علم حق کے در پر — سیدھا ہوا معکوس مقدر اپنا

....

فردوس سے اعزاز میں بڑھ کر یہ ہے — درگاہِ درِ علمِ پیمبرؐ یہ ہے
جلوہ ہے فرات کا نجف کے نزدیک — لو دیکھو بہشت وہ ہے کوثر یہ ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مخمس در مدح نجف اشرف

سیّد اصغر حسین ثمرؔ لکھنوی

(خمسہ بر سلام میر مونسؔ)

مری زباں پہ رہے کیوں نہ گفتگوئے نجف — کہ مثل قبلہ نما مُرغِ دل ہے سوئے نجف
بڑھی ہوئی ہے جو کعبہ سے آبروئے نجف — جھکے ادب سے یہ جبرئیلؑ روبروئے نجف
کہ بھر گئی سرِ مژگاں میں خاکِ کوئے نجف

فلک بھی پست ہے رفعت میں روبروئے نجف — فزوں ہے باغِ ارم سے فضائے کوئے نجف
ہے میرے دل کو یہاں کہ آرزوئے نجف — بلائے ساقی کوثر مجھے جو سوئے نجف
تو چلوؤں سے پیوں بادۂ صبوئے نجف

نہ روؤں کیوں قفسِ ہند میں میں صورتِ ابر — کہ دوریِ نجف و کربلا کمال ہے جبر
یہ ولولہ ہے نہیں مانتا دلِ بے صبر — الٰہی دیجو مجھے وادی اسلام میں قبر
کہ منہ رہے مرا زیرِ زمیں بھی سوئے نجف

ولائے حق میں نہ خواہاں ہوا میں دولت کا — نجف کے سامنے طالب ہوا نہ جنت کا
یہ مقتضا ہے علیؑ ولی کی الفت کا — غبار کیوں نہ پریشاں ہو میری تربت کا
کہ بعدِ مرگ بھی ہے مجھ میں جستجوئے نجف

الٰہی مشکلیں آسان کیجو تربت میں — زبان پر تیری وحدانیت ہو تربت میں
بتاؤں اپنا نبی مصطفیؐ کو تربت میں — امامؑ کون ہے پوچھیں ملک جو تربت میں
علیؑ علیؑ میں کہوں ہاتھ اٹھا کے سوئے نجف

پس از فنا بھی رہوں محو اس عبادت میں — دمِ سوال میں کہہ دوں یہی حقیقت میں
خدا کا بندہ ہوں اور مصطفیؐ کی الفت میں — امامؑ کون ہے پوچھیں ملک جو تربت میں
علیؑ علیؑ میں کہوں ہاتھ اٹھا کے سوئے نجف

بہشت کی جو تمنا چلی نجف کو دلا — عجب وہاں کی زمیں ہے عجیب وہاں کی ہوا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وہ اس چمن میں فضا ہے کہ روزِ صبح و مسا
ملک یہ کہتے ہیں روضہ میں آ کے صلِ علی
نجف میں بوئے ارم ہے ارم میں بوئے نجف

شمیمِ باغ نجف پر ہیں پانچوں چیزیں فدا
عبیر و عنبر و عود و گلاب و مشکِ خطا
اگر ہوں محو پھر انساں وہاں تعجب کیا
ملک یہ کہتے ہیں روضہ میں آ کے صلِ علی
نجف میں بوئے ارم ہے ارم میں بوئے نجف

وہ خوش نصیب تھے باغ ارم میں جو پہنچے
شمیم گلشن فردوس کے مزے لوٹے
وہ کون ہے جسے ارماں نہیں زیارت کے
کھلا یہ گلشن عالم میں ان کی گو گو سے
کہ قمریوں کو بھی بھی اشتیاق کوئے نجف

جناں کی سیر میں ہیں زائر شہؑ خوشخو
کبھی تو سایہ طوبیٰ میں ہیں کبھی لبِ جو
عجیب کیفیتیں دیکھتے ہیں وہ ہر سو
وہی ہوا وہی خنکی وہی فضا وہی بو
مکیں بہشت میں کے ساکنان کوئے نجف

نجف کے اوج سے کیوں پست ہو نہ عرش بریں
کہ اس کے پردے میں پنہاں ہے نور نیر دیں
ہر ایک ذرہ میں ہے روشنیٔ مہر مبیں
تہہ غبار دمک ایسی موتیوں میں نہیں
ستارے ڈھانپے ہیں دامن میں خاکِ کوئے نجف

اٹھائے برسوں ملال ایک دن جو شاد رہے
جہاں کے سارے نشیب و فراز دیکھ لیے
بس اب تو اور کچھ ارماں نہیں بجز اس کے
خدا کے واسطے اے موت اتنی مہلت دے
کہ رہ نہ جائے مرے دل میں آرزوئے نجف

کرم سے کس کے ہے سرسبز باغِ خلد بریں
سدا بہار کی آمد خزاں کا خوف نہیں
ہمیشہ جاری ہے دریائے فیضِ سرور دیںؐ
وہاں کا آب نہ کیونکر ہو سرد اور شیریں
کہ نہر خلد میں جا کر ملی ہے جوئے نجف

زمیں مدینہ کی عرش بریں سے ہے اعلیٰ
کہ اس کے پردے میں ہے نورِ احمدؐ و زہراؑ
حسنؑ نے ارضِ بقیعہ کو مرتبا بخشا
حسینؑ نے تو شرف خاکِ کربلا کو دیا
بڑھائی ساقیٔ کوثر نے آبروئے نجف

نجف میں جب سے مزارِ ابو ترابؑ بنا
زمیں کا اوج بڑھا آسماں ادب سے جھکا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس ارضِ پاک کا اللہ رے مرتبہ اعلیٰ ہمیشہ کعبہ نے احرامِ آرزو باندھا
ہوا نصیب نہ لیکن طواف کوئے نجف

عزیز قتل ہوئے جب بہ دشتِ کرب و بلا ہر اک کو روئے پدر کی طرح شہِ والاؑ
انہیں کی لاش پہ کوئی نہ رونے والا تھا علیؑ کو دیتے ہیں پرسا حسینؑ پیاسے کا
لہٰذا جاتے ہیں زوار پہلے سوئے نجف

جسے کہ عشق شہؑ بحر و بر نہیں مونسؔ پھر اُس کا تالبِ کوثر گزر نہیں مونسؔ
ثمرؔ ہے عاشقِ حیدرؑ خطر نہیں مونسؔ بس اب تلاطم وطوفاں کا ڈر نہیں مونسؔ
پہنچ گئی مری کشتی کنارِ جوئے نجف

(گلدستہ ثمر صفحہ ۱۵۸ تا ۱۶۰ مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی، ۱۳۱۳ھ)

سیّد اولاد حسین مداحؔ

(خمسہ بر سلام میر انیسؔ)

سنیں یہ وصف نیا سب زِ وصفِ ہائے نجف کہیں بھی ریگ میں ذُر بنتا ہے سوائے نجف
ملک کے وردِ زباں ہے یہی ثنائے نجف خوشا زمین معلی زہے فضائے نجف
ریاض خُلد بھی ہے شائق ہوائے نجف

زمیں سے قدرِ مکاں جانتے ہیں چھوٹے بڑے جسے کہ شک ہو وہ آنکھوں کو کھول کر دیکھے
جہاں میں جانتے ہیں لوگ سب زمانے کے جسے خدا سے محبت ہے اُس کو کعبہ سے
جسے ولائے علیؑ ہے اسے ولائے نجف

چھپا جو خاکِ نجف میں وہ مہرِ ارض و سما سما سے بڑھ گیا اُس دم زمین کا رُتبا
ملک پکارے کہ سبحان ربی الاعلیٰ ملی انگوٹھی بھی ویسی ہی تھا نگیں جیسا
نجف برائے علیؑ تھا علیؑ برائے نجف

نجف پہ رشک ہے خُلدِ بریں کو کچھ نہیں شک ہے خیرہ گنبدِ زریں کے آگے مہرِ فلک
یہ میرا خاص عقیدہ ہے سن لیں سب زیرک یہ شوق ہے کہ نہ بیدار ہوں قیامت تک

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جو خواب میں کبھی نقشہ مجھے دکھائے نجف

خدا نے دستِ نجف کو یہ بخشا ہے رتبا — جھکا ہے جس کی سلامی کو صاف چرخِ دوتا
ندا فلک سے ہے زواروں کو یہ صبح و مسا — وہاں قدم کا ہے کیا کام اے ادب توبہ
سروں سے چلنے کے قابل ہیں کوچہ ہائے نجف

تمام آدمؑ و جن و پری و حور و ملک — تمام عاقل و داناں و جاہل و زیرک
سمجھ لیں اپنے دلوں میں یہ راست ہے بے شک — جسے بہشت میں جانا ہو آئے وہ مجھ تک
ہر اک دیار میں آتی ہے یہ صدائے نجف

ازل کے دن سے ولائے ولیِ حق ہے جنہیں — فشارِ قبر سے کیوں، روزِ حشر سے وہ ڈریں
یقیں کے مرتبہ تک ہو گیا ثبوت ہمیں — علیؑ کی قبر کے زوّار پاک دامن ہیں
گناہ ڈھک گئے جب اوڑھ لی ردائے نجف

گناہ مٹتے ہیں ایسے علیؑ کی الفت سے — کہ جیسے خار و خسک آگ کی حرارت سے
ثبوت ہے یہ روایت سے اور درایت سے — شراب بنتی ہے سرکہ علیؑ کی الفت سے
یہ انقلاب نہ دیکھا کہیں سوائے نجف

اسیرِ درد ہو مومن کوئی خدا نہ کرے — پر اتفاق سے بیمار اگر کوئی ہووے
بتائے دیتا ہوں جو چاہے اس کو لکھ رکھے — مریض کے لیے اکسیر ہیں یہ دو نسخے
غبارِ مرقدِ شبیرؑ اور غبارِ نجف

علیؑ کی جب کہ ہے معلوم ہم کو داد و دہش — عبث ہے زادِ سفر کے لیے بہت کوشش
یہ اُن کا ورد ہے مداحؔ جو ہیں پاک منش — ادھر سے کوشش کامل ہے اور اُدھر سے کشش
انیسؔ ہم نہ رہیں گے کہیں سوائے نجف

(مجموعہ مخمس مداحؔ، قلمی، کتب خانہ راقم)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سیّد فرزند احمد صفیرؔ بلگرامی (شاگرد مرزا غالبؔ و مرزا دبیرؔ)

تضمین بر منقبت آتش

پیدا کیا خالق نے جو کچھ خشک میں تر میں — کس کی ہے کی حیدرؑ کرار کے گھر میں
بے فائدہ کٹتی ہے مہوس کی سفر میں — خاکِ نجف اکسیر ہے مومن کی نظر میں
شفاف ہے الماس سے درِّ نجف اے دل

(میلادِ معصومینؑ صفحہ ۱۳۹)

نفاستؔ زیدپوری

برادر و شاگرد فراستؔ زیدپوری

(تضمین بر بیت مرزا دبیرؔ)

کوشش ضرور چاہیے ہر فرضِ عین میں — ہرگز خلل پڑے گا نہ عقبیٰ کے چین میں
یوں رہیے گر تو فرق نہ ہو زیب و زین میں — قالب نجف میں روح رواق حسینؑ میں
آنکھیں رضاؑ کے روضہ پہ دل کاظمین میں°

مرزا دبیرؔ

(تضمین بر شعر سلطان عالیہ سلطانؔ)

واہ کیا شوق زیارت کا ہے اللہ اللہ — کاظمین و نجف و سامرہ ہے پیش نگاہ
حق ہے آگاہ دبیرؔ آگئیں ہے گواہ — ہے یہ سلطاں کی دعا سوئے نجف شام و پگاہ
رضہ دکھلا دو مجھے اے شہِ ذیشاں اپنا°

عجب سیر و تماشا دیکھتے ہیں — شکوہِ تاج دنیا دیکھتے ہیں
زمیں پر عرشِ اعلا دیکھتے ہیں — نجف کا اوج عیسیٰؑ دیکھتے ہیں

° مضامین عجائب صفحہ ۱۱۹

° دفتر ماتم جلد ۱۹ صفحہ ۴۳

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کہ سورج میں ہے نقشہ دور بیں کا

گواہ اس پر دبیر بے ریا ہے اسے شاہ ولایتؑ کی ولا ہے
نجف میں اس کا دُرّ مدعا ہے خداوندا یہ سلطاںؔ کی دعا ہے
دکھا روضہ امام المتقینؑ کا○

لے جائے گا نصیب نجف کی طرف ہمیں ہونے نہ دے گا تیرِ بلا کا ہدف ہمیں
کہہ اے دبیر بخشیں گے عزّ و شرف ہمیں سلطاںؔ طلب کریں گے امیر نجفؑ ہمیں
اب عرض داشت ہم بے نجف کو روانہ کی○

سلاموں میں نجف کی مدح

مرزا فصیحؔ

مرزا فصیحؔ مسلسل عتباتِ عالیہ کے سفر میں رہتے تھے۔ انہوں نے نجف اشرف کی مدح میں جو اشعار کہے ہیں ان میں مرزا فصیحؔ کے تجربات اور مشاہدات بہت نمایاں ہیں۔ ایسے اشعار مرزا فصیحؔ کے علاوہ کسی دوسرے مرثیہ نگار نے نہیں کہے۔

نجف کی روٹی

نہ پائی گندمِ دار السلام میں لذت
مگر ہے نانِ جوِ وادی السلام لذیز

نجف کی عید غدیر

نجف میں ہے شبِ عیدِ غدیر کا جو مزا
نہیں ہے ویسی شب مشعر الحرام لذیز

○ دفتر ماتم جلد ۱۹ صفحہ ۱۴۹، ۱۵۳

○ دفتر ماتم جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۰

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نجف کا پانی

مذاق میں ہے محبوں کے آبِ چاہِ نجف
لبان زمزم و کوثر ہے واں کا جام لذیذ

سلطان عالیہ سلطان دختر غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ

دیکھ کر سوئے نجف کہتے تھے عابدؑ یا علیؑ — کب تلک صدمے اٹھاؤں طوق اور زنجیر کے
بیبیاں سوئے نجف دیکھ کے بولیں فریاد — یا علیؑ بلوے میں ہم ہونے کو تشہیر چلے
نجف نے کعبہ نے مسجد نے پائے ہیں عجب رتبے — ید اللہ کا یہ مدفن ہے وہ مولد ہے یہ مقتل ہے
جہاں قبر امیرالمومنینؑ ہے — سلامی عرش اعظم وہ زمیں ہے
جو گدا بیٹھ گیا شاہ نجفؑ کے در پر — در دولت سے پھر اٹھا وہ سلیماں ہوکر

مرزا غلام محمد نظیر برادر مرزا دبیر

صدائے مرتضیٰؑ آئی نجف سے مرحبا اے حرؑ — تو ناجی ہے یہ ناری ہے تو عاقل ہے یہ جاہل ہے
رویا یتیمِ شاہِ نجفؑ کو جو اے نظیر — ہر ایک اشک رشک در بے بہا ہوا
دُرِّ نجف ہے اشک صغیر و کبیر کا — یہ انجمن نجف ہے جناب امیرؑ کا
اللہ رے آستان جناب امیرؑ کا — ہے عرش پر دماغ اسی سے فقیر کا
جاتے ہیں جو نجف میں جواں مرد ہیں وہ لوگ — ممکن نہیں کہ دخل ہو جنت میں پیر کا

نواب جعفر علی مطیر شاگرد مرزا دبیر

مطیر اب نجف میں تو جائے گا بیشک — جو تجھ پر عنایات رب زمن ہے

میر صفدر شاگرد مرزا دبیر

صفدر کو طلب یا شہِ ذیشاں نہیں کرتے — قطرے کو نجف کا دُر غلطاں نہیں کرتے
گلگشت گلستان نجف کے ہیں جو طالب — بھولے سے کبھی سیرِ گلستاں نہیں کرتے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دیکھیں گے صفدرؔ بلندی سے تماشا حشر کا — گر نجف میں خوبیِ طالع سے مدفن ہوگیا

داروغہ سید عبدالوہاب وہاب شاگرد مرزا دبیرؔ

پکاری سوئے نجف بانو یا علیؑ فریاد — ہماری داد رسی کیجئے خدا کے لئے
حبیب حق کا نواسا ہے بے کفن ہے ہے — بہو حضور کی محتاج ہے ردا کے لئے
مقامِ عدل ہے اکبرؑ کا سینہ اور برچھی — گلا صغیرؑ کا اور ناوک جفا کے لئے
ندا یہ آئی کہ امت کی مغفرت ہووے — یہ سب قبول ہے اللہ کی رضا کے لئے
بندھے نہ کیوں کمر شاہؑ کا خیال مجھے — بہت پسند ہے درِ نجف کا بال مجھے
نجف کا خواب میں جس شب ہوا خیال مجھے — سلامی آیا نظر عرشِ ذوالجلال مجھے

مصطفیٰ حسن ہلالؔ شاگرد مرزا دبیرؔ

ہوئے جب قتل سرورؑ زلزلہ ہر سو ہوا طاری — بقیع میں نجف میں روضہ محبوب داور میں
نبی زادہ نہ رہنے پایا امت کی جفاؤں سے — نجف میں کعبہ حق میں وطن میں شہر میں گھر میں

میرن جان صاحب شاگرد مرزا دبیرؔ

مجرائی رو رہا ہوں غم بوترابؑ میں — دُرِ نجف ہیں اشک مرے آب و تاب میں

بادشاہ علی بقاؔ شاگرد و داماد مرزا دبیرؔ

روضہ انور پہ حیدرؑ کے چڑھاتے ہیں یہ روز — اشرفی مہر منور، دھوپ سونے کا ورق
گر ضریحِ شہؑ ملمع کار و مینا کار ہو — لائے میناچرخ اخضر دھوپ سونے کا ورق

حسینؔ شاگرد مرزا دبیرؔ

مجرئی الفت کے رشتے کا یگانہ ہوگیا — سجہ و درِ نجف کا حرؑ بھی دانا ہوگیا
رشتہ الفت سوا تھا شہ نے بخشی آبرو — سجہ درِ نجف کا حرؑ بھی دانا ہوگیا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بشیرؔ شاگرد مرزا دبیرؔ

نجف میں مرقد مشکل کشاؑ بنا جب سے — معاف زیرِ زمیں مُردوں کو فشار ہوا

میر محمد رضا ظہیرؔ شاگرد مرزا دبیرؔ

مدفن ہو در شاہ نجفؑ پر اگر اپنا — ہر ذرہ تربت ہو سلامی گھر اپنا

مرزا غلام محمد نظیرؔ برادر مرزا دبیرؔ

پہونچے کوفہ میں تو رو کر یہ کہا سوئے نجف — یا علیؑ شیر خدا عقدہ کشائے سجادؑ

ہے تاسف کی جگہ ہوکے تمہارا پوتا — تازیانے بدن خستہ پہ کھائے سجادؑ

دستگیری کرو مشہور یداللہ ہو تم — ناتوانی سے نہیں اٹھتے ہیں پائے سجادؑ

آئی آواز علیؑ اے میرے پوتے بیمار — تجھ میں اس قید سے اللہ چھڑائے سجادؑ

تیری امداد سے غافل نہیں دادا تیرا — طوق کا بوجھ میں چلتا ہوں اٹھائے سجادؑ

زائر جو مجرئی نجف و کربلا کے ہیں — ساکن وہ عرش کے یہ بہشت علا کے ہیں

میر علی محمد ثوابؔ شاگرد مرزا دبیرؔ

در بدر پھرتا ہے تو کیوں اے ثوابؔ — جا نجف میں بیٹھ رہِ اللہ پر

چل کر نجف میں مہرِ شفاعت لے اے ثوابؔ — انگشتریٔ عُمر میں نقش وفا نہیں

بادشاہ مرزا اثرؔ لکھنوی

نجف میں جسم ہو دل کربلا میں مدفوں ہو — حساب کی بھی مصیبت نہ ہو فشار کے ساتھ

نفاستؔ زید پوری شاگرد مرزا اوجؔ

طفلِ دل پائے نہ کیوں مر کے نجف میں آرام — کہ اجل دامن رحمت میں سلا دیتی ہے

عذاب نار سے وہ رستگار ہوتا ہے — جو نور خاکِ نجف پر نثار ہوتا ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خورشید و بدر مرقد حیدرؑ پہ ہیں نثار
صرف طواف رہتے ہیں دن بھر تمام رات

فخر سے گنبد گردوں پہ مرا سر ہوتا
صحن میں روضہ حیدرؑ کے جو بستر ہوتا

مکدر ہند سے ہے تو نجف کی سیر کر اے دل
ملا ہے جس کا ڈانڈا کشور عرفاں کے ساحل سے

ہوائے نجف کی یہ دل کو ہوس ہے
کہ اک دم کا وقفہ مجھے اک برس ہے

چڑھایا ہے خورشید نے جس پہ سونا
وہ درگاہ شاہ نجف کا کلس ہے

نفاستؔ یہ ہیں بلبلِ دل کے نالے
نجف چل کہ اب ہند کنجِ قفس ہے

فائزؔ زیدپوری

مجرئی باغ جناں ہے اور رضواں اور ہے
روضہ حیدرؑ ہے اور اس در کا درباں اور ہے

عارجؔ زیدپوری فرزند فراستؔ زیدپوری

اے مسافر دیکھ اس آرام کی حد ہے کوئی
پاؤں جاتے ہیں نجف کی راہ میں سوتے ہوئے

کب سے تھی عارجؔ نجف کے دیکھنے کی آرزو
جا ہی پہونچے رفتہ رفتہ کربلا ہوتے ہوئے

روضہ شاہ نجفؑ کے در کا جب دیکھا عروج
جھک کے سر گردوں کا سنگ آستاں سے مل گیا

نجف کو سمجھیں گے فردوس سے کہیں بہتر
مرے خیال سے جو اتفاق رکھتے ہیں

محمد خلیل خلیلؔ شاگرد میر عارف

جوار رحمت حق گر سمجھئے
مدینہ ہے نجف ہے کربلا ہے

سید علی حامدؔ جونپوری

پیشِ ضریح ہاتھ نہ پھیلائیں کیوں فقیر
ہے منتظر سوال علیؑ کے جواب کا

در گہہ شاہ نجفؑ پر جب گیا ساغر بکف
کاسہ سائل کلاہ خسروانی ہوگیا

بعد مردن اڑ چلا سوئے نجف اپنا غبار
میری مٹی کو بھی حق نے بوترابی کردیا

واسطہ حیدرؑ کا اے ہجر نجف اب رحم کر
تو بھی کیا عشاق کا بگڑا مقدر بن گیا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

روح پہونچے گی وہیں مرنا وہاں ہو یا نہ ہو — روضہ شاہ نجف اپنا وطن بن جائے گا

زاہد نجف میں ہم کو در مدعا ملا — تو نے جو خاک چھانی کہیں اور کیا ملا

نجف میں گرتے ہیں پیاسے مئے وحدت کے ساغر پر
سبیلِ آب عرفاں ہے در ساقی کوثر پر

نجم آفندی

نجم اڑ اڑ کر ہماری خاک کے ذرے ہمیں — یا نجف لے جائیں گے یا کربلا لے جائیں گے

مرزا محمد جعفر اوجؔ فرزندِ مرزا دبیرؔ

نثارِ ماریہ و کاظمین و طوس و نجف — پسند ہیں یہ مکاں عرش کے مکینوں کو

مقیم عرش ہیں مدفون کربلا و نجف — فلک پہ کیوں نہ تفاخر ہو ان زمینوں کو

گر نجف میں مجرئی بختِ رسا لے جائیں گے — حیدرِ صفدرؑ نجف سے کربلا لے جائیں گے

کربلا و کاظمین و یثرب و طوس و نجف — جی گیا یہ سرزمیں جس کا مدفن ہو گئیں

مرزا نظیرؔ (مرزا دبیرؔ کے بھائی)

یہ شعر اس سلام کا ہے جو میر انیسؔ کی زمین میں کہا گیا ہے:

سلامی نجف کو عناں کھینچتے ہیں — ہمیں بخت سوئے جناں کھینچتے ہیں

تعشقؔ لکھنوی

نجف میں ماریہ میں طوس میں مدینہ — کہاں کہاں نہ دل اس بے قرار کا پہنچا

چلی جو خاک مری اُڑ کے سوئے دشتِ نجف — تو ساتھ وہم نہ بادِ بہار کا پہنچا

میر خورشید علی نفیسؔ (فرزند میر انیسؔ)

بنا جو روضۂ حیدرؑ تو قدسیوں نے کہا — سوائے عرش کے اس کا جواب کیا ہو گا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

درِ مزارِ علیؑ دیکھتے ہیں جب زائر — نظر میں گلشنِ جنت کا باب پھرتا ہے
علیؑ کے روضۂ انور پہ صدقے ہونے کو — جو دن کو شمس تو شب کو قمر نکلتا ہے
اے زہے اوجِ درِ روضۂ سلطانِ نجف — شان شاہوں کی جہاں مثلِ گدا کچھ بھی نہیں
نفیسؔ افسوس ہم ہیں ہند میں اور لوگ جا پہنچے — خراساں میں نجف میں روضہ سبطِ پیمبرؐ میں

میر مونسؔ

لے چلے تابوت جب گھر سے تو کہتے تھے حسنؑ — یہ مکاں چھوٹا نجف ہے اب مکانِ مرتضیٰ

نجف تک گر ہمیں لے جائے قسمت — نہ کیجو قصد مونسؔ پھر کہیں کا

وہی فردوس و جنت ہے وہیں پر سور ہو چل کر — ارادہ ہے اگر بیدار بختو خوابِ راحت کا

قسمت اپنی اپنی اے بلبل نہ اتنا رشک کر — مجھ میں گلزارِ نجف تجھ میں گلستان مل گیا

پہنچا دے جلد باغِ نجف تک مرا غبار — خورشید فلک گنبدِ اخضر سے اُتر کر

ہر شام کو بنتا ہے چراغِ درِ حیدرؑ — خورشید فلک گنبدِ اخضر سے اُتر کر

میر مونسؔ نے نجف کی ردیف میں مکمل سلام تصنیف کیا ہے:

چلے ہیں دل میں جو ہم لے کے آرزوئے نجف — تو روح پہلے ہی راہی ہوئی ہے سوئے نجف
بلائیں ساقی کوثر جو مجھ میں سوئے نجف — تو چلوؤں سے پیوؤں بادۂ سُبوئے نجف
جھکے ادب سے یہ جبرئیل روبروئے نجف — کہ بھر گئی سر مژگاں میں خاکِ کوئے نجف
الٰہی دیجو مجھے وادی السلام میں قبر — کہ منہ رہے مرا زیرِ زمیں بھی سوئے نجف
تہِ غبار یہ تابش نہیں ہے ذرّوں کی — ستارے ڈھانپے ہیں دامن میں خاکِ کوئے نجف

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ملک یہ کہتے ہیں روضہ میں آ کے صلِ علی — نجف میں بوئے جناں ہے جناں میں بوئے نجف
بڑھا ہوا ہے زبس شوقِ بلبل سے — اُسے تلاشِ چمن مجھ میں جستجوئے نجف
کھلا یہ گلشنِ عالم میں ان کی کُو کُو سے — کہ قمریوں کو بھی ہے اشتیاقِ کوئے نجف
خدا کے واسطے اے موت اتنی مہلت دے — کہ رہ نہ جائے مرے دل میں آرزوئے نجف
امام کون ہے پوچھیں ملک جو تربت میں — علیؑ علیؑ میں کہوں ہاتھ اٹھا کے سوئے نجف
حسینؑ نے تو شرف خاک کربلا کو دیا — بڑھائی ساقیِ کوثر نے آبروئے نجف
وہی ہوا وہی خنکی وہی فضا وہی بو — مکیں بہشت میں ہیں ساکنانِ کوئے نجف
غبار کیوں نہ پریشاں ہو میری تربت کا — کہ بعدِ مرگ بھی ہے مجھ میں جستجوئے نجف
وہاں کا آب نہ کس طرح سرد و شیریں ہو — کہ نہرِ خلد سے جا کر ملی ہے جوئے نجف
صدا درود کی آتی ہے نخلِ طوبیٰ سے — صبا جو خلد میں جاتی ہے لے کے بوئے نجف
علیؑ کو دیں گے یہ پُرسا حسینؑ پیاسے کا — گئے ہیں اس لیے زوار پہلے سوئے نجف
ہمیشہ کعبہ میں احرامِ آرزو باندھا — ہوا نصیب نہ لیکن طوافِ کوئے نجف
بس اب تلاطمِ طوفاں کا ڈر نہیں مونسؔ — پہنچ گئی مری کشتی کنارِ جوئے نجف

نجف میں جا کے ہم ہوں گے اگر خاک — سلامی عرش تک کھینچے گی سر خاک

یہ فخر کہتے ہیں پھر کر نجف کے گرد ملک — کہ زائروں میں شریک ثواب ہم بھی ہیں

مہک ہے چار سو گلہائے بستانِ شفاعت کی — عجب گلیاں نجف کی ہیں عجب گلزار رہتے ہیں

نجف ہے کربلا ہے طوس ہے یثرب ہے بطحا ہے — یہی بخشش کے جادے ہیں یہی جنت کے رستے ہیں

بس اک شراب تو بنتی ہے جاتے ہی سرکہ — نجف میں اس کے سوا اور انقلاب نہیں

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مریں نہ کیوں نجف و کربلا کی خاک پہ لوگ — فشارواں نہیں ملت پہ یاں عذاب نہیں

لگانے سینے سے لاشہ امامِ عالمؑ کا — نجف سے آئے تھے مشکل کشا محرم میں

نجف میں قبرِ مونسؔ ہو خدایا — یہی ہر دم دعا ہے اور میں ہوں

مشہد میں کربلا میں نجف میں مدینے میں — بکھرے گل ریاض پیمبرؐ کہاں کہاں

چھوڑو وطن کو یاں سے نجف کو نکل چلو — بخشش کا اپنی اس کے سوا آسرا نہیں

یہ زائروں کو ملیں سرفرازیاں ورنہ — کہاں نصیب کہ چومیں ملک جبینوں کو

لحد ہو گی میری نجف میں ضرور — جو مقبول خالق دعا ہو گی

لحد ہو گی مونسؔ نجف میں ضرور — جو تقدیر میری رسا ہوگئی

ارض نجف میں خاک ہو چل کر کہ بعدِ مرگ — پرسش وہاں نہ کچھ نہ عذابِ فشار ہے

مدحِ گلزارِ نجف میں ہمہ تن چشم ہوں میں — تن پہ جو داغ ہے داغ پر طاؤسی ہے

رات دن شوقِ زیارت میں تڑپتا ہے غلام — اپنے مونسؔ کو بلاتے نہیں آقا کیا ہے

سلامی نجف بھی وہ برتر مکاں ہے — کہ ذرّے ہیں اختر زمیں آسماں ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تربت نجف میں روضۂ رضواں میں گھر ملے ‏ مجرائی دل شگفتہ ہوں ایسا ثمر ملے

تربت کے بند ہوتے ہیں کھل جائے بابِ خلد ‏ یا رب یہ نخلِ حُب علیؑ کا ثمر ملے

علیؑ کے فیض قدم سے نجف کو اوج ملا ‏ زہے مکیں کہ شرف ہو گیا مکاں کے لیے

ملا دے خاک میں اے شوق روضۂ حیدرؑ ‏ نجف کی سمت یہ مٹی غبار بن کے چلے

ترے شوق میں اے زمین نجف ‏ بدن گھل گئے استخواں رہ گئے

میر انیسؔ

رقم دل پہ ہے نامِ شاہِؑ نجف ‏ کہ انگشتری کو جلا چاہیے

زمیں ہند میں مٹی نہ ہو خراب مری ‏ کرو نجف میں طلب یا ابو ترابؑ مجھے

مرزا دبیرؔ

علیؑ کو خبر دی نبی ؐ کہ مدفن ‏ نجف ہے تمہارا مدینہ ہمارا

گئی جو کوفے میں سر ننگے دخترِ زہراؑ ‏ نجف میں مرقد حیدرؑ کو اضطرار ہوا

چنوں موتی، بیابان نجف کے ‏ یہ دُرِ مدعا ہے اور میں ہوں

گر خوشی تم کو وقار ابدی کی ہے دبیرؔ ‏ جلد چل کر نجفِ اشرف حیدرؑ دیکھو

کر کے منہ سوئے نجف، زینبؑ نے یہ رو کر کہا ‏ قید اعدا نے کیا، جب عابدؑ بیمار کو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یا امیرالمومنین ! فریاد ہے! فریاد ہے! قید کر کے لے چلے ہیں قافلہ سالار کو

نہ تو جنت کی، نہ فردوس کی خواہش ہے دبیرؔ پر رہ گئے تڑپ کے کہ قسمت رسا نہ تھی

نجف کا ذرّہ نہ دوں آفتاب کے بدلے نہ لوں میں عرش درِ بوترابؑ کے بدلے

کہتے تھے حرم بلوہ ہے اور بال کھلے ہیں یا شاہِ نجف! دیکھیے توقیر ہماری

مجرئی فرشِ نجف سے کب ہو ہمسر چاندنی چاندنی جھاڑو تو جھڑتی ہے زمیں پر چاندی

لکھی جو بیت شاہِ نجف کے سلام کی رضواں نے دی صدا مجھے، دارالسلام کی

سلامی اشک جو دُرِ نجف ہمارے ہیں تو مول لینے کو شاہِ نجف کے پیارے ہیں

صاف دُرِ نجف سے ظاہر ہے پاک گوہر ہیں خانہ زادِ علیؑ

میر علی محمد عارفؔ

نجف میں خاک مری بہرِ بوترابؑ ملے زہے نصیب جو زرے کو آفتاب ملے

بھلا کہاں نجف و کربلا کہاں عارفؔ زہے نصیب اگر یہ رہِ صواب ملے

دولتِ حُبِ شہنشاہِ نجف سے ہیں غنی مالِ دنیا پر ہم اے عارفؔ نظر رکھتے نہیں

ہوائے نجف میں ہوا جو کہ خاک غبارِ رہِ کارواں ہو گیا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

محمود حسن عقیل

ہندؑ کے سوال پر سیّد سجادؑ کا جواب:

جوارِ رحمتِ داور سمجھیے مدینہ ہے نجف ہے کربلا ہے

افضل حسین ثابت لکھنوی

ہوئے ہمراہ جا کر کاتبِ اعمال بھی زائر
فرشتوں کے بھی سر پر زائرو احساں تمہارا ہے

ثابت نجف میں چل کے چڑھا دو ضریح پر
رنگیں جو مدحِ آلؑ کے دامن میں پھول ہیں

رتبۂ خُلدِ نجف دیکھیے جس کی خاطر
چھوڑ کر باغ جناں آدم ذیشاں نکلے

گر پہنچتا تجھ تک اے سنگِ درِ شاہِؑ نجف
سنگ مقناطیس تجھ سے جذبِ کامل مانگتا

تعالیٰ اللہ کیا کہنا ہے اے خلدِ نجف تیرا
کہ آدمؑ چھوڑ کر تیرے لیے باغِ ارم نکلے

زمین یا ریہ دشتِ نجف کی ہمسر ہے
وہ کون سا ہے جو حاصل اسے وقار نہیں

جس نے سجدہ بابِ حیدرؑ پر کیا
اس کو اکسیرِ سعادت مل گئی

بحکم ق جو ساری جنتوں کا ایک گھر بنتا
نجف بن جاتی چھت رفعت میں حائشہ نشین ہوتی

کعبے سے کربلا ہے شرف میں کہیں بلند
دالان سے وقار میں ہے شہ نشیں بلند
حائر سے قدر میں نجف کی زمیں بلند
کرسی کا پایا عرش سے ہے بالیقیں بلند

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کاظمین و کربلا و یثرب وطوس و نجف | بارگاہِ قدس کے یہ آستاں پیدا ہوئے

سیّد محمد اصغر رضوانؔ لکھنوی

ان کے ۳۱۷ سلاموں پر مشتمل دیوانِ سلام "دارالسلام" ۱۳۱۲ھ میں مطبع ریاض لکھنؤ سے شائع ہوا تھا۔ رضوانؔ فقط میر انیسؔ، مرزا دبیرؔ اور ان کے خاندان کے شعراء کے مرثیے پڑھ پڑھ کر شاعر ہو گئے تھے۔

رضواںؔ کی آرزو ہے کہ پہنچے نجف میں جب | درباں ہو تیرے روضۂ جنت نظیر کا

ہے تمنا جا کے روضہ کا ترے درباں ہوں | دیکھ کر زائر کہیں رضواںؔ بھی رضواں ہو گیا

مثلِ بلبل ابھی گلزار نجف میں پہنچوں | فضلِ خالق سے جو ہو جائیں مرے پر پیدا

جس کے ہاتھ آئے غبارِ تربت شاہؑ نجف | اس کے آگے کم ہے رتبہ خاک سے اکسیر کا

روضہ حیدرؑ جو مغرب میں بنا ہے مومنو | گرد روضہ شام کو کرتا ہے چکر آفتاب

کچھ کھلا تم پر غلامانِ شہنشاہؑ نجف | کس جگہ پر شام کو کرتا ہے بستر آفتاب

صبح سے تا شام کرتا ہے منور خلق کو | شب کو بنتا ہے درِ حیدرؑ پہ ممبر آفتاب

روضہ شیرِ خداؑ کے شمسۂ پرنور سے | کسبِ ضو کرتا ہے شب بھر ماہ، دن بھر آفتاب

یا علیؑ آپ کی زیارت سے مشرف ہوں میں | انتظاری میں ہوئے دیدۂ ناکام سفید

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دیکھ کر روضۂ انور کو منور ہو چشم دیدہ حسرت میں بنا صورتِ بادام سفید

اب سلامی ہو تو جا کر روضۂ حیدرؑ کے پاس کر تو بستر جا کے اپنا مالک قنبرؓ کے پاس

پہنچوں نجف میں بارِ الٰہا شتاب میں رضوانؔ دیکھے آنکھوں سے واں کو دباغ راغ

رضوانؔ نے نجف کی ردیف میں سلام کہا ہے:

مجرئی چل یہاں سے سوئے نجف سر قدم کر کے اب بہ کوئے نجف
چنوں جا کر نجف کے صحرا میں دُرّ و یاقوت اور موئے نجف
جلد پہنچا دماغ میں میرے اے نسیمِ سحر زبوئے نجف
اے خدا جلد اس کو دکھلا دے جس علیؑ سے ہے آبروئے نجف
مرغِ دل میرا مثلِ قبلہ نما ایستادہ ہے روبروئے نجف
رات دن شوق سے مرے دل میں وِرد میرے ہے گفتگوئے نجف
اے مسبب تو زودِ رضوانؔ کو
آنکھوں سے اب دکھا دے کوئے نجف

jabir.abbas@yahoo.com

سرکہ بن جائے نجف میں گر آ جائے شراب کفر کو دین کا ہو جائے گا تمغہ حاصل

گر ملے خاکِ درِ شاہ نجف تجھ میں ملا گوہر و سیم و زر و اکسیر کی حاجت نہیں

آنکھوں سے جلد اب چلو رضوانؔ سوئے نجف اس ارض پاک سے کوئی بہتر مکاں نہیں

شوقِ نجف میں تیرے تئیں ماہ و سال ہو تیرا سلام حق ہے یہ ہر دم سوال ہو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جو کریں خاکِ نجف سے میری میت کا حنوط
مطلقاً میت کو حاجت بھی نہ ہو کافور کی

خدا پہنچا دے کہ ارضِ عرب میں مجھ میں اے رضواںؔ
ملے ارضِ نجف رہنے کو میرے اور مدفن کو

یا علیؑ، سیر خدا، شاہِ نجف، نفس رسولؐ
جلد رضواںؔ ہند سے پہنچے ترے دربار کو
گر ملے خاکِ درِ شاہؑ نجف تجھ میں دلا
اپنے ہاتھوں میں نہ لوں ہرگز کسی اکسیر کو

شاہؑ نجف میں جو رضواںؔ کو بخت لائے
دو گز زمین دیجیے اس کے مزار کو

نجف اور کربلا و کاظمین وطوس و یثرب سے
وہاں سے جنت و خلدِ بریں کا صاف رستہ ہے

الٰہی بحق نبیؐ و علیؑ نجف
بیچ رضواںؔ کا بستر رہے

چلے ہند سے اب بسوئے نجف
یہ رضوانؔ صبح و مسا چاہتا ہے

دیکھ الٰہی آنکھوں سے رضواںؔ اب نجف
ارمان دل میں ہیں یہ مقرر بھرے ہوئے

یا علیؑ رضواںؔ کا ہو خاک روضہ سے حنوط
خاک روبہ آپ کے مرقد کا تھوڑا چاہیے

جبکہ مل جائے مجھے خاکِ درِ شاہؑ نجف
کم نگاہوں میں مرے رتبہ اکسیر رہے

رات دن رضواںؔ کا رخ رہتا ہے اب سوئے نجف
یا علیؑ طلبی کا اب شقہ روانہ کیجیے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گر نجف میں ہو رسائی تیری رضواںؔ تو ضرور — سرمہ آنکھوں کا بناؤں خاک اس درگاہ کی
جانب مغرب میں ہے جو روضۂ شاہِ نجف — روشنی کرنے وہاں خورشید انور چاہیے

اب چلو سوئے نجف رضواںؔ — شاب پیرو مرشد کا وہیں سجادہ ہے

اصغر حسین ثمر لکھنوی

سلامی روضہ حیدرؑ عجب مکاں دیکھا — کہ جس کے در پہ ملائک کو پاسباں دیکھا

کہتے تھے حرم سوئے نجف ہاتھ اٹھا کے — پانی ہمیں یا ساقی کوثر نہیں ملتا

بختِ برگشتہ جو اپنے راہ پر آئیں ثمرؔ — کیجیے چل کر طوافِ قبر حیدرؑ بار بار

نجف میں خاک ہو جاؤں مری مٹی ٹھکانے ہو — درِ شہؑ پر کروں تکیہ غبارِ آستاں ہو کر

بنا ہوئے نجف و کربلا تو بولے ملک — یہاں بھی خلد ارم کے جواب ہیں دونو

علیؑ کے حکم سے یہ انقلاب ہو جائے — نجف میں جائے تو سرکہ شراب ہو جائے

سفر بہشت کا منظور ہے تو بسم اللہ — چلو نجف کو وہی پاتراب ہو جائے

بوترابی ہوں ثمر مر کے بھی جاؤں گا نجف — خاک پہنچے گی مری اڑ کے صبا سے پہلے
ثمرؔ نہ دور نجف ہے نہ گلشنِ جنت — جو خضرِ بخت کی دنیا میں رہبری ہو جائے
سلامی وہ علیؑ کی آستاں ہے — جہاں تسلیمؑ کو خم آساں ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے تمنا کہ قمر کا ہو نجف میں جو مقام
حشر تک پھر نہ در شاہؑ سے بستر نکلے

پہنچ کر نجف خاک ہو جائے
کہیں اپنی مٹی ٹھکانے لگے

قمر روضہ پہ سرورؑ کے ندا آئی یہ ہاتف کی
یہاں آ کر گنہ بخشوائے جس کا جی چاہے

سر عرش کا ہے خم درِ حیدرؑ کے سامنے
دُرِ مقصود سے مملوم ادا من ہو جائے

میر انیسؔ

نہیب شرع تو دیکھو کہ بن گیا سرکہ
نجف کی راہ میں جب شیشۂ شراب آیا

دکھادوں زمین نجف کی بلندی
بہت آپ کو آسماں کھینچتے ہیں

صبا لے کے آئی جو بوئے نجف
گرہ غنچۂ دل کی وا ہو گئی
نجف میں شراب آ کے سرکہ بنی
وہ کیفیت نشہ کیا ہو گئی
زہے سطوت عدل شیرِ خدا
کہ بنت العنب پارسا ہو گئی

اجل قریب ہے جلدی نجف میں پہنچا دے
بس اے نصیب، نہ اگلے برس پہ ٹال مجھے
زمین ہند میں مٹی مری خراب نہ ہو
کرو نجف میں طلب یا ابوترابؑ مجھے

ازل سے ہے نام علیؑ نقش دل
پہ وہ دُرِ نجف ہے نگینہ ہمارا

پوچھے کوئی پتہ تو بتا دیجیو انیسؔ
ہے وادی السلام میں بستر فقیر کا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سلام

خوشا زمینِ معلّٰی، زہے فضائے نجف
ریاضِ خلد بھی ہے شائقِ ہوائے نجف

یہ شوق ہے کہ نہ بیدار ہوں قیامت تک
جو خواب میں کبھی نقشہ مجھے دکھائے نجف

پہنچ کے خلد میں جب دیکھتے ہیں قصرِ رفیع
پکار اٹھتے ہیں زوار، ہائے ہائے نجف

مریض کے لیے اکسیر ہیں یہ دو نسخے
غبارِ مرقدِ شبیرؑ اور ہوائے نجف

جسے خدا سے محبت ہے اس کو کعبے سے
جسے ولائے علیؑ ہے، اسے ولائے نجف

ملی انگوٹھی بھی ویسی ہی، تھا نگیں، جیسا
نجف برائے علیؑ تھا، علیؑ برائے نجف

وہاں قدم کا ہے کیا کام، اے ادب، توبہ
سروں سے چلنے کے قابل ہیں کوچہ ہائے نجف

جسے بہشت میں آنا ہو، آئے وہ مجھ تک
ہر اک دیار میں آتی ہے یہ صدائے نجف

علیؑ کی قبر کے زوّار، پاک دامن ہیں
گناہ ڈھنپ گئے، جب اوڑھ لی ردائے نجف

شراب بنتی ہے سرکہ، علیؑ کی دہشت سے
یہ انقلاب نہ دیکھا کہیں، سوائے نجف

اِدھر سے کوششِ کامل ہے، اُس طرف سے کشش
انیسؔ ہم نہ رہیں گے کہیں، سوائے نجف

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۲۲

میر انیسؔ کی شاعری میں مدحِ نجف اشرف

انیس ہم نہ رہیں گے کہیں سوائے نجف

اردو کے عظیم شاعر میر انیسؔ نے اپنی پوی زندگی امیر المومنینؑ کی مدح کرتے ہوئے بسر کی۔

میر انیسؔ کے اس ممدوح کا مدفن نجف اشرف ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ میر انیس اپنے ممدوح کے مدفن سے بھی محبت نہ کریں۔ میر انیسؔ کی زندگی کی دیرینہ خواہشوں میں سے ایک خواہش یہ بھی تھی کہ وہ زائر نجف ہو جائیں۔ اس کا تذکرہ انہوں نے بار بار کیا ہے۔

ادھر سے کوشش کامل ہے اس طرف سے کشش
انیسؔ ہم نہ رہیں گے کہیں سوائے نجف
اجل قریب ہے جلدی نجف میں پہنچا دے
بس اے نصیب نہ اگلے برس پہ ٹال مجھے
زمینِ ہند میں مٹی مری خراب نہ ہو
کرو نجف میں طلب یا ابوترابؑ مجھے

میر انیسؔ نجف تو نہ جا سکے مگر انھیں یہ یقین ضرور تھا کہ مرنے کے بعد وہ نجف میں ہوں گے کیونکہ حدیث معصومینؑ میں ذکر ہے کہ مرنے کے بعد ہر مومن کی روح نجف جاتی ہے۔

خورشید شرف برج شرف میں ہوگا
جوہر معدن دُرّ صدف میں ہوگا
مشرق میں کہ مغرب میں کرو دفن اسے
جو عاشق حیدرؑ ہے نجف میں ہوگا
گھر میں ڈھونڈو نہ انجمن میں ڈھونڈو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مرقد میں ڈھونڈو نہ کفن میں ڈھونڈو
گلزار نجف میں مدح خواں ہوگا انیسؔ
بلبل کو جو ڈھونڈو تو چمن میں ڈھونڈو

اور یہی انہوں نے مرزا غالبؔ کی وفات پر بھی کہا تھا غالب کی وفات دہلی میں ہوئی تھی:

مداح علیؑ کا مرتبہ اعلیٰ ہے غالبؔ اسد اللہ کی خدمت میں گئے

نجف جنت کا ٹکڑا ہے

حدیث ہے کہ قیامت کے روز کربلا اور نجف کی زمینوں کو آسمان پر اٹھایا جائے گا اور ان کے قطعات کو طبقات جنت سے ملایا جائے گا۔ اس منظر کو میر انیسؔ اس طرح دیکھتے ہیں:

یوں ہوگا بہشت میں نجف کا طبقہ
جس طرح کہ خاتم پہ نگیں ہوتا ہے

نجف حضرت علیؑ ہی کے لیے بنایا گیا

مشہور ہے کہ جس کی مٹی جہاں کی ہوتی ہے وہ وہیں دفن ہوتا ہے۔ حضرت علیؑ کا مدفن نجف دیکھ کر انیسؔ کہتے ہیں کہ یہ دونوں ایک دوسرے لیے بنے تھے۔ یعنی خاک نجف کی عظمت اتنی بلند تھی کہ اس میں حضرت علیؑ کی قبر ہو اور خود حضرت علیؑ کی ذات اقدس کے لیے نجف سے بہتر کوئی زمین نہیں تھی:

ملی انگوٹھی بھی ویسی ہی تھا نگیں جیسا
نجف برائے تھا علیؑ برائے نجف

نجف میں شراب سرکہ ہو جاتی ہے:

نجف کے معجزات میں سے ایک مشہور معجزہ یہ ہے کہ یہاں شراب سرکہ بن جاتی ہیں کسی نجس شے کا یہاں گزر نہیں ہو سکتا میر انیسؔ نے اس معجزہ کو بھی ذکر کیا ہے:

نہیب شرع تو دیکھو کہ بن گیا سرکہ
نجف کی راہ میں گر شیشہ شراب آیا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دوسرے مقام پر کہتے ہیں:

شراب بنتی ہے سرکہ علیؑ کی دہشت سے
یہ انقلاب نہ دیکھا کہیں سوائے نجف
نجف میں شراب آ کے سرکہ بنی
وہ کیفیتِ نشہ کیا ہوگئی
زہے سطوتِ عدل شیر خدا
کہ بنت العنب پارسا ہوگئی

زائر نجف کی فضلیت:

زائر نجف کے تمام گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔ اس موضوع کو کس خوبصورتی سے ادا کیا ہے:

علیؑ کی قبر کے زوار پاک دامن ہیں
گناہ ڈھنپ گئے جب اوڑھ لی ردائے نجف

روضہ حضرت علیؑ کی تعریف:

میر انیسؔ کبھی نجف نہیں گئے۔ بے دیکھے کسی مقام کی تعریف کرنا آسان نہیں ہے۔ میر انیس نے روضہ امیرالمومنینؑ کی مدح میں تین بند کہے۔ کمال فن یہ ہے کہ صرف تین بندوں میں آستان نجف پر سجدہ کا بھی ذکر ہے، غبار نجف کی عظمت اور ذروں کا بھی ذکر ہے، نجف کے پانی کا بھی ذکر ہے، روضہ اقدس کے دروازوں، صحن در، رواق اور طاق کا بھی ذکر ہے۔

ہے آستان شاہ نجف سجدہ گاہ خلق
حصنِ حصین امن ہے پشت و پناہ خلق
واں کا غبار سرمہ نور نگاہ خلق
ہے اس کی بارگاہ جو ہے بادشاہ خلق

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

واں کی زمیں سے مرتبہ پست آسماں کا ہے
کہتے ہیں جس کو عرش وہ فرش اس مکاں کا ہے
ہیں سنگ واں کے لعل تو ذرے ہیں آفتاب
کوثر ہے واں کے پانی کے قطرے سے آب آب
جس در کو دیکھیے وہ ہے خلد بریں کا باب
روضہ علیؑ کا روضہ رضواں کا ہے جواب
رحمت بھری ہے واں کے ہر ایک سنگ وخشت میں
پہونچے جو صحن میں ہوئے داخل بہشت میں
شکل کف دعا ہے کشادہ در رواق
ہے رشکِ طاقِ بیت مقدس ہر ایک طاق
گر دیکھنے کا صحن کے ہو جائے اتفاق
دل میں رہے نہ روضہ رضواں کا اشتیاق
حق ہے کہ کیا جناب ہے اور کیا مقام ہے
ادنیٰ گیا تو اس کا بھی اعلیٰ مقام ہے

مصائب میں نجف کے تذکرے

بظاہر تو نجف فضائل کا موضوع ہے۔ اگر میر انیس بھی صرف فضائل ہی میں نجف کا ذکر کرتے تو یہ تو اور شعراء نے بھی کیا ہے۔ کیونکہ کہ میر انیس کہہ چکے تھے:

سب ایک طرف جمع ہیں میں ایک طرف ہوں

لہذا میر انیسؔ نے مصائب میں راہیں تلاش کر کے نجف کو مصائب کا موضوع بنایا ہے اور ایسے برمحل موقعوں پر نجف کو لائے ہیں حالانکہ عربی اور فارسی مقاتل میں واقعہ کربلا میں نجف کا ذکر نہیں ہے لیکن شاعر کی طبع رسا پر کوئی پابندی نہیں لگائی جاسکتی بشرطیکہ حدود سے تجاوز نہ ہو۔ میر انیسؔ ایسے برمحل مقام پر نجف ۔ کا ذکر کرتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے اور پڑھنے والا داد دیئے بغیر نہیں رہ پاتا۔ ذیل میں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ترتیب کے ساتھ اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

امام حسینؑ مکہ سے نجف نہ جا سکے

امام حسینؑ بقائے اسلام کے لیے مدینہ چھوڑ کر مکہ آ گئے، یہاں حج نہ کر سکے عراق روانہ ہو گئے اور کربلا میں قیام فرمایا، میر انیسؔ کہتے ہیں کہ انتہائے مظلومیت یہ تھی کہ باپ کی قبر پر بھی مسکن نہ کر سکے بلکہ خاردار میدان کو بسایا، ہونا چاہیے تھا کہ امت کم از کم بیٹے کو باپ کی قبر ہی پر آنے دیتی، اس لیے کہ نجف کربلا سے قریب تھا۔

یثرب سے سوائے کعبہ گیا فاطمہؑ کا ماہ
تا خانۂ خدا میں ملے گوشہ پناہ
حج بھی نہ کرنے پائے کہ آپہونچے روسیاہ
مولاؑ نے اضطرار میں لی کربلا کی راہ
نہ رخ کیا نجف کا نہ سوئے نجف گئے
یہ تنگ تھے کہ آپ اجل کی طرف گئے

بند کی خصوصیت یہ ہے کہ ایک ہی بند میں مدینے سے مکہ اور پھر مکہ سے کربلا تک کا سفر نظم ہوا ہے اور یہ کہ ایک بند میں چار شہروں مکہ، یثرب، کربلا اور، نجف کے نام ہیں۔

کربلا میں ورود امام حسینؑ۔۔۔ خاکِ کربلا نجف سے افضل ہوگئی

حدیثوں سے آشکار ہے کہ سرزمین کربلا شرف اور عظمت میں نجف اشرف سے افضل ہے۔ اس کا تذکرہ خود رسول خداؐ اور حضرت علیؑ نے فرمایا۔ میر انیسؔ کہتے ہیں کہ کربلا میں امام حسینؑ کے آنے سے وہ سرزمین رشکِ دہِ وادی السلام ہوگئی اور وہاں کے ذرے دُرِ نجف کی طرح چمکنے لگے، یہ سب امام حسین کے چہرہ کے نور سے ہوا۔

پرتو فگن ہوا جو رخ قبلہ انام

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مشہور ہوگئی وہ زمیں عرش احتشام
اور سنگریزے در نجف بن گئے تمام
صحرا کومل گیا شرف وادی السلام
کعبے سے اور نجف سے بھی عزت سوا ہوئی
خاک اس زمین پاک کی خاک شفا ہوئی ٥

اور جب خود امام حسینؑ اس زمین کا تعارف کراتے ہیں تو کہتے ہیں:

سجدے کریں گے جس پہ ملک وہ زمیں یہ ہے
جس پہ کھدا ہے نقش شفا وہ نگیں یہ ہے
بطحا یہ ہے مدینہ ارباب دیں یہ ہے
کعبہ یہ ہے نجف یہ ہے خلد بریں یہ ہے
تھی اس زمیں کی قدر رسولان پاک کو
آنکھوں سے سب لگا گئے ہیں یاں کی خاک کو ٥

شب عاشور نجف میں اداسی تھی

کاغذ پہ لکھے کیا قلم اس شب کی سیاہی
ہے چار طرف جس کی سیاہی سے تباہی
مرغان ہوا بر میں طپاں، بحر میں ماہی
تربت سے نکل آئے تھے محبوب الٰہیؑ
فریاد کا تھا شور رسولان سلف میں

٥مراثی انیس جلد اول صفحہ ۲۳۸
٥مراثی انیس جلد چہارم صفحہ ۴۱

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یثرب میں تزلزل تھا اداسی تھی نجف میں ⊙

حرؑ کا پسر سعد سے کہنا کہ حسینؑ کو نجف جانے دے

حرؑ خیام حسینی کی طرف آنے والا ہے۔ اس سے پہلے عمر سعد اور حرؑ میں گفتگو ہوتی ہے۔ حرؑ سمجھا تا ہے کہ حکومت رے کی لالچ میں اپنی عاقبت خراب نہ کر۔ حسینؑ کی غلامی قبول کر لے۔ یہ نہ ہو سکے تو اتنی مہلت دے کہ حسینؑ نجف چلے جائیں۔ میں حسینؑ کو یہاں تک گھیر کے لایا تھا۔ اب اسی طرح باپ کی قبر تک بھی پہنچا دوں۔

یہ تشنہ لب حبیب الٰہیؑ کا ہے حبیب
تو ساتھ اس امام کا تو دے زہے نصیب
گر یہ نہ ہو سکے تو نجف یاں سے ہے قریب
مہلت بس اتنی دے کہ نکل جائے یہ غریب
لایا تھا گھیر کر میں شہ مشرقینؑ کو
پہونچا بھی آؤں قبر علیؑ پر حسینؑ کو⊙

جنت تو ہے نزدیک نجف دور ہے آقا

میر انیس نے "نجف" کو جائے امن کے طور پر بھی پیش کیا ہے۔ بچپن کا ساتھی حبیب ابن مظاہرؑ رخصت طلب ہے۔ امام حسینؑ نہیں چاہتے کہ ایسے دوست کی جدائی دیکھیں اور ان کی لاش اٹھائیں تو کہا حبیبؑ نجف چلے جاؤ، تمہاری جدائی ہمیں گوارہ نہیں ہے۔

ہے عالم طفلی سے تجھے جس سے محبت
وہ آج ہے دنیا میں گرفتار مصیبت
ہے یہاں سے قریں قبر شہنشاہ و ولایت

⊙مراثی انیس جلد سوم صفحہ ۳۷۱

⊙مراثی انیس جلد چہارم صفحہ ۱۱۰

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جا بیٹھ نجف میں کہ ملے گی تجھے راحت
مشہور وہ ۔دربار شہِ عقدہ کشا ہے
دنیا میں غریبوں کے لیے امن کی جا ہے
جس وقت کہ دربار ید اللہؑ میں جانا
اس مرقد پر نور کو آنکھوں سے لگانا
آداب بجا لا کے یہ بابا کو سنانا
بیٹے کی خبر لو کہ ہے برگشتہ زمانا
تم ساقی کوثر ہو زمانے پر عیاں ہے
یہ تیسرا دن ہے کہ پسر تشنہ دہاں ہے
اے کُل کے مددگار مدد کرنے کو آؤ
تم صاحب اعجاز ہو اعجاز دکھاؤ
میں شاد ہوں کچھ غم میرے مرنے کا نہ کھاؤ
پر زینبؑ بیکس کو اسیری سے بچاؤ
پاؤں نہ کفن میں تو کچھ اس کا نہیں غم ہے
بے پردہ جو ہو دختر زہراؑ تو ستم ہے
رویا یہ خبر سن کے حبیبؑ جگر افگار
گر کر قدمِ شہؑ پہ یہ کی عرض بہ تکرار
قربان ترے اے خلف حیدر کرارؑ
اس وقت کہاں جائے یہ بچپن کا نمک خوار
فردوس میں جانا مجھے منظور ہے آقا
جنت تو ہے نزدیک نجف دور ہے آقا
کس منہ سے میں دربار یداللہؑ میں جاؤں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

زواروں کو کس طرح سے شکل اپنی دکھاؤں
کیا کہہ کے میں اس قبر کو آنکھوں سے لگاؤں
حیدر کو خبر آپ کے مرنے کی سناؤں
فرمائیں گے شبیرؑ سے منہ موڑ کے آیا
تلواروں میں بچے کو میرے چھوڑ کے آیا
میں یہاں سے کہاں جاؤں کہ حیدرؑ بھی یہیں ہیں
حمزہؑ بھی یہیں آئے ہیں جعفرؑ بھی یہیں ہیں
دل تھامے ہوئے حضرت شبرؑ بھی یہیں ہیں
زہراؑ یہیں روتی ہیں پیمبرؐ بھی یہیں ہیں
حضرتؑ پہ تو ظلم و ستم و جور و جفا ہے
دو دن سے یہاں ہائے حسینا کی صدا ہے ○

عونؑ و محمدؑ پر حملہ ۔ ۔ ۔ نجف سے فریاد کی آواز

ناگاہ بڑھا شمر لعیں فوج کی صف سے
وعدہ کیا خلعت کا ہر ایک تیغ بکف سے
دونوں پہ چلے تیر ستم چار طرف سے
آنے لگی فریاد کی آواز نجف سے
غل تھا کہ نواسوں کو علیؑ کے اجل آئی
سر کھولے ہوئے قبر سے زہراؑ نکل آئی ○

○ مراثی انیس جلد اول صفحہ ۷۴، ۷۵
○ مراثی انیس جلد دوم صفحہ ۱۲۵

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لاشوں کی موجودگی میں حضرت زینبؑ کی سوئے نجف نگاہ

بیٹوں کی لاشیں خیمہ میں آئیں۔ حضرت زینبؑ نے فریاد کی۔ کبھی لاشوں کی طرف دیکھتیں تھیں کبھی نجف کی طرف۔ اشارہ یہ تھا کہ باباعلیؑ آپ نے دیکھا میرے لال حسینؑ پر قربان ہو گئے اور میں نے اپنا حق ادا کیا۔

گھر میں بن باپ کے بچوں کی جو لاشیں آئیں
اُٹھ کے ماں نے صف ماتم پہ پچھاڑیں کھائیں
عزتیں دونوں یتیموں نے برابر پائیں
بنت زہراؑ کبھی روئیں تو کبھی چلائیں
آہ و زاری سے کبھی سوئے نجف دیکھتی تھیں
کبھی منہ پھیر کے لاشوں کی طرف دیکھتی تھیں٥

منہ کر کے سوئے قبر علیؑ پھر کیا خطاب

لشکر حسینی کا علمدار ہونے کے بعد حضرت عباسؑ نجف کی طرف رخ کر کے کہتے ہیں۔

منہ کر کے سوئے قبرِ علیؑ پھر کیا خطاب
ذرے کو آج کر دیا مولا نے آفتاب
یہ عرضِ خاکسار ہے بس یا ابوتراب
آقا کے آگے میں ہوں شہادت سے کامیاب
سر تن سے ابن فاطمہؑ کے روبرو گرے
شبیرؑ کے پسینے میں میرا لہو گرے

٥مراثی انیس جلد چہارم صفحہ ۷۲

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کہتے ہیں چلا جاؤں گا روضے پہ علیؑ کے

رفقا، بھانجے، بھتیجے جا چکے۔ حضرت عباسؑ امام حسینؑ سے رخصت طلب ہیں امام حسینؑ پریشان ہیں حضرت زینب خیمے میں بلاتی ہیں۔ امام حسینؑ کہتے ہیں:

بچوں کا نہ صدمہ ہے نہ رونے کا مرے غم
مل جائے رضا ان کو تقاضا ہے یہ ہر دم
سمجھاؤ تمھیں کچھ انھیں اے ثانی مریم
مر جائے گا عباسؑ تو جینے کے نہیں ہم
یہ غیظ میں رُکتے نہیں روکے سے کسی کے
کہتے ہیں چلا جاؤں گا روضے پہ علیؑ کے ⊙

آخری مصرعہ میر انیسؔ کے سوا کسی دوسرے شاعر کے بس کی بات نہیں تھی۔ مرثیہ کی پوری تاریخ اس مصرعہ کا جواب نہیں لا سکتی۔

زوجہ عباسؑ کی فریاد۔۔۔ میں نجف تک پہنچا دیں

حضرت عباسؑ زوجہ سے رخصت کے لیے آئے ہیں۔ وفا شعار زوجہ نے دامن تھام لیا اور فریاد کی۔

دامن پکڑ کے زوجہ عباسؑ نے کہا
اے ابن مرتضیٰؑ یہ کنیز آپ پر فدا
دو لال آپ کے ہیں اور اک میں شکستہ پا
پہنچا دو مجھ میں تا بہ نجف بہرِ مصطفیٰؐ
عزت اب اس کنیز کی صاحب کے ہاتھ ہے

⊙مراثی انیس جلد اول صفحہ ۸۶

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لازم ہے مجھ پہ رحم کہ بچوں کا ساتھ ہے ٥

حضرت عباسؑ نرغہ اعدا میں

سوئے نجف حضرت زینبؑ کی دعا

ادھر میدان میں قتل علمدار کا سامان تھا۔ ادھر امام حسینؑ سیدانیوں سے کہتے ہیں۔

چلتے ہیں میرے بھائی پہ رن میں تبر و تیر
لڑتا ہے ستمگاروں سے وہ صاحب شمشیر
مٹتی ہے جہاں سے اسد اللہؑ کی تصویر
جاتا ہے مدد کرنے کو عباسؑ کی شبیرؑ
سب مل کے دعا مانگو کہ میں پاؤں سلامت
تیغوں سے بچا کر اسے لے آؤں سلامت
زینبؑ نے کہا سوئے نجف ہاتھ اٹھا کر
تم قبر میں کیا سوتے ہو یا حیدرؑ صفدر
عباسؑ کو گھیرے ہوئے ہے شام کا لشکر
یہ تیسرا دن ہے کہ نہیں پانی میسر
تا نہر کسی پیاسے کو جانا نہیں ملتا
پانی کوئی لاتا ہے تو لانا نہیں ملتا
بن پانی تڑپتی ہے میرے بھائی کی اولاد
میں زینبؑ دل خستہ ہوں سن لو میری فریاد
عباسؑ کو آنے نہیں دیتے ستم ایجاد

٥ مراثی انیس جلد سوم صفحہ ۱۵۸

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اے کل کے مدد گار یہی ہے دم امداد
یا صبح سے ہے پیاس کا غل بے وطنوں میں
اور واں وہ بہشتی ہے گھرا تیغ زنوں میں ⓵

روضہ عباسؑ ثانی روضہ نجف ہے

میر انیسؔ نے حضرت عباسؑ کے روضے کی مدح کرتے ہوئے کہا ہے کہ

کس در کے لیے خلق میں یہ عزو شرف ہے
دنیا میں جواب اس کا اگر ہے تو نجف ہے ⓶

حضرت عباسؑ کی حضرت علی اکبرؑ سے گفتگو

جب سب عزیز و اقربا شہید ہو چکے اور حضرت عباسؑ و حضرت علی اکبرؑ باقی رہے تو حضرت عباسؑ نے کہا کہ

انصاف کرو منہ کے دکھلانے کی جا ہے
غیرت سے گلا کاٹ کے مرجانے کی جا ہے

پھر کہا کہ عجیب وقت ہے اپنے دل کا حال کس سے کہیں، آقا اجازت نہیں دیتے۔

ہم کس سے کہیں چپ کے کھڑے روتے ہیں صف میں
اماں تو مدینے میں ہیں بابا ہیں نجف میں ⓷

رخصت علی اکبرؑ میں ذکر نجف

شہزادہ باپ اور پھوپھی سے رخصت طلب ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر رخصت کی اجازت نہیں ملے

⓵ مراثی انیس جلد چہارم صفحہ ۱۴۵،۱۴۶
⓶ مراثی انیس جلد سوم صفحہ ۱۳۸
⓷ مراثی انیس جلد سوم صفحہ ۱۴

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گی تو دوسری عرض یہ ہے۔

ہے دوسری یہ عرض جو رخصت نہیں قبول
جلدی ہوکربلا سے روانہ یہ دل ملول
یثرب سے کیا علاقہ ہے بطحا سے کیا حصول
نے جائیں گے نجف نہ سوئے روضہ رسولؐ
جنگل کی راہ لیں گے گریباں کو پھاڑ کے
کافی ہیں منہ چھپانے کو دامن پہاڑ ہے①

روز عاشور زعفر جن کا نجف آنا

جب روز عاشور زعفر جن امام حسینؑ کی خدمت میں پہنچا تو کہا کہ پہلے میں نجف گیا وہاں فریاد سنی پھر کربلا آیا۔

لشکر لئے پہلے میں نجف کی طرف آیا
تھا درد و الم روضہ پُر نور پہ چھایا
آتی تھی صدا قبر سے ہے ہے مرا جایا
فرمایا کہ شبیرؑ نے پانی بھی نہ پایا
بے زار ہیں محبوب خداؐ امتِ جد سے
غل تھا کہ علیؑ آج نکلتے ہیں لحد سے②

زعفر! محمد کے نواسے کو نجف پہونچا دے

جب حضرت زینبؑ نے امام حسینؑ اور زعفر جن کی گفتگو سنی تو پسِ خیمہ سے فرمایا۔

رحم ان پہ نہ کیجے کہ یہ ہیں ظلم کے بانی

---

① مراثی انیس جلد چہارم صفحہ ۱۸۶
② مراثی انیس جلد چہارم صفحہ ۳۴۵

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے ہے نہ دیا اصغرؑ معصوم کو پانی
زعفر سے کہے جا کے کوئی میری زبانی
ہیں درپے جاں شاہؑ کے یہ دشمن جانی
آفت سے ید اللہؑ کی جائی کو بچالے
میں دوں گی دعائیں میرے بھائی کو بچالے

اس کے بعد کہا:

شبیرؑ کے دشمن ہیں سب اس فوج کی صف میں
پہونچا دے محمدؐ کے نواسے کو نجف میں○

کیونکہ نجف جائے امن ہے اس لیے کہا کہ حسینؑ اگر نجف میں پہونچا دیئے جائیں تو محفوظ رہیں گے۔

لے جاؤ اپنے ساتھ نجف میں حسینؑ کو

امام حسینؑ کی جنگ دیکھ کر روح علیؑ کی آواز آئی:

میں بھی کبھی لڑا نہیں اس بھوک پیاس میں

آپ ادھر روحِ حضرت علیؑ سے محوِ گفتگو تھے ادھر در خیمہ سے حضرت زینبؑ نے کہا بھیا تلوار کیوں روک لی:

پھر ذوالفقارِ حیدر صفدر سے کام لو
کس نے کہا کہ ہاتھ لڑائی سے تھام لو

امام حسینؑ نے فرمایا بہن ہماری جنگ بابا کو پسند آئی، تعریف کرتے ہیں۔ باپ کا نام سن کر حضرت زینبؑ نے کا کہا

زینبؑ پکاری آئے علیؑ شکر کردگار

○مراثی انیس جلد چہارم صفحہ ۳۲۹

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اب تو ہمیں نہ برچھیاں ماریں گے نابکار
پردے کو پھر اٹھا کے پکاری وہ سوگوار
بابا تمہاری بندہ نوازی کے میں نثار
یا چھوڑیو نہ فاطمہؑ کے نور عین کو
لے جاؤ اپنے ساتھ نجف میں حسینؑ کو ٥

لاش امام حسینؑ پر حضرت زینب کی فریاد

بہن لاش پر پہونچی۔ بین کئے۔ اسی میں کہا۔

چلتے ہوئے کچھ مجھ سے نہ فرما گئے بھائی
بھینا کو نجف تک بھی نہ پہونچا گئے بھائی

روز عاشور نجف میں زلزلہ

تھی کربلا میں خاک بسر قدسیوں کی صف
ہلتا تھا کعبہ کانپتا تھا یثرب و نجف

روایت راہب میں ذکر نجف

میر انیسؔ نے راہب کی روایت نظم کی ہے جو مشہور ہے۔ اس روایت میں جب وہ مقام آتا ہے کہ اسے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کٹا ہوا سر امام حسینؑ کا ہے تو وہ سر اقدس کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ

دیرانی نے پھر رو کے کہا اے میرے مولا
نیزے پہ تو ہوتی ہے بہت آپ کو ایذا
سونلا گیا ہے دھوپ میں خورشید سا چہرا
لے نکلے چھپا کر سر پُر نور کو بندا

٥ مراثی انیس جلد سوم صفحہ ۲۵۴

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

منظور یہ ہے دفن کروں جا کے نجف میں
سونپوں گہر پاک کو پاکیزہ صدف میں ۞

اس پر امام حسینؑ نے فرمایا کہ ہر چند کہ اعدا مجھے تکلیف دیتے ہے لیکن میرے ناموس بھی تو مصیبت میں گرفتار ہیں۔ بہن اور بیٹی کا ساتھ ہے۔ میں ان سے جدا نہیں ہو سکتا۔ ابھی میرے سر کو حاکم دمشق کے سامنے حاضر کیا جائے گا وہ اس پر اپنی چھڑی مارے گا اور سر کو دروازے پر لٹکائے گا۔ کچھ دیر بعد صبح ہو گئی اور قافلہ دمشق کی جانب روانہ ہو گیا۔

کلام انیسؔ میں نجف کی تراکیب

میر انیسؔ نے نجف کی مختلف تراکیب استعمال کی ہیں۔ جن کی مدد سے وہ مدح کے دشوار منازل سے بہت آسانی سے گزرے ہیں۔ مرثیے کی بحر اور قافیہ کے مطابق ترکیب استعمال کی ہے۔ ذیل میں مثالیں درج کی جا رہی ہے۔

''شہنشاہِ نجف''

یہ فارسی ترکیب ہے اور اسے شعرائے فارسی نے کثرت سے استعمال کیا ہے۔ ''شہنشاہ'' فارسی میں بادشاہوں کے بادشاہ کو کہتے ہے۔ ''شہنشاہ نجف'' سے مراد حضرت علیؑ ہیں اور یہ لقب آپ ہی سے مخصوص ہے۔ میر انیسؔ نے بار بار اس ترکیب کو استعمال کیا ہے۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

بے جرم و خطا ابن شہنشاہ نجف ہے ۞
جوہر تیغ شہنشاہ نجف دکھلائیں ۞
ہاں ماتم فرزند شہنشاہ نجف ہے ۞

۞ مراثی انیس جلد اول صفحہ ۲۳۶
۞ مراثی انیس جلد ا صفحہ ۶۱
۞ مراثی انیس جلد ا صفحہ ۴۱۳
۞ مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۱۳۴

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ٹوٹا ہے فلک بنت شہنشاہ نجف پر ٭

دل تھامے ہوئے ساتھ شہنشاہ نجف تھے ٭

فرزند نبی ابن شہنشاہ نجف ہے ٭

جرات تمہیں ورثہ ہے شہنشاہ نجف سے ٭

دکھلا دیا تھا جنگ شہنشاہ نجف کو ٭

''شاہنشہِ نجف''

یہ بھی ترکیب فارسی ہے اور ''شاہ شاہاں'' کا مخفف ہے یعنی وہ بڑا بادشاہ کہ کئی بادشاہ اس کے ماتحت ہوں۔اسے کئی طرح سے بولتے ہیں جیسے ''شاہنشاہ'' ''شہنشاہ'' یا ''شہنشہ''

میر انیسؔ نے یہ ترکیب بہت کم استعمال کی ہے۔

پیدا ہو جس مقام پہ شاہنشہ نجف ٭

عالم میں یوں بزرگ ہے شاہنشہ نجف ٭

پیٹی پسِ جنازہ شاہنشہ نجف ٭

jabir.abbas@yahoo.com

٭ مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۳۹۰

٭ مراثی انیس جلد ۴ صفحہ ۳۰۸

٭ مراثی انیس جلد ۴ صفحہ ۳۶۵

٭ مراثی انیس جلد ۲ صفحہ ۱۴۴

٭ مراثی انیس جلد ۲ صفحہ ۲۵۲

٭ مراثی جلد ۲ صفحہ ۱۰

٭ مراثی جلد ۲ صفحہ ۱۴

٭ مراثی جلد ۲ صفحہ ۸۳

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

”شہِ نجف“

یہ بھی فارسی ترکیب ہے جس کا مطلب ہے ”نجف کا سلطان“۔ یہ ترکیب میر انیس کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔

گویا کہ لڑ رہے تھے غضب میں شہ نجف۝
تیغ شہ نجف ہے اسی ہاتھ میں علم۝
آئی قریب سے یہ صدا ئے شہ نجف۝
اللہ رے فیض جلوہ ابن شہ نجف۝
استادہ بیچ میں ہوا ابن شہ نجف۝
غل تھا مدد کو آیئے اب یا شہ نجف۝
تیروں نے رخ کیا سوائے ابن شہ نجف۝
حامی ہیں فاطمہؑ تو مُمد ہیں شہ نجف۝

”شاہِ نجف“

فارسی ترکیب ہے ”شہ نجف“ اس کا مخفف ہے۔ غازی الدین حیدر نے لکھنؤ میں جو شبیہ روضہ

jabir.abbas@yahoo.com

۝ مراثی انیس جلد ا صفحہ
۝ مراثی انیس جلد ا صفحہ ۲۱۵
۝ مراثی انیس جلد ا صفحہ ۲۱۸
۝ مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۴۱
۝ مراثی انیس جلد ۴ صفحہ ۲۶۳
۝ مراثی انیس جلد ۴ صفحہ ۴۴۶
۝ مراثی انیس جلد ا صفحہ ۲۰۰
۝ مراثی انیس جلد ۴ صفحہ ۱۰۴

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نجف تعمیر کرائی وہ ''شاہ نجف کا امام باڑہ'' کہلاتا ہے۔میر انیسؔ اس امام باڑے میں مجالس پڑھا کرتے تھے۔انہوں نے ''شاہ نجف'' کی ترکیب استعمال کی ہے۔

حاکم جو ادھر ہے تو ادھر شاہ نجف ہے ٥
سقائے حرم ہیں خلف شاہ نجف ہیں ٥
روتے ہیں فراق پسر شاہ نجف میں ٥
آگے میرے روئے خلف شاہ نجف ہے ٥
ہم نام خدا شاہ نجف ساقی کوثر ٥
داخل ہوئے حضرت حرم شاہ نجف میں ٥
تھی سب کو عداوت خلف شاہ نجف سے ٥
یہاں تک خلف شاہ نجف آنے نہ پائے ٥
یاشاہ نجف کہتے تھے جب پڑتی تھی شمشیر ٥
دی مشک جو حکم پسر شاہ نجف سے ٥

٥مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۱۲۳
٥مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۱۳۵
٥مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۱۴۸
٥مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۱۵۴
٥مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۱۷۶
٥مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۲۰۰
٥مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۲۱۳
٥مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۲۲۸
٥مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۲۳۴
٥مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۲۹۹

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آمد جو سنی تھی خلف شاہ نجف کی ○

روحیں تو نثار پسر شاہ نجف ہیں ○

یا شاہ نجف طبل وعلم دیجئے مجھ میں ○

بے مونس و یاور پسر شاہ نجف ہے ○

گویا کہ برقِ سطوتِ شاہ نجف گری ○

اس فوج کا مالک پسر شاہ نجف ہے ○

لپٹا قدمِ لخت دل شاہ نجف سے ○

گویا کہ مہیائے وغا شاہ نجف تھے ○

ہے آستان شاہ نجف سجدہ گاہ خلق ○

ساونت ہیں نور نظر شاہ نجف ہیں ○

اعدا کو نظر ضربت شاہ نجف آئی ○

○ مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۳۰۴

○ مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۳۳۱

○ مراثی انیس جلد ۱ صفحہ ۴۰۱

○ مراثی انیس جلد ۱ صفحہ ۱۵۳

○ مراثی انیس جلد ۱ صفحہ ۱۷۱

○ مراثی انیس جلد ۱ صفحہ ۲۷۲

○ مراثی انیس جلد ۱ صفحہ ۲۷۸

○ مراثی انیس جلد ۱ صفحہ ۲۹۵

○ مراثی انیس جلد ۲ صفحہ ۱۴

○ مراثی انیس جلد ۱ صفحہ ۲۲۳

○ مراثی انیس جلد ۱ صفحہ ۲۲۹

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تنہا نہ سمجھنا خلف شاہ نجف کو ○

’’شیر نیستانِ نجف‘‘

یہ ترکیب فارسی ہے۔ یہ ترکیب اور بھی طریقوں سے استعمال کی ہے جیسے ’’شیر نیستان علیؑ‘‘۔ ’’نیستان‘‘ بانسوں کے جنگل کو کہتے ہیں۔ وہاں اکثر شیر آرام کرتے ہیں مجازاً حضرت عباسؑ کو نیستان نجف کا شیر کہتے ہیں۔

عباس علیؑ شیرِ نیستان نجف ہے ○

’’بیشہِ نجف‘‘

’’بیشہ‘‘ فارسی میں جنگل یا اجاڑ بیابان کو کہتے ہیں جہاں شیر رہتے ہوں۔ میر انیسؔ نے بطور خاص اس ترکیب کو استعمال کیا ہے۔ مرزا دبیرؔ کے یہاں یہ ترکیب نہ ہونے کے برابر ہے۔ بنی ہاشم کے بہادروں کو بیشہ نجف کے شیر کہا گیا ہے۔ حضرت عباسؑ کے لیے یہ ترکیب کثرت سے مستعمل ہے۔

کہتے ہیں نجف جس کو وہ بیشہ ہے انہیں کا ○

برآنہیں سکتا کوئی بیشے میں ہمارے ○

’’شحنہ نجف‘‘

’’شحنہ‘‘ عربی میں محافظِ شہر کو کہتے ہیں۔ نجف کے معجزات و کرامات کے پیش نظر حضرت علیؑ ’’شحنہ نجف‘‘ کہے جاتے ہیں یعنی آپ شہر نجف اور اہل نجف کے محافظ ہیں۔ میر انیسؔ نے یہ ترکیب بھی استعمال کی ہے۔

○ مراثی انیس جلد ۱ صفحہ ۲۷۵

○ مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۱۲۶

○ مراثی انیس جلد ۱ صفحہ ۹۸

○ مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۱۴۹

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جد ہے مرا امیرِ عرب شحنہ نجف°
شمشیرِ شرع فارسِ دیں شحنہ نجف°

''امیرِ نجف''

اس ترکیب کی مثال صرف ایک ہی مقام پر نظر آئی حضرت عباسؑ کے لئے۔

اس فوج میں فرزند امیرِ نجف آیا°

jabir.abbas@yahoo.com

° مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۲۴۷
° مراثی انیس جلد ۳ صفحہ ۲۴۷
° مراثی انیس جلد ۲ صفحہ ۲۲۵

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باب ۲۳

نجف اشرف سفر ناموں کی روشنی میں

یہ باب سفرناموں کیلئے مخصوص ہے تا کہ ہم زائرین کے مشاہدات کا بھی جائزہ لے سکیں جو ان کے سفرناموں کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں۔ سفرناموں کو علم وادب کی دنیا میں بہت اہمیت حاصل ہے اور اب تک ہر زبان میں سفرنامے لکھے جاچکے ہیں۔ یہ ایک مستقل موضوع ہے کہ ہر زبان کے سفرناموں کی روشنی میں مقامات مقدسہ کے مناظر دیکھیں جائیں اور نامہ نگاروں کے مشاہدے اور علم کی داد دی جائے۔ اس لیے کہ سفرناموں کے بیانات کسی بھی شہر کی تاریخ، تہذیب، ثقافت اور ماحول کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہوتے ہیں بہت سے گوشے جو مورخین کی نظر میں نہیں ہوتے اس کی کمی مشاہدے پوری کرتے ہیں۔ لہٰذا علمی ذوق رکھنے والے زائروں نے سفرنامے لکھے اور اپنے عہد کے مقامات مقدسہ کے مناظر کو محفوظ کیا۔

ہمارے کتب خانے میں اردو کے نادر و نایاب سفرنامے محفوظ ہیں۔ ذیل میں ان سے انتخاب پیش خدمت ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

نجف اشرف ابن بطوطہ کے سفرنامے میں۔ ۷۲۶ھ

ابن بطوطہ نے ۲ رجب ۷۲۵ھ میں اپنے سفر کا آغاز کیا وہ قسطنطنیہ، تونس، اسکندریہ، مصر، فلسطین، طرابلس، حلب، دمشق، مدینہ، مکہ سے ہوتا ہوا ۷۲۶ھ نجف اشرف پہنچا، پھر واسط اور کوفہ سے ہوتا ہوا کربلا گیا۔ نجف اشرف میں اس نے کیا دیکھا ملاحظ کیجیے اور یہ پیش نظر رہے کہ یہ ۷۲۶ھ کا نجف ہے:

نجف میں پہنچنا

''قادسیہ سے کوچ کرنے کے بعد نجف اشرف جہاں زیارت گاہ علی ابن ابی طالبؑ ہے اترا یہ شہر بہت خوبصورت اور سخت ہموار سرزمین پر واقع ہے۔ عراق کے سب شہروں میں یہ شہر اچھا ہے۔ آبادی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بھی یہاں عراق کے اور شہروں کی بہ نسبت زیادہ ہے اور مکانات بھی عمدہ اور مضبوط ہیں۔ بازار بھی خوبصورت اور پاکیزہ ہیں۔ اس شہر میں ہم "باب الخضرۃ" سے داخل ہوئے۔ پہلے پہل ہم کو بقالین، طباخین، اور خبازین کے بازار ملے۔ پھر میوہ والوں کے بازار ملے۔ اس کے بعد خیاطین (درزی) کے اور گدڑی بازار ملے۔ سب کے آخر میں عطر فروشوں کا بازار ملا۔ اس کے بعد باب الحضرت ہے۔ اس مقام پر وہ قبر ہے کہ جس کی نسبت لوگوں کا گمان ہے کہ یہ حضرت علیؑ کی قبر ہے۔ اس دروازے کے ساتھ مدرسے اور خانقاہیں ہیں اور تکیئے آباد ہیں۔ عمارت ان مدارس وغیرہ کی بہت اچھی ہے۔ ان کی دیواروں پر کاشی کا کام ہے جو ہمارے ملک کے مشابہ ہے لیکن ان کا رنگ بہت چمکدار اور نقش بہت اچھے ہیں۔

شہر نجف کے روضہ عالیہ اور قبروں کا ذکر

شہر نجف کے باب الحضرت میں جاؤ تو پہلے ایک بڑا مدرسہ ملتا ہے۔ جس میں شعبہ مدرسہ کے طالب علم اور صوفیہ رہتے ہیں۔ اس مدرسہ میں ہر وارد وصادر کی تین دن ضیافت ہوتی ہے۔ اس ضیافت میں گوشت، روٹی اور کھجور روزانہ دوبار ہوتا ہے۔ اسی مدرسے سے "باب القبہ" میں داخل ہوتے ہیں۔ قبہ کے دروازے پر دربان، نقیب اور خواجہ سراء لوگ ہوتے ہیں۔ جب کوئی زائر وہاں پہنچتا ہے تو ان میں سے کوئی ایک یا سب کے سب بقدر حیثیت زائر کی جانب کھڑے ہوجاتے ہیں اور اس زائر کے ساتھ آستانہ پر کھڑا ہو کر اذن لیتے ہیں۔ یعنی کہتے ہیں کہ آپ کے حکم سے امیر المومنینؑ یہ ضعیف بندہ روضہ کے اندر حاضر ہونے کی اجازت مانگتا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو عینِ آرزو ورنہ واپس جائے۔ اگرچہ وہ اس لائق نہیں ہے کہ روضہ کے اندر حاضر ہو لیکن آپ اہل مکارم و پردہ پوش ہیں۔ یہ کہہ کر پھر وہ لوگ زائر کو آستانہ بوسی کا حکم دیتے ہیں۔ روضہ عالیہ کی چوکھٹ سب چاندی کی ہے۔ پھر اس کے بعد وہ زائر داخل اندرون قبہ ہوتا ہے۔ قبہ کے اندر نہایت اہتمام کے ساتھ حریر کا فرش بچھا ہوا ہے۔ چاندی اور سونے کی چھوٹی بڑی قندیلیں اس کے اندر آویزاں ہیں۔ زیر قبہ درمیان میں ایک لکڑی کا تابوت رکھا ہوا ہے جس پر سونے کی تختیاں چاندی کی کیلوں سے جڑی ہیں اور وہ تختیاں اس قدر ہیں کہ اس سے تابوت کی لکڑی بالکل چھپ گئی ہے۔ بلندی اس تابوت کی تقریباً قد آدم کے برابر ہوگی۔ اس تابوت میں تین قبریں ہیں۔ ایک حضرت آدمؑ کی دوسری حضرت نوحؑ کی اور تیسری حضرت علیؑ کی ہے۔ ان تینوں قبروں کے درمیان میں سونے کے تسلے گلاب ومشک اور انواع واقسام کے عطریات سے بھرے ہوئے ہیں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

زائر اپنے ہاتھ میں ڈبو کر تبرکاً اپنے منہ پر پھیر لیتا ہے۔ اس قبہ کا دوسرا دروازہ اور ہے اس کی چوکھٹ بھی چاندی کی ہے اس کے اوپر رنگین حریر کے پردے پڑے ہیں یہ دروازہ ایک مسجد کی طرف کھلتا ہے۔ اس مسجد میں حریر کا بہت عمدہ فرش بچھا ہوا ہے۔ دیواریں بھی حریر کے پردوں سے ڈھکی ہوئی ہیں۔ چھت بھی حریر کے پردوں سے ڈھکی ہے۔ اس مسجد کے چار دروازے ہیں سب کی چوکھٹیں چاندی کی ہیں اور ان سب دروازوں پر حریر کے پردے پڑے ہیں۔ اہالی نجف کل شیعہ مذہب ہیں۔ کیونکہ اس روضے سے کرامات ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان لوگوں کے نزدیک ثابت ہوا کہ اس میں حضرت علیؑ کی قبر ہے منجملہ ان کرامات کے جوان کے نزدیک وجہ ثبوت اس امر کی ہیں کہ اس میں حضرت علیؑ کی قبر ہے۔ ایک اور کرامات اس روضے کی کہ رجب کی ستائیسویں شب کو وہ لوگ لیلۃ المحیا کہتے ہیں اس روضہ میں عراق، خراسان، فارس، روم کے ایسے مریض کہ جنہیں قوت کھڑے ہونے کی نہ باقی رہی ہو وہاں لائی جاتی ہیں۔ بقدر تیس چالیس مریضوں کے بعد عشاء کے ضریح مقدس پر رکھ دیئے جاتے ہیں اور لوگ ان کے اچھے ہو کر کھڑے ہونے کے منتظر رہتے ہیں۔ اسی انتظار میں کوئی شخص نماز میں کوئی ذکر الٰہی میں کوئی تلاوت قرآن میں اور کوئی روضے کے نظارے میں مصروف رہتا ہے۔ جب کم وبیش آدھی رات یا دو تہائی رات گزر جاتی ہے۔ تو سب کے سب اچھی خاصی چنگی بلی صحیح وتندرست لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں وہاں کے لوگوں کے نزدیک یہ ایک فیضان امر تصور کیا جاتا ہے۔ اس واقعے کو میں نے ثقات سے سنا ہے۔ اس شب کو اگر چہ مجھے وہاں حضوری کا اتفاق نہیں ہوا ہے لیکن مدرسہ الضیافت میں دیکھا ہے کہ تین شخص ایسے موجود تھے۔ جو بوجہ ضعف کے کھڑے نہیں ہو سکتے تھے۔ ایک تو روم کا رہنے والا تھا دوسرا اصفہان کا اور تیسرا خراسان کا تھا۔ یعنی ان لوگوں سے ان کا حال پوچھا تو انھوں نے بیان کیا کہ ہم کو اس سال لیلۃ المحیا نہیں ملی۔ اب ہم سال آئندہ تک اس وقت کے منتظر ہیں۔ اس شب کو اسی طرح اور شہروں سے بھی لوگ آتے ہیں اور دس روز تک ایک بڑا میلا وہاں قائم کرتے ہیں۔ اس شہر میں نہ تو کوئی والی ملک ہے نہ کوئی حاکم فوجداری ہے نہ کوئی کوتوال ہے۔ وہاں کے سب لوگوں پر نقیب الاشراف ہی حکومت کرتا ہے باشندے اس شہر کے سب تجارت پیشہ ہیں تجارت کے واسطے بہت دور دور تک سفر کرتے ہیں اور سب کے سب دلیر اور ارباب کرم ہیں سفر میں ان کا ساتھی ظلم نہیں اٹھا سکتا ہے۔ میں وہاں کے لوگوں کی صحبت کا بہت ثناخواں رہا لیکن حضرت علیؑ کے باب میں ان

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کو اعتدال سے بہت تجاوز ہے اور بعض لوگ بلادِ عراق وغیرہ میں ایسی ہیں کہ جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو اچھے ہونے کے بعد روضہ عالیہ پر کچھ نذر ضرور چڑھاتے ہیں اور بعض لوگوں کا دستور ہے کہ ان کے بدن بھر میں سر میں ہاتھ پاؤں وغیرہ جس عضو میں کوئی بیماری پیدا ہوتی ہے تو اسی عضو کی نقل چاندی یا سونے کی بنوا کر روضہ میں چڑھا دیتے ہیں نقیب اس کو خزانے میں داخل کر دیتا ہے۔ روضہ کے متعلق خزانہ بہت بڑا ہے۔ بیحد اموال کثیرہ اس خزانہ میں جمع ہے۔

نقیب الاشراف کا ذکر

نقیب الاشراف ایک مقدم شخص ملک عراق ہی کا رہنے والا ہے۔ ملک عراق میں اسکی بڑی وقعت و منزلت ہے اور اسکا اس ملک میں بہت بڑا اقتدار ہے۔ جب وہ کہیں سفر پر جاتا ہے۔ تو جس ترتیب سے بڑے بڑے امراء چلتے ہیں اسی ترتیب سے اس کی سواری ہوتی ہے نوبت ونشان سب جلوس میں ہوتا ہے اس کے دروازہ پر صبح وشام نوبت بجتی ہے۔ اس شہر نجف پر اسی کی حکومت ہے سوائے نقیب الاشراف کے اور کوئی دوسرا شخص یہاں کا والی نہیں ہے۔ نہ سلطان ہی کی طرف سے یہاں کوئی حاکم ہے نہ کسی اور دوسرے کی طرف سے جس زمانے میں کہ میں نجف میں تھا۔ تو اس وقت وہاں کا نقیب نظام الدین حسین بن تاج لدین آوی تھا۔ آوہ ایک شہر عراق عجم سے اس کی جانب یہ نسبت ہے باشندے اس شہر کے سب کے سب شیعی مذہب ہیں۔ نظام الدین حسین کی پہلے ایک جماعت خاص تھی انہیں میں سے یکے بعد دیگرے منصب نقیب الاشراف پر قائم ہوتا تھا۔ چنانچہ انہیں لوگوں میں سے جلال الدین ابن الفقیہ اور قوام الدین بن طاؤس اور ناصر الدین مطہر ابن الشریف الصالح اور شمس الدین محمد اوہری ہیں۔ یہ شخص عراق عجم کا رہنے والا تھا۔ اس زمانہ میں وہ ملک ہند کی ندیموں میں ہے اور منجملہ انہیں لوگوں کے ابوغرہ بن سالم بن مہنی بن جماز بن شحیہ حسینی مدنی ہے۔

حکایت

شریف ابوغرہ اپنی اوائل حالت میں بڑا عابد وزاہد تھا اور حصول علم میں مصروف رہتا تھا اور اس بات میں اس کی بڑی شہرت تھی اور اس زمانہ میں وہ مدینہ طیبہ میں اپنے چچازاد بھائی منصور بن جماز امیر المدینہ کی حمایت میں رہا کرتا تھا۔ بعد اسی مدینہ سے نکل کر ملک عراق میں اقامت گزیں ہوا اور شہر حلہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں سکونت اختیار کی۔ اسی عرصہ میں قوام الدین بن طاؤس نے وفات پائی۔

قوام الدین ے مرنے کے بعد تمام اہل عراق نے اس بات پر اتفاق کیا کہ منصب نقابت الاشراف کی تولیت ابوغرہ کی جانب رائع ہونا چاہیے چنانچہ اس مضمون کی اطلاع ان سب نے سلطان ابو سعید کی خدمت میں کی سلطان ابوسعید نے اس رائے کو منظور کیا اور ایک فرمان بھی ابوغرہ کی تولیت منصب نقابۃ الاشرف کی نسبت نافذ کیا اور مطابق دستور بلاد عراق کے خلعت اور نوبت ونشان بھی ابوغرہ کے پاس بھیجا۔ اس تقرر کے ہوتے ہی ابوغرہ پر دنیا سوار ہوئی۔ عبادت ومذہب سب کچھ اس نے چھوڑ دیا۔ اموال میں تصرفات قبیحہ کرنے لگا چنانچہ اس امر کی شکایت سلطان ابوسعید سے کی گئی۔ جب ابوغرہ کو معلوم ہوا کہ میری شکایت تصرفات بےجا کی سلطان تک پہنچی ہے تو اس نے براہ حکمت عملی تہیہ سفر کا کر کے یہ ظاہر کیا کہ میں ملک خراسان میں علی بن موسیٰ الرضاؑ کی زیارت کو جو کہ طوس میں ہے جاتا ہوں۔ حالانکہ درحقیقت اس کا ارادہ وہاں سے بھاگ جانے کا تھا چنانچہ ابوغرہ جب علی بن موسیٰ رضاؑ کی قبر کی زیارت سے فراغت پاچکا تو ہرات میں آیا جو کہ منتہائے بلاد خراسان ہے اور اپنے ساتھیوں کو آگاہ کیا کہ میرا ارادہ ہندوستان کا ہے اس کی اس اطلاع سے اکثر رفقاء اس کے وہاں سے واپس ہوئے اور وہ وہاں سے سرزمین سند میں پہنچا اور وہاں سے جب وادی سند یعنی پنجاب پہنچا تو یہاں آکر اس نے ڈنکے اور قرنا وغیرہ بجوائیں۔ وہاں کے پنجابی لوگوں کو نقارے اور قرنا وغیرہ کی آوازوں سے حراس پیدا ہوا۔ سمجھے کہ شاید تاتاری لوگ لوٹنے اور حملہ کرنے کے قصد سے آئے ہیں۔ اس خیال سے وہ سب لوگ بھاگ کر شہر اوجا میں چلے گئے اور امیر کو جو کچھ انھوں نے سنا تھا۔ اس کی خبر کی۔ امیر آوجا اس خبر کے سننے سے اپنی افواج کے ساتھ سوار ہو کر مستعد جنگ ہوا اور دریافت حال کے واسطے روانہ کیا کے لوگوں نے جا کر جو دیکھا تو صرف دس سوار تھے اور ایک گروہ پیادہ لوگوں کا تھا اور تاجر لوگ بھی راستے میں ساتھ ہو گئے تھے اور یہ بھی دیکھا کہ نقارے اور نشان بھی ساتھ ہیں۔ تو ان سے دریافت حال کیا کہ کون لوگ ہو ان لوگوں نے بیان کیا کہ شریف نقیب العراق ملک ہند کے یہاں مہمانی میں آیا ہے کے لوگ دریافت حال کر کے امیر اوجا کے پاس واپس گئے اور حقیقت حال سب بیان کی۔ امیر اوجا کے نزدیک نقیب الاشراف کی یہ حرکت کہ غیر ملک میں ڈنکا بجانا اس کی نادانی پر محمول ہوئی پھر نقیب الاشراف شہر اوجا میں داخل ہوا اور ایک مدت تک وہاں مقیم رہا۔ یہاں بھی روزانہ صبح شام نوبت اس کے دروازہ پر بجتی تھی۔ کیونکہ شریف مذکورہ نوبت

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بجوانے کا بہت شوقین تھا۔لوگ کہتے ہیں کہ جب عراق میں وہ منصب نقابت پر ممتاز تھا۔تو اپنی سرہانے وہ نقارہ رکھتے تھے اور جب نقارچی نقارے بجانے سے ہاتھ روک لیتا تھا تو نقیب مذکورہ نقارچی سے خود کہتا تھا کہ زنقرۃ بانقار یعنی ہاں ایک چوٹ اور نقارہ پر لگا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اس کا لقب انہیں الفاظ سے مشہور کردیا تھا۔امیر اوجا نے ملک ہند کو اس نقیب کے آنے کی خبر دی اور یہ بھی لکھا کہ راہ میں وہ ڈنکا بجواتا ہے اور نشان بلند کرتا ہے اور اس کے دروازہ پر صبح وشام نوبت بجا کرتی ہے اہل ہند کا دستو رہے کہ سوائے ان لوگوں کے کہ جن کو سرکار سے نوبت ونشان مرحمت ہوتا ہے اور کوئی شخص ڈنکا نہیں بجواسکتا ہے۔سو یہ بھی حالت سفر میں ورنہ مکان پر بحالت اقامت سوائے باب السلطان کے اور کسی کے ہاں نوبت نہیں بج سکتی ہے۔بخلاف مصر وشام وعراق کے کہ وہاں سب امراء کے دروازے پر نوبت بجتی ہے۔

الغرض جب ملک ہند کو اس امر کی خبر ہوئی تو اس کو یہ فعل نقیب کا ناگوار معلوم ہوا اور اپنے دل میں اس کو ناجائز قرار دیا۔اس کے بعد امیر موصوف بقصد دارسلطنت روانہ ہوا۔امیر اوجا کا نام کشلی خان تھا۔اس زمانے میں خان اس کو یہ کہتے تھے کہ جو اعظم الامراء ہوتا تھا۔دارالحکومت اس امیر کا شہر ملتان تخت گاہ بلاد سندھ تھا۔ملک ہند کے نزدیک اس امیر کی بڑی عزت ووقعت تھی۔ ملک ہند اس کو چچا کہا کرتا تھا۔کیونکہ یہ شخص منجملہ ان لوگوں کے تھا کہ جس نے اس کے باپ سلطان غیاث الدین تغلق کو ناصر الدین خسرو شاہ کے قتل میں بڑی مدددی تھی۔جب امیر کشلی خان قریب دارلسطنت ہند کے پہنچا۔تو ملک ہند بغرض ملاقات اور ستقبال امیر کے نکلا۔اتفاقاً وہی روز نقیب کی بھی وہاں پہنچنے کا تھا۔مگر نقیب چند میل امیر کے آگے تھا اور بدستور اسی حال سے ڈنکا اس کی سواری میں بجتا جاتا تھا۔موکب سلطان کو اگرچہ پہلے سواری اس کی ملی۔مگر سلطان نے اس کی طرف کچھ بھی التفات نہ کیا۔آخر نقیب نے وہی سلطان کی طرف تقدیم کی اور سلطان کو سلام کیا۔سلطان نے اس کا حال پوچھا اور وجہ آنے کی دریافت کی۔نقیب نے وجہ بیان کی۔اس پر سلطان نے کچھ اعتنا نہیں کیا اور موکب سلطان آگے بڑھا۔یہاں تک کہ سلطان اور امیر کشلی خان سے ملاقات ہوئی اور سلطان اپنے دارالامارہ میں واپس آیا۔مگر نقیب کے حال پر کچھ التفات نہ کیا۔نہ اس کے اوترنے کی جانب کچھ لحاظ کیا۔نہ اور کسی قسم کی مراعات کی۔اس زمانہ میں سلطان کا ارادہ دولت آباد جانے کا تھا۔اس شہر کا نام (کنکہ بفتح وکاف وتاء مثناۃ فوقانیہ درمیان ہردو کاف) بھی ہے اور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس کو دیوگر بھی کہتے ہیں اور دار سلطنت سلطانی یعنی دہلی سے اور اس سے چالیس منزل کا فاصلہ ہے۔ جب سلطان سفر کرنے لگا تو پانچ سو دینار دراہم کے نقیب کے پاس بھیج دی۔ ان پانچ سو دینار اور دراہم کا بھاؤ مغربی سونے کی حساب سے ایک سو پچیس دینار کے تھا اور جس شخص کے ہاتھ وہ دینار نقیب کے پاس بھیجے تھے۔ اس سے کہہ دیا کہ نقیب سے کہہ دینا کہ اگر تمہارا ارادہ اپنے ملک میں واپس جانیکا ہے تو یہ زادراہ ہے اور اگر ہمارے ساتھ سفر کا ارادہ ہے تو یہی راستہ کا خرچ ہے اور اگر دہلی میں قیام کا ارادہ ہے تو اس کو اس وقت تک اپنا نفقہ سمجھنا چاہیے کہ جب تک ہم اس سفر سے واپس آئے۔ نقیب کو اس بات سے بڑا رنج ہوا۔ اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ سلطان حسب عادت اس کو بہت کچھ عطا کرے گا۔ جیسا کہ مثل اس کے اور جو لوگ آئے اور ان کو سلطان نے عطا کیا۔ نقیب نے ان تینوں صورتوں میں اس صورت کو اختیار کیا۔ کہ سلطان کی ہمرکاب رہے اور احمد ابن عباس خواجہ جہان وزیر کے علاقہ دارون میں داخل ہوا۔ احمد ابن عباس کا لقب خواجہ جہاں اس واسطے مشہور ہوا کہ سلطان نے یہ نام اس کا رکھا تھا اور اسی نام سے اس کے ساتھ تخاطب کرتا تھا اور سب لوگ بھی اسی نام سے اس کو پکارتے تھے اس واسطے کہ یہ دستور ہے کہ جب سلطان کسی شخص کو ایسے لفظ سے کہ جو لفظ ملک کی طرف مضاف ہو۔ مثلاً عماد الملک۔ یا ثقۃ الملک۔ یا قطب الملک۔ یا ایسی لفظ سے جو کہ لفظ جہان کی طرف مضاف ہو۔ یعنی صدر جہاں۔ خواجہ وغیرہ مخاطب کرے گا۔ تو ضرور ہے کہ یہ خود سلطان اور دوسرے لوگ سب اسی خطاب سے اس شخص کو مخاطب کریں گے اور جو شخص اس کی خلاف نام سے مخاطب کرے گا تو اس واسطے سزا لازم ہے۔ نقیب اور خواجہ جہاں میں بہت ارتباط ومحبت پیدا ہوا۔ جس کی وجہ سے خواجہ جہاں اس کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا اور نقیب کی قدر ومنزلت بڑھائی اور سلطان کو اس کے حال پر ملتفت کیا اور سلطان کو جو اس کے ساتھ سوظن تھا اس کو بدل دیا۔ چنانچہ سلطان نے دیہات دولت آباد سے دو گاؤں اور اس کی جاگیر کر دیئے اور وہیں اقامت کا اسے حکم دیا۔

وزیر خواجہ جہاں بہت بڑا ذی مروّت صاحب فضل وکرم تھا۔ غربا ومسافرین کے حال پر بہت التفات کرتا اور ان کے ساتھ بہت اخلاق ومحبت سے پیش آتا تھا اور ان کے ساتھ بہت کچھ سلوک کرتا تھا۔ غریبوں کو کھانا کھلاتا اور تکیوں کو بنواتا اور اس قسم کے کار خیر بہت کرتا تھا۔ پھر بہت آٹھ برس اپنی اس جاگیر میں رہا اور اس جاگیر سے بہت مال عظیم پیدا کیا۔ اس کے بعد اس کا ارادہ ہوا کہ نکل جائے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لیکن یہ امکان میں اس کے نہ تھا اس لیے کہ وہ منجملہ ملازمین سلطانی کے تھا۔ بغیر حکم سلطان کے اس کو نکلنے کا اختیار نہ تھا اور چونکہ سلطان پردیسی لوگوں سے انس بہت رکھتا تھا۔ اس لیے کم کسی پردیسی کو وطن واپس جانے کی اجازت دیتا تھا۔ آخر نقیب ساحل کی راہ سے بھاگ جانے کا ارادہ کیا۔ مگر وہاں سے پلٹایا گیا اور دہلی آیا اور خواجہ جہاں وزیر سے بہت خواہش ظاہر کی کہ اس کی بابت سلطان سے تصفیہ کرا دے۔ چنانچہ وزیر نے سلطان کو اس کی طرف بہت توجہ دلائی اور سلطان نے نقیب کو بلاد ہند سے واپس جانے کی اجازت دی اور دس ہزار دینار سکہ رائج الوقت کے اور اس کو عطا کیے جو مغربی سونے کے بھاؤ سے اڑھائی ہزار دینار کے برابر تھے۔ چنانچہ نقیب مذکور ان دیناروں کو ایک تھیلی میں لایا اور اپنے بستر کے نیچے رکھکر ان دیناروں کی فرط محبت کی وجہ سے اور نیز بدیں خیال کہ مبادا اس کی وجہ سے اس کی پہلو میں درد اوٹھا اور وہ بڑھتا ہی گیا۔ پس ایسی حالت میں کہ وہ آمادہ سفر تھا۔ ان دیناروں کے ملنے کے بیسویں روز بعد مر گیا اور وصیت کر گیا کہ یہ مال شریف حسن جرانی کو ملے۔ جرانی نے وہ کل مال جماعت شیعہ پر جو کہ حجاز و عرق کے رہنے والے دہلی میں مقیم تھے تقسیم کر دیا۔ کیونکہ اہل ہند کا طریقہ ہے کہ نہ تو اپنا مال بیت المال کے واسطے چھوڑتے ہیں اور نہ پردیسی لوگوں کے مال سے کچھ تعرض کرتے ہیں اور نہ ان سے کبھی سوال کرتے ہیں۔ چاہے کچھ ہو اور یہی دستور سودان کے لوگوں کا بھی ہے کہ گوری رنگ والوں کی مال سے کچھ تعرض نہیں کرتے ہیں اور نہ اس کو دیتے ہیں بلکہ ایسا مال اس شخص کے دوستوں کے پاس امانت رکھا رہتا ہے جب کبھی کوئی مستحق اس کا آجاتا ہے تو اس کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ اسی نقیب ابوغرہ کا بھائی قاسم نام تھا۔ ایک مدت تک شہر ناطہ میں سکونت گزین رہا اور وہاں شریف ابی عبداللہ بن ابراہیم جو کہ مکی کے لقب سے مشہور تھا۔ اس کی لڑکی کے ساتھ عقد کیا۔ پھر بعد اس کی جبل طارق چلا گیا اور وہاں اقامت اختیار کی حتی کہ وادی کرہ میں جو کہ جزیرہ خضراء کے مضافات سے تھا۔ شہید ہوا۔ یہ شخص بہت بڑا بہادر سوار تھا۔ آگ میں گھس جانے کی کچھ پروا نہیں کرتا تھا۔ خلاف قیاس تہور و شجاعت کے کام اس سے سرزد ہوتی تھے۔ تہور و شجاعت کے متعلق اس کے بہت سے امور لوگوں میں مشہور ہیں۔ اس شخص نے دو بیٹے اپنے مرنے کے بعد چھوڑے جو کہ شریف و فاضل ابی عبداللہ محمد ابن ابی القاسم بن نفیس حسینی کربلائی کی کفالت میں ہیں۔ یہ شخص عراق کے مغربی بلاد میں بہت بڑا نامور شخص ہے۔ ان کے باپ کی مرنے کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بعد دونوں کی مار کے ساتھ بہ نیت بہی خواہی ان دونوں لڑکوں کی نکاح کر لیا۔①

کتاب "سلوک الزائرین"۔ ۱۸۸۸ھ

یہ سفر نامہ ۱۸۸۸ کے نجف کی عکاسی کرتا ہے سید تفضل حسین انبالوی لکھتے ہیں:۔

یہ مقام کوفہ سے صرف دو فرسخ اور کربلاء سے ۲۰ فرسخ راہ بجانب قبلہ ہے۔ آبادی اس کی تیس ہزار آدمی کی ہے سوائے اہل اسلام یہاں دوسرے مذہب کا کوئی آدمی نہیں رہتا ہے اور دریائے فرات سے بطرف مغرب بفاصلہ یک فرسخ واقعہ ہے۔ کربلا سے کشتیوں پر بھی دریائے فرات کی راہ سے یہاں پہنچتے ہیں اور براہ خشکی بھی لوگ آتے ہیں بیچ میں ایک سرائے فرودگاہ ایک شب وہاں قیام کرتے ہیں دوسرے روز کوفہ پہنچ جاتے ہیں بعد ازاں نجف اشرف جاتے ہیں جو لوگ کشتیوں پر کربلا سے آتے ہیں وہ ایام طغیانی فرات میں نہر آصفی کی کشتیوں پر جو بیرون رود بغداد و کربلا معلیٰ ہے سوار ہو جاتے ہیں اور جو ایسے دنوں میں آتے ہیں کہ نہر آصفی میں پانی کم ہو جاتا ہے وہ ایک مقام سلیمانیہ سے جو برلب دریائے فرات ہے اور کربلا سے چار کوس ہے کشتیوں پر سوار ہوتے ہیں۔ یہ جگہ معدم کربلا معلیٰ کی کہلاتی ہے یہاں بھی مثل ایک چھوٹے گاؤں کے آبادی ہے شہر کے گرداگرد فصیل عمارت پختہ بنی ہوئی ہے۔ شہر کے تین دروازہ ہیں۔ اول باب الکبیر۔ دوم باب الحبر ۔ سوم باب الحدید۔ باب الکبیر سے زائر لوگ یعنی مسافرین کربلا داخل شہر نجف ہوتے ہیں او یہاں ہی سے مزدور لوگ زائرین کو لے لیتے ہیں اور درِ شہر نجف ہی پر اول اذن داخلہ پڑھاتے ہیں یہاں سے ایک بازار سیدھا اور فراخ شروع ہوتا ہے اور سوق الکبیر کہلاتا ہے۔ آخر میں پر اس بازار کے روضہ مبارک جناب امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب ہے۔ دوسرا بازار سوق صغیر کہلاتا ہے۔ سوم سوق کبیر یہ اور یہ ہر سہ ۳ بازار ہر سہ دروازہ روضہ مبارک سے شروع ہوتے ہیں روضہ مبارک عین وسط شہر میں ہے۔ جس میں حضرت آدمؑ و نوحؑ و حضرت علیؑ کا مزار پاک ایک جنگلہ میں ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ مابین حلقہ چشم آدمؑ دفن ہیں اور دوسری روایت ہے کہ دونوں حضرات کے بیچ میں علیؑ کی قبر ہے۔

---

① سفر نامہ ابن بطوطہ صفحہ ۱۸۸ تا ۱۹۴ مطبوعہ امرتسر

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

محلات شہر نجف

محلہ مشراق محلہ عمارۃ محلہ ہوس حویش محلہ براق۔ یہاں اٹھارہ قھوہ خانے ہیں پندرہ چھوٹے اور تین قہوہ خانہ بڑے۔قھوہ خانہ دررام، قہوہ خانہ ملا، قہوہ خانہ طاہر۔حمام یہ ہیں۔اول حمام درقبلہ حمام سیدی حمام ابوجہرین حمام سید سلیمان حمام سو۔علاوہ ازیں تین حمام زنانہ ہیں۔

اسماء مساجد شہر

مسجد خضرہ۔مسجد طوسی۔مسجد ہندی۔مسجد راضی۔مسجد شیخ مہدی۔مسجد برک۔مسجد شیخ مرتضیٰ۔ مسجد بازارکلاں۔علاوہ ان کے چھ مسجدیں اور ہے جو چھوٹی ہیں۔

نجف کے مسافر خانے

سرکاری سرائے۔خان حاکم۔خان دارالشفا۔خان عبدغوث۔خان سید ہاشم۔خان بغدادی۔ خان حسین نجم۔خان جواد۔خان الوان۔خان یہود۔خان حاجی حامد۔خان حاجی عبود۔خان کُبّہ خان ضیاء السلطنت۔خان جمالی۔

اعلیٰ روسائے شہر

سدمحمود۔حاجی حسن مرزا۔حاجی مشکور بغدادی۔حاجی مسعود باقر۔حاجی حمزہ تاجر۔حاجی ابو القاسم تاجر۔

بیرونِ شہر زیرِ فصیلِ شہر ایک بہت بڑا وسیع قبرستان ہے جس میں کروڑوں قبریں پختہ بنی ہوئی ہیں۔اس مقام کو وادی السلام کہتے ہیں۔بیچوں بیچ اس قبرستان کے ایک روضہ ہے جس میں حضرت ہود وصالح پیغبر ان کی قبرین ہیں۔وادی السلام میں جو سنگریزہ ہوتے ہیں وہ درنجف کہلاتے ہیں اور جو نجف اشرف کے نواح میں کوس دوکوس میدان سے سنگریزے آتے ہیں۔ان کو دربولتے ہیں جب نگین ساز دُرنجف یا درکو تراش کر نگین بناتا ہے تو مثل ہیرے کے ان کی چمک دمک ہوتی ہے۔مگر خوبی نگینہ کی تراش پر ہے جیسی عمدہ تراش ہوگی ویسا ہی درزیادہ خوشنما ہوگا۔نگینہ فروش حضرت کے روضہ مطہر کے صحن میں عقیق

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

و یاقوت و نیلم ودُر نجف وغیرہ کے نگین وانگشتری ہائے فروخت کرتے ہیں لیکن دُر نجف کی جگہ کنڑ کے نگین بھی بیچتے ہیں شناخت دُر کے نگیں کی یہ ہے کہ دُر کا نگیں ورنی ہوتا ہے بہ نسبت کنڑ کے اور دُر نجف تو اگر خود انسان وادی السلام میں تلاش کرے اور اس کو مل جائے وہی اصلی دُر نجف ہے۔ ورنہ علی العموم دُر کے نگیں مل سکتے ہیں دُر نجف مشکل بہم پہنچتا ہے۔ انگشتری ونگین وغیرہ نجف میں بہ نسبت کربلا کے ارزاں ملتی ہیں چاول نجف کے عراق بھر میں اول درجہ کے سمجھے جاتے ہیں۔ یہ چاول رومالی سیویوں کی طرح پک جاتے ہیں اور اسی طرح بڑھ جاتے ہیں اور بہت عمدہ خوشبو دیتے ہیں اور عنبر کہلاتے ہیں۔

روضہ مبارک حضرت علی المرتضٰیؑ شیر خدا

سبحان اللہ جب زائر کوفہ سے نکل کر بطرف نجف اشرف رواں ہوتا ہے اور گنبد مقدس مثل خورشید خاوری چمکتا ہوا نظر پڑتا ہے اسوقت سے ایک ایسا رعب اور دبدبہ اس کی طبیعت پر غالب ہوتا ہے کہ جس کا بیان کرنے سے زبان اور نوک قلم عاری ہے اور یہ رعب وقتاً فوقتاً روبہ ترقی ہوتا ہے جب تک کہ زائر خاص ضریح پاک کے حضور میں مؤدبانہ ایستادہ ہو کر حضرت کی زیارت پڑھ کر فارغ نہیں ہوتا ہے البتہ جب زیارت سے فراغت پاچکا فوراً ایک خورمی اور بشاشت اس کی طبیعت پر آجاتی ہے اور رعب زیادتی جاتی رہتی ہے اور خود بخود زائر کا دل قوت پاجاتا ہے فوراً ایمان سے قلب روشن ہوجاتا ہے۔ یہ روضہ قلب شہر نجف ہے۔

۱۔ گنبد طلا اور ۲۔ گلدستہ اذان تقریباً ۱۶ بیگھہ زمین پر بنا ہوا ہے۔ احاطہ روضہ اقدس ایسا ہی بنا ہوا ہے جیسا کہ کاظمینؑ کے روضہ کا احاطہ ایک منزلہ ہے اور یہ دو منزلہ۔ رنگت دیوار ہائے۔ احاطہ در روضہ اقدس سبز سنہری رنگت کے ہے احاطہ کے چار دروازے ہیں۔

اول باب سوق الکبیر۔ دوم باب طوسی۔ سوم باب سواق الصبغی یا باب سلطانیہ۔ چہارم باب السبیل یا باب القبلہ۔ پنجم قریب باب سوق الکبیر ایک چھوٹا دروازہ موسوم بہ باب قیصریہ ہے صحن احاطہ میں محاذ باب سوق الکبیر ایک حوض بنا ہے جس پر ایک چہل چراغ ہے جسے حوض کوثر کہتے ہیں اور چہل چراغ شب کو لمپ اور فانوس کی روشنی ہوتی ہے صحن میں بطرف باب سوق الکبیر تمام دن بازار نگینہ فروشوں وغیرہ کا لگا رہتا ہے احاطہ طرف طوسی کے صحن میں مجید صاحب نماز پڑھتا ہے زوجہ آغا خان

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سر خوجگان کے مقبرہ کے طاق کے برابر کا طاق سبیل آب ہے در طوسی کے قریب ایک طاق یعنی ایوان کلان ہے اس کے مقابل میں بطرف باب السبیل یہی ایک ایوان کلان ہے پس پشت روضہ کے جو صحن ہے اس صحن کے قریب کے احاطہ کی طاق مسجد اہلسنت کہلاتے ہیں اور اندر یہی تکیہ بکتاشی ہے۔ صحن باب السبیل یا باب قبلہ کے درمیان بھی ایک سبیل خانہ ہے۔ عطاق ہائے خانہ میں تقریباً سب عطاق اور کوٹھروں میں مقبرے ہیں جن کی یہ تفصیل ہے۔ عطاق باب طوسی۔ حجرہ مقبرہ بہق الربیعی۔ ایوان قبر یعنی مقبرہ خدیجہ سلطان۔ حجرہ مقبرہ ملا شفیع بگوشہ حجرہ مقبرہ حاجی محمد علی۔ حجرہ مقبرہ سید محمد علی خان نواب حجرہ مقبرہ سید محمد علی۔ حجرہ مقبرہ شیخ عبدالحسین۔ حجرہ مقبرہ عبداللہ۔ یکتیہ الیکتاشی۔ حجرہ مقبرہ محمد کاظم درمیان صحن الشریف دہنی جانب مقبرہ شیخ جعفر شوشتری و بطرف ایسر مقبرہ سید جعفر قزوینی۔ حجرہ مقبرہ حاجی قمبر۔ حجرہ مقبرہ ملا حسین ایوان کلان میں جو بطرف باب القبلہ ہے قبلہ کے طرف میں مقبرہ عبداللہ ترک اور طرف مقابل قبلہ میں مقبرہ شیخ جعفر طہرانے حجرہ مقبرہ حاجی محمد صادق۔ حجرہ مقبرہ سید محمد خلیفہ۔ حجرہ مقبرہ حاجی محمد باقر کاشی۔ باب السطانیہ یا باب سوق الصغیر۔ حجرہ حاجی عبداللہ حجرہ مقبرہ زوجہ علی اکبر دو گوشہ۔ حجرہ مقبرہ امام جمعہ۔ حجرہ مقبرہ حاجی علی نوشہرے حجرہ مقبرہ سید جواد عاملی۔ حجرہ مقبرہ سید جعفر خراسانی۔ الایوان الکبیر مقبرہ بیت الخراسان۔ حجرہ مقبرہ شیخ حسین نجفی باب القبلہ بطرف راست حضرت مرتضیٰ قدس سرہ مجتہد و بطرف چپ سید اسداللہ۔ حجرہ مقبرہ سید حسین ستر انی حجرہ خزانہ متعلقہ روضہ اقدس۔ حجرہ کتب خانہ متعلقہ روضہ اقدس۔ حجرہ مقبرہ سکندر خان۔ حجرہ مقبرہ حاجی احمد۔ حجرہ مقبرہ صادق گوشہ میں درمیان حجرہ عبدالحسین کی زوجہ۔ حجرہ مقبرہ سید ہاشم۔ حجرہ مقبرہ روضہ مرزا محمد حسین شیرازی۔ حجرہ مقبرہ سید احمد۔ حجرہ مقبرہ حاجی حسن مرزا۔ حجرہ مقبرہ سید محمود الخیاط حجرہ مقبرہ اسمٰعیل۔ باب الصحن موسوم بہ باب قیصریہ۔ حجرہ مقبرہ مرزا احمد۔ حجرہ مقبرہ سیف الملوک۔ حجرہ مقبرہ شیخ محمد حسن حجرہ مقبرہ محمد باقر۔ حجرہ مقبرہ محمد جعفر۔ ایوان المدرسہ۔ حجرہ مقبرہ السرکار بہ سبیل آب۔ حجرہ مقبرہ علی شاہ آغا خان وزوجہ آغا خان۔ حجرہ مقبرہ سید سلمان کمونہ حجرہ مقبرہ مولے الموزی باب الطوسی بطرف راست سید علی غز العلوم۔ بطرف چپ شیخ محمد سمہ و مقبرہ سلیمان۔ اسی دروازہ میں مسجد بھی ہے۔ یہ تفصیل مقابر موجودہ احاطہ مبارک کے ہے۔

صحن مقدس میں بطرف باب الطوسی و باب قبلہ سوق الکبیر زیر دیوار ضریح منبر بچھا کر علماء وعظ فرمایا کرتے ہیں اور طرف گوشہ احاطہ باب القبلہ و باب سوق الکبیر بھی بعض اوقات وعظ ہوتا ہے۔ باب قیصر جو احاطہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کا باب پنجم ہے وہ بہت چھوٹا دروازہ ہے باب سوق الکبیر سے زائر داخل صحن مقدس ہوتے ہیں جس کے سامنے باب طلا ضریح اقدس کا ہے اور ایک چبوترہ جس کے لب پر ۱۳ عدد ستون لکڑی کے خوش نما نصب ہیں جن پر رات کو روشنی ہوتی ہے۔ ایک کفشداری چبوترہ کے ایک جانب یعنی بطرف در قبلہ اور دوسری بطرف در طوسی ہے کفشداری کے قریب دونوں طرف گلدستہ ہائے اذان نہایت خوشنما اور بہت عمدہ سنہری رنگت کے بنے ہوئے ہیں۔ چبوترہ پر پہنچ کر باب طلا جو فی الاصل طلائی کام کا بڑا شاندار دروازہ ہے۔ جس کی ہر دو بغل میں دو ایوان بنے ہوئے ہیں۔ حایر ضریح کا ہے یعنی برآمدہ اس مکان کا ہے کہ جس کے اندر قبر پاک ہے حایر کی دیواروں اور چھت میں آئینہ بندی کا کام ہے اور یہ حایر مکان قبر شریف کے ہر چہار سمت ہے۔ اس حایر کے ہی دونوں طرف کفشداری کے سامنے چہل چراغ بنا ہوا ہے۔ حایر طرف باب طوسی میں ایک ممبر رکھا ہے اور اس طرف میں ایک دروازہ اس مکان کا ہے جس میں قبر مطہر ہے اور اس حایر کی دیوار بیرونی میں مقبرہ قایم صدر اعظم۔ مقبرہ فرمان فرما عجمی اور مقبرہ محمد شاہ بادشاہ عجم کا ہے۔ یہی جان لینا چاہیے کہ دیواریں روضہ کی ایسی ایسی عریض ہیں جن کے عرض میں حجرے بخوبی بن سکتی ہیں۔ حایر طرف مسجد کے دیوار بیرونی میں مقبرہ خان بابا۔ مقبرہ ناظم تاجر عجمی۔ مقبرہ وزیر لوائی عجمی۔ مقبرہ امام جمعہ ہے اور حایر طرف سبیل میں زنانہ مسجد ہے۔ حایر طرف باب طلاسی قبر کے مکان مقدس کے دو در نقری ہیں جن سے اندر اس مکان بزرگ کے جاتے ہیں۔ اس مکان میں مثل ایک کلاں کوٹھری کے بالکل چاندی کی ضریح ہے جس کی دیواریں بھی چاندی کی اور چھت بھی چاندی کی ہے چار محراب اس کے عرض میں اور پانچ طول میں ہیں ایک محراب دروازہ اس ضریح کا ہے دروازوں کی سمت حضرت کے پاؤں ہیں۔ حضرت کے سر مقدس کی طرف جو ایوان ہے اس میں قرآن خوانی ہوا کرتی ہے اور حضرت کی پشت کی جانب لوگ نمازیں پڑھا کرتے ہیں اور زیارت بھی حضرت نوحؑ و آدمؑ کی اسی طرف پڑتے ہیں جناب کی قبر میں دو نشان ہیں جس میں ہیرے لگے ہوئے ہیں اور یہ وہ نشان ہے جن مرہ بن قیس کے قتل کے واسطے آپ کی انگشت اعجاز باہر آئی تھی۔ جس کے طبق پر نادر شاہ نے ایک قطعہ لکھا ہے جس کا اول شعر یہ ہے۔

آن اسپ امام کز دو انگشت　　چوں مرہ قیس کافری کشت

اسی طرف اور بہت بہت عمدہ اور لاکھوں روپیہ کا زیور ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سامان روشنی واسباب دیگر

سرشام سرخدمہ معہ خدام شب حاضر ہوکر ایک چراغاں بنا کر ضریح اقدس کے قریب مودبانہ کھڑے ہوکر زیارت خوانی کر کے چراغاں ضریح رکھوا دیتا ہے بعد ازاں خدام اسباب روضہ کو دیکھ لیتی ہیں اور دیگر روشنی کرتے ہیں بعد سپردگی سرخدمہ چلا جاتا ہے اب جابجا احاطہ کی کل طاقتوں میں اور چہل چراغوں پر ستونوں پر فانوس و جھاڑ وغیرہ روشن کیئے جاتے ہیں ایوان شریف میں ۳۵ فانوس باب الحرم شریف میں باب اول پر چار جھاڑ اور رواق شریف پر ۶ لالہ حرم شریف کے سرمقدس کی طرف صاحبہ ملکہ جہاں کی طرف سے ایک تاج مکلل بجواہر روضہ میں لٹکتا ہے اور ایک چہل چراغ پانچ بتی کا اور دو شمعدان بڑے سونے کے اور دو گھڑیں اور پائے مبارک کی طرف تین جھاڑ اور ۱۳ ہانڈیاں چاندی کی اور دو شمعدان چاندی کے بڑے پائے مبارک کی طرف تین جھاڑ اور تین قندیل اور دس معلقات چاندی کے اور بارہ قندیل بڑے چاندی کے اور دو شمعدان چاندی کے پشت مبارک کی طرف چاندی کے قندیل ۱۳ اور تین چہل چراغ اور ۲ شمعدان بڑے چاندی کے اور دو اعناب بڑے ایک بجانب قبلہ ایک محاذ قبلہ چار بڑے اعناب حرم شریف کے ستونون میں ضریح مقدس کے اوپر ایک قندیل مرصع سونے کی بہت بڑی اور بارہ قندیل سونے کی چھوٹی اوپر ان کی علاوہ ازیں ۷ خزانہ حضرت کے ہیں دو متعلق روضہ مبارک سے ہیں اول خزینہ جواہرت دوم خزینہ نقد و اسباب طلا و نقرہ سوم خزینہ اسلحہ چہارم خزینہ پردہ ہائے کارزردوزی کا پنجم کتب خانہ ششم فرش یعنی دری وقالین وغیرہ اسباب ہفتم خزینہ اسباب متعلقہ روشنی۔ روضہ کے صحن میں پتھر کا فرش ہے اور اندر روضہ کے سنگ سفید کا فرش دیواروں پر قسما قسم کے بعض عمدہ عمدہ پتھر نصب ہیں باب طلا کے اوپر نقش کھدا ہے جس کو دردہ کا نقش کہتے ہیں۔ ۞

محمد عباس شیروانی شاگرد مرزا غالبؔ کا بیان ------ ۱۳۱۰ھ

ابوالفضل محمد عباس شیروانی مرزا غالبؔ کے شاگردوں میں سے تھے۔ ان کا شجرہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے ملتا ہے۔ ابو الفضل عباس بن احمد بن محمد بن علی بن ابراہیم بن یوسف بن،

۞ سلوک زائرین ص ۱۰۵، ۱۱۵

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

--------۔بن جابر بن عبداللہ انصاری۔

۲۲ شوال ۱۲۴۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۱۵ھ میں انتقال کیا۔ ان کی کتاب ''تاریخ آل امجادؑ'' کے آخر میں ان کے حالات زندگی شائع ہوئے ہیں اوران کی ۴۶ کتابوں کی فہرست بھی درج ہے۔ سرماہی ''اردو'' (انجمن ترقی اردو۔کراچی) کے غالب نمبر شمارہ ۱، ۱۹۶۹ھ صفحہ ۷۵ پران کی خدمات پر ایک مقالہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ ان کی کتاب ''تاریخ آل امجادؑ'' میں معصومینؑ کے روضوں کی نادر تصاویر شائع ہوئی ہیں۔ جس میں سے روضہ امیر المومنینؑ کی تصویر آل کتاب میں شامل کی گئی ہے انھوں نے ۱۳۱۰ھ میں زیارات کا سفر کیا تھا۔

نجف اشرف کا حال یوں لکھتے ہیں:۔

''کربلا سے نجف تیرہ فرسخ دور ہے۔ دور سے قبہ مرتضوی نظر آتا ہے۔ قریب شہر قبہ حضرت ذوالکفل وہود وصالح علیہم السلام دکھائی دیتے ہیں پھر میدان وادی السلام ملتا ہے۔ یہاں ہزاروں مومنین کی قبریں ہیں قبہ انور مع دو مینار طلائی دروازے نقرئی ہیں۔ اندرونی در و دیوار کاشی کار تمام روضہ قنادیل طلا ونقرہ وشیشہ آلات سے سجا ہے۔ ضریح فولادی باہر نقرہ کار ہے۔ شامیانہ شال کا لگا ہے۔ تاج مرصع وشمشیر وزرہ بھی آویزاں ہے۔ فرش مرمر کا ہے۔ صحن کشادہ حجرات متعدد مسجد میں باجماعت نماز ہوتی ہے۔ خدام چار سو (۴۰۰) نفر ہیں۔ گرد احاطہ روضہ شہر نجف آباد ہے۔ مکانات پختہ بازار مسقف ہر شے دنیا کی میسر، مدارس تمام عمدہ، علماء بکثرت مدارس میں درس کی دو قسم ہیں۔ اول میں مبتدی کتاب دیکھ کر سبق صرف ونحو، منطق وادب پڑھتے ہیں۔ اسے مقدمۃ العلوم کہتے ہیں۔ قسم دوم میں مجتہدین برسر منبر تفسیر حدیث وفقہ اصول پڑھتے ہیں اور طلاب اس کو کتاب میں دیکھتے ہیں اور جو بات قابل دریافت ہوتی ہے وہ مجتہد سے دریافت کرتے ہیں۔ ؏

کتاب ''ہدایت الزائرین'' ---۱۹۲۵ھ

شیخ خادم حسین نارووالی لکھتے ہیں:۔

کربلائے معلیٰ سے نجف اشرف تقریباً ۳۹ میل ہے۔ جانے کے لیے موٹریں اور لاریاں ہر

؏ تاریخ آل امجاد صفحہ ۳۷

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وقت موجود رہتی ہیں کس روزانہ معمولی ہے۔ لیکن اگر کوئی مخصوص ہو تو پھر کرایہ اس سے تین چار گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ دوسرا راستہ نجف اشرف کے جانے کا جو متوسط الحال لوگوں کے لیے زرا سستا بھی ہے۔ پہلے کربلائے معلّیٰ سے طواریج بذریعہ اربانہ جاویں۔ فاصلہ چودہ میل کے قریب ہے اور کرایہ فی کس تقریباً سات انے ہیں اور بعض صاحبان پیدل ہی چلے جاتے ہیں۔ طواریج میں سرائے ہے۔ وہاں بالکل مفت قیام کر سکتے ہیں۔ طواریج سے بذریعہ کشتی چار آنے فی کس یا بذریعہ موٹر کشتی آٹھ آنے فی کس کوفہ پہنچ جایئے۔ نہر فرات تواریخ سے کوفہ کو جاتی ہے۔ کوفہ سے بذریعہ ٹریم نجف اشرف ۵/ فی کس۔ اسی طرح صرف ایک روپیہ میں کربلا معلّیٰ سے نجف اشرف پہنچ جاتے ہیں اور کوفہ کے مقدس مقامات کی زیارت کا شرف بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر بذریعہ موٹر جاویں تو راستے میں دو جگہ موٹریں کھڑی ہوتی ہیں۔ وہاں خورد و نوش کا سامان مل جاتا ہے۔ ایک نخیلہ موٹر کھڑی ہونے کی جگہ ہے۔ نخیلہ ایک قریہ ہے۔ جو کربلائے معلّیٰ سے قریباً بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں تک جناب سید الشہداؑ نے فوج یزید پر حملہ کیا تھا اور مقتولوں کے پشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ اس طرح فوج یزید بھاگ رہی تھی جس طرح بکریاں شیر سے بھاگتی ہیں۔ یہ حملہ حملہ حسینی نہ تھا بلکہ حملہ حیدری تھا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ حملہ حملہ حیدری سے کہیں بڑھا ہوا تھا۔ صرف ۵۳ منٹ کے عرصہ میں باوجود اتنے صدمات کے تشنگی اور گرسنگی کی حالت میں اس قوت کا ظہور یہ قوت، قوت الٰہیہ تھی اور یہ وہ مقام ہے کہ ابن زیاد بعد روانہ کرنے فوج کے طرف کربلا کے آپ نخیلہ آ گیا تھا۔ دوسرا مقام جہاں موٹریں کھڑی ہوتی ہیں۔ وہ نخیلہ سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر ایک سرائے ہے۔ جو سرائے خان کے نام سے مشہور ہے۔ سڑک کی جانب قہوہ خانہ ہے اور ایک چھوٹا سا بازار ہے جہاں ہر قسم کے کھانے پینے کا سامان مل جاتا ہے۔ موٹروں والے پٹرول وغیرہ بھرتے ہیں اور سڑک کے دونوں طرف کچھ مرد اور عورتیں نان۔ اُبلے ہوئے انڈے۔ اخیار۔ تربوز۔ انگور۔ دہی کے پیالوں کی دکان لگائے بیٹھی رہتی ہیں۔ موٹریں یہاں کچھ دیر ٹھہر کر چلتی ہیں۔ بس چلنے کے بعد ہی نجف اشرف ۹ میل کے قریب رہ جاتا ہے تو گنبد طلائی جناب سیدنا و مولانا امیر المومنین علی ابن ابی طالب آفتاب کی شعاعوں میں چمکتا ہوا نظر آنے لگتا ہے۔ اس وقت فرط محبت سے دل میں خوشی پیدا ہوتی ہے۔ کہ ہم جیسے نجس انسان کو خداوند تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا کہ اس طہر و مطہر دربار تک ہم کو رسائی حاصل ہو گئی۔ اس فرط انبساط سے خود بخود درود و سلام کے نعرے بلند ہوتے ہیں لیکن ساتھ ہی اس آقائے مظلوم

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی بیکسی یاد آتی ہے۔ اب ہم بالکل اس پاک وطیب زمین کے قریب پہنچ جاتے ہیں جہاں مومنین کے امیر تمام عالم کے دستگیر کی آرامگاہ ہے ایک عظیم الشان قبرستان کو طے کر کے جو نجف اشرف کے تین طرف پھیلا ہوا ہے اور جس میں علاوہ معمولی قبروں کے بے شمار گنبد بھی ہیں۔ باب الولایت کے قریب کے دروازے سے گذر کر شہر پناہ کے اندرونی حصہ میں موٹریں چلی جاتی ہیں۔ باب الولایت موٹر اور گاڑیوں کے لیے بند ہے۔ صرف آدمی آجا سکتے ہیں۔ وہاں مختلف خداموں کے آدمی موجود رہتے ہیں۔ بلکہ جو خدام بھی ہوتے ہیں۔ جس کے یاں جانا ہو۔ اسے کہہ دیں۔ وہ سب آپ کا سامان وغیرہ گھر پہنچانے کا انتظام کر دے گا۔ سید باقر کمونہ اور سید ہاشم اور سید نوری یہاں کے مشہور خدام ہیں۔ سید ہاشم کا تو میں نے نیاز حاصل نہیں کیا۔ سید باقر کمونہ کے ہاں اترا۔ وہ اچھے خلیق ہیں۔ ان کے مکان میں حوض اور کنواں بھی ہے۔ لیکن پینے کے واسطے پانی باہر سے منگوانا پڑتا ہے۔ فی مشک ۲ پانی بہت دور سے ایک نہر ہے۔ اس میں سے گدھوں پر لاتے ہیں اور بیچتے ہیں۔

حوض میں پانی بہت گندہ تھا۔ ہم نے اس کو صاف کروا کر اور بھروایا اور استعمال کیا۔ وہ چھوٹی ڈھولچی اور رسی جو آپ کے پاس ہوگی۔ وہ یہاں آپ کو کنویں سے پانی نکالنے کا کام دے گی۔ تاکہ وضو وغیرہ کے واسطے پانی کنویں سے نکال لیا جائے کہا جاتا ہے کہ سید انوری کا انتظام پانی کے متعلق اچھا ہے۔ غسل کرنے کے لیے حمام بھی موجود ہے۔ وہاں غسل کر سکتے ہیں۔ غسل و تبدیل لباس کے بعد جناب امیر المومنینؑ کی آستان بوسی کے لیے جانا چاہیئے۔ صحن میں داخل ہونے سے پہلے دعا پڑھیں۔ صحن نہایت کشادہ اور وسیع ہے گرد احاطہ بلند اور پختہ ہے۔ ہر طرف حجرہائے منقش و رنگین بنے ہوئے ہیں۔ رواق کے جوانب میں متعدد کفش بردار مقرر رہیں۔ دعائے اذن پڑھ کر روضہ شیر خدا میں داخل ہو جائیں اور زیارت پڑھیں۔ پھر طواف کر کے بوسہ دیں اور پھر زیارت حضرت آدم صفی اللہ اور حضرت نوح نجی اللہ کی پڑھیں۔ کیونکہ وہ بھی اسی جگہ مدفون ہیں اور پھر زیارت حضرت امام حسینؑ بھی پڑھیں۔

پھر اس خالق کون و مکان کا شکریہ ادا کریں۔ جس نے ہم کو توفیق عطا کی کہ ہم نے اس متبرک مقام کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ جس سے ہم کو سعادت ابدی اور دولت سرمدی حاصل ہوئی۔

قبہ انور کا گنبد طلائی ہے۔ جو بہت دور سے درخشاں نظر آتا ہے۔ اردگرد مینار طلائی ہیں۔ جن میں سے ایک کعبہ کی طرف کسی قدر جھکا ہوا ہے۔ ایوان طلائی زیر گنبد مینار کار جابجا برنگ کاشانی منقش

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہیں۔ روضہ میں طلائی ونقرئی قنادیل آویزاں ہیں۔ باہر کے دروازے پر زنجیر طلائے نادری لٹک رہی ہے اور کہتے ہیں کہ نادر شاہ نے اپنے آپ کو اس زنجیر سے کتے کی طرح باندھا تھا اور فرط عقیدت سے سگ درگاہ جناب امیر المومنینؑ بنا تھا۔ ضریح مقدس اندر فولادی۔ باہر نقرئی ہے صندوق قبر انور بلند ہے۔ اس پر قیمتی شال بچھی رہتی ہے اور تاج۔ شمشیر۔ زرہ اور سپر لگے ہوئے ہیں۔ ایک سونے کا بخوردان رکھا ہوا ہے۔ جو شاہ سلطان حسین کی بیٹی نے ہدیہ کیا تھا۔ ایک طلائی تاج مرصع روضہ کی چھت میں ایک قندیل کے اندر رکھا ہے۔ یہ تاج محمد شاہ شہنشاہ ہند کا تھا۔ ہندوستان سے نادر شاہ نے لا کر رکھا تھا اور ایک تاج زرین فتح علی شاہ قاچار شہنشاہ ایران کا ہے۔ جو ضریح اقدس کے قبلہ رخ صندوق مبارک سے لگا رکھا ہے۔ ضریح اقدس میں سر مطہر کے نزدیک دو سوراخ ہیں۔ ان سوراخوں کے نزدیک گراں بہا جواہر آویزاں ہیں۔ یہ سوراخ وہ ہیں کہ جس وقت مُرہ بن قیس حضرت امیر المومنینؑ کے دفن کے بعد اپنے پرانے کینے کی وجہ سے ضریح اقدس کے ساتھ بے حرمتی کرنا چاہتا تھا۔ ان سوراخوں سے آپ کی دو انگلیاں باہر نکلیں اور شمشیر کی طرح اس شقی ازلی کے دو ٹکڑے کر دیئے جب ان دونوں ٹکڑوں کا وزن کیا گیا تو بالکل مساوی نکلے۔ اس وقت لوگوں کو یقین ہوا کہ جناب امیرؑ کا قتل کیا ہوا ہے۔ ضریح مبارک کے گرد سنگِ مرمر کا فرش ہے۔ رواق میں جا بجا لوگ قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے ہیں۔ واعظین عرب وعجم فضائل ومصائب خمسہ جا بجا بیان کرتے ہیں۔ زائرین کا ہجوم ہر وقت رہتا ہے شب جمعہ کو اور مخصوص کے روز خدام صف بستہ صلوٰۃ ومناقب پڑھتے ہیں۔ روضہ شریف میں بجلی کی روشنی ہوتی ہے۔ جس سے تمام روضہ صحن منور ہو جاتا ہے۔ راستوں میں اور کئی دوکانوں میں برقی روشنی ہوتی ہے۔

نجف اشرف میں زیارت رسول خداؐ بطرف جنوب۔

زیارت جناب سید الشہداؑ جانب شمال۔

زیارت امام رضاؑ جانب مشرق۔

زیارت حضرت آدمؑ وحضرت نوحؑ بطرف جنوب۔

محاذی قبر بہ پشت سر جناب امیرؑ پڑھنی چاہیے۔

روضہ منورہ کے دروازوں کے نام یہ ہیں:۔

(۱) باب الساعت یا درِ نادر جانب مغرب۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۲) باب طوسی جانب شمال

(۳) باب المراد یا باب الفرج جانب مشرق۔

(۴) باب قبلہ (در قبلہ) جانب جنوب۔

اندرون حرم بہت سے قطعات منقش آویزاں ہیں۔

ایک قطعہ پر یہ رباعی لکھی ہے:۔

جاگزیں کعبۂ دل میں ہے ولائے حیدرؑ
اور پہنچا ہے وہاں کون سوائے حیدرؑ
راہ معبود میں چلنے کا یہ رتبہ ہے نقی
زینت دوش محمدؐ ہوئے پائے حیدرؑ

روضہ مبارک کے خاص صدر دروازے کے ایک جانب مشرق جناب علامہ حلی اعلیٰ مقامہ کی قبر ہے اور دوسری جانب مغرب کی طرف جناب علامہ اردبیلی اعلیٰ اللہ مقامہ کی قبر ہے۔ یہ دونوں بزرگوار علم وعمل میں یکتائے زمانہ تھے اور صاحبان کشف تھے۔ علاوہ ان بزرگواروں کے اپنے قیام سے روضہ منورہ کو جاتے ہوئے چند ایک مقبرے ملتے ہیں۔ جن میں بہت سے مشہور علماء مدفون ہیں۔ نجف اشرف شیعہ علماء کا مرکز ہے۔ حجۃ الاسلام سید ابوالحسن اصفہانی آج کل یہاں کے مشہور مجتہدین میں سے ہیں۔ بہت سے حضرات انہیں کے فتوے پر عمل کرتے ہیں اور انہیں کی تقلید میں ہیں۔ جناب مرزا حسین نائنی بھی مشہور مجتہدین میں سے ہیں۔ ان کے بھی بہت سے مقلد ہیں۔

مولوی سید محمد فیروز آبادی اعلیٰ اللہ مقامہ، بھی ایک مشہور مجتہد تھے۔ لیکن چند مہینے ہوئے ہیں کہ انھوں نے اس دار فانی سے عالم بقا کو کوچ کیا ہے، ایک اور مجتہد بھی ہیں۔ جن کا اسم مبارک سید ابو القاسم طباطبائی ہے۔ بہت خلیق ہیں۔ میں ان کے گھر ایک مجلس سننے کے لیے گیا تھا بڑے مخلص ہیں لیکن معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ ان کے مقلد بہت کم ہیں۔ نجف اشرف میں کربلائے معلی سے زیادہ لاشیں اطراف وجوانب سے بلکہ اکثر دور مقامات سے برائے تدفین آتی رہتی ہیں۔ ان لاشوں کو ضریح اقدس کا طواف دے کر قبرستان میں جسے وادی السلام کہتے ہیں دفن کر دیا جاتا ہے۔ وادی السلام نجف شہر کے باہر ایک وسیع قبرستان ہے۔ جس میں ہزار ہا قبریں اور صدہا گنبد نظر آتے ہیں۔ جانب شمال مشرق ایک

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گنبد دار روضہ ہے جس میں دو پیغمبر حضرت ہود اور حضرت صالح مدفون ہیں۔ ضریح مبارک پیتل کی ہے یہاں زیارت پڑھنا چاہیے۔ متولی ہر وقت موجود رہتا ہے جو زیارت پڑھواتا ہے۔

نجف کی زیارات

وادی السلام میں ایک گنبد دار مقام ہے۔ اس کو مقام آخرالزمان کہتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہاں وہ ہر جمعرات کو آ کر مغرب وعشا کی نماز پڑھتے ہیں۔ یہاں بھی دو رکعت نماز اور زیارت پڑھنا چاہیے۔ علماء۔ امراء اور خاص خاص لوگوں کو ان کے درجہ کے مطابق صحن یا رواق سے سرداب میں دفن کیا جاتا ہے جس کے لیے کچھ ادا کرنا پڑتا ہے۔ میرے وہاں جانے سے پہلے ایک لاش دور مقام سے (شاید جرمن سے) بذریعہ ہوائی جہاز آئی تھی۔

یہاں کی مشہور خصوصیتیں حسب ذیل ہیں۔ جن پر بڑا ہجوم ہوتا ہے۔

(۱) یوم ولادت جناب امیرؑ ۱۳ رجب المرجب۔

(۲) یوم شہادت ۱۹ تا ۲۱ رمضان المبارک۔

(۳) یوم غدیر ۱۸ ذی الحجۃ الحرام۔

یوم شہادت کو اس زور شور سے ماتم ہوتا ہے کہ ماتم کرنے والوں کے گریہ سے دل ہل جاتے ہیں۔ کوفہ کی سڑک پر نظر اٹھا کر دیکھئے تو ہر شخص سیاہ لباس میں ملبوس نظر آتا ہے۔ روضہ شریف کے گوشہ جنوب و مغرب کی طرف کچھ دور جا کر شہر کے کنارے ایک گنبد دار مکان بنا ہوا ہے۔ جو مقام سید الساجدین امام زین العابدین سے مشہور ہے۔ آپ جس وقت اپنے جد بزرگوار کی زیارت کے لئے تشریف لائے تھے۔ تو آپ نے یہاں قیام فرمایا تھا اور جب تک مقیم رہے ہے خالق ذوالجلال کی عبادت میں مشغول رہے۔

مسجد حنانہ

نجف اشرف سے تھوڑے فاصلہ پر مشرق کی جانب کوفہ کے راستے کے کنارے پر ایک چھوٹی سی مسجد ہے جو مسجد حنانہ کے نام سے مشہور ہے۔ علامہ حاجی مرزا حسین قدس اللہ سرہ، وشیخ مفید علیہ الرحمۃ وشیخ محمد مہدی اور علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ اعلی اللہ مقامھم نے فرمایا ہے کہ جب امیر المومنینؑ کے جنازہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اطہر کو کوفہ سے نجف لا رہے تھے تو اس وقت مسجد کا ایک گوشہ برائے تعظیم کسی قدر جھک گیا تھا اور ان تمام علماء سے روایت ہے کہ عمر سعد اور اس کا لشکر سر اطہر جناب امام حسینؑ کا کوفہ لے جا رہا تھا۔ وہ لشکر بغرض حصول اجازت برائے داخلہ کوفہ یہاں ٹھہر گیا اور سر اطہر کو نیزہ سے اتار کر اسی مسجد میں رکھا۔ چنانچہ نشان ضریح مبارک یہاں بنا ہوا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ سر مبارک امام حسینؑ یہاں دفن ہے۔

شیخ الفقہا محمد حسن صاحب جواہر الکلام فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک یا گوشت یا اجزائے سر مبارک اس جگہ دفن ہے۔ حضرت صادق سلام اللہ علیہ نے یہاں چار رکعت نماز اور زیارت امام حسین پڑھنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ حضرت امام زین العابدینؑ نے بھی یہاں نماز پڑھی۔

الغرض واقعات کربلا کی کئی تصویریں یہاں آویزاں ہیں۔ خدام ہر وقت تو نہیں لیکن اکثر یہاں حاضر رہتے ہیں اور زیارت وغیرہ پڑھاتے ہیں اور روضہ کمیلؑ ابن زیاد پر بھی لے جاتے ہیں اور زیارت پڑھاتے ہیں۔

روضہ کمیل ابن زیاد۔ یہ روضہ نجف سے جانب مشرق مسجد حنانہ کے گوشہ جنوب و مشرق کی طرف کوفہ جانے والی ٹریم لائن سے کچھ فاصلہ پر ہے۔ آسانی سے پیادہ جا سکتے ہیں۔ گدھے اور گھوڑے بھی باب الولایت کے باہر کرایہ پر مل سکتے ہیں۔ روضہ کمیل ابن زیاد میں تین اصحاب امیر المومنینؑ جو صاحب اسرار تھے مدفون ہیں۔

⊙ کمیل ابن زیاد علیہ الرحمۃ جناب امیر المومنینؑ کے خاص شیعہ اور حضرت امام حسنؑ کے حجت تھے۔ اکثر لڑائیوں میں جناب امیر المومنینؑ کے ہمراہ رہے اور کئی مرتبہ خوارج کے مقابلہ میں جناب امیرؑ نے آپ کو لشکر کا سردار بنا کر بھیجا۔

⊙ احنف بن قیس۔ آپ بھی جناب امیرؑ کے خاص شیعہ اور حجت تھے۔ جمل کی لڑائی میں طلحہ اور زبیر کے لشکر سے علیحدگی اختیار کر کے مع اپنے لشکر کے ہمراہ تھے۔ رسول اللہؐ نے آپ کو دعا دی تھی۔ فضائل جناب امیرؑ کے بیان کرنا ان کا شیوہ تھا۔

⊙ تحفۃ العالم جلد ۲ صفحہ ۲۶۸

⊙ تحفۃ العالم جلد ۲ صفحہ ۲۶۸

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

①رشید ہجری بھی جناب امیرؑ کے پکے شیعہ تھے۔ حجاج بن یوسف نے ان کو گرفتار کیا اور امیرالمومنینؑ کی شان اقدس میں ان سے سب وشتم کرانا چاہا۔ مگر انہوں نے بجائے امیرالمومنینؑ کے حجاج کو برا بھلا کہا۔ جس کی وجہ سے اس شقی ازلی نے ان کو قتل کرادیا۔

اس مقبرہ کے ساتھ دس قدم کے فاصلہ پر ایک سڑی ہوئی مٹی کا ڈھیر ہے۔ یہاں کہتے ہیں۔ کہ زیاد علیہ العنۃ اور مغیرہ بن شعبہ وابوموسیٰ الاشعری علیہم العن دفن کئے گئے تھے۔ باقی زمین بالکل سفید ہے۔ سوائے اس جگہ کے جو کہ سڑ کر سیاہ گئی ہے۔ جو ان کی خباثت اور دوزخی ہونے کا ثبوت دے رہی ہے۔

اس کے بالکل قریب جانب مشرق ایک کنواں ہے ایک دفعہ بطور اعجاز اس کنویں کا پانی جناب امیرؑ کے وضو کے لیے اوپر آ گیا تھا۔ اس کنویں کا پانی شفا امراض ہے۔ تبرکاً پانی پینا چاہیے۔

نجف اشرف ایک اونچے مقام پر آباد ہے کربلائے معلیٰ کی نسبت یہاں گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ آبادی تقریباً چالیس ہزار ہے۔ روضہ اقدس کے گرد مکانات بلند اور پختہ بنے ہوئے ہیں۔ بازار عمدہ بعض مسقف بعض سایہ دار ہیں۔ ہر قسم کے کپڑے، ظروف، میوہ، جات کھانے پینے کی چیزیں۔ نان گوشت۔ ترکاریاں۔ تربوز۔ خربوزے وغیرہ کثرت سے ملتے ہیں۔ یہاں کے عنبر اور چاول مشہور ہیں۔ کہربا عمدہ اور اعلیٰ قسم کا یہاں دستیاب ہوتا ہے۔ اکثر زوار کہربا یہاں سے خریدتے ہیں۔

نجف باب العلم اور دار العلم مشہور ہے۔ مساجد اور حمام متعدد ہیں۔ مسافروں کے لئے اگر وہ خدام کے ہاں نہ رہنا چاہیں تو کئی سرائیں بھی موجود ہیں۔ لیکن چونکہ خداموں کا گزر زائرین پر ہے۔ اس لئے ان کے ہاں رہنے کو ترجیح دینی چاہیے۔ زبان یہاں عربی۔ فارسی اور اردو بولی جاتی ہے۔ مکانوں کے نیچے تہ خانے بنے ہوئے ہیں۔ جو بہت سرد ہیں۔ کنویں بہت گہرے ہیں اور پانی کھارا ہے۔ پینے کے لئے ایک چھوٹی سی نہر سے لایا جاتا ہے۔ جو شہر کے جنوب کی طرف واقع ہے۔ کوشش ہو رہی ہے کہ یہاں نہر فرات سے کاٹ کر ایک بڑی نہر لائی جائے۔ جس سے پانی کی افراط ہو۔ علاوہ پینے کے کاشتکاروں کو بھی فائدہ پہنچے اور ریلوے لائن کی بھی امید کی جاتی ہے کہ مدینہ کربلا برانچ لائن کو توسیع نجف اشرف تک دی جائے یہ بہت مفید ہوگی۔

---

① تحفۃ العالم جلد ۲ صفحہ ۲۶۸

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جس وقت ہماری گھڑی میں چھ بجتے ہیں یعنی جب نماز مغرب کا وقت ہوتا ہے۔ اس وقت نجف اشرف (عراق) میں بارہ بجتے ہیں۔ گویا عربی ٹائم اور ہمارے ٹائم کا چھ گھنٹے کا فرق ہوتا ہے"۔ ○

کتاب "زائر حسین کا روزنامچہ" ---- ۱۹۵۲ھ

عمدۃ الاطباب جناب علی اختر لکھتے ہیں:

"دیواروں پر خوبصورت نقش ونگار۔ رنگا رنگ قلم کا کاشانی کام۔ ہر ہر جگہ آیات قرآنی۔ یا اشعار منقبت کی تحریر بے نظیر خطاطی کے نمونے۔ ایرانی قالین کی صنعت کاریاں۔ روشنی کا زیبائش سامان۔ پرانے نمونہ کے شیشہ آلات جھاڑ فانوس، نئے طرز کے برقی روشنی کے دیدہ زیب قمقمے وغیرہ وغیرہ۔ اندر حرم مبارک آئینہ بندی بہ طرز جدید۔ جس کو شاہ ایران نے بنوایا ہے یہ قطعہ خوبصورت لکھا ہوا۔ فریم کیا ہوا۔ داخلہ حرم کے دروازہ کے متصل ہی۔ اندر کی دیوار پر آویزاں ہے۔ جو علاوہ لطافت زبان و انداز ادا کے۔ اپنی جگہ پر مداح کی منزل محبت کا بھی آئینہ دار ہے۔

گر در حرمت آئینہ داری کردم   کارے نہ سزائے شہریاری کردم
تا جلوہ حق بہ بینم از طلعتِ تو   در پیش رُخت آئینہ داری کردم

(محمد رضا شاہ پہلوی)

دیواریں زیرین حصہ کی سنگ یشب کے بہترین قسم کے ٹائیلس سے مزین۔ بڑے بڑے نقریا گنگا جمنی دروازے خدام وجاروب کش۔ داخلہ کے دروازوں پر کفش بردار۔ ہر وقت مصروف خدمات۔ ضریح مبارک کے گرد نقری جالی کا وسیع کٹہرا جس میں شاہی تحائف رکھے ہوئے۔ کہیں مرصع بہ جواہر تاج۔ کہیں مرصع بہ جواہر تلواریں وغیرہ وغیرہ۔ مختصر یہ کہ ایک مکمل شاہانہ تزک واحتشام۔

یہ سب کس کے لیے؟ اس بزرگ کے لئے۔ جس نے تمام عمر غریبوں۔ محتاجوں۔ فقیروں۔ میں بسر کی اور اپنی زندگی سے اس درجہ مطمئن تھے کہ "غریب جالس غریبا" فخریہ فرمایا کرتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔ تمام عمر نان جویں پر بسر کی۔ لیکن دوسرے ننگے بھوکوں کی امداد پر ہر وقت کمر بستہ رہے۔ تقوی کا مالک۔ زہد کا سراپا۔ تاجدار کونین محمد مصطفیؐ کی آغوش کا پلا ہوا بھائی۔ فاطمہ زہراؑ بنت رسول

○ ہدایت الزائرین ص ۱۴۹، ۱۶۹

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خداؐ کا شوہر حسنینؑ کے پدر بزرگوار شیعوں کے امام اول۔ مسلمانوں کے خلیفہ چہارم۔ علی ابن ابی طالبؑ کے لیے ہاں۔ ہاں۔ یہ سب اسی بزرگ کے نام پر ہورہا ہے۔ اہل دنیا۔ دیکھیں اور غور کریں۔ علیؑ نے اپنی زندگی کو ان چیزوں سے بے نیاز بنا کر قربت ورضائے الٰہی کے لیے وقف کر دیا تھا۔ خدا کی عبادت۔ رسولؐ کی رفاقت۔ اسلام کی خدمت وحفاظت ماحصل حیات علیؑ رہا۔

آج آرام گاہ امیرالمومنینؑ میں ایک طرف تو یہ سب شاہانہ تزک واحتشام۔ دوسری جانب۔ شبانہ روز عبادت گزار مومنین کا مجمع۔ کوئی مشغول نماز۔ کہیں قرآن خوانی۔ کسی جگہ زیارت پڑھنے والوں کا ہجوم۔ کوئی مصروف دعا واستغفار۔ درود وسلام کا غلغلہ۔ مختصر یہ کہ روحانی ارتقاء کے لیے فیض رساں چشمہ معرفت یہ سچ ہے کہ جب بہ یک وقت ان دونوں مناظر کو ایک زائر چشم بصیرت سے دیکھتا ہے تو حضرت کی زبان سے نکلے ہوئے فقرہ ''فزت برب الکعبہ'' کا مطلب سمجھ میں آتا ہے۔

خوشا ماخوشا دین ودنیائے ما کرہم چون علیؑ ہست مولائے ما

۲۲ اپریل ۱۹۵۲ھ ۲۶ رجب سہ شنبہ پچھلی رات میں قریب ۴ بجے کے آنکھ کھل گئی کچھ ہی وقفہ کے بعد عربی لہجہ میں دعا ومناجات پڑھنے والے کی آواز کان میں آئی کمرہ سے باہر آ کر ٹہلتا رہا اور اس تنہائی اور خاموشی میں خدا سے مناجات کرنے والے کی آواز نے قلب کو بہت متاثر کیا۔ تھوڑی دیر بعد نماز صبح کے لیے اذان ہوئی۔ وضو کیا۔ کپڑے پہنے۔ روضۂ منور کی طرف روانہ ہوگیا۔ ۲۷ رجب کی مخصوصی کی شرکت کے لیے زائرین کا مجمع بڑھتا جارہا ہے۔ وہ صبح کا سہانا وقت اور روضہ مبارک کے پاس چاروں طرف صحن ودلان میں مضافات سے آئے ہوئے عرب مرد وعورتوں کا اژدہام۔ ہر طرف نماز ووظائف دعا وزیارت کی آوازیں بلند اور جوق درجوق زائرین کا حرم میں داخل ہونا۔ عربی وایرانی لہجہ میں مردوں اور عورتوں کا ''یا ابوالحسن وخیلک'' کا نعرہ لگاتے ہوئے ضریح کی جالیوں میں ہاتھ ڈال کر بے تابانہ مخاطبہ اور ان کی والہانہ حرکات عقیدہ تمندی کے مناظر یہ سب مجموعی طور سے ایسا منظر ہے جس سے روح کو بالیدگی میسر ہوتی ہے اور ان بزرگوں کے طفیل میں آج بھی اسلام تعلیم معرفت وحقیقت کی شرف وبزرگی کا اظہار ہوتا ہے۔

آداب زیارت بجالایا۔ ایک گھنٹہ تک گھوم پھر کر ہر طرف حرم کے اندر وباہر دیکھتا بھالتا رہا۔ یہاں بلکہ کربلا وکاظمین ہر جگہ بعد نماز صبح لوگ دانہ خرید کر کبوتروں کو کھلاتے ہیں۔ ہر جگہ اس وقت بہت

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کافی تعداد میں کبوتر دکھلائی دیتے ہیں۔ یہاں آج ہی سے یہ تمام احاطہ کی کوٹھریاں۔ صحنچیاں وغیرہ دیہاتی عرب مردوں عورتوں کے قیام سے بھر چکی ہیں۔ سڑکوں پر ایک سلسلہ اسی قسم کے زائرین کا دکھلائی دیتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کل تک تمام شہر میں باہر سے آنے والے زائرین کا اجتماع ہو جائے گا۔ گھر آ کر ناشتہ وغیرہ سے فراغت حاصل کی۔ مولوی سجاد صاحب ہمارے ساتھ کربلا سے یہاں آئے تھے۔ ان کے مشورہ سے ہم لوگ بعد نماز ظہرین تخمیناً تین بجے دن کو بذریعہ موٹر مسجد سہلہ چلے گئے۔ کیونکہ آج شب چہار شنبہ ہوگی۔ اس رات میں وہاں زیادہ مجمع ہوتا ہے اور اہتمام عبادت یہ ہوتا ہے کہ جناب آغائے بزرگ طہرانی ایک کبیر السن بزرگ مجتہد نجف اشرف سے تشریف لاتے ہیں اور اس مقام پر نماز جماعت مغربین پڑھاتے ہیں۔ جو مقام عبادت و نماز امام جعفر صادقؑ اور اس مقام پر حضرت نے اپنی ایک محب ضعیفہ کے لیے دعا فرما کر بطور اعجاز اس کو اور اس کے لڑکے کو عتاب سلطانی سے نجات دلائی تھی اور قید سے آزاد کرا دیا تھا۔ نجف سے تھوڑی دور پر مسجد حنانہ ہے۔ وہاں رکے ایک مختصر سی جگہ بنی ہوئی ہے۔ ایک روایت اس مسجد کے متعلق یہ ہے کہ جب جناب امیرؑ کا تابوت جنازہ نجف جا رہا تھا۔ اس مقام پر خود بہ خود جھک گیا تھا، یا مسجد کی دیواریں جھک گئی تھیں دوسری روایت ملا مجلسی سے یہ ہے کہ اس جگہ سر مبارک امام حسینؑ زیر نگرانی لی ملعون رکھا گیا تھا۔

دو رکعت نماز مستحب پڑھ کر یہاں سے روانہ ہوئے۔ کچھ ہی فاصلہ طے کیا ہوگا۔ ایک بلندی پر ایک حجرہ بنا ہوا ملا۔ یہ مقام مزار جناب کمیلؒ ابن زیادؒ ہے۔ موٹر سے اترے۔ حجرہ میں جا کر دیکھا۔ قبر جناب کمیل عقی۔ جس پر سیاہ پوشش تعویذ قبر پر پڑی ہے اور ایک شخص بہ طور مجاور موجود تھا۔ جناب کمیلؒ وہ بزرگ ہیں۔ جنھوں نے براہ راست جناب امیرؑ سے بابرکت دعا کی تعلیم حاصل کی اور دعاء کمیل کا نسخہ آج بھی تمام شیعی دنیا میں آپ سے ذریعہ تعارف بنا ہوا ہے۔ یہاں بھی دو رکعت نماز پڑھ کر برکت حاصل کی اور فاتحہ و درود کا ہدیہ پیش کر کے رخصت ہوئے۔

۲۳ اپریل ۱۹۵۲ء ۲۷ رجب چہار شنبہ: آج قریب ۹ بجے صبح کے سب عورتوں بچوں کو ساتھ لے کر بہ ہمراہی سید جعفر صاحب کمونہ (خادم) روضہ اقدس میں حاضر ہوا۔ مخصوصی کی تاریخ ہے۔ بہت اژدہام اندر احاطہ روضہ مبارکہ کے ہے۔ ہم لوگ مقابل حرم مبارک (مقبرہ علامہ سید محمد کاظم طباطبائی اعلیٰ اللہ مقامہ میں جہاں ایک اچھا خاصہ بڑا کمرہ ہے اور اسی کمرہ میں نواب حامد علی خان صاحب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مرحوم سابق والی ریاست رام پور کی بھی قبر ہے) ایک قبر میں بیٹھ گئے اور اسی جگہ ہم لوگ بہ ہمراہی سید جعفر صاحب کمونہ تمام اعمال وزیارت یوم بعثت بجالائے۔ بعد فراغت زیارت وادعیہ حرم میں داخل ہوئے۔ چونکہ مجمع بہت تھا۔ وہاں رک نہ سکے بس طواف ضریح اقدس کر کے واپس گھر چلے آئے۔ ۴ بجے سہ پہر کو گھر سے نکلا۔ میرے ساتھ میری اہلیہ اور میری پوتی صادقہ اختر تھی اور اس کا بھائی حسن عباس سلمہ تھا۔ تھوڑے فاصلہ پر مقام وادی السلام ہے۔ جہاں ایک شہر خموشاں قبور مومنین کا آباد ہے۔ (آج تک اتنا طویل وعریض رقبہ کا قبرستان میں نے نہیں دیکھا) سینکڑوں مرد وعورتیں مصروف فاتحہ خوانی یا تلاش قبور اعزا میں چہل قدمی کرتے ہوئے پائے گئے۔ ہم لوگوں نے فاتحہ خوانی برائے ایصال ثواب ارواح مومنین کی۔ یہ وہ بابرکت جگہ ہے جہاں ارواح مومنین کا مستقر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بھی اس زمین کو عطا فرمایا کہ یہاں مدفون ہونے سے فشار قبر نہیں ہوتا۔

تجربہ شاہد ہے کہ ان قبرستان میں جہاں اپنے عزیز واحباب بھی دفن ہے۔ جب جانے کا اتفاق ہوتا ہے۔ تو پہلے کچھ عبرت ہوتی ہے اور تھوڑی دیر میں وحشت سی محسوس ہونے لگتی ہے۔ برعکس اس کے اس عالیشان قبرستان میں یہ محسوس ہوتا تھا کہ ایک بارونق جگہ پر بیٹھے ہوئے سکون روح اور فرحت قلبی حاصل کر رہے ہیں۔ حقیقت ہے کہ یہ سب برکتیں اسی بزرگوار کے طفیل میں ہے۔ جن کی آرام گاہ یہاں بن جانے سے ہر ہر ذرہ تجلی انوار الٰہی کا مظہر بن گیا ہے۔ اسی مقام وادی السلام میں جناب ہودؑ اور جناب صالح علی نبینا کی قبریں ہیں۔ جن کی زیارات بھی پڑھی جاتی ہیں اور ایک مقام صاحب الزماں ہے جہاں حضرت نے نماز پڑھی تھی۔ اسی جگہ چھوٹی سی مسجد بنادی گئی ہے۔ جس پر فیروزی رنگ کا قبہ ہے۔ (اس کی عمارت کی تکمیل موجودہ رانی صاحبہ محمود آباد سلمہا نے کی کرائی ہے) یہ سب دیکھ رہا تھا کہ مغرب کی اذان کی صدا کانوں میں پہنچی۔

۲۸ رجب ۲۴۔ اپریل پنجشنبہ: صبح ہوئی کچھ دیر گذار کر حمام گیا۔ یہاں کا حمام بمقابلہ کربلا معلیٰ خراب ہے۔ سنا ہے کہ نئی آبادی میں نجف کے جس کو جدیدہ کہتے ہیں۔ کوئی حمام اچھا ہے۔ چار بجے سہ پہر کو بعد ادائے نماز ظہرین گھر سے نکلا۔ تنہا تھا۔ بازار گھومتا پھرتا روضہ مبارک پہنچا۔ قریب دو گھنٹہ کے بیرون روضہ اور اندر صحن مبارک کے ٹہلتا رہتا اور ہر چیز دیکھتا رہا۔ اس جانب جو دروازہ اندر داخلہ کا ہے۔ اس کو باب السوق اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ اس صدر دروازہ کے متصل ہی بازار ہے پھاٹک

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پرلب سڑک آمدورفت زائرین کی وجہ سے چہل پہل رہتی ہے۔علاوہ مستقل دوکانوں کے سڑک پر بیٹھ کر سودا بیچنے والوں کی کافی تعداد ہوتی ہے۔ سلے ہوئے فراگ، سیاہ چادریں۔سربند وغیرہ عورتیں بیٹھی فروخت کررہی تھیں۔ چائے کی دوکانوں پر عربوں کا جمگھٹا، شربت والے اور عربی مٹھائی والے اوراسی قسم کے خوانچہ والے آوازیں لگائے رہتے ہیں۔ یہ پھاٹک داخلہ کا بہت ہی عالیشان اورشاندار ہے۔ سامنے ہی ایک کتبہ سرخ رنگ کے شیشے سے بنایا گیا ہے جس پر''انا مدینۃ العلم وعلی بابھا'' لکھا ہوا ہے جو برقی روشنی میں روشن ہوکر بہت خوبصورت اور جاذب نگاہ ہے۔ پھاٹک کی دیوار کے ہر حصہ میں گلکاری ومینار کاری اورنہایت مناسب وموزوں مقامات پر اشعار مدح فارسی وعربی کے۔یہ آیات قرآنی کی کتابت ایرانی صنعت کاری اور خطاطی کا بہترین نمونہ ہے۔

بڑی دیرتک قطعات ورباعیات واشعاروآیات سورہ قرآنی جو جابجا تحریر ہیں۔ دیکھتا اور پڑھتا رہا اور قلم کاروں کی اور خطاطوں کی خوش سلیقگی اورکمال فن سے حیران تھا کہ نگاہ۔ اشعار ہفت بند ملا کاشی پر پڑی۔ان دوشعروں کواس موقعہ پر پڑھ کرایک وجدانی کیفیت محسوس کرتا رہا۔

تا نجف شد آفتابِ دین ودولت رامقام　　خاک اودارد شرف بر بزم، بیت الحرام

زائران روضہ ات رابردر خلد بریں　　می رسد آواز بتم فالدخلوہا خالدین

حقیقت امر یہ ہے کہ ایرانی قوم اپنی خصوصیات کے لحاظ سے ہر طور پر قابل فخر ہے اوراماکن مقدسہ میں ان کی عقیدت مندی کے مظاہرے اپنی آپ مثال ہیں۔

بادشاہ امرا، روساء، تجار، سب طبقہ کے لوگوں کی عقیدت مندی کا اندازہ ان کے پرخلوص تحفہ وہدایا وبیش قیمت نوادرات سے ہوتا ہے۔ جومختلف قسم کے سامان واشیاء کی فراہمی میں برابر کیا کرتے ہیں۔توفیق ایزدی اس سے زیادہ ان کو باتوفیق بناتی رہے۔ جناب امیرؑ کی خصوصیات وفضائل ذاتی ہیں سب سے زیادہ فضلیت علم کا ہے۔جس کے لیے تفصیل واحاطہ ناممکن ہے۔بس اسی قدراس جگہ لکھنا کافی ہے کہ حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابھا۔متفق علیہ آپ کے جامعیت علمی کی شاہد وعادل ہے یہ خصوصیات تیرہ صدی بعد بھی آج اس مقام کو اسی مناسبت سے حاصل ہے کہ یہاں علم دین کی درس وتدریس۔ اشاعت احکام آئمہ اجتماع علماء اعلام۔ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور ہزاروں طالبان علم دین اقصائے عالم سے آتے ہیں اور بعد حصول علم۔سند اجتہاد لے کر اطراف عالم میں تعلیم دین حقہ کی اشاعت وترویج

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کا ذریعہ بنتے ہیں۔ دینی مدرسے سب زیر سرپرستی ونگرانی علماء اعلام ہیں اور یہی بزرگوار درس خارج دیتے ہیں۔ طلباء میں ایرانی وعربی زیادہ تعداد میں ہیں۔ تبتی وہندوستانی و پاکستانی طلباء کی تعداد بہت کم ہے۔ ان طالب علموں کی امدادواعانت کا ذریعہ یہ ہے کہ ہر مقام کے اہل خیر خمس وزکوۃ اور مخصوص عطایا کی رقمیں بذریعہ علماء بھیجتے رہتے ہیں۔ اسی سے طلاب کی امداد اور تعلیم کی دیگر ضروریات پوری ہوتی رہتی ہے۔ یہ معلوم کرکے افسوس ہوا کہ تمام مقامات سے زیادہ بے چارگی اور تکلیف کی زندگی طلاب ہندی و پاکستانی کی ہے۔ اس لیے کہ ان کے ہم وطن اپنے اس دینی فریضہ کی جانب سے لاپرواہ ہیں۔ حالانکہ مجموعی تعداد ان کی ۳۰ و ۴۰ کے درمیان ہے سید ابرار حسین صاحب پاروی سے علماء نجف نے شکوہ کیا اور ان سے فرمائش کی کہ وہ ہندوستان واپس جاکر ان کا یہ پیغام قوم تک بہ حیثیت ذاکر وخطیب ممبر رسول پہنچادیں کہ طلباء نجف کی اعانت کرنا ان کا دینی فریضہ ہے۔ اسی قسم کی باتیں مجھ سے بھی بعض علماء سے ہوئیں۔

۲۵۔ اپریل ۲۹۔ رجب: بعد نماز صبح حرم مبارک میں جاکر بہرہ مند زیارت ہوا واپس گھر آکر ناشتہ کیا۔ ہمراہی ملا محسن صاحب لکھنوی (برادرزادہ مولانا کبن صاحب قبلہ جو یہاں کئی سال سے بہ حیثیت طالب علم مقیم ہیں) آقائے شریعت جناب سید محسن الحکم صاحب قبلہ مجتہد اور مولانا عبدالکریم صاحب قبلہ زنجانی مجتہد کے شریعت کدوں پر جاکر مشرف بہ نیاز ہوا۔ دونوں حضرات شفقت واخلاق سے پیش آئے۔ دیر تک مختلف موضوع پر باتیں رہیں۔ ہر دو بزرگوار شیعان ہندو پاکستان کے حالات دریافت فرماتے رہے دو گھنٹہ کے بعد گھر واپس آیا۔ ۞

کتاب "سفرنامہ عراق، عرب وعجم" ------ ۱۳۴۷ھ:

سید شہباز حسین کربلائی مشہدی لکھتے ہیں:

آج مورخہ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۳ جون ۱۹۲۸ھ میں کربلا معلیٰ سے روانہ ہوکر قریباً آٹھ بجے دن کے موٹروں پر سوار ہوکر قریباً دس گیارہ بجے نجف اشرف میں جناب مولائے مومنین اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالبؑ کی بارگاہ عالیہ میں مشرف بازیارت ہوئے۔ کرایہ موٹروں کا فی کس ۸

۞ زائر حسین کا روزنامچہ ص ۵۶، ۶۱۷، ۶۴، ۷۱

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آ گیا۔ کرایہ یہ مقررہ خیال نہ فرمادیں۔ کیونکہ بعض موقعہ پر آٹھ آنہ سے لیکر پانچ روپیہ تک بھی ہوتا ہے۔ موقعہ پر کم وبیش ہوتا رہتا ہے۔ اثنا راہ میں دو جگہ پر چند منٹ قیام کیا۔ پہلا مقام نخیلہ یہاں مسافر خانہ عمدہ پختہ بنا ہوا ہے۔ قہوہ۔ روٹی سبزی انڈا دودھ دہی وغیرہ بھی مل جاتی ہیں۔

دوسرا مقام شور۔ اس جگہ پر بھی قہوہ خانہ سرائے برائے مسافران اور کھانے پینے کی چیزیں دستیاب ہوسکتی ہیں تیسرا مقام نجف اشرف اس کے علاوہ اور منزلیں بھی راستہ میں قیام کے واسطے ہیں۔ بہ سبب طوالت کے نہیں لکھی گئیں۔ اثناء راہ میں تمام جنگل غیر آباد خشک پایا گیا ہے فرات پر قدرے آبادی معلوم ہوتی ہے۔ دوسرا تمام خشک جنگل طبقات پائے جاتے ہیں۔ آسمان پر کوئی جانور نہیں پایا جاتا۔ اس جنگل میں دو جانور دیکھنے میں آئے ہیں۔ ایک تو بھٹرو بہت کثرت سے پائے گئے ہیں اور ایک جانور جس کو پنجاب میں ساوا سگا بولتے ہیں۔ وہ دیکھا گیا ہے دوسری کوئی چیز مثل پرندے یا درندے کے نہیں پائی گئی۔ نجف اشرف میں آب پاشی کوئی وسائل نہیں دیکھا گیا۔ عمل درآمد انگریزی ہے۔ راستہ میں زائرین کے واسطے کوئی خوف وخطر نہیں ہے۔ نجف اشرف اور کوفہ کے اثناء راہ میں ٹرام وموٹریں چل رہی ہیں۔ ریل گاڑی کی تجویزیں ہو رہی ہیں۔ امید ہے عنقریب تیار ہو جائے گی شہر میں برائے آب نوشی نلکے پانی والوں کی تجویزیں شروع ہیں۔

نجف اشرف کے باہر وادی السلام جو ایک بہت بڑا وسیع قبرستان ہے۔ دراصل شہر نجف اشرف بھی قبرستان ہے اندر شہر کے بہت سے مقابر گھروں میں پائے گئے ہیں۔ یہ وادی بہت بڑی وسیع ہے۔ اس وادی مقدسہ میں ایک تو صاحب الامر آخر الزمان جناب محمد مہدیؑ کی ایک خاص جگہ ہے۔ خدام وغیرہ وہاں پر رہتے ہیں۔ دوسرے جناب صالحؑ وہودؑ کے مزار مقدسہ ہیں۔ اسی وادی السلام میں دُر نجف پیدا ہوتا ہے۔ بارش ہونے پر زمین میں سے عام لوگ تلاش کر لیتے ہیں اور صاف کر کے فروخت کرتے ہیں۔ یہ تبرکات دور دور ملکوں میں جاتا ہے کیونکہ اس کے پہننے کا ثواب حدیث میں آیا ہے۔

آج مورخہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ مخصوصی عید غدیر کا روز ہے یہ روز مومنین کی خوشی منانے کا دن ہے۔ اس روز حضور کی زیارت پڑھنی اور ضریح مقدسہ کی زیارت کرنی ازحد ثواب ہے۔ کتاب تحفۃ الزائرین ومفاتح الجنان میں ملاحظہ کرو بسبب طوالت کے نہیں بیان کیا گیا۔ نجف اشرف میں یہ مخصوصی روز غدیر کی بڑے زور شور سے منائی جاتی ہیں۔ ہر ملک اور ہر اطراف کا آدمی یہاں پایا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جاتا ہے۔ ایرانی، ہمدانی، اصفہانی، طہرانی، عجمی، عراقی، بصری، مصری، کابلی، ہندوستانی، سرحدی، تبتی، کشمیری، پنجابی، سندھی، وغیرہ ملکوں کے آدمی جمع ہوتے ہیں۔ بڑی دھوم دھام سے یہ روز عید غدیر مولائے مومنین کا منایا جاتا ہے بیشک تمام دنیا میں یہ عید غدیر بڑے زور شور سے ہوتا ہے مگر حضرات یہ مرکز کی جگہ ہے۔ خلق خدا تو بجائے خود ملائکہ وانبیاء مرسلین کا نزول ہوتا ہے۔ علما وفضلا ومجتہدین صاحبان کا یہاں مجمع اتنا ہوتا ہے کہ شمار کرنا ناممکن ہے۔ قریباً ساڑھے تین صد مجتہد تو نجف اشرف میں قیام پذیر ہیں۔ چند صاحبوں کی خدمت عالیہ میں جاکر نیاز حاصل کیا۔ سید ابوالحسن صاحب اصفہانی وشیخ محمد علی صاحب قمی ایرانی وشیخ عبدالکریم صاحب قمی وشیخ محمد حسین صاحب نائینی ایرانی۔ نائین نواح ایران میں قریہ کا نام ہے۔ یہ صاحب تو نہایت حلیم طبع اور فرشتہ خصلت، انسان صورت اور صاحب اخلاق پائے گئے ہیں۔ ویسے علماء وفضلا سند یافتہ وذاکرین خوش بیان کا شمار کرنا عقل سے باہر ہے۔ حضرات کیوں نہیں ''انا مدینۃ العلم وعلی بابھا'' مقام مسکن ہے درس گاہوں کا انتظام اس جگہ کافی دیکھنے میں آیا ہے ہر ملک ہر اطراف کے طالب علم یہاں پائے گئے ہیں۔ طالبعلم ستر، اسی سالہ عمر کے عام دیکھنے میں آئے ہیں۔ حضور والا کے حرم مقدسہ میں بہت سے درس گاہیں پائی گئی ہیں۔ مگر نجف اشرف میں مدرسہ کاظمیہ قابل دیکھنے کی جگہ ہے۔ نہایت عالیشان عمارت ہے۔ ایسی عمارت اس ملک عرب عجم میں شاید ہوگی۔ بانی اس مدرسہ کاظمیہ کے شیخ محمد کاظم طباطبائی ہیں۔ اس مدرسہ کے زیرین تہ خانے بنے ہوئے ہیں۔ ہر منزل میں آپ کتاب کا ملاحظہ ومطالعہ کرسکتے ہیں۔ ہر سردخانہ میں نہایت قابل تعریف فرش لگا ہوا ہے۔ آخری منزل پانی کے اوپر ہے۔ اخیری منزل میں اتنی سردی ہے کہ بیٹھا نہیں جاتا اور بہت مصفا اور خوشنما قابل دید جگہ ہے۔ غرضیکہ نجف اشرف میں ماسوائے حرم کے اور کوئی عمارت مقابلہ نہیں کرسکتی۔ بلکہ سنا گیا ہے کہ ایسا تہ خانہ اس عراق میں کہیں نہیں ہے حضور انور کے حرم وضریح ورواق وقبہ نورانی کی ایک قابل شان عمارت ہے۔ عقل فکر میں نہیں آتی۔ کیوں نہ ہو۔ خدا کے خانہ زاد کا مقام مسکن ہے۔ سونے کا کام سب سے زیادہ استعمال میں لایا گیا ہے۔ گنبد ومینار تمامی طلائی ہیں۔ مشرقی دروازہ تمام طلائی ہے۔ دیکھنے سننے میں بہت فرق ہے۔

سرکار عالیہ کے حرم مبارکہ کے پانچ دروازے ہیں:۔

پہلا دروازہ حسینی دوسرا باب صاحب الزمانؑ۔ تیسرا باب باب قبلہ۔ چوتھا باب باب رضا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جس کے اوپر بڑی گھڑی لگی ہوئی ہے۔ پانچواں باب باب موسیٰ ابن جعفر حضور انور کے صحن اقدس کے سامنے باب طلائی و باب رضاؑ کے درمیان ایک چھوٹا سا حوض جس میں ایک گلدستہ جھاڑ لگا ہوا ہے۔ اس میں بجلی کی بتیاں لگی ہوئی ہیں۔ چہل چراغ اور حوض کوثر کے نام مشہور و معروف ہیں۔ رات کے وقت عجب بہار دکھاتا ہے۔ اوپر قبہ نورانی پر گھڑیاں طلائی لگی ہوئی ہیں ان کے نیچے بجلی کی بتیاں رات کو عجب بہار دکھاتی ہیں اور سامنے کے ہر دو میناروں پر بھی بجلی کی بتیاں لگی ہوئی ہیں۔ دیکھ کر شان خدا نظر آتی ہے۔

کہ جناب امیرؑ کے روضہ مقدسہ کے اندرون جناب آدمؑ و نوحؑ کے مزار مقدسہ ہیں۔ ہر سہ صاحبان ایک ہی ضریح میں مدفن ہے۔ زیارت نماز نوافل ہر سہ صاحبان کی علیحدہ علیحدہ ادا کی جاتی ہیں۔ وقت طوفان جناب نوحؑ کو وحی ہوئی۔ کہ اے نوحؑ اپنی جد امجد جناب آدم کو اس وادی میں لا کر دفن کرو۔ چنانچہ حسب الحکم خداوند کریم کے آپ نے تعمیل کی اور لا کر دفن کیا اور آپ بھی اسی جگہ دفن ہوئے اور امیر المومنینؑ جناب حیدر صفدر بھی اسی مقام میں دفن کئے گئے۔ چنانچہ مفصل حالات ان صاحبوں کے کتب و تواریخ سے ملاحظہ فرمائے۔ بسبب طوالت کے نہیں لکھے اور کوہ طور بھی یہی وادی ہے جناب موسیٰؑ اسی جگہ متکلم ہوئے تھے۔ اب تمام شہر نجف اسی پہاڑی پر آباد ہے۔ پہاڑوں کی طرح نشیب فراز ہر جگہ پائی گئی ہے۔ روضہ منورہ حضور انور شاہ مشرقین والمغربین شہر کے پیٹ میں آگیا ہے۔ حضور انور کی ضریح کے اوپر بالائے سر مبارک دو تاج شاہی آویزاں ہیں جو سونے چاندی کی قندیلوں میں رکھے ہوئے ہیں۔ جو بڑا تاج ہے وہ نادر شاہ شاہ ایرانی کا ہدیہ ہے اور دوسرا تاج واجد علی شاہ لکھنوی کا ہدیہ پیش کیا ہوا ہے۔ اندرون روضہ منورہ کے ہر چہار اطراف طلائی و نقری قندیلیں ہیں۔ ⊙

کتاب "معین الزائرین"......۱۹۳۱ء

سید عباس رضا رضوی مشہدی لکھتے ہیں:

زیارت حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کربلائے معلیٰ سے یومیہ بہت سی موٹریں اور لاریاں وغیرہ جایا کرتی ہیں کرایہ از کربلائے معلیٰ تا نجف اشرف ۱۲ آنے فی کس موٹر کے لیے ایک

⊙ سفر نامہ، عراق، عرب، عجم صفحہ ۱۷۸ تا ۱۸۶

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

روپیہ یا ۱۴ آنے بذریعہ موٹر لاری جاتا ہے فاصلہ تقریباً چالیس میل ہے اگر آپ چاہیں تو بذریعہ اپنے خدام کے طے کر لیں۔ ایام مخصوصی میں سوائے ریل کے گرانی و کرایہ یہ سب جگہ کا دوگنا ہو جاتا ہے نجف اشرف تک ریل نہیں گئی ہے۔ مگر گرمی میں دو گھنٹہ میں زائد سے زائد موٹر پہنچادیتی ہیں۔ پھاٹک پر جہاں موٹر وغیرہ نجف اشرف کے کھڑے ہوتے ہیں خدام یا ان کے آدمی موجود رہتے ہیں آقا احمد صاحب آقا باقر صاحب اور آقا ہاشم صاحب یہاں کے مشہور خدام ہیں جہاں زائرین چاہیں وہاں قیام پذیر ہوں حقیر تو آقا احمد صاحب کے مکان میں تھا مکان نہایت عمدہ تھا۔ یہاں حوض وغیرہ بھی تھا اور روضہ کے بالکل متصل تھا۔

مجھے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ قبل داخل ہونے کسی حرم محترم کے زائرین کو چاہیے کہ وہ پاک باغسل اور باوضو ہوں کپڑے بھی طاہر ہوں صبح کا غسل شام تک رہنا چاہیے پھر دوسری صبح کو غسل کرنا چاہیے غسل خانے کربلائے معلیٰ میں بہت ہیں اور عمدہ اور وسیع ہیں صرف غسل کا ۳ آنہ فی کس پڑتا ہے اور اگر کیسہ و مشت مال بھی کراوئے تو ۱۲ آنہ پڑتے ہیں نیز خدام کے مکانوں میں حوض ہوتے ہیں وہاں بھی طہارت ہوسکتی ہیں اور اگر زائر چاہیے تو نہر فرات میں جو کہ قریب ہے ایک شاخ بہتی ہے اس میں غسل کر لیں۔

حقیر نے تو یہ کیا تھا کہ کربلائے معلیٰ میں اپنا جملہ سامان چھوڑ دیا تھا یعنی سید نوری صاحب کے سپرد کر کے ایک کمرہ میں رکھ کر قفل ڈال دیا تھا صرف ضروری سامان دو جوڑہ کپڑے ہمراہ تھے آٹھ یوم قیام کیا نویں دن پھر نجف اشرف سے رخصت ہو کر کربلا واپس آیا۔ (کیونکہ بہر حال نجف اشرف سے کربلائے معلیٰ واپس آنا پڑتا ہے) بازار نجف اشرف ماشاللہ بہت گلزار ہے۔ ہر چیز یہاں بکثرت ہے۔ کئی بازاریں۔ کچہریاں۔ مدرسہ۔ ہوٹل۔ قہوہ خانہ۔ حمام خانہ بزازہ وغیرہ سب موجود ہیں۔ وسط میں روضہ مقدس ہے۔ سبحان اللہ روضہ کی کیا تعریف ہوسکتی ہیں۔ واقعی یہاں پر آکر بوجہ جلالت رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں شان روضہ دیکھ کر بے اختیار منہ سے صل علیٰ نکل جاتا ہے یہاں سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر نہر ہے جو کہ دریائے فرات سے نکلی ہے حمام بھی بہت عمدہ اور کشادہ ہیں الغرض بعد غسل و طہارت روضہ اقدس میں جائے اور اب دروازوں کے نام تحریر کرتا ہوں۔

مشرق۔ باب المراد

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مغرب۔ باب نادر اس پر گھنٹہ گھر بھی ہے

جنوب۔ باب قبلہ

شمال۔ باب طوسی

روضہ کے قبہ و مینار طلائی ہیں صدر پھاٹک بھی طلائی ہے ضریح اقدس باہر نقری اور اندر آہنی ہے بہت سی قندیلیں گنگا جمنی و علم عقیدت مندوں نے چڑھائے ہیں اس کے علاوہ دو تاج و شمشیر و پیش قبض بھی صندوق میں سجائی گئی ہے کہا جاتا ہے کہ ایک تاج محمد علی شاہ بادشاہ ہند کا جو کہ ایک قندیل مرصع میں رکھا ہے اور ایک تاج زرین فتح علی شاہ قاچار شہنشاہ ایران کا ہے جو کہ صندوق میں ہے اب ایام مخصوصی کی ذیل میں لکھے دیتا ہوں۔

(۱) یوم ولادت (۱۳ رجب

(۲) یوم شہادت (۱۹ تا ۲۱ رمضان المبارک)

(۳) یوم غدیر۔ (۱۸ ذالحجہ الحرام)

علاوہ اس کے ربیع الاول کی ۹ بھی ہے۔ اس روز بہت مجمع رہتا ہے ہر نو چندی جمعرات و شب جمعہ کو بھی مجمع رہتا ہے خربوزہ یہاں کا بہت شیریں ہوتا ہے۔ پانی کی مشک خچروں پر اور بیلوں پر لادے لادے فروخت کرتے پھرتے ہیں۔ کربلائے معلّٰی میں تو نل بھی لگے ہیں مگر یہاں ابھی نہیں لگائے گئے البتہ شاید ۱۹۳۰ء تک لگ جاویں۔ بجلی ہر مقام پر لگی ہے۔ جس وقت کوئی خوشی کی تاریخ ہوتی ہے تو لال سبز روشنی سے سارا روضہ سجا دیا جاتا ہے سڑکوں اور گلیوں میں بجلی لگی ہے۔ بجلی کربلائے معلّٰی نجف اشرف کاظمین شریفین۔ سامرہ۔ کوفہ و خراسان سب جگہ رائج ہے۔ راستہ گلیوں میں دکانات وغیرہ میں بھی حرم محترم میں بھی بجلی پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ جھاڑ فانوس بجلی شمع۔ بھی روشن کیے جاتے ہیں۔ صدر دروازہ حرم محترم کا صحن سے بلند ہے اور بہت سے قطعات و رباعی درج ہیں۔ ۞

۞ معین الزائرین ص ۵۶ تا ۵۹

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نادر و نایاب

تصاویر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عرشِ حرم کے ستارے

حرم امیر المومنینؑ میں مدفون جید مجتہدین اور علمائے عظام کی تصاویر پیش خدمت ہیں۔ ہر تصویر کے ساتھ روضے کے اس حجرے کا نمبر دیا گیا ہے۔ جس میں وہ مدفون ہیں۔ ان کے سن ولادت و وفات کے لیے گذشتہ صفحات میں دی گئی فہرست کی طرف رجوع کریں۔

آقا ضیاء الدین عراقی | سید حسین علی حسینی | سید محمد جعفر حسینی | سید عدنان غریفی | شیخ ہادی نویسی | سید محمد مہدی قزوینی

شیخ میرزا حسن یزدی | شیخ رفیع رشتی | شیخ رفیع ابن رفیع رشتی | شیخ علی رفیع گیلانی | شیخ نورالدین شریعتمدار رفیع | شیخ مہدی رفیع شریعتمدار

شیخ محمد حسن دکسن | شیخ اسماعیل محلاتی | شیخ احمد طرفی | شیخ حسن خاقانی | شیخ محمد خاقانی | شیخ محمد علی اصفہانی

شیخ میرزا عبداللہ تہرانی | سید عبدالصاحب شبر | شیخ محمد آل زایر دہام | سید محمد صادق صدر | سید محسن غریفی | سید محمد علی موسوی غریفی

شیخ عبدالعزیز غریبلوی | سید محمد علی واعظ | سید محمد باقر علوی طہرانی | شیخ عبدالرضا سہلانی | شیخ محمد سہلانی | سید عبدالرزاق حلو

سید عبد علی حلو | سید محمد حلو | شیخ محمد جواد بلاغی | سید محمود حلو | شیخ محمد سماوی | سید محمد جواد طباطبائی تبریزی

سید عبدالہادی خراسان | سید حسن خرسان | سید عبدالرسول خرسان | شیخ محمد باقر قاموسی | سید محمد سعید حبوبی | سید عبدالہادی حبوبی

شیخ محمد طہ نجف | شیخ مرتضی انصاری | سید عبدالصمد شوشتری | سید حسن موسوی خلخالی | سید محمد موسوی خلخالی | سید علی موسوی خلخالی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سیدعلی شبر
سید محمد نعیم الدین شبر
سید عباس شبر
سیدعیسی آل کمال الدین
شیخ علی کرباسی
سیدآغا خلخالی

شیخ محمدجواد مغنیه
سید محمدرضا قزوینی
شیخ حسن جولاوی
شیخ مشکور جولاوی
شیخ هادی اسدی
شیخ محمدکاظم شمشاد

شیخ عباس ناصری
سید هادی صائغ
سید محمد اشکوری
سیدحسن اشکوری
شیخ علی لاهیجانی بهمدانی
شیخ موسی لاهیجانی

سید جعفر مرعشی
سید جواد اشکوری
سید جعفر جزائری
سیدعبدالحمید حبوبی
سید علی موسوی نوری
سید عبدالکریم حمامی

سیدعبدالسلام موسوی جزایری
سید احمد جزائری
شیخ علی صغیر
شیخ حسین حلی
شیخ علی نائینی
میرزامحمدحسین نائینی

شیخ محمدعلی جمالی
شیخ عباس قمی
شیخ فضل الله شیخ الشریعہ
سیدحسین قمی
سید محمدباقر قمی
میرزا باقر زنجانی

سیدعلی اکبر خوئی
شیخ نصرالله خلخالی
شیخ محمدعلی اردوبادی
شیخ محمدکاظم شیرازی
سیدمحمدسعید حکیم
سید احمد مستنبط

شیخ علی ایروانی
سیدمحمدباقر شخص
شیخ رجب علی پاکستانی
شیخ حبیب الله رشتی
آخوند محمدکاظم خراسانی
سید حسن بجنوردی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سیّدعبدالرسول طالقانی
شیخ حسون وائلی
سیّد حسن بادکوبہ ای
سیّدحسین اصفہانی
سیّدابوالحسن اصفہانی
شہید سیّدحسن اصفہانی

شہید سیّدعبداللہ بہبہانی
سیّد محمّد بہبہانی غریفی
سیّد عزیزاللہ دزکتی
سیّد نصراللہ موسوی مستنبط
سیّد علی خوئی
سیّد ابوالقاسم خوئی

شہید سیّد عبدالمجید خوئی
شہید سیّد محمد تقی خوئی
سیّد حسون کمونہ
سیّد عبود کمونہ
سیّد ہاشم کمونہ
شیخ جعفر بدیری

سیّد محمد حسینی فیروزآبادی
سیّد علی بحرالعلوم
میرزا ابوالحسن مشکینی
شیخ رحومی ظالمی
شیخ محمدعلی قسّام
سیّد محمود یزدی

سیّدمحمّد کاظم یزدی
سیّدحسین طباطبائی یزدی
سیّد محمد یزدی
سیّد عبدالحسین شرف الدین
شیخ عبداللہ سبیتی
میرزا محمود شیرازی

سیّدابراھیم شبّر
سیّدحسین آل علی شاھرودی
سیّد اسماعیل موسوی صدر
شیخ محمدعلی خمایسی
شیخ جواد ابوخمسین
شیخ موسی ابوخمسین

شیخ عبدالکاظم غیلان
شیخ محمدجواد ایروانی
سیّد محمدطاھر سید شیرازی
شیخ عبدالکریم زنجانی
سیّدجواد غریفی
سیّد محمود حسینی زنجانی

شیخ محمدعلی انصاری فلسطینی
شیخ موسی دعیبل
شیخ عبدالحسین فرملی
سیّدمصطفی استرآبادی
شیخ عبدالمنعم فرطوسی
سیّد صالح زینی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سید حسین حمّامی
سید عبدالاعلی سبزواری
شیخ محمد رضا مظفر
سید جمال الدین گلپایگانی
سید علی بہشتی
سید محمد علی ثقة الاسلام

شیخ محمد حسین کاشف الغطاء
سید مصطفی کاشانی
شیخ محمد حسین سمیسم
سید ابراہیم شیرازی
شیخ غلامحسین جمی
شیخ محی الدین مامقانی

میرزا جواد مجتہد تبریزی
دکتر احمد وائلی
شیخ محمد خالصی زادہ
سید حسن داماد
سید محمد مولانا
سید ابوتراب موسوی خونساری

شہید شیخ محمد ہاتف قوچانی
شہید سید محمد تقی مرعشی
شہید سید محمد مرعشی
شہید سید احمد مرعشی
شہید سید عبدالکریم موسوی کاظمینی
شہید سید محمود میلانی

شہید میرزا علی غروی تبریزی
شہید شیخ مرتضی بروجردی
شہید سید محمد صادق صدر
شہید سید محمد تقی حسینی جلالی
شہید سید حسن قبانچی
شہید شیخ محمد تقی جواہری

شہید سید قاسم اشکوری
شہید شیخ احمد انصاری
شہید شیخ عارف بصری
شہید شیخ محمد علی جابری
شہید علی اصغر احمدی شاہرودی
شہید سید محمد علی حائری

شہید سید صالح اشکوری
شہید سید حبیب حسینیان
شہید سید محمد کاظم حسینیان
شہید سید محمد باقر حسینیان
شہید سید محمد طاہر حیدری
شہید سید مرتضی موسوی خلخالی

شہید سید محمد رضا موسوی خلخالی
شہید سید مہدی موسوی خلخالی
شہید سید [illegible] خلخالی
شہید سید محمد صادق موسوی خلخالی
شہید سید محمد صالح موسوی خلخالی
شہید سید محمد حسین موسوی خلخالی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شیخ موسیٰ نقی آل زایردهام — سیدخضر قزوینی — سیّد جعفر آل ربیع — سیّد محسن جلالی حائری — شیخ کاظم سبتی سہلانی — شیخ کاظم سودانی

سیّد محمد کاظمی موسوی — شیخ محمدعلی خراسانی — سیّد اسماعیل سدهی اصفهانی — سیّد حسن موسوی — سیّد علی سرابی نجفی — سیّد نوری صافی

شیخ محمد لاریجانی غروی — شیخ جعفر محبوبه — شیخ حسن بدیری — شیخ جعفر نقدی — شیخ عبدالحسین بشیری — شیخ عبدالعلی ماجدی

شیخ محمد باقر آل زایردهام — سیدعبدالغفار حسینی — شیخ عبدالحسین بہبہانی — شیخ احمد شوشتری — سیّد ابراهیم غریفی — سیّد عبدالمحسن علی‌خان

سیدابوالحسن فالی — سیدمحمدحسین حسنی — شیخ محمد جواد جبلی — سیدعلی حائری — شیخ جعفر شوشتری — سیدمحمود شاهرودی

سیّد محمد کاظم الشریعة — سیدمحمدرضا دستغیب — سیدمحمدعلی خلیفه — میرزامحمدحسن آشتیانی — سیّد محمدعلی قزوینی — سیّد مهدی امامی هاشمی

شیخ ضیاء الدین دری — شیخ عزیز آل زایردهام — شیخ خضر الدجیلی — سیدمحمود طباطبایی حکیم — سیدهادی حکیم — شیخ عبدالکریم مازندرانی

سیّد محمدهادی شریعه بہبہانی — شیخ کاظم علی کشمیری — شیخ علی آل زایر دهام — شیخ عبدالحسین بغدادی — شیخ مهدی ازری بغدادی — شیخ ابراهیم کرباسی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حرم امیر المومنینؑ کے پہلو میں موجود مسجد بالا سر کا قدیم ترین کتبہ

جس کا حجم ۵۹X۱۳۹ سینٹی میٹر ہے۔ اس پر لکھا ہے کہ ۱۰ر صفر ۶۶۳ھ میں

علی بن محمد بن ابی طاہر نے اس کی تعمیر کی۔

اس پر سورہ آل عمران کی آیات لکھی ہوئی ہیں:

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مسجد بالا کی قدیم محراب جو ربیع الثانی ۶۱۲ھ میں ابوزیاد بن محمد بن ابوزیاد نے بنوائی تھی۔

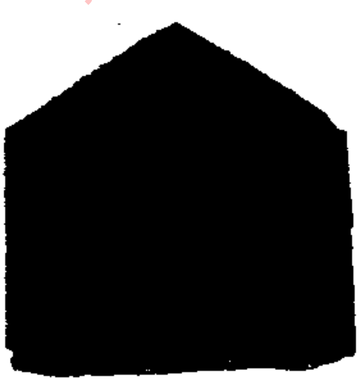

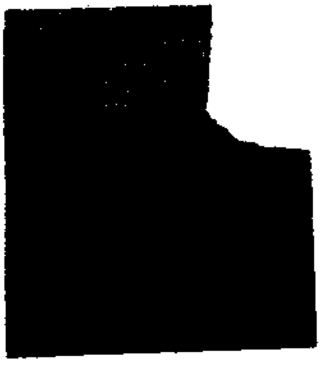

مسجدِ بالا کے قدیم کاشانی قطعات جن کا زمانہ ۱۲۶۵ھ تک جاتا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امیرالمومنینؑ کی وہ ضریح جو موجودہ ضریح سے پہلے نصب تھی۔

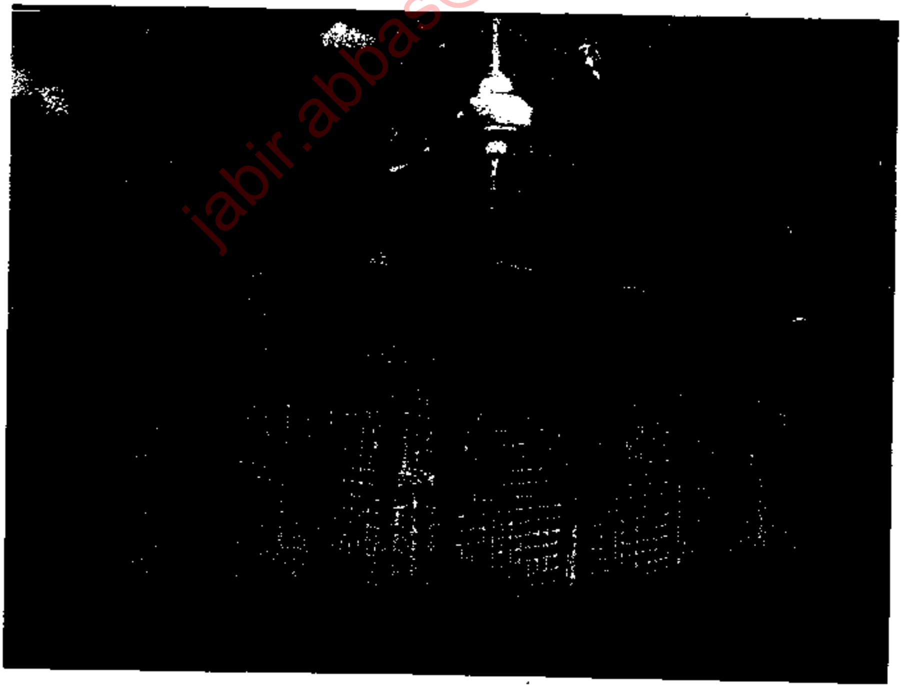

امیرالمومنینؑ کی موجودہ ضریح جو طاہر سیف الدین نے بنوائی تھی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حرم امیر المومنینؑ کا قدیم دروازہ جو خالص چاندی کا بنا ہوا تھا۔
یہ اب خزانہ حیدریہ میں موجود ہے۔

حرم امیر المومنینؑ کا دروازہ جو خالص سونے کا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نوادرات

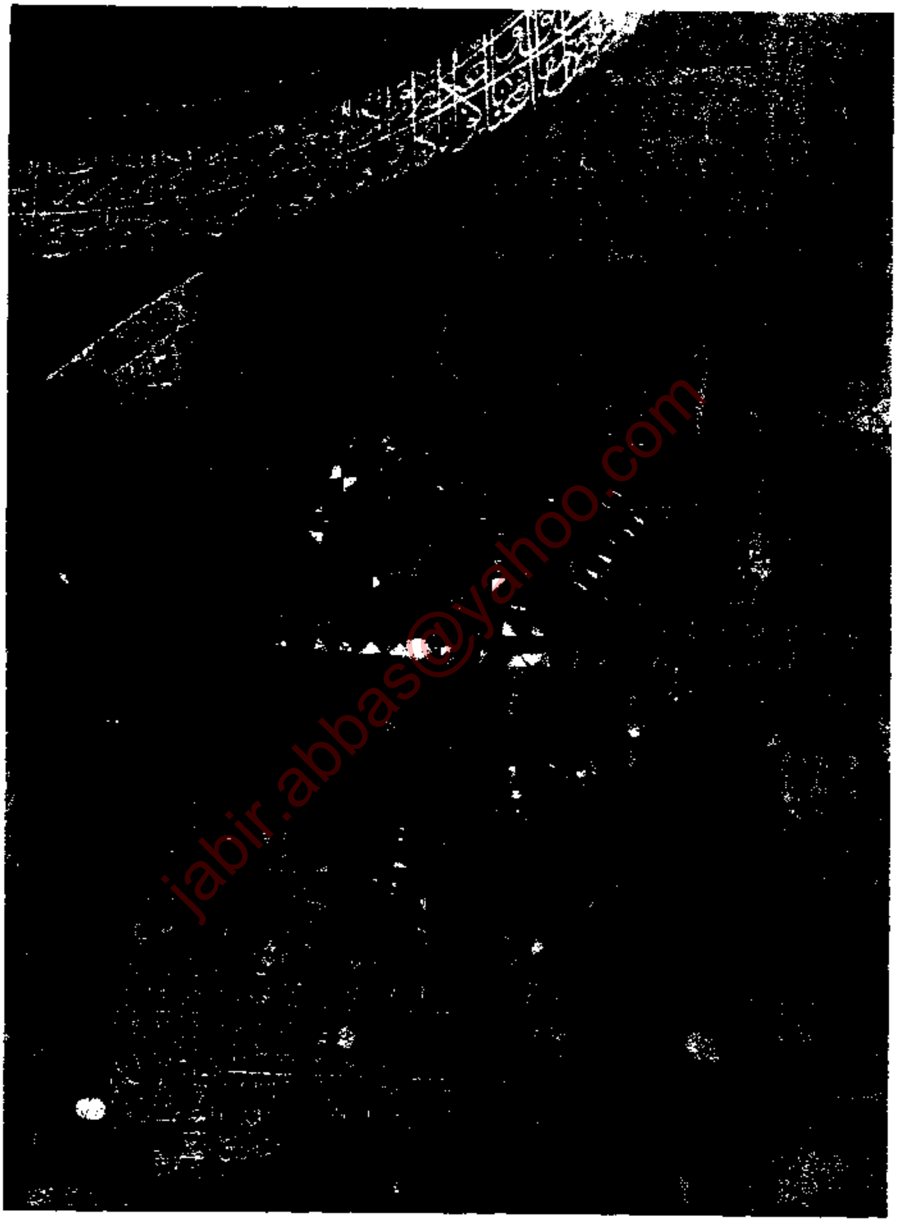

حرم امیر المومنینؑ میں کسی زمانے میں یہ سونے کی قندیلیں آویزاں تھیں۔
جواب خزانہ حیدریہ میں محفوظ ہیں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حرم اقدس کے قدیم قالین

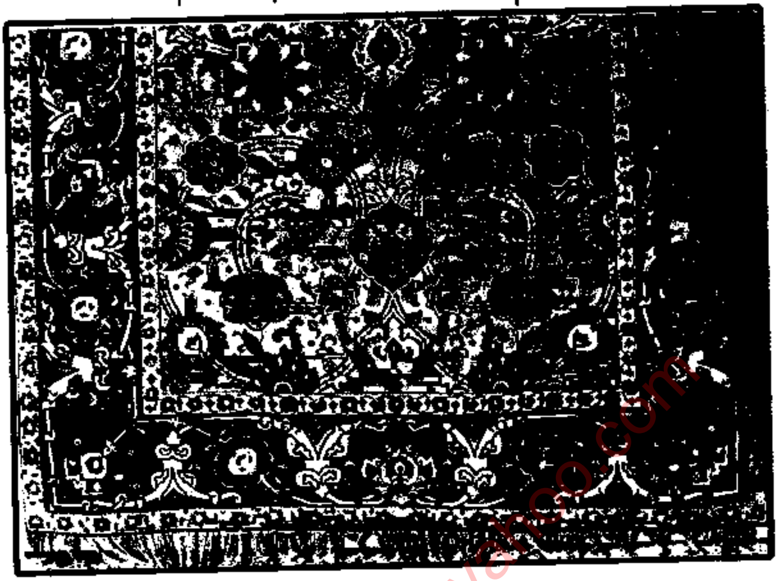

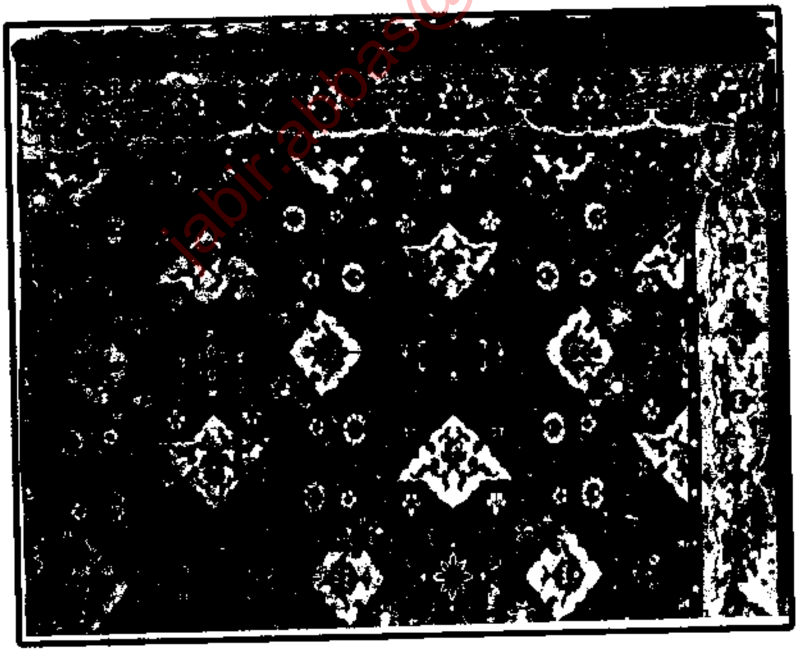

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۱۰۰ھ

مور کے پروں کا حسین کام نمایاں ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

روضہ اقدس میں نذر کی گئی قدیم جانمازیں

۱۱۲۹ھ

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

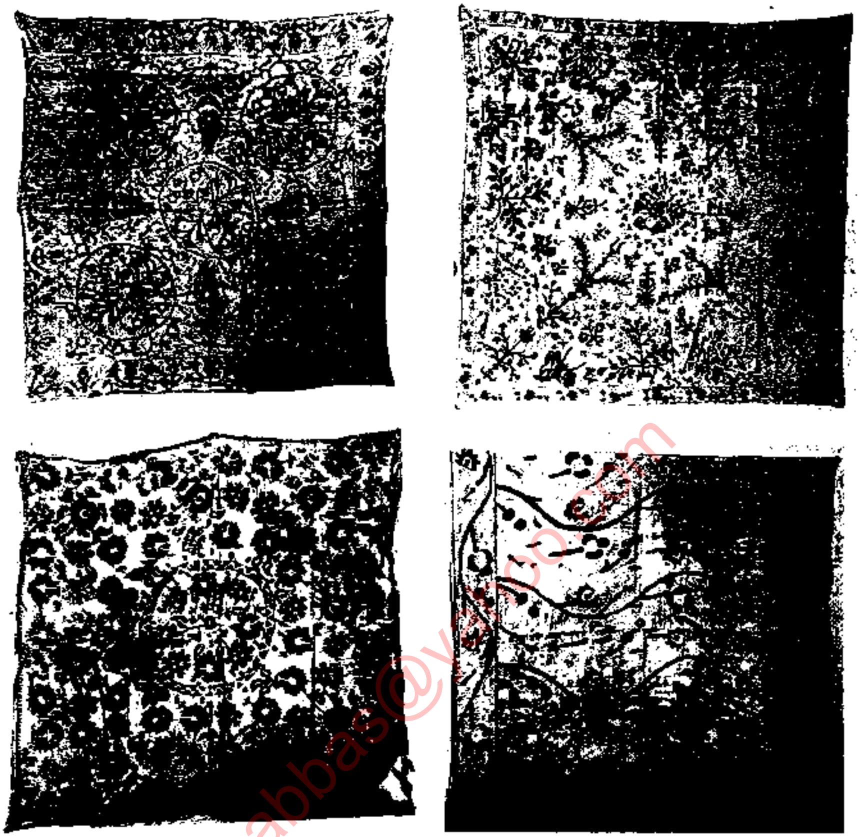

قدیم سجادے جو ۱۹ ویں صدی میں نذر کیے گئے۔

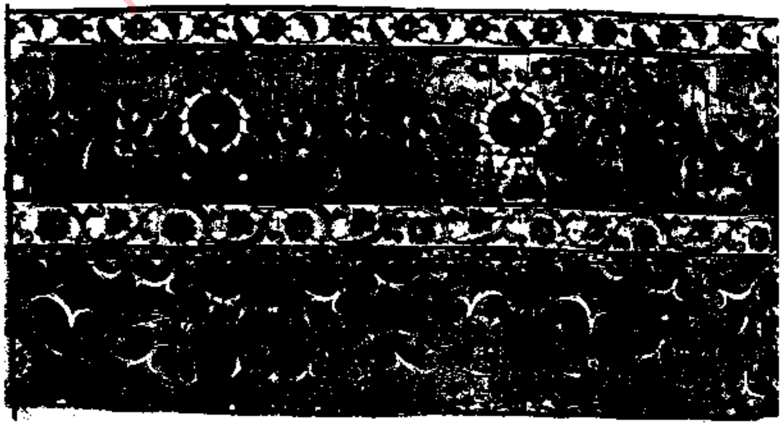

شاہ عباس اول (۱۵۸۲ء۔۱۶۲۸ء) کے عہد میں نذر کیا گیا سجادہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۸ویں صدی کی یادگاریں

۱۷ویں صدی

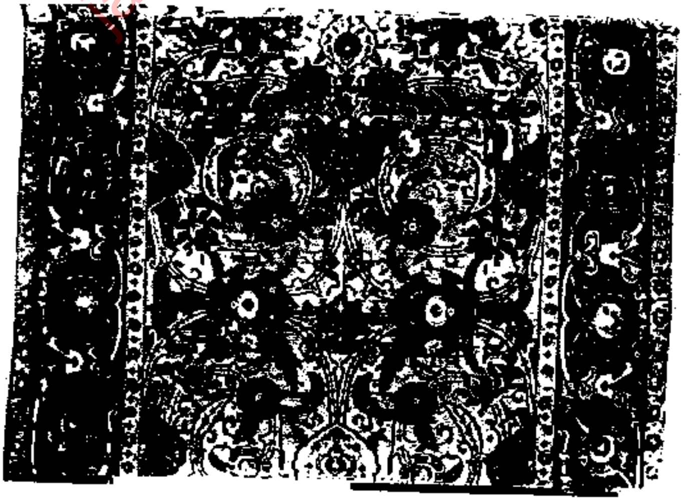

۱۷ویں صدی

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

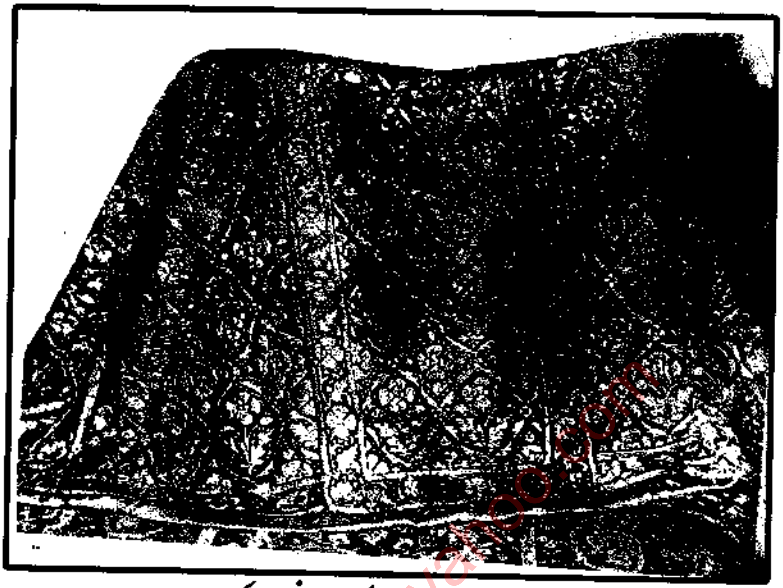

قدیم چادر جسے عضدالدولہ بویہی سے منسوب کیا جاتا ہے۔

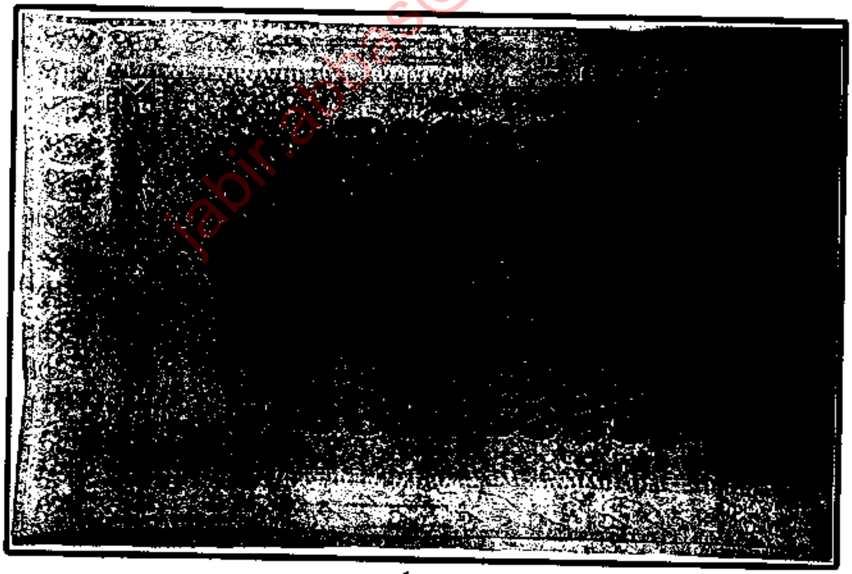

۱۲۷۶ھ کی چادر

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۷ویں صدی کے آخر میں نذر کی گئی چادر جس پر خوبصورت پھول بنے ہیں یہ اصفہان میں بنائی گئی تھی۔

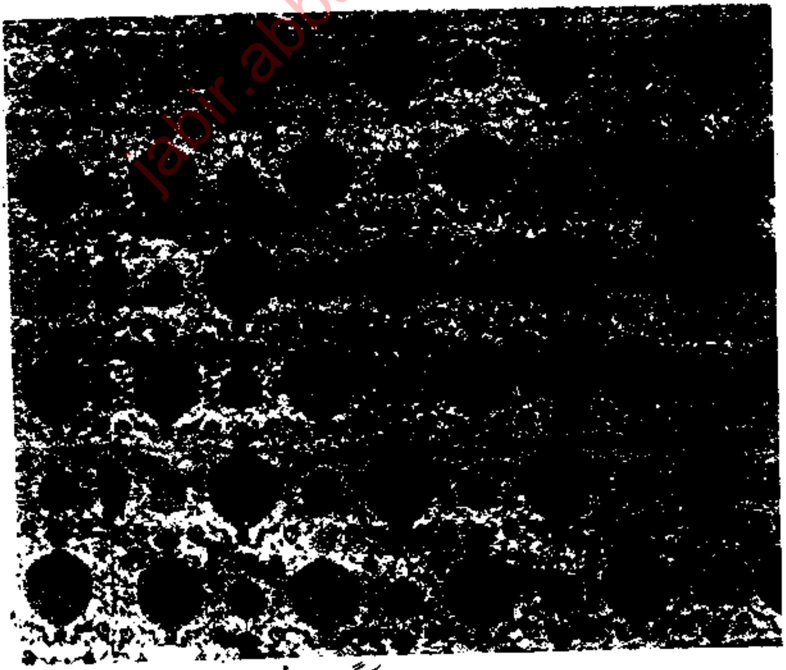

۱۷ویں صدی میں ہدیہ کی گئی کاشانی چادر

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

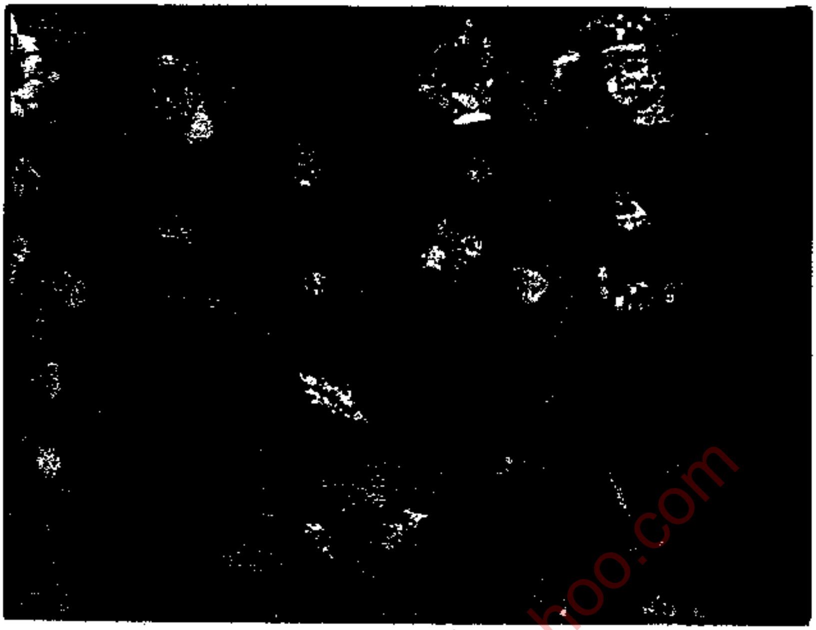

حرم میں ہدیہ کی گئی ریشمی چادر جو ۱۸ ویں صدی کی ہے۔

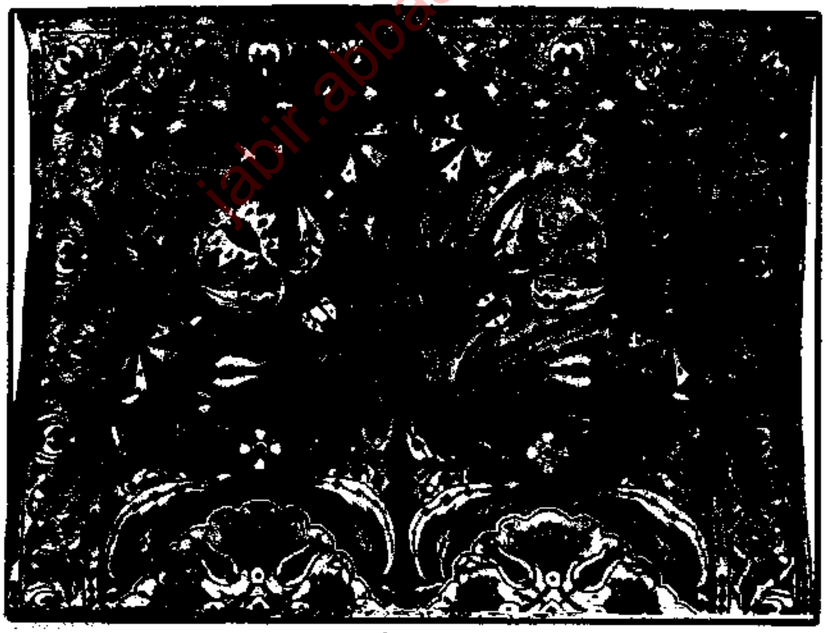

۱۷ ویں صدی میں نذر کی گئی قدیم چادر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دیباج وحریر کے دھاگوں سے بنائی گئی اصفہانی چادرے اصدی کے اوائل میں نذر کی گئی

jabir.abbas@yahoo.com

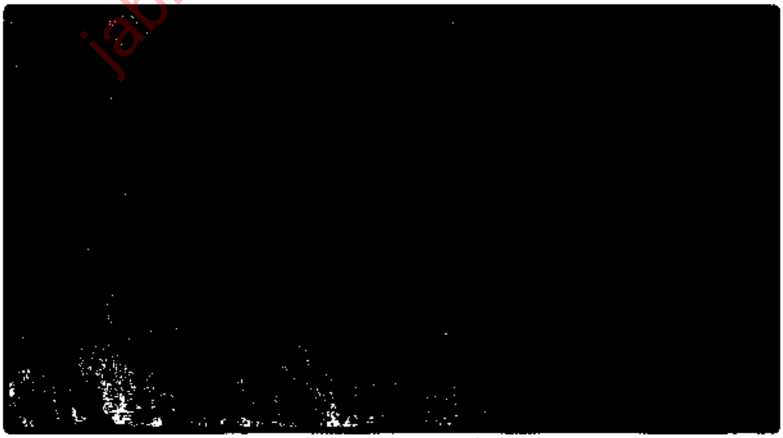

مختلف قدیم چادریں جوکبھی صندوقِ امیرالمومنینؑ پر ڈالی جاتی تھیں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علم کا پنجہ جو ۱۸ویں صدی میں اصفہان سے نذر کیا گیا

۱۶ویں صدی میں نذر کیا گیا علم جو اصفہان میں بنایا گیا

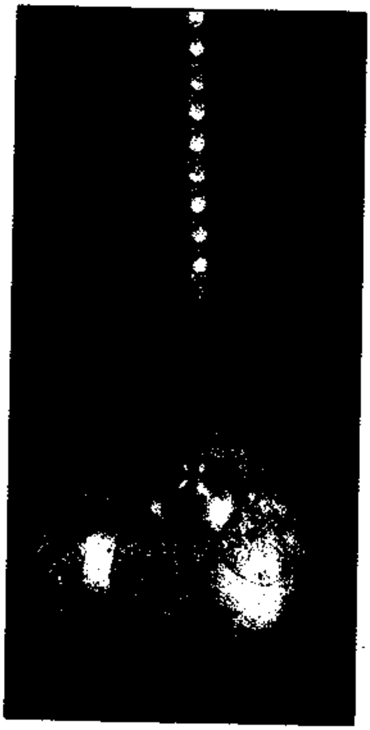

۱۱۸۰ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بادشاہ ایران علی مراد زند نے نذر کی

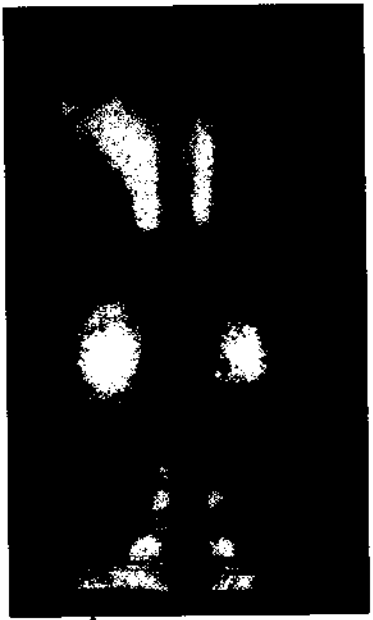

۹۴۵ھ میں نذر کیا گیا سونے کا شمع دان

jabir.abbas@yahoo.com

سونے کا شمع دان ۱۳۰۱ھ

چاندی کا شمعدان جسے ۱۲۶۳ھ میں عبدالحمید خان نے نذر کیا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

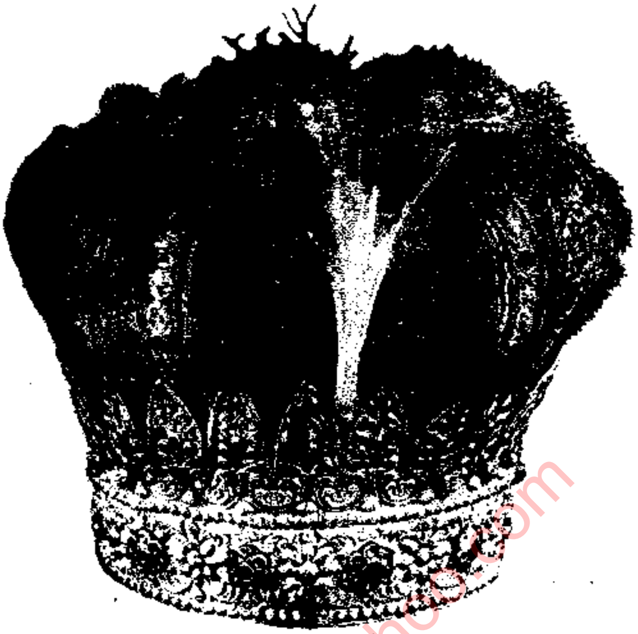

تاج النساء بیگم نے ۱۲۷۸ھ میں نذر کیا

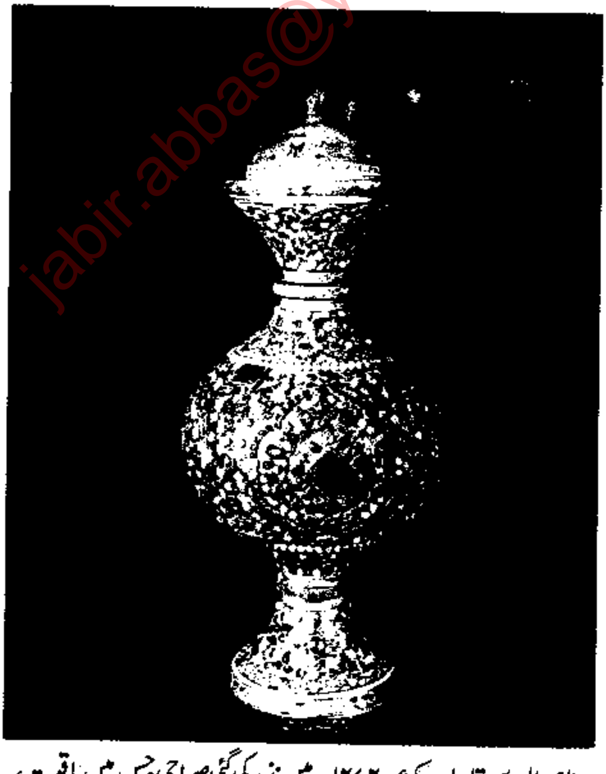

ناصرالدین قاچار کے عہد ۱۲۷۲ھ میں نذر کی گئی صراحی جس میں یاقوت،
زمرد، الماس اور موتی جڑے ہیں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

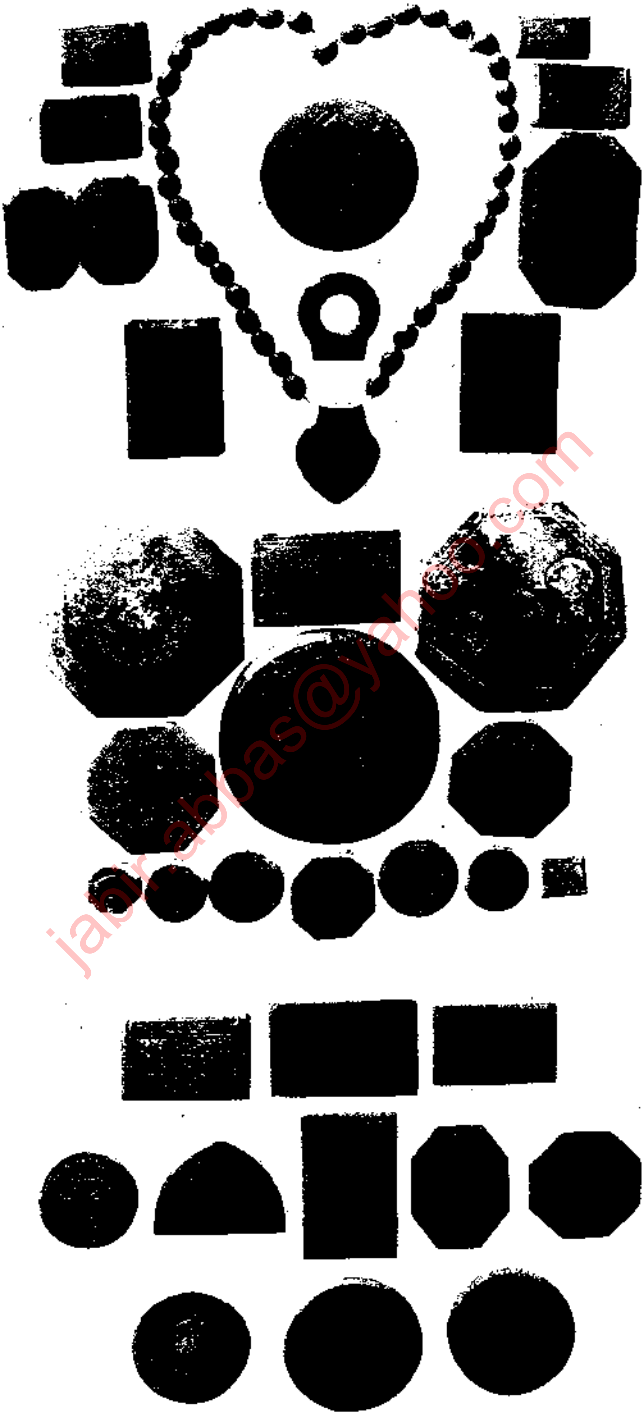

jabir.abbas@yahoo.com

خاکِ کربلا و نجف کی قدیم سجدہ گاہیں جو حرم کے خزانے میں موجود ہیں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

زیارت امیرالمومنینؑ کی قدیم لوحیں

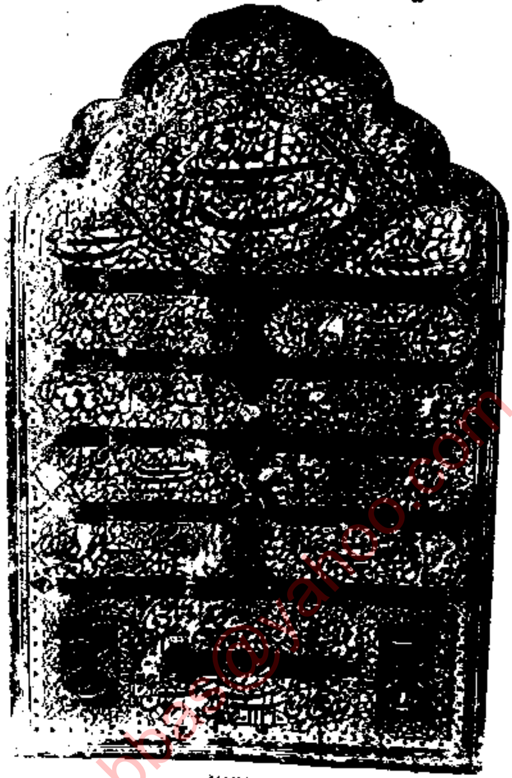

۱۱۲۶ھ

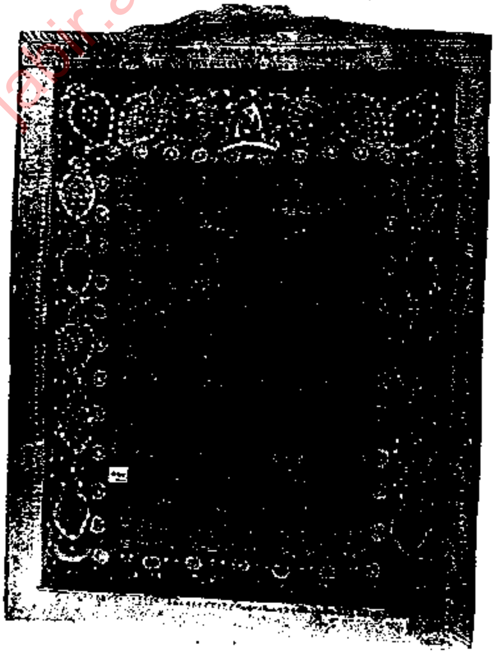

۱۸۷۰ء

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قدیم ہندی، اصفہانی اور خراسانی تلواریں

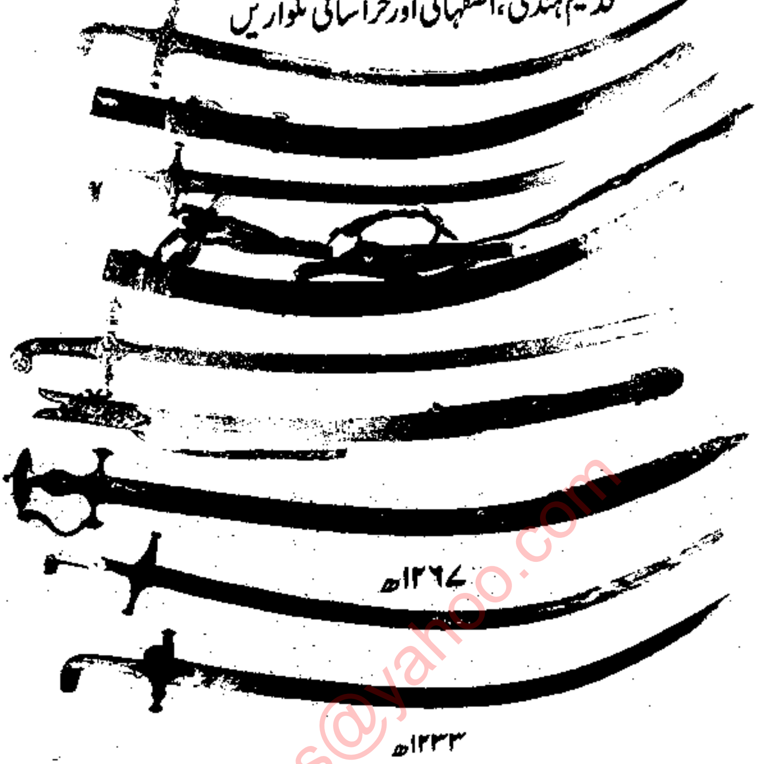

قدیم کلہاڑیاں اور تبر جو ۱۱۱۷ھ، ۱۲۱۹ھ، ۱۲۸۰ھ میں نذر کیے گئے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سونے کے قدیم کشکول

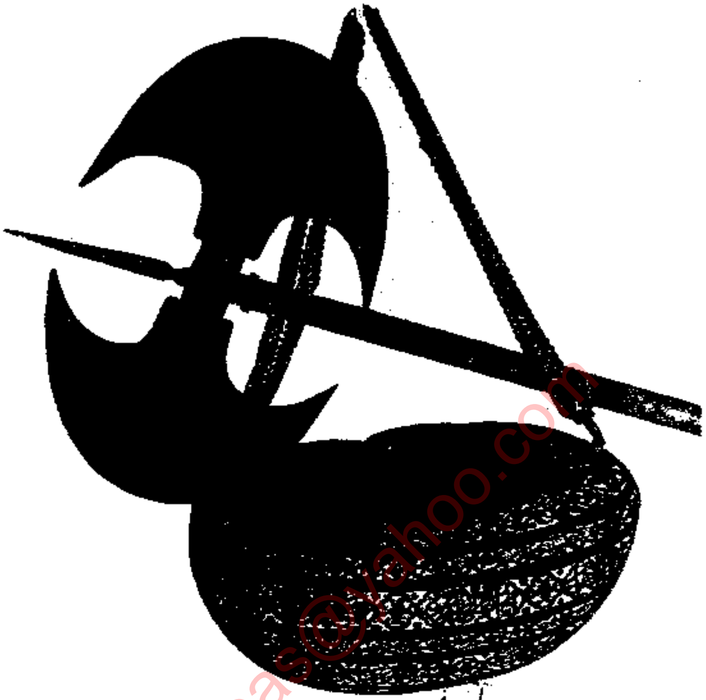

۱۲۸۷ھ

قدیم کشکول جن کا زمانہ ۱۲۵۹ھ سے ۱۲۸۷ھ تک بتایا جاتا ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کتابیات

موضوع کی تحقیق میں مندرجہ ذیل مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

(ا)

احسن السیر	میرزا معصوم اصفہانی	
الاستیعاب	ابن عبدالبر	طبع بیروت، جدید
ارشادالقلوب	محمد حسن بن محمد دیلمی	طبع بیروت، جدید
اعیان الشیعۃ	محسن امین عاملی	طبع بیروت ۱۹۵۱ء
الاحکام	علی شرقی	طبع بغداد ۱۹۶۳ء
احوال ریاست رامپور	اصغر علی شادانی	تنظیم احباب رامپور، ۲۰۰۶ء کراچی
امامت	آیت اللہ دستغیب	ولی العصر ٹرسٹ، لاہور
اربعۃ قرون من تاریخ العراق الحدیث	جعفر خیاط	طبع بغداد ۱۹۸۵ء
اکمال الدین واتمام النعمۃ	شیخ صدوق	الکساء پبلشرز، کراچی

(ب)

بحارالانوار	علامہ مجلسی	طبع بیروت
بحورالغمہ	سید محمد علی خاں	مطبع جعفری لکھنؤ
البدایہ والنہایہ	ابن کثیر دمشقی	نفیس اکیڈمی، کراچی

(ت)

تاریخ النجف الاشرف	شیخ محمد حسین حرز الدین	طبع قم، ۱۴۲۷ھ
تحفۃ العالم	سید جعفر بحرالعلوم	طبع نجف، ۱۳۵۴ھ
تاریخ طبری	ابن جریر طبری	نفیس اکیڈمی، کراچی
تاریخ یعقوبی	احمد بن ابی یعقوب	نفیس اکیڈمی، کراچی
تاریخ کوفہ	محمد حسین براقی	طبع نجف، ۱۹۷۱ء

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تہذیب التہذیب	ابن حجر عسقلانی	طبع بیروت، ۱۴۰۴ھ
تاریخ آل جلائر	شیریں بیانی	طبع طہران، ۱۳۴۵ھ
تاریخ اعلیٰ	سید اولاد حسن	مطبع ریاضی امروہہ، ۱۳۲۳ھ
تاریخ فرشتہ	محمد قاسم فرشتہ	نفیس اکیڈمی، کراچی
تاریخ لکھنؤ	مولانا آغا مہدی لکھنوی	جمعیت خدام عزا، کراچی
تاریخ لکھنؤ	مولانا باقر شمس	دارالتصنیف، رضویہ سوسائٹی، کراچی
تاریخ شیعیان علیؑ	علی حسین رضوی	امامیہ اکیڈمی، کراچی، ۱۹۹۲ء
تہذیب الاحکام	شیخ طوسی	طبع جدید
تاریخ العراق بین الاحتلالین	عباس عزاوی	طبع بغداد ۱۹۳۵ء
تاریخ طبرستان	بہاء الدین محمد بن حسن	طبع طہران، ۱۳۲۰ھ
تاریخ الکامل	ابن اثیر جزری	طبع بیروت
تاریخ دیالمیہ والغزنویان	عباس پرویز	موسسہ مطبوعاتی علی اکبر، طہران
تاریخ الدولۃ الفارسیۃ فی العراق	علی ظریف اعظمی	طبع بغداد، ۱۹۲۸ء
تاریخ آل امجادؒ	محمد عباس انصاری	
تاریخ کربلا و نجف	علامہ طیب آغا جزائری	۱۹۶۲ء ادارہ علوم آل محمدؐ، لاہور
تاریخ اعثم کوفی	اعثم کوفی	مکتبہ تعمیر ادب، لاہور

(ث)

ثواب الاعمال	شیخ صدوق	الکساء پبلشرز، کراچی

(ج)

جواہر الکلام	شیخ محمد حسن نجفی	طبع جدید، بیروت
جلاء العیون	علامہ مجلسی	شیعہ بک ایجنسی، لاہور
جغرافیہ خلافت مشرق	جی۔ لی۔ اسٹرینج	سنگ میل پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۸۷ء
جمھرۃ الانساب العرب	ابن حزم	طبع بیروت

(ح)

حولیۃ الکوفۃ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الحوادث الجامعة	کمال الدین بغدادی	طبع بغداد ۱۳۵۱ھ
حدیقة الزوراء فی سیرة الوزراء	عبدالرحمان سویدی	طبع بغداد، ۱۹۶۲ء
حلیة المتقین	علامہ مجلسی	امامیہ کتب خانہ، لاہور
حیات الحیوان	کمال الدین دمیری	نفیس اکیڈمی، کراچی

(خ)

خصائص زینبیہ	سید نور الدین جزائری	طبع طہران

(د)

دفتر ماتم (۲۰ جلدیں)	مرزا دبیرؔ	مطبع دبدبہ احمدی، لکھنؤ
دیوان فصاحت عنوان	میر مونسؔ	مطبع دبدبہ احمدی، لکھنؤ
دول الشیعة فی التاریخ	عبداللہ فہد نفیسی	طبع مکہ، ۱۹۷۳ء

(ر)

رجال نجاشی	احمد بن علی نجاشی کوفی	طبع طہران، ۱۴۱۶ھ
رجال علامہ حلی	ـ	ـ
رجال کشی	ـ	ـ
الروض الانف	ابوالقاسم عبدالرحمان سہیلی	طبع مصر، ۱۹۱۴ء
رجال مامقانی	ابوالقاسم عبدالرحمان سہیلی	طبع مصر، ۱۹۱۴ء
ریاحین الشرعیة	ذبیح اللہ محلاتی	طبع طہران
راس الحسینؑ	طاہر آل عکلة	طبع بیروت
رجال ابن داؤد	تقی الدین بن داؤد حلی	طبع نجف ۱۳۹۲ھ
روضة الحسینؑ فی خلاصة الاخبار الخافقین	مصطفیٰ نعیما بن محمد رومی	طبع قدیم

(ز)

زائر حسینؑ کا روزنامچہ	علی اختر	ایجوکیشنل پرنٹنگ پریس، کراچی

(س)

سفرنامہ ابن بطوطہ	ابن بطوطہ	مطبوعہ امرتسر، ۱۳۱۶ھ
سرفراز، رجب نمبر	ـ	۱۳۵۲ھ

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سفینۃ البکا	زاہد حسین جارچوی	افتخار بک ڈپو، لاہور
سلوک الزائرین	سید تفصیل حسین انبالوی	مطبع صحافی لاہور، ۱۸۸۸ء
سفرنامہ عراق، ایران	سید عباس رضا مشہدی	سرفراز قومی پریس لکھنؤ، ۱۹۳۱ء
سفرنامہ عراق، عرب والعجم	سید شہباز حسین کربلائی	اقبال برقی پریس، ملتان

(ش)

شعراء الغری	علی بن عبدالعلی خاقانی،	طبع نجف ۱۹۵۴ء
شہداء الفضیلۃ	عبدالحسین بن احمد امینی	طبع نجف، ۱۹۳۶ء

(ص)

صبر جمیل و برق غم	ثابت لکھنوی	مطبع یوسفی، دہلی
صبح الاعشٰی فی صناعۃ	شہاب الدین قلقشندی	طبع دمشق، ۱۹۸۷ء
صواعقِ محرقہ	ابن حجر مکی	شبیر برادرز، لاہور

(ط)

طبقات ابن سعد	محمد ابن سعد	نفیس اکیڈمی، کراچی
طراز المذہب	عباس قلی سپہر	طبع قدیم، ۱۳۱۵ھ
طبقات اعلام الشیعۃ	آغا بزرگ طہرانی	طبع بیروت ۱۹۷۲ء

(ظ)

ظل ممدود	مفتی محمد عباس لکھنوی	طبع اول، قدیم

(ع)

علل الشرائع	شیخ صدوق	الکساء پبلشرز، کراچی
العلق	مولانا آغا مہدی لکھنوی	جمعیت خدام عزا، کراچی
العراق فی عہد المغول	جعفر حسین حصباک	طبع بغداد، ۱۹۶۸ء

(ف)

فرحۃ الغری	ابن طاؤس	طبع نجف، ۲۰۱۰ء
فہرست ابن ندیم	ابن ندیم	طبع طہران، قدیم
فضل الکوفۃ ومساجدھا	محمد بن علی شجری	

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فوائد الرجالیۃ	محمد مہدی بحر العلوم	طبع طہران، ۱۳۶۳ھ

(ق)

قمقام زخار	فرہاد میرزا	طبع طہران، ۱۳۴۹ھ
قرب الاسناد	عبداللہ بن جعفر حمیری	طبع قم، ۱۴۱۳ھ
القاموس المحیط	مجد الدین محمد بن یعقوب	طبع بیروت ۱۴۱۳ھ

(ک)

کل شی	جریدہ بغداد، عراق	۲۵/اپریل ۱۹۶۶ء
کلیات مرثیہ مرزا فصیح	مرزا فصیح	مطبع جعفری لکھنؤ
کامل الزیارات	ابن قولویہ قمی	مکتبۃ الرضا، لاہور
کتاب النوادر	شیخ محمد حرز الدین	بحوالہ تاریخ النجف الاشرف
کافی	یعقوب کلینی	شمیم بک ڈپو، کراچی

(گ)

گلدستہ ثمر	ثمر لکھنوی	مطبع یوسفی دہلی، ۱۳۱۳ھ

(ل)

لسان العرب	ابن منظور	طبع بیروت

(م)

مراثی میر انیس	ترتیب نائب حسین نقوی	شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور
میلاد معصومینؑ	صفیر بلگرامی	صفیر بلگرامی اکیڈمی، کراچی
معارف سخن	میر عارف	سنگ میل پبلشرز، لاہور
ماضی النجف وحاضرھا	جعفر شیخ باقر آل محبوبہ	طبع نجف، ۱۹۵۸ء
مسلم ابن عقیلؑ	مولانا آغا مہدی لکھنوی	جمعیت خدام عزا، کراچی
مشہد الامام فی النجف	ڈاکٹر سعاد ماہر	طبع مصر، ۱۳۸۸ھ
المنتظم الناصری	محمد حسن خان	طبع قدیم
مضامین العجائب	مجموعہ مراثی	نظامی پریس لکھنؤ ۱۳۴۹ھ
المفصل تاریخ النجف	حسن الحکیم	طبع نجف اشرف

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مقاتل الطالبین	ابوالفرج اصفہانی	طبع بیروت
مشارق الانوار الیقین	حافظ رجب برسی	طبع نجف، ۱۴۱۶ھ
مدینۃ المعاجز	ہاشم بحرانی	ادارہ منہاج الصالحین، لاہور
المنتظم فی تاریخ الملوک والامم	ابوالفرج بغدادی	طبع بیروت، ۱۳۵۸ھ
منتخب التواریخ	محمد ہاشم مشہدی	مکتبۃ الساجد، ملتان
مراقد المعارف	شیخ محمد حرز الدین	طبع نجف، ۱۹۷۱ء
مباحث العراقیۃ	یعقوب سرکیس	طبع بغداد، ۱۹۵۵ء
معارف الرجال	شیخ محمد حرز الدین	طبع نجف، ۱۹۶۴ء
مراۃ الزمان فی تاریخ الاعیان	شمس الدین جوزی	
مناقب ابن شہر آشوب	ابن شہر آشوب	مکتبۃ الساجد، ملتان
مصباح الزائر	ابن طاؤس	طبع قدیم
معجم البلدان	شہاب الدین حموی	طبع بیروت
معارف	ابن قتیبہ	نفیس اکیڈمی، کراچی
مجالس المومنین	نور اللہ شوستری	رحمت اللہ بک ایجنسی، کراچی
موسوعۃ العتبات المقدسۃ	جعفر خلیلی	طبع بیروت، ۱۹۶۶ء
موسوعۃ النجف الاشرف	جعفر دجیلی	طبع بیروت، ۱۹۹۳ء
مساجد والمعالم فی روضۃ الحیدریہ	عبد المطلب موسوی خرسان	طبع دیوانیہ، ۱۴۳۰ھ
مرقد وضریح امیر المومنینؑ	صلاح مہدی فرطوسی	
من لا یحضرہ الفقیہ	شیخ صدوق	الکساء پبلشرز، کراچی
مستدرک الوسائل	میرزا حسین نوری	طبع بیروت ۱۴۰۸ھ

(ن)

نشرۃ الاسلاحۃ فی محل الاضافۃ	محمد علی خاقانی	
نزہۃ الغری	محمد بن عبود کوفی	طبع نجف، ۱۹۵۲ء
ناصر الزائرین	سید ارتضیٰ عباس نقوی	مرکز تحقیق علوم آل محمد، ۲۰۱۰ء کراچی
نادر نامہ	محمد حسین قدوسی	طبع خراسان، ۱۳۳۹ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نزہتہ المحبین فی فضائل امیر المومنین	جعفر نقدی	طبع نجف، ۱۳۴۷ھ
ناسخ التواریخ	سپہر کاشانی	طبع، طہران
النجوم الزاہرة	جمال الدین اتابکی	طبع مصر

(و)

وسائل الشیعۃ	حر عاملی	طبع بیروت
وقعۃ الصفین	نصر بن مزاحم منقری	طبع قاہرہ، ۱۳۲۸ھ

(ہ)

ہدایت الزائرین	خادم حسین ناروالی	کتب خانہ اثنا عشری، لاہور

انگریزی کتابیں

1- The travels of Pedro Texixeira, 1902, London.

2- C.Neibur - Voyageen Arabieetend autrespays, 1876.

3- Travel in Kurdistan and Mesopotamia, 1840, London.

4- Travel and Researches in chaldeac and susiana , London, 1857.

5- Nipparee or Exploration Adventure on the Euphrates, 1888, London

6- The Inns and Duts of Mesopotamia, 1923, London.

7- Baghdad Sketches, 1973, London.

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تاریخ کاظمین

تالیف وتحقیق
سید ارتضیٰ عباس نقوی

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تاریخ سامرہ

jabir.abbas@yahoo.com

تالیف وتحقیق
سید ارتضیٰ عباس نقوی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حضرت محسنؑ

(فضائل، روایات، مقتل)

jabir.abbas@yahoo.com

تالیف وتحقیق

سید ارتضیٰ عباس نقوی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

زندگانی

شہزادی اُم کلثومؑ

jabir.abbas@yahoo.com

تالیف و تحقیق

سید ارتضیٰ عباس نقوی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تاریخ ذوالفقار

(جلد اوّل)

jabir.abbas@yahoo.com

تالیف و تحقیق
سید ارتضیٰ عباس نقوی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حیات شہزادہ عبدالعظیمؑ

jabir.abbas@yahoo.com

تالیف و تحقیق

سید ارتضیٰ عباس نقوی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas